خیر و شر کی ازلی کشمکش سے جنم لینے والی ایک اثر انگیز داستان

تارِ عنکبوت





انوار صدیقی

1


خیروشر کی ازلی کشمکش سے جنم لینے والی ایک اثرانگیز داستان
aazzamm@yahoo.com

خیروشر کی ازلی کشمکش سے جنم لینے والی
ایک اثرانگیز داستان

(اول)

تارِ عنکبوت

انوار صدیقی

اسٹاکسٹ:۔
مکتبہ القریش سرکلر روڈ
اردو بازار، لاہور۔۲

باراوّل	:	2002ء
ناشر	:	محمد علی قریشی
مطبع	:	نیراسد پریس لاہور
سرورق	:	ذاکر
کمپوزنگ	:	وسیم احمد قریشی
قیمت	:	-/200روپے

پیش لفظ

آج اپنی کم مائیگی کا احساس ستا رہا ہے، اپنی تنگ دامنی پر افسوس ہو رہا ہے، اِدھر عمر کی نقدی بڑی تیزی سے خرچ ہو رہی ہے اُدھر برخوردار محمد علی قریشی کا اصرار بڑھتا جا رہا ہے کہ ہر دو تین ماہ بعد ایک طبع زاد ناول تخلیق کرتا رہوں۔

ہماری ملاقات دیر سے ہوئی، وہ ابھی چمن زارِ جوانی کے مرغزاروں میں قدم رکھ رہا ہے، میں عہد پیری کے آخری سنگ میل گن رہا ہوں، میری خواہش ہے کہ قلم دان اور کاغذ سمیٹ کر ایک طرف رکھ دوں، کچھ عرصہ ستا لوں لیکن محمد علی کے خلوص اور پیار کی گرمی تحریک دلاتی رہتی ہے۔ میں اس کی بے لوث محبت، خلوص اور بے پناہ اپنائیت کا مقروض بن کر رہ گیا ہوں۔ اگر تحریروں کے ذریعے ادائیگی نہ کی تو وہ رُوٹھ جائے گا۔ اس کی ناراضی مجھے منظور نہیں، چاہتوں میں یہی نازک رشتے تو نبھانے پڑتے ہیں، ایک دوسرے کی دل جوئی کا خیال رکھنا پڑتا ہے، ورنہ دلوں میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں، فاصلے بڑھنے لگتے ہیں۔

میں محمد علی قریشی کو ناراض نہیں کر سکتا۔ اس کا کہا نہیں ٹال سکتا۔ دوستوں کا حساب دل میں ہوتا ہے اور یہ حساب کتاب روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ میں ایک فون کرتا ہوں، محمد علی دوسری گاڑی سے کراچی آ جاتا ہے پھر میں نگاہیں کس طرح پھیر لوں؟ میں اس کی طبیعت سے واقف ہوں، وہ دیکھنے میں بالغ نظر آتا ہے لیکن اس کے وجود کے اندر ایک معصوم بچہ چھپا بیٹھا ہے جسے اس کا من پسند کھلونا مل جائے تو وہ بڑی سے بڑی چوٹ بھول کر کلکاریاں مارنے لگتا ہے۔ ایسا ایک کھلونا ہے میری دسترس میں! میں جانتا ہوں محمد علی کو ''انکا رانی'' کا کھلونا درکار ہے، وہی چھوٹی سی معصوم گڑیا، آفتوں کی پڑیا جس کی ہر ادا نرالی ہوتی ہے، جسے صرف میری اور محمد علی کی نہیں بلکہ لاکھوں پرستاروں کی تائید بھی حاصل ہے، وہ ابھی تک شائقین کے دلوں پر حکمرانی کر رہی ہے۔

مجھے ''انکا'' کو تحریر کئے اٹھائیس سال بیت گئے۔ آپ نے جس طرح ''انکا'' کی پذیرائی کی، جس انداز میں ''انکا'' کے حسین کردار کو پڑھ کر آسمان کی بلندیوں تک پہنچا

دیا وہ بھی میری ذات پر ایک احسان ہے۔''انکا'' کے دیوانے اسے اٹھائیس سالوں سے اپنے دل و دماغ میں بسائے ہوئے ہیں۔اس عرصے میں بہت سارے یار دوستوں نے ''انکا'' کے کردار پر شبخون مارا، اپنے ''دال دلیئے'' کی خاطر اس کے لازوال کردار کو استعمال کیا، یہ سب جانے پہچانے، دیکھے بھالے چہرے تھے، میں نے کسی سے شکوہ شکایت نہیں کی...... اب ان برادرانِ یوسف کی اُچھل کود ختم ہوگئی۔''انکا'' کسی کو راس نہیں آئی، سب تھک ہار کر بیٹھ گئے...... میں نے سوچا...... چلو ''انکا'' کو سکون تو ملا۔لیکن اب میرا سکون غارت ہونے کو ہے۔محمد علی قریشی کی پُرزور فرمائش ہے کہ میں ''امبر بیل'' کی تکمیل کے بعد اب ''انکا'' کو ''انکا رانی'' کے رُوپ میں پیش کروں...... ''انکا''، جس کا کردار لازوال ہے، جو ہر دور کی ضرورت ہے، ہر دور کی کہانی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوسکتی، ہمیشہ زندہ رہے گی۔اٹھائیس سال تک یہی ''انکا'' میرے ذہن میں بھی کلبلاتی رہی، سر پر پنجے چھوتی رہی، مجھے اُکساتی رہی کہ میں پھر اسے اس کے لاکھوں پرستاروں کے سامنے پیش کروں۔میں ٹالتا رہا تو وہ محمد علی کے سر پر چلی گئی۔اب محمد علی ''انکا'' کی ساحرانہ قوتوں کے زیرِ اثر مجھ سے بار بار اصرار کر رہے ہیں کہ میں ''انکا'' کو ''انکا رانی'' کے رُوپ میں پیش کروں۔

مجھے ''انکا رانی'' کو نئے ڈھب میں پیش کرنے کی خاطر زندگی کے اٹھائیس سالوں کو کریدنا ہوگا۔''انکا'' کے کردار کو پھر نت نئی شوخیوں اور شرارتوں کی راہ پر گامزن کرنا ہوگا۔میں ایک اشارہ کروں گا تو آپ کی ''انکا رانی'' ایک بار پھر نئے رنگ، نئے رُوپ میں نئے نئے ہنگامے دامن میں سمیٹے پھر ''سروں سروں'' پھدکتی پھرے گی۔آپ اس کو سراہیں گے تو اس کی ہنگامہ خیز طبیعت کا رنگ اور نکھر جائے گا۔محمد علی کی خوشیوں کا عالم بھی دیدنی ہوگا اور.........

بات کہاں سے کہاں نکل گئی۔میں ''تارِ عنکبوت'' کے لئے کچھ لکھنے بیٹھا تھا اور ''انکا رانی'' کی نئی چھب کے تصور ہی نے مجھے اپنے حسن کی حشر سامانیوں کے سحر میں اُلجھا لیا۔

''تارِ عنکبوت''......مکڑی کے جالے کو کہتے ہیں۔مکڑی جالا کیوں بنتی ہے؟ کسی شکار کو پھانسنے کی خاطر۔وہ اپنے لعابِ دہن سے ایسا خوبصورت جال تیار کرتی ہے کہ شکار خود بخود اس کی سمت راغب ہوتا ہے۔وہ ایک طرف گھات لگائے بیٹھی رہتی ہے، شکار کے جال میں پھنستے ہی قہر بن کر اُس پر ٹوٹ پڑتی ہے۔زیرِ نظر ناول میں بھی کچھ کردار ایسے موجود ہیں جو ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی خاطر اپنی اپنی پراسرار قوتوں کو بروئے کار لاتے ہیں۔ایک دوسرے کو شکار کرنے کی خاطر جال بنتے ہیں۔لیکن جیت ہمیشہ اسی کی ہوتی ہے جو حق پر ہوتا ہے۔مجھے قوی اُمید ہے کہ آپ کو میرے سابقہ ناولوں کی طرح ''تارِ عنکبوت'' بھی ضرور پسند آئے گا۔آپ کی تائید ہی میرے قلم کی جیت ہے، ورنہ میں کیا اور میری بساط کیا۔

آپ نے چھبیس سال تک ''امبر بیل'' کا انتظار کیا، جس انداز میں اسے ہاتھوں ہاتھ لیا میں اس کا بھی شکر گزار ہوں۔اب اٹھائیس سال بعد ''انکا رانی'' کو بھی ایک نئے انداز میں دیکھنے کو تیار رہیں۔''انکا'' کسی دن اچانک اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ اٹھلاتی، بل کھاتی، اپنی ہنگامہ خیزیوں کا جادو جگاتی، آنکھوں میں کاجل کے ڈورے سجائے، شانوں پر گیسو بکھرائے، گداز ہونٹوں پر کسی ''شکار'' کے تازہ خون کی سرخی سجائے، نئی سج دھج، نئی شرارتوں اور نئے ہنگاموں کے ساتھ آپ کے روبرو، آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔پھر...... آپ ہوں گے، آپ کی ''انکا رانی'' ہوگی...... میں درمیان سے ہٹ کر کچھ دیر سستا لوں گا۔

یادش بخیر
انوار صدیقی
یکم اگست 2001ء

کیسینو کی رنگینیاں اس وقت اپنے پورے شباب پر تھیں ویک اینڈ ہونے کی وجہ سے آج لوگوں کا ہجوم بھی زیادہ تھا کیسینو کا عملہ جو خوبصورت لڑکیوں اور تجربہ کار مردوں پر مشتمل تھا بڑی تندہی سے اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف تھا۔

خان شہباز جو کیسینو کی دنیا کا بیس سالہ تجربہ رکھتا تھا سروس کاؤنٹر کے قریب ایک اونچے اسٹول پر بیٹھا اپنی عقابی نظروں سے پورے ہال کا جائزہ لینے میں مصروف تھا جہاں آسودہ حال مردوں اور عورتوں کا ہجوم اپنے اپنے پسندیدہ مشاغل میں حصہ لے رہا تھا۔ خان شہباز کی مشاق نظریں کرسیوں اور میزوں کے درمیان گردش کرتی ہوئی اس سیاہ فام حبشی پر آکر رک گئیں جو ہال کے مشرقی گوشے میں لوگوں سے الگ تھلگ کھڑا بظاہر مے نوشی میں مصروف دکھائی دے رہا تھا لیکن خان شہباز جانتا تھا وہ اس وقت بھی رنگ بال کی میز کے گردجمع مختلف رنگ و نسل کے لوگوں کی طرف متوجہ تھا جو نمبروں کے درمیان اچھلتی ہوئی گیند پر بڑی بڑی رقمیں لگا کر اپنی قسمت آزما رہے تھے۔ جب رنگ بال کا آپریٹر سوئچ دبا کر کھیل کا آغاز کرتا تو ہجوم کے درمیان خاموشی طاری ہو جاتی لیکن مشین کے رکتے ہی شور و غل کا طوفان ابل پڑتا تھا جیتنے والے خوشی کے اظہار میں فلک شگاف نعرے بلند کرتے اور ہارنے والے یا تو ہونٹ چبا کر صبر کرلیتے یا اپنی قسمت کو گالی بک کر غم غلط کرنے کی کوشش کرتے۔

سیاہ فام حبشی جس کا نام ہوٹل کے رجسٹر میں درج شدہ کوائف کے مطابق فزارو تھا پستہ قد اور گٹھے ہوئے جسم کا مالک تھا اس کا تعلق جنوبی افریقہ سے تھاخاصا خوش پوش اور چاق و چوبند نوجوان تھا چہرے سے سنجیدہ نظر آتا تھا لیکن اس کی آنکھیں جس انداز میں چمکتی نظر آتی تھیں وہ اس بات کی غماز تھیں کہ وہ نہایت چالاک دوراندیش اور شاطرانہ طبیعت کا مالک تھا۔

ہوٹل میں فزارو کے قیام کی مدت دو ہفتے سے زیادہ تھی لیکن خان شہباز کی نظروں نے بھانپ لیا تھا کہ وہ محض تفریح کی غرض سے وہاں نہیں آیا تھا۔ بلیومون میں اس کے

قیام کا مقصد وہ نہیں تھا جو ظاہر کیا گیا تھا خان شہباز کے اندازے کے مطابق فزارو کسی خاص مہم پر تعینات تھا پھر فزارو کا کھوج لگاتے لگاتے توشی ' بھی خان شہباز کی نظروں میں آ گئی۔

بلیو مون میں توشی کا قیام فزارو کی آمد کے کم و بیش پانچ روز بعد عمل میں آیا تھا لیکن فزارو کے برعکس توشی نے اپنے مختصر قیام کے باوجود ہوٹل کے عملے اور وہاں آنے جانے والے مستقل گاہکوں اور ممبروں کے درمیان خاصی شہرت حاصل کر لی تھی جس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ وہ بہت حسین اور خوبصورت خدوخال کی مالک تھی اور جنس مخالف کے لئے اپنے اندر ایک خاص کشش رکھتی تھی دوسری وجہ اس کی خوش قسمتی تھی جس نے دوسروں کو اس کی طرف متوجہ کر دیا تھا جوا کھیلتے وقت وہ لمبی لمبی رقمیں داؤ پر لگانے سے مطلق دریغ نہیں کرتی تھی خان شہباز کی اطلاع کے مطابق جب سے توشی نے کیسینو میں قدم رکھا تھا۔ ابھی تک کسی ایک بازی میں بھی اسے شکست کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ وہ لوگوں سے محتاط رہ کر ملنے کی عادی تھی کیسینو کے مستقل گاہکوں کے درمیان توشی کو قسمت کی دیوی کے نام سے یاد کیا جاتا تھا وہ جس میز پر جاتی جس بازی پر رقم لگاتی وہاں قسمت کی دیوی اس پر مہربان نظر آتی دل پھینک اور سنجیدہ طبقے کے بے شمار افراد نے توشی کے قریب جانے اور اس سے بے تکلف ہونے کی کوشش کی لیکن کامیابی کسی کے حصے میں نہیں آئی پھر ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جس نے توشی کی شخصیت کو اور زیادہ اجاگر کر دیا۔

اس روز توشی ایک میز پر چار افراد کے ساتھ بیٹھی فلش کھیل رہی تھی چاروں افراد کیسینو کے پرانے ممبر تھے ان میں اڈگر بھی شامل تھا جس کا شمار بہترین شارپرز میں ہوتا تھا جو لوگ اڈگر سے واقف تھے اس کے ساتھ تاش کھیلنے سے ہمیشہ پرہیز ہی کرتے تھے تاش کے پتوں کے معاملے میں وہ بے تاج بادشاہ کے نام سے جانا جاتا تھا توشی کی "خوش قسمتی" نے اڈگر کو بھی اس کی طرف متوجہ کر دیا پھر وہ اسے اپنی میز تک لانے میں کامیاب بھی ہو گیا اڈگر کو اپنی کامیابی کا یقین تھا اس کے باقی تین ساتھی اس شرط پر کھیل میں حصہ لینے پر آمادہ ہوئے تھے کہ اڈگر کھیل کے اختتام پر ان کی ہاری ہوئی رقم واپس کر دے گا۔ کیسینو کے بے شمار ممبران اس میز کی طرف متوجہ تھے جہاں توشی' اڈگر اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھی کھیل رہی تھی ان کی دلچسپی کا سبب توشی کی حسین اور خوبصورت شخصیت کے علاوہ اڈگر جیسے شاطر کھلاڑی کی ذات بھی تھی۔

کھیل شروع ہوا تو اڈگر جان بوجھ کر ہارتا رہا۔ اسے اپنی شارپنگ پر اعتماد تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ جب چاہے گا ایک بازی میں اپنی تمام ہاری ہوئی رقم وصول کر لے گا دوسروں

کے علاوہ خان شہباز بھی قریب ہی کھڑا اس کھیل کو بغور دیکھ رہا تھا وہ جہاں موجود تھا وہاں سے اڈگر کے پتے بہ آسانی دیکھے جا سکتے تھے خان شہباز کو بھی یقین تھا کہ قسمت کی دیوی اڈگر کے مقابلے میں توشی کا ساتھ نہ دے گی لیکن پھر جو کچھ ہوا اس نے خود خان شہباز کی عقل کو بھی گنگ کر دیا اگر اس نے اپنی نگاہوں سے اڈگر کے پتے نہ دیکھے ہوتے تو شاید وہ کسی قیمت پر اس پراسرار اور ناقابل یقین بات پر کان نہ دھرتا مگر اس نے اپنی نظروں سے اڈگر کو کچھ دیر تک بلائنڈ کرنے کے بعد ایک مخصوص انداز میں پتے اٹھاتے دیکھا تھا اس کے ہونٹوں پر ابھرنے والی معنی خیز اور شریر مسکراہٹ اس بات کی غمازی کر رہی تھی کہ اس نے توشی کو اس بازی میں اپنے بچھائے ہوئے جال میں پوری طرح جکڑ لیا ہے۔ خان شہباز نے اڈگر کے ہاتھ میں آہستہ آہستہ چسل کر کے بعد دیگرے تین اکوں کو نمودار ہوتے دیکھا گویا اب توشی کی شکست یقینی تھی۔

اڈگر جو اپنے فن کا ماہر تھا کچھ دیر تک تاش کے پتوں کو یوں دیکھتا رہا کہ جیسے اگلی چال چلنے کے بارے میں غور کر رہا ہو ' دراصل وہ توشی کو باور کرانا چاہتا تھا کہ اس کے ہاتھ میں کچھ زیادہ مضبوط پتے نہیں ہے دوسری جانب توشی بھی سنجیدہ تھی اور اڈگر کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا بغور جائزہ لے رہی تھی جب اڈگر نے چال چلنے میں کچھ ہچکچاہٹ اور تامل کا مظاہرہ کیا تو اس نے بڑی معصومیت سے کہا۔

"کیا سوچ رہے ہو مسٹر اڈگر..................... کیا پیک کرنے کا ارادہ ہے؟"

"آں............. اڈگر یوں چونکا جیسے کچی نیند سے بیدار ہو گیا ہو وہ توشی کو پوری طرح اپنے بنے ہوئے جال میں پھانسنے کا خواہشمند تھا ایک ثانئے کے لئے پہلے اس نے توشی کو پھر اپنے پتوں کو غور سے دیکھا پھر پتے میز پر رکھ کر اس نے قریب رکھے ہوئے گلاس کو اٹھا کر دو لمبے لمبے گھونٹ لئے اس کے بعد قدرے الجھے ہوئے انداز میں ایک اور چال چل دی۔ "ڈبل..................." توشی نے اڈگر کی رقم کے مقابلے میں دوگنی رقم بورڈ کی سمت سرکاتے ہوئے کہا "مسٹر اڈگر....... کیا میں یہ سمجھوں کہ تم خود کو تذبذب میں مبتلا کر کے مجھ سے کوئی لمبی رقم جیتنے کا منصوبہ بنا رہے ہو۔"

"ایک چال اور......" اڈگر نے توشی کی بات کا جواب دینے کی بجائے جھلاہٹ میں ایک اور چال چلی' وہ اپنے شکار کو پوری طرح اپنی گرفت میں جکڑنے کے ماہرانہ حربے استعمال کر رہا تھا اس کے تینوں ساتھی بڑی سنجیدگی سے آخری نتیجے کا انتظار کر رہے تھے۔"

بورڈ پر رقم میں کثیر اضافہ ہوتا گیا اڈگر ہر چال پر تلملا رہا تھا اور توشی اس کے برخلاف

نہایت سکون اور اطمینان سے ڈبل کرتی جا رہی تھی خان شہباز کی دلچسپی بھی بڑھتی جا رہی تھی اسے کامل یقین تھا کہ آج پہلی بار توشی کو شکست کا سامنا ہوگا۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا وہ میز کے اور قریب چلا گیا' قرب و جوار کی میزوں پر بیٹھے ہوئے افراد بھی اس بازی کے ختم ہونے کے منتظر تھے۔

"مسٹر اڈگر......" توشی نے حسب سابق اڈگر کی اگلی چال پر دوگنی رقم داؤ پر لگاتے ہوئے کہا۔ "اگر تم برا نہ مانو تو ایک بات کہوں؟"

"کہو............" اڈگر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا پھر" گلاس اٹھا کر باقی ماندہ شراب حلق کے نیچے اتارنے لگا۔ "میں نے زندگی میں کبھی ہارنا نہیں سیکھا .... اس لئے میرا مشورہ ہے کہ تم شو کرالو۔"

"نان سنس ...." اڈگر نے یکلخت اپنے تیور بدل کر کہا۔ "کیا تم میرا مذاق اڑانا چاہتی ہو؟"

"حالات کو تبدیل ہوتے دیر نہیں لگتی میرے عزیز!" توشی نے برہمی کے جواب میں ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے نہایت معصومیت سے کہا۔ "ضرورت سے زیادہ اعتماد اکثر انسان کو شرمندگی سے بھی دوچار کر دیتا ہے"

"یہی بات میں تمہیں بھی سمجھانا پسند کروں گا۔" اڈگر نے پراعتماد لہجے میں جواب دیا پھر اس نے ایک اور چال چلنے کے بعد دوبارہ اپنے سامنے میز پر رکھے ہوئے تینوں پتوں کو اٹھا کر آہستہ آہستہ دیکھنا شروع کیا اپنی اس حرکت سے وہ توشی کو مکمل طور پر تباہ کر دینے کے لئے اپنے بنے ہوئے جال کو اور مضبوط کرنے کا خواہش مند تھا لیکن اس وقت اڈگر کے علاوہ خان شہباز کی آنکھیں بھی حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں جب اس نے تین اکوں کی جگہ دو اکے اور ایک غلام کو دیکھا حکم کا اکا جو خان شہباز نے خود اپنی آنکھوں سے اڈگر کے ہاتھ میں دیکھا تھا اب حیرت انگیز اور پراسرار طور پر چڑیا کے غلام میں تبدیل ہو چکا تھا ......

خان شہباز کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں جو کچھ اس نے دیکھا وہ ناقابل یقین تھا اس کے کان میں توشی کے کہے ہوئے جملے گونجنے لگے یقیناً وہ کوئی نادیدہ اور غیر مرئی پراسرار قوت ہی ہو سکتی تھی جس نے تاش کی بازی کا رخ توشی کے حق میں پلٹ دیا تھا۔

اڈگر پر جنونی کیفیت کا طاری ہو جانا یقینی امر تھا وہ دیوانوں کی طرح بپھرے ہوئے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا اس کی خوفناک نظریں توشی کو گھور رہی تھیں اس وقت خان شہباز نے فزارو کو پہلی بار توشی کی پشت پر نمودار ہوتے دیکھا اس کی نگاہوں سے قہر و غضب کی

چنگاریاں لپک رہی تھیں۔ تیور بتا رہے تھے کہ اگر اڈگر نے توشی کو گزند پہنچانے کی جسارت کی تو وہ اسے خونخوار درندے کی طرح پھاڑ کھانے سے دریغ نہیں کرے گا۔ اڈگر کے تینوں ساتھی حیران نظر آ رہے تھے وہ اڈگر کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"کیا بات ہے مسٹر اڈگر..............؟" توشی نے اس کا مضحکہ اڑانے والا انداز اختیار کیا۔ "کیا تم شو کئے بغیر ہی اپنی شکست تسلیم کر کے جانے کا ارادہ کر رہے ہو......؟"

اڈگر نے جواب دینے کی بجائے دیوانگی کے عالم میں تاش کی گڈی اٹھا کر اسے الٹنا پلٹنا شروع کر دیا حکم کا اکا وہاں بھی نہیں تھا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر توشی کے پتے پلٹ کر دیکھے تو اس کا دماغ چکرا کر رہ گیا توشی کے پاس حکم کے اکے کے علاوہ حکم کا بادشاہ اور حکم کی بیگم بھی موجود تھی اڈگر کی حرکت نے قرب و جوار میں موجود لوگوں کو بھی سراسیمہ کر دیا تھا خان شہباز محسوس کر رہا تھا کہ حالات بگڑ سکتے ہیں اس لئے اس نے نہایت ہوشیاری سے اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشاروں سے حالات پر قابو پانے کی ہدایت کی پھر تیزی سے اڈگر کے قریب پہنچ کر بولا۔ "کیا معاملہ ہے مائی ڈیئر..............." آپ کچھ پریشان نظر آتے ہیں ...... کیا میں آپ کے کسی کام آ سکتا ہوں؟"

"نو.............. تھینکس۔" اڈگر نے قہر آلود انداز میں اپنا نچلا ہونٹ چباتے ہوئے کہا پھر خلاف توقع تیزی سے پلٹا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہال سے باہر نکل گیا۔ جاتے ہوئے اس نے اپنی بچی ہوئی رقم بھی اٹھانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ لوگ حیران و پریشان ایک دوسرے کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

خان شہباز اور اس کے کارندوں نے بہت جلد سچویشن کو کنٹرول کر لیا تھا اڈگر کے جانے کے کچھ دیر بعد توشی بھی وہاں سے رخصت ہوگئی جاتے جاتے اس نے ایک اچٹتی ہوئی نگاہ فزارو پر ڈالی پھر معنی خیز انداز میں مسکراتی ہوئی ڈانسنگ فلور کی جانب چلی گئی .... خان شہباز نے فزارو کے ہونٹوں پر بھی بڑی پراسرار مسکراہٹ ابھرتے دیکھی تھی .... جو واقعہ رونما ہوچکا تھا وہ ناقابل فہم تھا لیکن خان شہباز نے یہ ضرور محسوس کر لیا تھا کہ فزارو اور توشی کے درمیان کوئی پراسرار تعلق ضرور ہے اور اسی احساس نے اسے ان دونوں میں دلچسپی لینے پر مجبور کر دیا تھا۔

فزارو اس وقت بھی خود کو بظاہر دوسروں سے لاتعلق ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن خان شہباز جانتا تھا کہ وہ رنگ بال کی میز کے قریب کھڑا توشی کی نگرانی کر رہا ہے جو ہجوم کے درمیان موجود بڑی فراخدلی سے لمبی لمبی رقم داؤ پر لگا رہی تھی اور برابر جیت رہی تھی۔

"باس......" کاؤنٹر کے دوسری جانب کھڑی ہوئی برطانوی نژاد مونا نامی لڑکی نے خان شہباز کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "میں محسوس کر رہی ہوں کہ تم ادھر کچھ دنوں سے سنجیدہ سنجیدہ نظر آ رہے ہو...... کوئی خاص بات......؟"

"تمہارا کیااندازہ ہے ......؟ خان شہباز نے پلٹ کر مونا کو دیکھا۔ دیکھنے کا انداز بتا رہا تھاکہ وہ مونا سے خاصا بے تکلف ہے۔

"توشی کی مسلسل جیت۔" مونا بولی۔ "اگر وہ اس طرح رقمیں بٹورتی رہی تو یا لوگ کیسینو کارخ کرنا۔ چھوڑ دیں گے یا پھر بگ باس کو توشی کو کیسینو سے دور رکھنے کی کوئی موثر ترکیب سوچنی پڑے گی۔"

"بگ باس اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر وقت ضائع کرنے کا عادی نہیں ہے البتہ مجھے ہی کچھ سوچنا پڑے گا۔"

"توشی مختلف انداز کی لڑکی ہے" مونا نے زیرلب مسکراتے ہوئے جواب دیا اس کے سلسلہ میں تمہاری دال گلنی مشکل ہوگی۔"

"دولت کی طاقت اور اس کا نشہ بڑے بڑوں کو زیر کر دیتا ہے۔" خان شہباز نے سوچتے ہوئے کہا۔ "منیجر نے مجھے بتایا ہے کہ توشی نے ایک ماہ کے لئے اپنا سوٹ بک کرایا ہے اگر اس کا قیام طویل ہوا تو میں اسے کیسینو کے اکاؤنٹ میں کھیلنے کی دعوت ضرور دوں گا میرا خیال ہے کہ اگر وہ ساٹھ فیصد کے عوض بھی تیار ہوگئی تو یہ سودا ہمارے لئے خسارے کا نہیں ہوگا"

"تمہاری یہ آفر دوسروں کے لئے یقیناً پرکشش ہو گی لیکن توشی اسے قبول نہیں کرے گی۔" مونا نے سنجیدگی سے کہا۔ کیا تم بھول رہے ہو کہ اس نے اوگر سے کیا کہا تھا ...... اس نے زندگی میں کبھی ہارنا نہیں سیکھا ایسی صورت میں وہ چالیس فیصد سے دست بردار ہونے پر کبھی رضامند نہیں ہوگی۔"

"وقت آنے پر دیکھا جائے گا۔" خان شہباز نے لاپروائی سے جواب دیا پھر مدہم لہجے میں بولا۔ "اس سیاہ فام حبشی کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے ہوٹل کے اندراجات کے مطابق وہ یہاں سیاحی کی غرض سے آیا ہے لیکن......"

"...... ہر وقت سائے کی طرح توشی کے ارد گرد منڈلاتا رہتا ہے۔" مونا نے جملہ مکمل کر دیا۔"

"کیا تم نے بھی اس بات کو نوٹ کیا ہے خان شہباز چونکا۔"

"میرا خیال ہے کہ چونکہ فزارو کا تعلق بھی افریقی ممالک سے ہے اس لئے وہ توشی جیسی سونے کا انڈا دینے والی مرغی کو پھانسنے کے چکر میں لگا ہے لیکن ابھی تک اس نے توشی سے قریب ہونے کی کوئی کوشش نہیں کی ...... ہو سکتا ہے وہ دیر آید درست آید کا قائل ہو۔"

"مجھے کم از کم تم سے ایسے سطحی جواب کی توقع نہیں تھی۔"

"کیا مطلب؟"

"میرا خیال ہے کہ فزارو اور توشی ایک دوسرے سے بخوبی واقف ہیں لیکن کسی خاص مقصد کے تحت انہوں نے خود کو ایک دوسرے کے لئے اجنبی بنا رکھا ہے....."

"اس خیال کی کوئی معقول وجہ بھی ہو گی؟" مونا نے سنجیدگی سے وضاحت چاہی۔

"خان شہباز نے اپنے بال دھوپ میں سفید نہیں کئے...... کیسینو کی زندگی کا بیس سالہ تجربہ کچھ کم نہیں ہوتا۔"

"وہ اسی طرف آ رہا ہے۔" مونا نے آہستہ سے خان شہباز کو ہوشیار کیا۔ پھر اپنے کام میں مصروف نظر آنے لگی خان شہباز نے نظریں گھما کر دیکھا فزارو بڑے پروقار انداز میں قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی طرف آ رہا تھا اس وقت بھی اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی مسلط تھی۔ لیکن آنکھیں مخصوص انداز میں چمک رہی تھیں۔ کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر اس نے محض ایک سرسری نظر خان شہباز پر ڈالی پھر مونا کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

"خوبصورت لڑکی ...... کیا تم اپنے نازک ہاتھوں سے میرے لئے ایک کاک ٹیل تیار کرنے کی زحمت کر سکتی ہو؟"

"کیوں نہیں۔" مونا نے اپنے ہونٹوں پر ایک دل آویز کاروباری تبسم بکھیرتے ہوئے کہا۔ پھر اپنی پسند کا کاک ٹیل بنا کرفزارو کے سامنے رکھ دیا۔

فزارو نے گلاس اٹھا کر ایک چھوٹا گھونٹ لیا کسی بلا نوش کے انداز میں ہونٹوں کے درمیان اس کے ذائقے کو محسوس کیا۔ پھر تعریفی لہجے میں بولا۔ "بہت خوب ...... تمہارا انتخاب میری پسند سے کہیں زیادہ معیاری اور لذت آمیز ثابت ہوا ہے ...... یقیناً ایک بڑے انعام کی مستحق ہو۔" اس نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر اپنا بٹوہ نکالا جو بڑے بڑے غیرملکی کرنسی نوٹوں سے بھرا ہوا تھا۔

"پلیز مسٹر فزارو......" مونا نے اس کا ارادہ بھانپتے ہوئے تیزی سے کہا آپ نے میری جو تعریف کی ہے وہی میرے لئے کسی بڑے انعام سے کم نہیں ہے۔"

"گڈ......" اس نے بٹوہ واپس جیب میں رکھ لیا۔ کاک ٹیل کی ایک چسکی لیتے ہوئے بولا۔ "مجھے خوشی ہوئی کہ تم ہوٹل اور کلبوں میں کام کرنے والی ان لڑکیوں سے مختلف ہو جو بڑے نوٹوں کی ایک جھلک دیکھ کر ندیدوں کی طرح ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگتی ہیں...... نام کیا ہے تمہارا......؟"

"مونا...... مونا کرسٹی۔"

"بہت خوب...... تمہارا نام بھی تمہاری ہی طرح خوبصورت ہے لیکن......"

فزارو نے اپنا جملہ مکمل نہیں کیا اور بڑی سنجیدگی سے مونا کی نگاہوں میں جھانکنے لگا خان شہباز اس کی ایک ایک حرکت کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔

"آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے مسٹر فزارو!" مونا نے پلکیں جھپکاتے ہوئے مسکرا کر دریافت کیا۔

"ہاں...... میں تمہیں بتانا چاہوں گا خوبصورت لڑکی کہ فزارو اپنے اصول کے معاملات میں بہت سخت گیر طبیعت کا مالک ہے اس کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں...... آہنی چٹانوں کی مانند۔"

"میں...... میں سمجھی نہیں۔"

جواب میں فزارو نے کاک ٹیل کے دو تین گھونٹ لئے پھر ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولا۔ "میں نے طے کرلیا ہے کہ تمہیں اس کاک ٹیل کے عوض کوئی انعام ضرور دوں گا......"

"یہ فزارو کا فیصلہ ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت ٹال نہیں سکتی۔"

"اور اگر میں آپ کا انعام قبول کرنے سے انکار کر دوں تو......" مونا نے پیشہ ورانہ نگاوٹ کا فرضی اظہار کیا۔

"تم انکار کرنا چاہو تو بھی نہیں کر سکو گی...... میں تمہارے انعام کا فیصلہ کر چکا ہوں اور یہ انعام تمہاری توقع سے کہیں زیادہ ہو گا...... پھر شاید تمہیں ہوٹلوں اور کلبوں میں ملازمت کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے۔"

"آپ...... آپ شاید میرے ساتھ مذاق کررہے ہیں"

"میں ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو دوسروں کی نجی زندگی کا کھوج لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔" اس بار فزارو نے کنکھیوں سے خان شہباز کو دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر کاک ٹیل کا آخری گھونٹ لیتے ہوئے نہایت ٹھوس لہجے میں بولا۔ "لیکن تمہاری بات اور ہے...... اور

اسی لئے میں تم کو بتانا چاہتا ہوں کہ پندرہ منٹ کے اندر اندر تم ایک کثیر دولت کی مالک بننے والی ہو۔"

"کیا آپ مستقبل میں دیکھنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ مسٹر فزارو!" خان شہباز نے پہلی بار اسے مخاطب کیا۔

"تمہاری تعریف......" فزارو نے جواب میں خان شہباز کو خشک نظروں سے دیکھا۔

"میں کیسینو میں فلور انچارج کی حیثیت سے......"

"ابھی نہیں...... میں پھر کسی وقت تمہارے سوال کا جواب ضرور دوں گا۔" فزارو نے بدستور خشک لہجے میں جواب دیا پھر تیزی سے پلٹ کر رنگ بال والی میز کی سمت قدم اٹھانے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ میری تیار کردہ کاک ٹیل نے فزارو کو بہت جلدی نشے کی حالت سے دوچار کر دیا ہے۔" فزارو کے جانے کے بعد مونا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن میرا خیال تمہارے اندازے کے برعکس ہے۔"

"کیا مطلب...... کیا فزارو نے میرے بارے میں جو پیش گوئی کی ہے وہ درست ثابت ہو گی؟"

"ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو......"

"باس...... کہیں اس وقت تم بھی تو نشے کی حالت سے دوچار نہیں ہو......؟"

خان شہباز نے جواب میں کچھ کہنا چاہا لیکن اسی لمحے فون کی گھنٹی بجی اور مونا نے لپک کر ریسیور اٹھا لیا دوسری سمت سے بولنے والا اس کے بوڑھے باپ کے سوا کوئی اور نہیں تھا لیکن اس نے فون پر مونا کو جو خوشخبری سنائی تھی اسے سن کر مونا ایک لمحے کو بوکھلا گئی۔

"اوہ پاپا............... کیا تم نے ٹیلی ویژن پر دکھائے جانے والے نمبروں کو پڑھنے میں غلطی تو نہیں کی.............. کیا کہا................ بیس لاکھ روپے کا بمپر پرائز...... اوہ نو............... لاٹری کا وہ ٹکٹ کہاں ہے...... ٹھیک ہے...... تم اسے سنبھال کر رکھو............... اور سنو دروازے اور کھڑکیوں کو اندر سے بولٹ کر لو...... ہاں ہاں............... میں فوراً آ رہی ہوں۔"

خان شہباز مونا کی گفتگو سن کر اس بات کا اندازہ لگا چکا تھا کہ لاٹری کے کسی ٹکٹ پر اس کے نام بیس لاکھ کا انعام نکلا ہے۔ مونا نے جلدی جلدی کاؤنٹر پر بکھرا ہوا سامان سمیٹا پھر

تیزی سے لمبے لمبے قدم اٹھاتی ہال سے باہر نکل گئی خوشی میں وہ اس قدر دیوانی ہو گئی تھی کہ اس نے فزارو کی پیش گوئی درست ثابت ہونے پر اس کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا ...... خان شہباز نے مونا کے جانے کے بعد نظریں گھما کر فزارو کی طرف دیکھا جو رنگ بال کی میز کے قریب کھڑا بڑے پراسرار انداز میں مسکرا رہا تھا۔ خان شہباز کی کشادہ پیشانی پر بے شمار سلوٹیں نمودار ہو کر آپس میں گڈمڈ ہونے لگیں ....

○

فیصل ناصر نے ڈائننگ ہال میں قدم رکھا تو بیشتر لوگوں کی نظریں اس کی جانب اٹھنے لگیں۔ وہ چھبیس سال کا ایک دراز قد اور خاصا وجیہہ نوجوان تھا قدرت نے اسے مردانہ حسن کی دولت سے دل کھول کر نوزا تھا شاید یہی وجہ تھی کہ اس کی شخصیت میں بے پناہ کشش موجود تھی وہ عورتوں اور مردوں دونوں حلقوں میں یکساں طور پر مقبول تھا ابھی تک اس نے شادی نہیں کی تھی اس لئے لڑکیوں کے سرکل میں اسے کسی دیوتا کی طرح پوجا جاتا تھا' جانے کتنی لڑکیوں نے اسے اپنے خوابوں میں بسا رکھا تھا۔ دل ہی دل میں اس کی پرستش کئے جا رہی تھیں۔

باپ کی موت کے بعد وہ بلا شرکت غیرے کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا وارث بن گیا تھا لوگوں کا خیال تھا کہ جوانی میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ جانے کے بعد اربوں روپوں کی دولت اور کروڑوں کی جائیداد کا نشہ اس کے قدموں کو لڑکھڑا دے گا لیکن فیصل نے لوگوں کے اندازوں کو یکسر غلط ثابت کر دیا۔

ناصر انٹرپرائز کی کرسی پر بیٹھنے کے بعد بھی اس کی طبیعت میں کوئی نمایاں تبدیلی واقع نہیں ہوئی اس نے بہت جلد باپ کے کاروبار کو اتنی خوبی سے سنبھالا کہ ہر شخص اس کی ذہانت اور دور اندیشی کا گرویدہ ہو گیا۔ اس کی کامیابی میں اس کی اپنی شخصیت کو بھی بہت دخل تھا کاروباری رموز کی سوجھ بوجھ اسے باپ سے ورثے میں ملی تھی اور اچھے برے کی تمیز کا سلیقہ اس نے ماں کی تربیت سے حاصل کیا تھا وہ دوسروں کی عزت کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی عزت کرانا بھی جانتا تھا خاص طور پر کاروباری معاملات میں اس نے باپ کی گدی سنبھالنے کے ساتھ ساتھ ان کے ٹھوس کاروباری اصول بھی اپنا لئے تھے۔ جس کی وجہ سے اس کا کاروبار روز افزوں ترقی کر رہا تھا اس ترقی میں اس کی ماں کی دعائیں بھی شامل تھیں۔

کاروباری معاملات سے ہٹ بے چینی سے اس کی آمد کا منتظر رہا ہو۔ خان شہباز کھول کر حصہ لیتا تھا زندگی کے مختلف تھم لیکن ...ے کرنا اور اقت ...کو عزت و کی طبیعت کا خاصہ تھا ہوٹلوں اور کلبوں میں جانا بھی اس کے معمول میں تھی ڈانسنگ فلور پر وہ گھنٹوں لڑکیوں کے ساتھ رقص کرتا اس کا خیال تھا کہ رقص انسان کے جسمانی نشوونما کو برقرار رکھنے کا ایک موثر ذریعہ ہے اسے اپنے اوپر اعتماد تھا اس لئے وہ ایک خاص حد تک محدود رہتا تھا اس سے تجاوز کرنے کی کوشش کبھی نہیں کرتا تھا۔

دوستوں کے ساتھ وہ اکثر کیسینو کے ہنگاموں میں بھی شریک ہوتا اس کے ستارے عروج پر تھے اس لئے جب بھی تفریح طبع کے لئے کسی بازی پر داؤ لگاتا جیت اس کا مقدر بن جاتی قدرت شاید اس طرح بھی اس کا امتحان لینا چاہتی تھی وہ ناکام نہیں ہوا جب بھی جیت کی رقم وصول کرتا وہیں کھڑے کھڑے اسے ہارے ہوئے جواریوں کے درمیان تقسیم کر دیتا عام حالات میں بھی نچلے طبقے کے ضرورت مندوں کو دل کھول کر نوازتے رہنا اس کی عادت تھی ہوٹل اور کلب کے بیرے ہمیشہ اس کی راہ دیکھا کرتے۔ وہ کسی معمولی خدمت کے عوض بھی انہیں خاصی معقول رقم بطور ٹپ انعام یا بخشش کے طور پر دے دیا کرتا تھا۔ فیصل کی اسی فیاضی اور دریا دلی کے سبب لوگ اسے پرنس کے نام سے یاد کرتے تھے۔

اس وقت بھی جب فیصل نے ڈائننگ ہال میں قدم رکھا تو اکثر خواتین و حضرات اسے پرنس کے نام سے مخاطب کر کے اس کی خیریت دریافت کی تھی سفید رنگ کے داغ سفاری سوٹ میں وہ حقیقتاً کسی ملک کا پرنس ہی لگ رہا تھا لوگوں کے درمیان سے گزرتا انہیں وش کرتا ہوا وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف گیا جہاں بلیومون کی ایک پرانی اور تجربہ کار اسٹاف ممبر جولیا اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ گاہکوں کو اٹینڈ کرنے میں مصروف تھی۔ فیصل کو دیکھ کر اس نے مسکراتے ہوئے خوش آمدید کہا پھر بولی۔ "آج بہت دنوں بعد آپ نے بلیومون کو عزت بخشی ...... فرمائیے میں کیا خدمت کر سکتی ہوں؟"

"فریش لائم کا ایک ٹھنڈا گلاس۔" فیصل نے دستی گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا "میں بیٹھوں گا نہیں ...... دس منٹ بعد مجھے کیسینو میں کسی سے ملنا ہے۔"

"مادام توشی......" جولیا نے اپنے دوسرے ساتھی کو فریش لائم تیار کرنے کی ہدایت کرنے کے بعد مدہم لہجے میں کہا۔ "اگر میرا اندازہ درست ہے تو میں آپ کو محتاط رہنے کا مشورہ دوں گی۔"

"میں یہ نام پہلی بار سن رہا ہوں لیکن تمہارے محتاط رہنے کے مشورے نے میرے

ے یہاں دیکھ کر تمہارے ذہن میں مادام

تیزی سے لمبے لمبے بھرا......" نکل گئے

اس "آج کل بلیومون میں کیسینو کے حوالے سے صرف یہی ایک نام گردش کر رہا ہے۔" جولیا نے فیصل کو توشی کے بارے میں مختصراً" بتاتے ہوئے نہایت سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ کچھ کالی طاقتیں اس کی پشت پناہی کر رہی ہیں اس کی آنکھوں میں ایسا سحر ہے جو دوسروں کو مفلوج کر دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ بازی بھی جیت جاتی ہے۔"

"کیا بہت زیادہ خوبصورت ہے؟"

"یس پرنس ...... بوڑھے اور جوان سب ہی ایک نظر میں اس کے حسن کی جادوگری کاشکار ہو جاتے ہیں۔"

"اوہ ...... پھر تو اس سے مل کر مجھے یقیناً ایک نیا تجربہ حاصل ہوگا۔ "فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔"

"آپ کی مرضی پرنس ...... لیکن میں یہی درخواست کروں گی کہ آپ اس سے دور ہی رہیں۔"

اس فیصل نے جواب میں صرف مسکرانے پر اکتفا کی پھر فریش لائم پینے میں مصروف ہو تھا، جولیا دوسرے گاہک کو اٹینڈ کرنے لگی فیصل نے گلاس ختم کرنے کے بعد حسب معمول ایک بڑا نوٹ پرس سے نکال کر گلاس کے نیچے دبا دیا اور کیسینو کی طرف قدم اٹھانے لگا۔ جولیا نے مادام توشی کے بارے میں اسے جو کچھ بتایا تھا فیصل کو اس سے کوئی سروکار نہیں تھا لیکن پھر اچانک اسے خیال گزرا کہ کہیں خان شہباز نے اسے توشی ہی کے سلسلے میں تو بلیو مون میں ملاقات کرنے کی درخواست نہیں کی تھی؟ اگر جولیا کے مطابق توشی کو گزشتہ دو ہفتوں میں ایک بار بھی شکست کا منہ نہیں دیکھنا پڑا تھا تو یہ بات خان شہباز کے لئے یقیناً فکر وتشویش کا سبب ہو گی۔ کیسینو کے فلور انچارج کی حیثیت سے اس بات کا خیال رکھنا بھی اس کے فرائض منصبی میں شامل تھا کہ کسی ایک شخص کو مسلسل جیتنے سے روکا جائے۔ توشی کی متواتر جیت نے یقینی طور پر خان شہباز کے بیس سالہ تجربے کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہو گا۔ جولیا کے بیان کردہ حالات کے پیش نظر اگر پیشہ ور کھلاڑی توشی کی وجہ سے لمبی لمبی رقمیں داؤ پر لگانے سے ہاتھ کھینچ لیتے تو کیسینو کی شہرت کے ساتھ ساتھ خان شہباز کی ساکھ کو بھی دھچکا پہنچنا قدرتی امر تھا۔

فیصل کا خیال درست ثابت ہوا کیسینو میں قدم رکھتے ہی اس نے خان شہباز کو تیز کی

طرح اپنی جانب بڑھتے دیکھا جیسے وہ بڑی بے چینی سے اس کی آمد کا منتظر رہا ہو۔ خان شہباز اور فیصل کے درمیان کوئی گہری دوستی نہیں تھی لیکن خان شہباز نے ہمیشہ اس کو عزت و احترام کی نظروں سے دیکھا تھا اور کیسینو میں ہر بار اس کی آمد پر مسرت کا اظہار کیا تھا یہی وجہ تھی کہ فیصل فون پر گفتگو کرتے وقت اس کی درخواست کو رد نہیں کر سکا تھا۔

"شکریہ پرنس!" خان شہباز نے قریب آتے ہوئے بڑی انکساری سے کہا۔ "مجھے قوی امید تھی کہ آپ میری درخواست کو قبول کر لیں گے۔"

"خیریت ...... تم مجھے پریشان نظر آ رہے ہو"

"میرا خیال ہے کہ آپ اگر میرے آفس تک زحمت گوارا کریں تو مناسب ہوگا یہاں سب کی موجوگی میں......"

"اوہ ...... بات خاصی اہم معلوم ہوتی ہے۔" فیصل نے اس کی بات درمیان سے اچکتے ہوئے کہا۔ پھر خان شہباز کے ساتھ قدم ملاتا اس کے آفس میں آ گیا جو فلور پر کاؤنٹر کے پیچھے واقع تھا۔ آفس میں داخل ہونے سے پیشتر اس نے کاؤنٹر انچارج کو بڑی سنجیدگی سے ہدایت کی تھی کہ جب تک وہ خود اجازت نہ دے اسے کسی حالت میں بھی ڈسٹرب نہ کیا جائے۔

"آپ کیا پسند فرمائیں گے کوئی ٹھنڈا مشروب یا......؟"

"شکریہ ...... اگر مجھے ضرورت ہوئی تو تکلف نہیں کروں گا۔"

خان شہباز کے چہرے پر اس وقت الجھن اور غصے کی ملی جلی کیفیت طاری تھی۔ فیصل اسے بطور خاص محسوس کر رہا تھا۔ عام حالات میں اس نے خان شہباز کو ہمیشہ بہت مطمئن نڈر اور بے خوف پایا تھا۔ اپنے پیشے میں وسیع تجربے کی وجہ سے اسے پورا عبور حاصل تھا یوں بھی ہاتھ پیر کے اعتبار سے وہ مضبوط قویٰ کا مالک تھا۔ اس کی آنکھوں سے سخت گیری کی علامتیں بھی جھلکتی تھیں بظاہر وہ گاہکوں کے ساتھ بے حد مہذب برتاؤ کرنے کا عادی تھا لیکن اس کے باوجود وہ بوقت ضرورت کسی گرگٹ ہی کی طرح رنگ بدلنے میں پوری مہارت بھی رکھتا تھا۔

آفس میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھنے کے بعد وہ کچھ دیر خاموش رہا پھر اس نے کم و بیش وہی باتیں بتائیں جو فیصل جولیا کی زبانی سن چکا تھا البتہ اوگر کے پتے بدلنے والی تفصیل سن کر وہ بھی چونکے بغیر نہ رہ سکا۔

"ون منٹ......" فیصل نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔ "کیا تمہیں یقین ہے کہ اوگر

نے پہلی بار پتے اٹھانے کے بعد تینوں پتوں کو ٹھیک طور سے دیکھا تھا یا محض دو اکے دیکھ کر ہی......"

"بات اگر اڈگر کے بیان کی ہوتی تو شاید میں بھی وہی نتیجہ اخذ کرتا جو آپ کے ذہن میں ابھرا ہے لیکن اس وقت میں بذات خود اڈگر کے قریب تھا۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے اس کے ہاتھ میں تین اکے دیکھے تھے جو بعد میں پراسرار طور پر بدل گئے۔"

"تم کہتے ہو تو تسلیم کئے لیتا ہوں ورنہ اڈگر کے بارے میں تھوڑا بہت میں بھی جانتا ہوں وہ اچھی ریوٹیشن کا مالک نہیں ہے۔"

"میں آپ کی بات کی تائید کرتا ہوں۔" خان شہباز نے سنجیدگی سے کہا پھر بولا۔ "اگر معاملہ صرف اڈگر کی حد تک محدود رہتا تو میں یہ سوچ کر بات کو نظر انداز کر دیتا کہ ممکن ہے میری آنکھوں نے دھوکا کھایا ہو لیکن بات صرف اڈگر تک نہیں رہی اس قسم کا حیرت انگیز واقعہ خود میرے ساتھ پیش آ چکا ہے......"

"میں سمجھا نہیں......" فیصل نے اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"ملازمت اختیار کرنے سے پیشتر میں بھی شارپنگ کے ذریعہ گزر اوقات کرتا تھا۔" خان شہباز نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا میں اپنے ماضی کے اوراق کو الٹنا نہیں چاہتا پرنس .... لیکن آپ میری بات پر اعتماد کریں اڈگر شارپنگ کے معاملے میں ابھی طفل مکتب ہے۔"

"اوہ ...... تو گویا تمہارے ساتھ بھی وہی حادثہ پیش آیا جو پہلے اڈگر کے ساتھ پیش آ چکا تھا۔"

"میں آپ کو یہی بتانا چاہتا ہوں۔" خان شہباز تیزی سے بولا۔ "اگر اڈگر والا واقعہ میری نظروں سے نہ گزرا ہوتا تو شاید میں اپنی تمام جمع پونجی اسی ایک بازی پر گنوا دیتا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا توشی کے پتے اٹھانے کے بعد میں نے صرف تین چالیں چلی تھیں پھر میں پیک ہو گیا۔ آپ یقین کریں پرنس میرے پاس تین بیگمیں تھیں اصولی طور پر میرے پیک ہوجانے کے بعد توشی کو اپنے پتے شو کروانے کی ضرورت نہیں تھی لیکن جانتے ہیں اس نے کیا کیا ـ...... جیت کی رقم سمیٹنے کے بعد اس نے اپنے پتے شو کرائے تھے اور ـ...... اسکے پاس بھی تین بیگمات ہی تھیں میں خون کا گھونٹ پی کر بات کو ٹال گیا لیکن میز چھوڑنے سے پیشتر میں تمام پتے سمیٹ کر وہاں سے اٹھا تھا ...... اس وقت توشی کے ہونٹوں پر بڑی پراسرار مسکراہٹ کھیل رہی تھی ...... اس کا آخری جملہ ابھی تک میرے کانوں میں

گونج رہا ہے اس نے کہا تھا کہ رانیاں صرف رانیوں کے پاس اچھی لگتی ہیں مرد انہیں جلدی گنوا دیتے ہیں ...... میں اس کے جملے کا مفہوم سمجھ کر تلملا اٹھا لیکن میری پوزیشن ایسی نہیں تھی کہ کوئی ہنگامہ کھڑا کر سکتا۔ مجبوراً" اپنی بے بسی پر مسکراتا ہوا میز سے اٹھ گیا پھر میں نے اپنے دفتر میں آ کر تاش کے ایک ایک پتے کو غور سے دیکھا انہیں گنا وہ تعداد میں پورے باون تھے اور گڈی میں صرف چار بیگمیں موجود تھیں ......"

"حیرت انگیز اور ناقابل یقین بات ہے۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "کیا تمہارا خیال ہے کہ توشی پراسرار قوتوں کی مالک ہے؟"

"ہو سکتا ہے کہ توشی کے بجائے فرازو نادیدہ قوتوں کامالک ہو لیکن اگر حالات یہی رہے تو بگ باس سب سے پہلے میری چھٹی کرے گا اور اس کے بعد عجب نہیں کہ کیسینو کو بھی......"

"میں تمہاری بات سمجھ رہا ہوں۔" فیصل نے کہا پھر کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے دریافت کیا "تم نے مجھے کس مقصد کے لئے یہاں آنے کی دعوت دی ہے؟"

"مجھے اپنی بربادی کے دن قریب آتے دکھائی دے رہے ہیں لیکن میری ایک خواہش ہے کہ آپ اسے میری آخری خواہش سمجھ کر پورا کریں میں چاہتا ہوں کہ صرف ایک بار آپ توشی کے ساتھ کسی بھی آئٹم میں داؤ لگا کر قسمت آزمائی کر لیں ...... پلیز پرنس میری درخواست رد نہ کیجئے گا ممکن ہے یہ محض دل کا بہلاوا ہو لیکن ...... نہ جانے کیوں مجھے یقین ہے کہ وہ آپ سے نہیں جیت سکے گی۔"

"خان شہباز......" فیصل نے اس بار اسے سپاٹ لہجے میں مخاطب کیا۔ "تم مجھے کیا سمجھتے ہو ...... کیا میں پروفیشنل ہوں؟"

فیصل کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ اسے خان شہباز کی بات ناگوار گزری ہے۔ خان شہباز کا اس موقع پر بوکھلا جانا قدرتی امر تھا اس نے بہت غور و فکر کے بعد توشی کے مقابلے پر فیصل کو کھڑا کرنے کا فیصلہ کیا تھا کہ اگر فیصل نے اس کی درخواست قبول کر لی تو توشی کی جیت کا سلسلہ ختم ہو سکتا ہے۔ لیکن فیصل کے جواب نے اسے مایوسی سے دوچار کر دیا اسے اپنا مستقبل ڈوبتا نظر آ رہا تھا جبکہ وہ ہر قیمت پر محفوظ رکھنے کا خواہش مند تھا۔

فیصل کی نظریں خان شہباز کے چہرے کے بدلتے تاثرات محسوس کر رہی تھیں اسے احساس ہو رہا تھا کہ یکلخت اس کے تلخ رویے نے خان شہباز کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے لیکن ابھی وہ اسے تسلی دینے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ خان شہباز دروازے پر

ہونے والی آہٹ سن کر یکلخت اٹھ کھڑا ہوا پھر فیصل نے اس کی تیور بدلتے ہوئے دیکھے اس کے چہرے پر اچانک درندگی اور کرختگی کے ملے جلے تاثرات ابھر آئے تھے اس کی خونخوار اور شعلہ بار نگاہیں دروازے پر مرکوز تھیں جہاں فزارو سینہ تانے کھڑا اسے حقارت بھری نظروں سے گھور رہا تھا............



خان شہباز کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا اس کا بھڑک اٹھنا قدرتی بات تھی' اس نے فزارو کی بے جا مداخلت کو بڑی شدت سے محسوس کیا تھا' ایسی صورت میں جبکہ اس نے اپنے ماتحتوں کو تاکید کر دی تھی کہ اسے کسی قیمت پر ڈسٹرب نہ کیا جائے ' بالخصوص فزارو کی وہاں آمد نے جلتی پر تیل ہی کا کام انجام دیا۔ خان شہباز کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ بڑی مشکل سے خود کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا ہے ' شاید فیصل کی موجودگی اس کے آڑے آ رہی تھی' دوسری شکل میں غالباً وہ انجام کی پرواہ کئے بغیر ہی فزارو سے دست و گریباں ہو چکا ہوتا۔

فیصل خاموشی سے صورت حال کا جائزہ لے رہا تھا۔ کچھ دیر تک وہ دونوں ایک دوسرے کو خونخوار نظروں سے دیکھتے رہے پھر گفتگو کی ابتدا فزارو کی طرف سے ہوئی۔

"میرا خیال ہے کہ میں نے اس وقت تمہیں ڈسٹرب کیا۔ تمہارے آدمیوں نے مجھ روکنے کی ناکام کوشش کی تھی لیکن مجھے مجبوراً یہاں تک آنا پڑا۔"

"کام کی نوعیت کیا ہے؟" خان شہباز نے سرد لہجے میں پوچھا۔

" تم نے مجھے بتایا تھا کہ کیسینو میں تمہاری حیثیت فلور انچارج کی ہے اسی حوالے سے تمہیں ایک ضروری مشورہ دینا چاہتا ہوں۔ فزارو نے ایک اچٹتی نظر فیصل پر ڈالتے ہوئے خشک آواز میں جواب دیا اپنے آدمیوں کو تاکید کر دو کہ وہ دوبارہ مجھے چھیڑنے کی کوشش نہ کریں ورنہ ان کا انجام ہولناک ہو گا۔"

"کیا مطلب.........؟" خان شہباز نے ہاتھ ملتے ہوئے فزارو کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"مطلب سمجھنے کے لئے تمہیں باتھ روم تک جانا ہو گا جہاں گیارہ نمبر میں اوگر پڑا ہے یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ اس کی پسلی کی ہڈیاں سلامت ہیں یا......"

فزارو نے جان بوجھ کر جملہ ادھورا چھوڑ دیا' پھر اس نے وہاں مزید رکنے کی ضرورت محسوس نہیں کی خان شہباز کو گھورتا ہوا الٹے قدموں واپس چلا گیا تھا۔

"دیکھ لیا پرنس آپ نے..................؟ فزارو کے جانے کے بعد خان شہباز نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "مستقبل کی فکر انسان کو کس قدر بزدل بنا دیتی ہے لیکن اب مجھے کوئی نہ کوئی جوابی کارروائی کرنی پڑے گی۔"

"مجھے تم سے ہمدردی ہے۔" فیصل نے سنجیدگی سے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ "جلدبازی میں کئے گئے فیصلے انسان کے لئے کبھی سود مند ثابت نہیں ہوتے میں تمہیں دوراندیشی سے کام لینے کا مشورہ دوں گا۔"

" "میری خاموشی اسے اور شیر کر دے گی۔"

"میرا خیال ہے کہ تم اگر اس وقت مصلحت سے کام لو توفزارو کی شخصیت کا معمہ حل ہو سکتا ہے اس کی دوستی تمہیں توشی کی طرف سے پیدا ہونے والی الجھن سے بھی نجات دلا سکتی ہے۔" فیصل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" میری درخواست کے بارے میں آپ نے کیا فیصلہ کیا..................؟" خان شہباز کے لہجے میں عاجزی تھی۔

"اس وقت مجھے ایک کاروباری میٹنگ میں شرکت کرنی ہے تمہاری درخواست پر کسی وقت فرصت میں غور کروں گا۔"

فیصل کے جانے کے بعدخان شہباز لمبے لمبے قدم اٹھاتا باہر آ گیا پھروہ سیدھا باتھ روم کی طرف گیا جہاں گیارہ نمبر میں اڈگر دیوار کے سہارے گٹھری بنا بے سدھ پڑا تھا' فزارو نے غلط نہیں کہا تھا' بے ہوشی کے عالم سے دوچار ہونے کے باوجود اٹھاتے وقت اڈگر کے جسم میں کپکپی سی دوڑ گئی تھی 'کیسینو کی شہرت کا معاملہ تھا اس لئے خان شہباز نے اسے اپنے آدمیوں کے ذریعے پچھلے دروازے سے اسپتال کے لئے روانہ کر دیا پھر وہ اپنے خاص ماتحت رمضان کی طرف متوجہ ہوا جو راجو کے نام سے مشہور تھا۔

"تم کہاں تھے؟ کیا میں نے تمہیں سائے کی طرح فزارو کے پیچھے لگا رہنے کی تاکید نہیں کی تھی؟"

"مجھے خود حیرت ہے باس! راجو نے جلدی سے کہا میں راہداری تک اس کے تعاقب میں ہی تھا مگر اڈگر شاید پہلے سے باتھ روم میں موجود تھا..................۔ ممکن ہے اس نے فزارو کو تنہا پا کر دل کی بھڑاس نکالنے کی کوشش کی ہو اور چوٹ کھا گیا ہو۔"

"توشی اس وقت کہاں تھی میں نے ادھر آتے ہوئے اسے ہال میں نہیں

دیکھا۔"

" آپ شاید بھول رہے ہیں باس۔" راجو نے اسے یاد دلایا۔ "آج اتوار ہے اور اتوار کے روز وہ صرف اپنے کمرے تک محدود رہتی ہے۔"

"اوہ..................." خان شہباز نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ پھر بولا۔ "تم اسپتال میں جا کر اڈگر کو دیکھو..................۔ کوشش کرنا کہ کیسینو کا نام درمیان میں نہ آنے پائے..................۔ بگ باس کو اپنے آدمیوں سے زیادہ اپنے کاروبار کی شہرت عزیز ہے۔"

راجو کو اسپتال روانہ کرنے کے بعد وہ ہال میں آیا' فزارو کی جسارت نے اس کے اعصاب پر گہرا اثر ڈالا تھا اگر اس وقت اس کے آفس میں فیصل موجود نہ ہوتا توشاید وہ نتائج کی پرواہ کئے بغیرفزارو کو ٹھکانے لگانے کی کوشش کرتا' خان شہباز کاماضی ایسے کئی واقعات سے عبارت تھا جب اس نے اپنے حریف کو ٹھکانے لگانے کے معاملے میں بڑی بے جگری اور دلیری کا ثبوت دیا تھا لیکن شادی کے بعد اس نے ملازمت کر لی تھی اور اب ایک بیٹے کا مستقبل بھی اس کی ذات سے وابستہ ہو گیا تھا۔

خاصی دیر تک وہ حالات پر غور کرتا رہا پھراس نے پرنس کے مشورے پر عمل کرنے کافیصلہ کیا فزارو سے دوستی کر کے وہ اپنی بہت ساری مشکلات پر قابو پا سکتا تھا وقت کا تقاضا بھی یہی تھا کہ وہ زور بازو کے بجائے عیاری سے کام لے کر اپنے حریف کو زیر کرتا' اس نے ہال میں فزارو کو تلاش کیا' فزارو وہاں موجود نہیں تھا' ایک ماتحت نے بتایا کہ فزارو اس کے آفس سے نکلنے کے بعد رہائشی کمروں کی طرف گیا تھا' خان شہباز توشی کو بھی دیکھنا چاہتا تھا جواتوار کے روز صرف اپنے کمرے تک محدود رہتی تھی............ اس نے ہوٹل کے عملے کو سخت ہدایت دے رکھی تھی کہ اتوار کے روزکوئی اس کے سکون میں مداخلت نہ کرے' فون کال آئے تو اسے بھی کنیکٹ نہ کیا جائے........ آخر کیوں؟ اتوار کے دن میں آخر ایسی کیا بات تھی جو توشی کو دنیا کی تمام مصروفیات سے کنارہ کش ہونے پر مجبور کر دیتی تھی؟

خان شہباز اپنے خیالوں میں ڈوبا رہائشی حصے کی طرف گیا تو فزارو اسے اپنے کمرے میں ہی ملا' دروازہ کھولنے کے بعد اس نے خان شہباز کو ایک ثانیے کے لئے ناگوار نظروں سے گھورا پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' خان شہباز کو راستہ دینے کے لئے وہ ایک طرف ہٹ گیا پھر اس نے دروازہ اندر سے بولٹ کرنے کے بعد

کہا میں نے اس بات پر غور نہیں کیا تھا کہ تم اوگر کی کیفیت دیکھنے کے بعد فوراً ہی یہاں تک دوڑے چلے آؤ گے ویسے میں تم سے اس کی خیریت دریافت کرنے کی کوشش نہیں کروں گا کسی دشمن کو اس کی حماقت کی سزا دینے کے بعد اس کی خیریت دریافت کرنا میرے اصول کے خلاف ہے' کیا تم میرے اصول سے اتفاق کرو گے؟"

"میرا خیال ہے کہ اوگر کے لئے یہ سبق کافی ہوگا" صحت مند ہونے کے بعد شاید وہ بلیومون کا رخ کرنے کی حماقت دوبارہ نہیں کرے گا' خان شہباز نے لاپروائی کامظاہرہ کیا پھرجلدی سے گفتگو کارخ تبدیل کرتے ہوئے بولا۔"

"میں اس وقت ایک ضروری مقصد کے تحت آیا ہوں۔"

"کہو................... میں سن رہا ہوں۔" فزارو نے اسے گھورتے ہوئے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"آپ نے اس روز مونا کے سلسلے میں جوپیش گوئی کی تھی وہ درست ثابت ہوئی .... آپ کے کاؤنٹر سے ہٹنے کے ٹھیک پندرہ منٹ بعد ہی اسے اپنے والد کافون ریسیو ہوا تھا جس نے مونا کواس کے خریدے ہوئے لاٹری کے ٹکٹ پر بیس لاکھ کا بمپرپرائز ملنے کی خوشخبری دی تھی۔"

"ہاں..................." وہ رقم میں نے اسے بطور انعام فراہم کی تھی۔"

"آپ نے ...." خان شہباز نے چونکنے کی بڑی شاندار اداکاری کی۔ میں................... میں سمجھا نہیں بھلا آپ کو اس کے انعام نکلنے کی اطلاع قبل از وقت کس طرح ہوگئی؟"

"میں مستقبل میں جھانکنے کی طاقت رکھتا ہوں مائی ڈیر۔" فزارو نے مسکرا کر جواب دیا پھر یکلخت سنجیدہ ہوگیا۔" صرف مستقبل ہی نہیں .... میں دلوں کی گہرائی کے سربستہ راز بھی بے نقاب کر سکتا ہوں .... کیا تم میری زبانی یہ سننا پسند کرو گے اس وقت تم میرے پاس کس مقصد کے تحت آئے ہو؟"

"میں................... آپ سے دوستی کا متمنی ہوں۔"

"گڈ................... مجھے خوشی ہے کہ تم نے دوروغ سے کام نہیں لیا لیکن ایک بات کان کھول کرسن لو' فزارو کے ساتھ عیاری کرنے کا انجام ہمیشہ بڑا بھیانک ثابت ہوا ہے تم اس کاتصور بھی نہیں کر سکتے" فزارو کی آنکھوں میں پر اسرار چمک پیدا ہو کر گہری ہوتی چلی گئی' وہ پلکیں جھپکائے بغیر خان شہباز کو گھورتا رہا۔

"مجھے صرف اپنے مستقبل کا تحفظ درکار ہے خان شہباز نے صاف گوئی سے کام لیا۔

"تمہاری ملازمت اور تمہارا مستقبل دونوں محفوظ رہے گا میں اس کی ضمانت دیتا ہوں لیکن اس کے لئے تمہیں میرے اشاروں پر چلنا ہوگا۔" فزارو کا لہجہ تحکمانہ ہو گیا۔ "بولو .... کیا تمہیں منظور ہے۔"

"مجھے کیاکرنا ہوگا ...." خان شہباز نے کسی ہارے ہوئے جواری کے انداز میں پوچھا' فزارو کی آنکھوں میں شیطانی قوتوں کا رقص دیکھ کر وہ کانپ اٹھا .... نادیدہ قوتوں سے مقابلہ کرنا اس کے اختیار سے باہر تھا۔

"فی الحال میرے کمرے سے نکل جاؤ اور سنو' جب تک میں اجازت نہ دوں تم میرے سائے سے بھی قریب ہونے کی جسارت نہ کرنا' فزارو کے سلسلے میں اپنی گندی زبان بند ہی رکھنا ....۔ یہ میرا پہلا حکم ہے ....۔ ناؤ گیٹ آوٹ مائی سائٹ۔"

فزارو نے حقارت آمیز لہجے میں اسے دھتکار دیا' خان شہباز نے جواب میں کچھ کہنے کی حماقت نہیں کی وہ فزارو کی سحرانگیز شخصیت سے بری طرح خوفزدہ ہوگیا تھا اس لئے خاموشی سے ایڑیوں کے بل پلٹا اورنظریں جھکائے کمرے سے باہرچلاگیا۔

○

وہ اپنے کمرے کے درمیان فرش پر آلتی پالتی مارے یوگا کے انداز میں بیٹھی تھی' کھلے ہوئے بالوں کی لٹیں سیاہ ناگنوں کی طرح کندن جیسے دمکتے جسم پر لہرا رہی تھیں اس نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی تھیں اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر مضبوطی سے جما رکھے تھے' اس کا تراشیدہ جسم اس بات کی غمازی کر رہا تھا کہ وہ جسمانی نشو و نما کو برقرار رکھنے کی خاطر کوئی مشق کر رہی ہے اس نے اپنی سانس بھی روک رکھی تھی اس کے اعضاء بے حس و حرکت دکھائی دے رہے تھے' پہلی نظر میں یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہ مرمر سے تراشیدہ کوئی بت ہے جسے نگاہوں کو خیرہ کرنے کی خاطر کمرے کے بیچوں بیچ دبیز قالین پر دیدہ و دانستہ سجا دیا گیا ہے۔

بڑی دیر تک وہ اسی ایک انداز میں آنکھیں بند کئے ساکت و جامد بیٹھی رہی پھر اس

کی دراز پلکوں کو جنبش ہوئی یکلخت اس نے آنکھیں کھول دیں اور سامنے دیوار گیر کلاک کو ٹکٹکی باندھے گھورنے لگی' اس کا سپاٹ چہرہ اندرونی جذبات کی ترجمانی سے یکسر عاری تھا لیکن آنکھوں میں تیرنے والی سرخی بتا رہی تھی کہ وہ الجھن سے دوچار ہے۔

کمرے میں گہرا اور پرہول سناٹا طاری تھا' کلاک کی ٹک ٹک کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں کے سیاہ ڈھیلے بھی دائیں بائیں حرکت کر رہے تھے' وہ پلکیں جھپکائے بغیر گھڑی کے پنڈولم کو دیکھے جا رہی تھی اس کے مساموں سے پھوٹنے والے پسینے کے ننھے منے قطرے تیز روشنی میں انمول نگینوں کی مانند چمک رہے تھے۔

اچانک کلاک نے کھڑکھڑاہٹ کی آواز کے ساتھ بجنا شروع کیا تو اس کی آنکھوں میں وحشت ابھر آئی ٹن ٹن ٹن گھنٹے کی آواز کمرے کے سکوت میں ابھر کر ڈوبی تو اس کے جسم کا تناؤ ختم ہو گیا عبادت کے انداز میں اس نے اپنے جسم کو آگے کی سمت تھوڑا سا خم کیا پھر آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی اس کی نظریں کلاک سے ہٹ کر اس تصویر پر جم گئیں جو بیڈ سائڈ ٹیبل پر گہرے سیاہ رنگ کے فریم میں موجود تھی یہ ایک سیاہ فام حبشی بوڑھے کی تصویر تھی جس کی عمر یقیناً اسی سال سے تجاوز کر چکی تھی۔

وہ کسی درخت کے تنے سے لگا کھڑا تھا طویل العمری کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا تھا کہ اس کے جسم کا گوشت جھریوں کی شکل میں ہڈیوں کا ساتھ چھوڑ کر لٹکتا نظر آ رہا تھا' وہ دبلا پتلا نحیف ولاغر نظر آ رہا تھا اس کی آنکھیں حلقوں کے اندر دھنسی ہوئی تھیں لیکن ان سے سفاکی اور درندگی جھلکتی تھی اس کے جسم پر مختلف رنگوں سے قدیم زمانے کے حشرات الارض کی خوفناک تصوریں بنی ہوئی تھیں' گلے میں ہڈیوں کی مالائیں مردہ جانوروں کی بے ہنگم کھوپڑیاں اور ہاتھی دانت کے ٹکڑے لٹک رہے تھے۔

توشی کی نظریں فریم شدہ تصویر پر مرکوز تھیں' پھر کمرے کے سکوت میں ڈھول بجنے کی مدھم آوازیں ابھرنی شروع ہوئیں' ڈم ڈم ڈھبا ڈھب ڈم ڈم ڈھباڈھب' یہ آوازیں بہت دور سے آتی محسوس ہو رہی تھیں پھر جیسے جیسے بے ہنگم آوازوں کا شور تیزی اختیار کرتا گیا' توشی کی وحشتوں میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ اس نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا رکھا تھا اس کے چہرے پر ابھرنے والے ناگوار تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ زبردستی ان آوازوں کو برداشت کر رہی ہے آوازوں کا شور و غل کچھ دیر جاری رہا پھر وہ مدھم پڑنے لگیں۔

"ترشولی................" اچانک ڈم ڈم ڈھاب ڈھبا کی مدھم آوازوں کے درمیان کسی بوڑھے کی نحیف آواز ابھری۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تو اپنے راستے سے بھٹک رہی ہے

تیرے قدم ڈگمگانے لگے ہیں۔"

"ہاں................" جواب میں توشی کے ساکت ہونٹوں کو مشینی انداز میں جنبش ہوئی وہ تصویر ہی سے مخاطب تھی۔ "مجھے وہ راستے پسند نہیں جو تم نے میرے لئے انتخاب کئے ہیں۔"

"ترشولی................ زبان کو لگام دے تو دیوتاؤں کی مقدس امانت ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ روشنیوں نے تیری آنکھوں میں چکاچوند پیدا کر دی ہے تو بھول رہی ہے کہ تو نے تاریک براعظم کے ایک ایسے گمنام جزیرے میں جنم لیا ہے جسے دیوتاؤں کی عظیم قوتوں نے ابھی تک مہذب دنیا کے لوگوں کی نظروں سے روپوش کر رکھا ہے۔"

"میں جانتی ہوں .... لیکن................"

"لیکن کیا .... کیا تو دیوتاؤں کے حکم سے انکار کر سکتی ہے۔"

"ڈیڈ ...." توشی نے احتجاج کیا۔ "اگر تمہیں مجھے دیوتاؤں کے حکم پر چلانا تھا تو پھر مجھے اعلیٰ تعلیم کیوں دلوائی تھی تہذیب کی روشن راہوں پر چلنے کے بعد اب میں دوبارہ گھپ اندھیروں اور ضعیف الاعتقادی کی باتوں پر ...."

"ترشولی! یکلخت کمرے میں ابھرنے والی آواز میں گھن گرج پیدا ہو گئی میں دیکھ رہا ہوں کہ تو بغاوت پر آمادہ ہو رہی ہے۔"

"میں کبھی ترشولی تھی مگر اب میرا نام توشی ہے۔"

"صرف اس دنیا کی حد تک جس نے تجھے گمراہ کر دیا ہے' مقدس دیوتاؤں کی نظروں میں تو ہمیشہ ترشولی ہی رہے گی۔"

"مجھے یہ زندگی پسند نہیں میں شعبدوں سے تنگ آ چکی ہوں۔"

"میں کہتا ہوں زبان کو لگام دے .... تو دیوتاؤں کی عظیم قوتوں کو شعبدہ بازی کا نام دے کر گستاخی کی مرتکب ہو رہی ہے' شاید تو نہیں جانتی کہ لازوال طاقتیں فاصلوں کی قید سے آزاد ہوتی ہیں وہ جو مردہ جسموں میں حرکت پیدا کرنے کی قوت رکھتے ہیں قابل پرستش ہوتے ہیں .... تجھے ہر حال میں ان کے آگے سر جھکانا ہو گا۔"

"اور اگر میں انکار کر دوں تو؟"

توشی نے سرد لہجے میں سوال کیا................؟ اس کی آنکھیں بدستور سیاہ فام بوڑھے کی تصویر پر جمی ہوئی تھیں لیکن پھر اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا سوال سن کر

کمرے کے درو دیوار لرز اٹھے ہوں' اگر وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھتی تو شاید خودبھی ان چیزوں کی طرح فرش پر ڈھیرہو جاتی جو زلزلے کی کیفیت کے سبب دبیز قالین پر بکھر گئی تھیں پھراس نے فریم شدہ تصویر کی پتلیوں کو آنکھوں کے حلقوں کے درمیان خوفناک انداز میں گردش کرتے دیکھا یہ اس کی نظر کا فریب نہیں تھا وہ سیاہ فام بوڑھے کی آنکھوں کوزندہ انسانوں کی طرح متحرک دیکھ رہی تھی ان آنکھوں میں بھیانک شعلوں کا رقص جاری تھا۔

پھراس نے تصویر کے ہونٹوں کو جنبش کرتے دیکھا اس کے باپ کی مانوس مگر گرجدار آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ "ترشولی میں تجھے آخری بار حکم دیتا ہوں' اپنی سرکشی سے باز آ جا' دیوتاؤں کے سامنے سرنگوں ' ہو جا ورنہ تیرا انجام بھیانک ہوگا' میری برسوں کی ریاضت اکارت ہو جائے گی مجھے دیوتاؤں سے جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ واپس چھین لیا جائے گا ابھی وقت ہے سنبھل جا' وقت گزر جانے کے بعد پچھتاووں سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔"

توشی نے کوئی جواب نہیں دیا' تصویر کے متحرک ہونٹوں اور آنکھوں کی گردش کوحیرت بھری نظروں سے تکتی رہی' آج سے پیشتر اس نے اپنے جزیرے سے ہزاروں میل دور ہونے کے باوجود صرف باپ کی آواز سنی تھی تصویر کے اعضاء کوپہلے کبھی حرکت کرتے نہیں دیکھا تھا۔

"کس سوچ میں گم ہے.......... تو نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔"

"ڈیڈ.............." توشی نے سنبھل کر جواب دیا۔ "میں دیوتاؤں اور عظیم قوتوں کے اشاروں پر چلنے کو تیارہوں لیکن ایک شرط پر۔"

"کیسی شرط.............."

"میں شوالا سے شادی نہیں کروں گی۔"

"نہیں............ میں تیری شرط ماننے سے انکارکرتا ہوں' شوالا تیرا منگیتر ہے' اسے مقدس عقرب کی خوشنودی حاصل ہے' تیرا انکار عقرب دیوتا کو غضب ناک کر دے گا' دیوتاؤں کا عتاب تجھے کربناک عذاب سے دوچار کردے گا تیرا انجام ہولناک اور بھیانک ہوگا۔"

"کچھ بھی ہو .... توشی مر سکتی ہے لیکن شوالا سے شادی نہیں ....۔"

لیکن توشی اپنا جملہ مکمل نہ کر سکی ' کمرے میں اچانک روشنیوں کا اتنا شدید طوفان امڈا کہ وہ سہم کر رہ گئی' خوفزدہ انداز میں تیزی سے دروازے کی جانب لپکی ' اس نے

دروازے کے ہینڈل پر اپنی گرفت جمائی وہ کمرے میں کوندتی روشنیوں کے سحر سے دور بھاگ جانا چاہتی تھی اس نے ہینڈل گھمانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکی نادیدہ قوتوں نے اس کے جسم کی ساری توانائی جیسے سلب کر لی تھی' اس کے تنفس کی رفتار تیز ہونے لگی' پھٹی پھٹی نظروں سے وہ کمرے میں چاروں طرف دیکھتی رہی' خوف سے اس کا چہرہ زرد ہو رہا تھاپھریکلخت ایک تیز جھنکار کی آواز کے ساتھ بائیں جانب والی کھڑکی کا شیشہ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا ' اس کے ساتھ ہی توشی نے چیل اور گدھ سے مشابہ ایک عجیب الخلقت پرندے کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھا جس کی خمیدہ چونچ اس کی جسامت کے مقابلے میں زیادہ بڑی تھی ' اس کی آنکھیں یوں چمک رہی تھیں جیسے اس کی پشت پرالاؤ دہک رہا ہو' کمرے میں داخل ہو کر وہ ایک لمحے تک پرواز کرتا رہا تھا پھر توشی کے سامنے فضا میں ایک جگہ معلق ہو کر رہ گیا ' اس کے پروں کی جنبش مشینی انداز میں جاری تھی جس سے پھڑ پھڑاہٹ کی بھیانک آوازیں پیدا ہو رہی تھیں۔"

"ترشولی ...." توشی کے کانوں میں اس کے باپ کی خوفزدہ آواز گونجی اپنی ضد چھوڑ دے .... شوالا کو دیوتاؤں کاقرب حاصل ہے مقدس عقرب نے اسے بے پناہ حیرت انگیز قوتوں سے نوازا ہے" ....۔

"ڈیڈ....................۔ میں ....۔ مرجاؤں گی لیکن ...."

فضا میں معلق پرندے نے ایک زوردار آواز نکالی تو توشی سہم کر خاموش ہوگئی اس نے خوفزدہ نظروں سے پرندے کی جانب دیکھا پھردیکھتی کی دیکھتی رہ گئی' ان آنکھوں میں ایسا سحر تھا جس نے توشی کی قوت مدافعت کوپل بھر میں مفلوج کر دیا' وہ پلک جھپکتے میں پرندے کی روشن آنکھوں کی گہرائیوں میں ڈوبتی چلی گئی' اس کے جسم کا کھنچاؤ بتدریج ختم ہونے لگا پھریوں لگا جیسے وہ خواب بیداری کی کیفیت سے دوچار ہو ....۔

"ترشولی ....۔ کمرے میں کسی دوسرے مرد کی آواز گونجی۔ کیا تو جانتی ہے کہ شوالا سے تیرا کیا رشتہ ہے۔"

"ہاں .... شوالا میرا منگیتر ہے توشی نے تھکے تھکے نڈھال لہجے میں جواب دیا۔"

" تیرا حسین جسم شوالا کی امانت ہے................... توشی کی نظریں بدستور عجیب الخلقت پرندے کی شعلہ اگلتی نظروں سے دوچار تھیں' بولنے کا انداز بتا رہاتھا جیسے وہ پوری طرح عمل تنویم کے زیراثر ہو۔

"تو جانتی ہے کہ شوالا مقدس عقرب کا پجاری ہے .... دنیا کی کوئی شے اس کی دسترس سے دور نہیں، شوالا ہر ناممکن کو ممکن بنا سکتا ہے' وہ لازوال قوتوں کا مالک ہے۔"

"توشی بدستور کمرے میں گونجنے والی آواز کے جملوں کو دہراتی رہی۔

"اب تجھے آرام کی ضرورت ہے .... طویل نیند تیرے تھکے ہوئے اعصاب کو پرسکون کر دے گی لیکن ایک بات یاد رکھنا .... تیرا لچکتا ہوا تراشیدہ جسم .... تیرے خوبصورت ہونٹ .... تیری مخمور نگاہیں اور دراز گیسو' یہ سب شوالا کے لئے مخصوص ہیں .... تو صرف شوالا کی امانت ہے .... یہ بات ہر لمحہ تیرے ذہن میں گونجتی رہے گی .... جا اپنے نرم بستر پر لیٹ کر نیند کی پرسکون وادیوں میں گم ہو جا........

توشی نے اس بار کوئی جواب نہیں دیا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی بیڈ کے قریب گئی پھر شوالا کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اس نے بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں، عجیب الخلقت پرندہ کچھ دیر فضا میں معلق پر پھڑپھڑاتا رہا پھر پرواز کرتا ہوا کھڑکی کے راستے باہر نکل گیا۔"



خان شہباز اپنے آفس میں بیٹھا بے تحاشا پی رہا تھا عام' طور پر وہ ڈیوٹی کے اوقات میں ایک یا دو پیگ سے زیادہ نہیں پیتا تھا لیکن اس وقت وہ پانچواں گلاس تیار کر رہا تھا اس کے ذہن میں فزارو کی شخصیت کے مختلف پہلو ابھر رہے تھے اس کے ساتھ ہی وہ اپنے آپ کو ملامت بھی کر رہا تھا' کیسینو کی دنیا میں بیس سال کے دوران وہ سینکڑوں بار خطرناک مرحلوں سے گزرا تھا لیکن اس نے کبھی حالات کے سامنے گردن نہیں جھکائی تھی مگر فزارو کے سامنے اس کی زبان گنگ ہو گئی تھی، کچھ ڈھلتی عمر کا تقاضا تھا کچھ بیوی اور ایک جوان بیٹے کے مستقبل کی فکر دامن گیر تھی جس نے شاید اسے بزدل بنا دیا تھا۔

وہ حالات کے نشیب و فراز پر سنجیدگی سے غور کر رہا تھا' اسے یقین تھا کہ موت برحق ہے اس کے لئے توشی یا فزارو کا خوف محض اس کی خام خیالی تھی۔ سڑک عبور کرتے ہوئے کسی تیز رفتار کار کی زد میں آ کر بھی وہ موت کا شکار ہو سکتا تھا' کوئی معمولی سا حادثہ بھی موت کا بہانہ بن سکتا تھا .... پھر اس نے فزارو کے سامنے اپنے مستقبل اور

زندگی کی ضمانت کے پیش نظر بزدلی کا ثبوت کیوں دیا .... کیا وہ سچ مچ بزدل ہو گیا تھا یا پراسرار اور نادیدہ قوتوں نے اسے سرنگوں ہونے پر مجبور کر دیا تھا' اسی گتھی کو سلجھانے میں وہ الجھتا جا رہا تھا' فزارو نے اس کے مستقبل اور ملازمت کے تحفظ کی ضمانت دی تھی مگر کیا وہ اتنا ہی طاقت ور تھا کہ موت کے اٹل لمحے کو بھی ٹال سکتا تھا؟ .... نہیں........ ہرگز نہیں؟ خان شہباز کی کسی اندرونی قوت نے اس کے ضمیر کو بری طرح جھنجوڑا موت برحق ہے........ وہ ایک لمحہ جو لوح محفوظ پر رقم ہے اسے دنیا کی کوئی قوت نہیں مٹا سکتی........ فزارو اور توشی بھی نہیں۔"

پانچواں گلاس ایک ہی گھونٹ میں حلق کے نیچے اتارتا ہوا وہ ریوالونگ چیئر کی نشست سے ٹک گیا' اس کی نگاہیں خلاء میں گھور رہی تھیں لیکن ذہن میں بس ایک ہی خیال صدائے بازگشت بن کر گونج رہا تھا........ اسے فزارو کو ختم کر دینا چاہئے........ خواہ اس کا انجام کچھ ہی ہو........

اچانک اس کا خاص ماتحت راجو دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو خان شہباز کی پیشانی پر سلوٹیں پیدا ہو گئیں' اسے اس وقت راجو کی مداخلت بھی ناگوار گزری تھی۔

"باس........ اڈگر کی حالت خطرے سے باہر نہیں ہے' ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ........"

"جہنم میں گیا اڈگر........ خان شہباز نے جھلا کر کہا۔ "تم نے پولیس میں کیا رپورٹ درج کرائی ہے؟

"میں نے بلیو مون کا نام درمیان میں نہیں آنے دیا لیکن پولیس اڈگر کے ہوش میں آنے کے بعد اس کا بیان ضرور لے گی۔"

"راجو........" شہباز نے غضب ناک نظروں سے گھورا۔ "بگ باس کو دولت سے زیادہ بلیو مون کی شہرت عزیز ہے۔" "

"آپ مطمئن رہیں باس........ میں آپ کا اشارہ سمجھ گیا' وہی ہو گا جو آپ چاہتے ہیں۔" راجو نے جلدی سے جواب دیا' پھر تھوڑے توقف سے بولا بلیو مون کے سپروائزر نے ابھی مجھے ایک حیرت انگیز خبر سنائی ہے۔"

"تم شاید بھول رہے ہو کہ میں کیسینو کا فلور انچارج ہوں' بلیو مون کے معاملات سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"اس خبر کا تعلق توشی کی ذات سے ہے۔" راجو نے وضاحت کی پھر اپنا سلسلہ کلام

جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "سپروائزر کا بیان ہے کہ آج دوپہر تین بجے جب وہ مینجر کے حکم پر کچھ خاص مہمانوں کو ایئرپورٹ چھوڑ کر واپس بلیومون پہنچا تو گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہوئے ایک گدھ نما پرندے کو توشی کے رہائشی کمرے کی کھڑکی سے اندر داخل ہوتے دیکھا' اس کا بیان ہے کہ کھڑکی کا شیشہ ٹوٹنے کی آواز سن کر ہی وہ اس طرف متوجہ ہوا تھا۔

خان شہباز توشی کا نام سن کر پوری توجہ سے راجو کی بات سننے لگا۔

"سپروائزر نے فوری طور پر اس حادثے کی اطلاع مینجر کو دی پھر اس کی ہدایت پر وہ توشی کی خیریت دریافت کرنے کی خاطر ایک ماتحت کے ساتھ اس کے کمرے پر گیا دروازے پر متعدد بار دستک دینے کے باوجود جب اندر سے کوئی جواب نہیں ملا تو اسے تشویش لاحق ہوئی' فوری طور پر اس کے ذہن میں یہی خیال ابھرا کہ معاملہ چونکہ ایک غیر ملکی مہمان کا ہے اس لئے پولیس کو اطلاع کی جائے لیکن اس کے ماتحت نے مشورہ دیا کہ وہ اس کھڑکی کے راستے بھی اندر داخل ہو سکتے ہیں جس کا شیشہ پرندے کے ٹکرانے سے ٹوٹ چکا تھا سپروائزر کو ماتحت کا مشورہ پسند آیا لیکن جب راہداری عبور کر کے تیزی سے اس حصے کی طرف پہنچے جہاں سے کھڑکی تک رسائی ممکن تھی تو ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں کھڑکی کا ٹوٹا ہوا شیشہ جسے سپروائزر کے علاوہ اس کے ماتحت نے بھی کچھ دیر پہلے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا پوری طرح صحیح سلامت فریم میں موجود تھا ......۔

"پھر کیا ہوا ......؟" خان شہباز نے دلچسپی لیتے ہوئے سوال کیا' توشی کے حوالے سے یہ بات بھی اس کے علم میں تھی کہ وہ اتوار کے روز صرف اپنے کمرے تک محدود رہتی ہے' راجو کی زبانی کھڑکی کا شیشہ ٹوٹنے اور کسی پرندے کا کمرے میں داخل ہونے کا واقعہ سن کر اس کا تجسس بڑھ گیا۔

"سپروائزر نے دوبارہ مینجر کو حالات سے آگاہ کیا تو مینجر کی تشویش بڑھ گئی اس نے توشی کی سخت ہدایت کے باوجود فون پر کمرے سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی' ایک گھنٹے تک وہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے کال کرتا رہا تب کہیں جا کر دوسری جانب سے توشی نے ریسیو اٹھایا' مینجر نے اس کی خیریت دریافت کی تو جواب میں وہ اس پر بری طرح برس پڑی پھر سلسلہ منقطع کر دیا گیا مینجر کا کہنا ہے کہ وہ گہری نیند سے بیدار ہوئی تھی۔"

راجو کے آفس سے جانے کے بعد خان شہباز کا ذہن ایک بار پھر فزارو اور توشی کی پراسرار شخصیتوں کے بارے میں سوچنے لگا پھر فون کی گھنٹی نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا لی' تیسری گھنٹی پر اس نے ریسیور اٹھا کر بڑے گمبھیر لہجے میں کہا۔

"ہیلو۔ خان شہباز اسپیکنگ

"کیوں اپنا سمے (وقت) برباد کر رہے ہو مہاشے۔" ریسیور پر دوسری جانب سے سپاٹ لہجے میں کہا گیا میری مانو تو گھر جا کر اپنی سندر پتنی اور بالک کے ساتھ من بہلانے کی باتیں کرو' تم جن باتوں کی چنتا کر رہے ہو وہ تمہارے جیسے منش کے بس کا روگ نہیں۔"

"کون ہو تم؟" خان شہباز نے سنبھل کر سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"مجھے اپنا متر (دوست) ہی سمجھو' ناموں میں کیا دھرا ہے۔"

"فون کرنے کا مقصد..................؟"

"میری بات دھیان سے سنو' فزارو اور توشی کا گورکھ دھندا تمہاری بدھی (سمجھ) میں نہیں آئے گا وہ جو کھیل تماشے اور چمتکار دکھا رہے ہیں اس میں الجھ کر اپنے من کو بیاکل نہ کرو .... جو جھمیلا شروع ہوا ہے اس میں تمہاری حیثیت کیول (صرف) ایک مہرے جیسی ہے۔"

"فزارو نے میرے مستقبل کی ضمانت دی ہے۔" خان شہباز نے دوسری جانب سے بولنے والے کو کریدنے کی خاطر اندھیرے میں تیر چھوڑا۔

"جو اپنے مستقبل سے بے خبر ہو وہ بھلا دوسرے کی کیا سہائتا کرے گا...... کیا تم میری بات کا وشواش (یقین) کرو گے کہ فزارو کے جیون کے دن اب گنے چنے رہ گئے ہیں۔ اس کا انت بڑا بھیانک اور ہولناک ہوگا' دنیا کی کوئی شکتی اسے نہیں بچا سکے گی۔"

"توشی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔"

"ہر بات کی جان کاری اچھی نہیں ہوتی' دھیرج سے کام لو بالک........ کھیل تو اب شروع ہوگا۔"

"اس کھیل میں تمہارا کیا پارٹ ہوگا؟" خان شہباز نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "کیا میں سمجھوں کہ تم بھی توشی کے ہاتھوں کوئی رقم ہارنے کے بعد مقابلے پر اتر آئے ہو۔"

"تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے پرنتو اتنا جان لو کہ اس سندری کی جیت کا سلسلہ بھی اب ختم ہونے والا ہے۔"

"اگر تمہاری کہی ہوئی باتیں درست ثابت ہوئیں تو میں تمام زندگی تمہارا احسان مند رہوں گا لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی تم نے توشی اور فزارو کے بارے میں یہ سب کچھ بتانے کے لئے میرا انتخاب کیوں کیا؟"

"مجھے وشواش تھا کہ تم یہ سوال اوش پوچھو گے۔ سنو' فزارو تم سے جو کام لینا چاہتا

ہے وہ بظاہر بہت سیدھا سادہ ہے لیکن اگر تم اس کے دھوکے میں آ گئے تو نہ صرف میرا کھیل بگڑ جائے گا بلکہ تم بھی سارا جیون اس کے چرنوں میں لوٹنے پر مجبور ہو جاؤ گے ؟"

"اوہ............ گویا میری ذات سے تمہارا مفاد بھی وابستہ ہے۔"

"تالی ایک ہاتھ سے نہیں............ دو ہاتھوں سے بجتی ہے۔"

"اور اگر میں فزارو کے کام آ جاؤں تو............؟"

مورکھوں جیسی بات مت کرو اس بار قدرے درشت لہجے میں کہا گیا تم نہیں جانتے کہ اس سمے کس سے بات کر رہے ہو۔ جان جاؤ گے تو تمہاری راتوں کی نیند خراب ہو جائے گی۔"

" خان شہباز نے بھی کچی گولیاں نہیں کھیلی ہیں۔ تم اگر اتنے ہی بہادر ہوتے تو کھل کر سامنے آتے .... یوں چھپ کر فون نہ کرتے۔" خان شہباز نے پینترا بدل کر جواب دیا۔ "فزارو اور توشی کی قوتوں نے شاید تمہیں بھی خوفزدہ کر دیا ہے .... کیوں؟"

" مجھے تمہاری باتوں پر غصہ نہیں ، ہنسی آ رہی ہے ، تمہارا جیون جس رنگ میں بیتا ہے اس میں کھوٹ ہی کھوٹ بھرا ہے' پرنتو اتنا یاد رکھو تمہیں ہر حال میں میری آگیا کا پالن کرنا ہوگا۔"

"خان شہباز کی مدد درکار ہے تو کھل کر سودے بازی کرو' ہوسکتا ہے کہ میں تمہاری مشکل آسان کر سکوں۔"

"تم...... اور میری مشکل آسان کرو گے۔" مضحکہ خیز آواز میں کہا گیا۔

"فون میں نے نہیں.......... تم نے کیا ہے۔"

" تم اپنی اوقات سے بڑھ رہے ہو خان شہباز.......... میں نے متر بن کر تمہاری سہائتا کرنی چاہی تھی اور تم میری شکتی کو للکار رہے ہو ۔"

"شما کر دو مہاراج۔" خان شہباز نے اس کے غصے کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔ "میں بھول گیا تھا کہ اس سمے میں ایک ایسے مہان اور بلوان منش سے گفتگو کر رہا ہوں جو فزارو کو شکست دینے کی خاطر میری دوستی کا طلب گار ہے۔"

"پاپی.......... اپنی گندی زبان کو اگام دے تو نہیں جانتا کہ کس کا اپمان کر رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا شراپ (بددعا) تیرا جیون نشٹ (برباد) کر دے۔"

"اوہ.......... گویا آپ بھی مجھے میرے مستقبل سے ڈرانے کا خواب دیکھ رہے

ہیں۔"

"بکواس بند کر.......... دوسری جانب سے سفاک لہجے میں کہا گیا میری بات دھیان سے سن لے۔" فزارو کی کالی شکتیاں ان لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں جن کے سروں پر تیرے دھرم کے بڑوں (بزرگوں) کا ہاتھ ہے' اسی کارن اس نے تجھے اپنے جال میں پھانسنے کی کوشش کی ہے..........."

"میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہہ رہے ہو........... خان شہباز نے اس بار سنجیدگی سے وضاحت چاہی۔"

"اس سمے میں تجھے آنے والے کل کے بارے میں نہیں بتا سکتا پرنتو خیال رہے.......... تو نے اگر میرا کہا نہ مانا تو پچھتائے گا۔"

"کیا تم بھی فزارو کی طرح مستقبل میں جھانکنے کی صلاحیت رکھتے ہو۔" خان شہباز زہرخند سے بولا پھر اپنے لئے دوسرا پیگ تیار کرنے لگا وہ ابھی تک دوسری جانب سے بات کرنے والے کی حیثیت اور اس کے فون کرنے کا مقصد نہیں سمجھ سکا تھا۔

"مورکھ.......... تو نہیں جانتا' وہ جو مہان شکتی پراپت (حاصل) کر لیتے ہیں ان کی نظروں کے آگے سے تمام پردے سرک جاتے ہیں .... میں اس سمے یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ تو اپنے من کو شانت کرنے کے لئے نیا جام تیار کر رہا ہے۔"

خان شہباز ایک لمحے کو چونکا پھر مسکرایا۔

"کیوں .... اب چپ کیوں ہوگیا ...."

"جو لوگ خان شہباز کو جانتے ہیں وہ اس بات سے بھی بخوبی واقف ہیں کہ شراب کو پانی کی طرح پینا اس کی عادت ہے۔"

"لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ خان شہباز دو قتل کرنے کے باوجود ابھی تک پھانسی کے پھندے سے دور ہے۔"

"کون ہو تم ....؟ خان شہباز حیرت سے اچھل پڑا' اس کا سارا نشہ ایک ہی جملے سے ہرن ہو گیا۔

"بس.......... اتنی جلدی چکرا گیا .... کیا اب یہ بھی سنے گا کہ تو نے اپنے مکان کے آنگن میں نیم تلے کسے دفن کیا تھا۔"

"مم.......... میں.......... میں تمہاری ہر بات ماننے کو تیار ہوں۔"

خان شہباز نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں تیزی سے کہا۔ آفس ایئر کنڈیشنڈ ہونے کے

باوجود اس کے چہرے پر پسینے کے قطرے ابھر آئے تھے۔

"مجھے تیرے پلید کاموں سے کوئی سمبندھ نہیں............ تجھے کیول ایک بات دھیان میں رکھنی ہے تو فزارو کی کسی آگیا کا پالن نہیں کرے گا............ میں وچن دیتا ہوں کہ اگر کالی شکتیوں نے تجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو میں تیری مدد کروں گا۔"

"مم............ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں پھر تم جو کہو گے وہی ہوگا۔"

"مجھے ملے بغیر بھی تو وہی کرے گا جو میں چاہوں گا.........."

اس بار تحکمانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ٹھیک ہے.......... ٹھیک ہے.......... لیکن وعدہ کرو کہ تم میرے نجی معاملات کے سلسلے میں اپنی زبان بند رکھو گے۔"

خان شہباز نے عاجزی سے درخواست کی لیکن دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

خان شہباز نے کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح ریسیور کریڈل پر رکھا پھر اس نئی شخصیت کے بارے میں غور کرنے لگا جس نے نہ صرف فزارو کی بھیانک اور ہولناک موت کی پیش گوئی کی تھی بلکہ وہ اس کی نجی زندگی کے بہت سارے اہم اور سنگین رازوں سے بھی واقف تھا۔

آج مہینے کی سات تاریخ تھی اس لئے کیسینو کے ڈانسنگ فلور پر لوگوں کا اچھا خاصا ہجوم تھا جب سے بلیومون کی انتظامیہ نے سات تاریخ کو "لکی ڈرا' لکی پیئر آف دی نائٹ" کے اہتمام کا اعلان کیا تھا مستقل ممبروں کے علاوہ خاص لوگوں نے بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کر دیا تھا چنانچہ اس وقت بھی وہاں شہر کی کریم اکٹھا تھی۔

فیصل کو اس قسم کے ہنگاموں سے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی لیکن اپنے کلاس میٹ اور بچپن کے دوست جاوید کے بے حد اصرار پر وہاں چلا آیا تھا۔ جاوید کے ساتھ اس کی گرل فرینڈ امبرین زرق برق لباس پہنے موجود تھی' ہال میں موجود بیشتر افراد اپنی ساتھی پارٹنر کے ساتھ بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے یا پھر موسیقی کی دھن پر ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈالے محو رقص تھے' جاوید اب تک دو راؤنڈز میں امبرین کے ساتھ حصہ لے چکا تھا اور اب فیصل کے ساتھ بیٹھا مشروبات سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"کیا بات ہے پرنس؟" امبرین نے فیصل کو مخاطب کیا۔ "کیا آج آپ ڈانس کرنے کے موڈ میں نہیں ہیں۔"

"تم نہیں جانتیں امبرین!" جاوید نے کہا۔ "ہمارا پرنس خود سے کسی کو رقص کرنے کی درخواست پیش کرنے کے اصول کے خلاف ہے۔"

"او کے....." امبرین نے' بڑی شوخ نظروں سے فیصل کو گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "تیسرے راؤنڈ میں میں آپ سے رقص کی فرمائش کروں گی۔"

"کیوں---؟"

"سینے پر سانپ لوٹنا محاورہ ہی سہی لیکن سانپ بہرحال سانپ ہے جسے میں کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا۔"

جاوید نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ لیکن کہنے کا انداز ایسا تھا کہ امبرین اور فیصل دونوں ہی بے اختیار ہنس دیئے۔ ٹھیک اسی لمحے توشی نے فلور پر قدم رکھا تو بیشتر مردوں

کی نظریں اس کی جانب بھٹکنے لگیں۔ اس وقت توشی نے ہلکے آسمانی رنگ کا لباس زیب تن کر رکھا تھا جس میں وہ آسمان سے اتری ہوئی کوئی اپسرا معلوم ہو رہی تھی' بظاہر وہ تنہا تھی لیکن اس کے ہونٹوں کی فاخرانہ مسکراہٹ اور چلنے کا انداز بتا رہا تھاہ وہ اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ سینکڑوں للچائی ہوئی نظریں اور دلوں کی مضطرب دھڑکنیں اس کا تعاقب کر رہی ہیں۔ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی میزوں کے درمیان بل کھاتی وہ کاؤنٹر کے قریب جا کر رک گئی۔

"ہیلو۔۔۔ہیلو۔۔۔" امبرین نے جاوید کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ تم بیٹھے بیٹھے کہاں گم ہوئے جا رہے ہو۔"

"اس ماہ لقا کی عشوہ طرازیوں کا جلوہ دیکھ رہا ہوں جس کے ساتھ رقص کرنے کی تمنا جانے کب سے میرے دل میں مچل رہی ہے لیکن۔۔۔۔ آہ' اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔"

"کون ہے۔۔۔ میں اسے پہلی بار دیکھ رہی ہوں۔"

"مس توشی ۔۔۔ تاریک براعظم افریقہ کا وہ روشن اور مہکتا گلاب جس نے لوگوں کو دیوانہ بنا رکھا ہے۔"

توشی کے نام پر فیصل بھی چونکا' اسے خان شہباز کی آخری خواہش کی یاد آ گئی' اپنی کاروباری مصروفیات کی وجہ سے وہ خان شہباز کی درخواست کو یکسر فراموش کر چکا تھا' جاوید کی نظروں کے تعاقب میں اس نے بھی نظر گھما کر کاؤنٹر کی سمت دیکھا اور پھر دیکھتا ہی رہ گیا۔ توشی ایک اونچے اسٹول پر بیٹھی بڑی بے نیازی سے پینے میں مصروف تھی اور لوگ اس کی نیاز مندی میں مبتلا نظر آ رہے تھے۔

"مائی ڈیئر پرنس ۔۔۔ پلیز۔" جاوید نے فیصل کو محو حیرت دیکھ کر پر تشویش انداز میں مخاطب کیا۔ "کہیں تم اس کی زلف گرہ گیر میں نہ الجھ جانا ورنہ میں تمہارے گھر جا کر آنٹی کو کیا حساب دوں گا؟"

فیصل' جاوید کی بات سن کر یوں چونکا جیسے کوئی حسین خواب دیکھتے دیکھتے اچانک اس کی آنکھ کھل گئی ہو لیکن اس نے جلدی ہی خود پر قابو پا لیا' توشی کی سمت سے لاپروا ہو کر وہ بظاہر امبرین کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گیا لیکن اس کے دل کی گہرائیوں میں ابھی تک توشی کا حسن پانی پر چاند کے عکس کے مانند کپکپا رہا تھا۔

"یاروں سے اڑنے کی کوشش مت کرو پرنس!" جاوید نے معنی خیز آواز میں

کہا۔ "میں تمہاری کیفیت محسوس کر رہا ہوں لیکن ایک بات یاد رکھو۔۔۔ یہاں تمہاری دال نہیں گلے گی۔"

"میرا خال اس کے برعکس ہے۔" امبرین نے جلدی سے کہا۔ "توشی کے اندر جنس مخالف کے لئے خاصی کشش موجود ہے لیکن اپنا پرنس بھی کم نہیں' توشی نے اگر نظر بھر کر دیکھ لیا تو موم کی طرح پگھل کر رہ جائے گی۔"

"تھینکس۔۔۔ " فیصل نے مسکراتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "تم دونوں خواہ مجھے کتنا ہی چڑھانے کی کوشش کرو لیکن آج کا پورا بل بہرحال جاوید ہی کو ادا کرنا پڑے گا۔۔۔ یہ فیصلہ پہلے ہو چکا ہے۔"

"مذاق اپنی جگہ لیکن میری معلومات کے مطابق یہ بات آن ریکارڈ ہے کہ توشی نے آج تک کسی کے ساتھ رقص کی درخواست قبول نہیں کی۔"

"اور تم اس ریکارڈ بک میں میرا نام بھی شامل کر رہے ہو۔۔۔۔

"فیصل نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

تیسرے راؤنڈ کے لئے آرکسٹرا نے دھن بجانی شروع کی تو جاوید' امبرین کا ہاتھ تھام کر فلور پر چلا گیا' فیصل نے توشی کی جانب دیکھا' بیشمار لوگ اس کے قریب جا جا کر رقص کی فرمائش کر رہے تھے اور وہ مسکرا مسکرا کر انکار کئے جا رہی تھی' کچھ دیر تک وہ توشی کو دیکھتا رہا پھر اٹھ کر کاؤنٹر کی جانب قدم بڑھانے لگا لیکن اب اس کی نظر توشی پر نہیں بلکہ کاؤنٹر کے دوسری جانب گاہکوں کو اٹینڈ کرتی ہوئی مس ماریا پر جمی ہوئی تھیں۔

"ہیلو پرنس۔۔۔۔" ماریا نے اسے دیکھ کر مسرت کا اظہار کیا۔ "بہت دنوں بعد تشریف لائے۔۔۔۔"

پرنس کے نام پر توشی نے بھی پلٹ کر فیصل کی طرف دیکھا اور اس کے مردانہ حسن اور پُر وقار شخصیت کے سحر میں ڈوبنے لگی۔

"کیا تم اس وقت بہت زیادہ مصروف ہو۔" فیصل نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"کوئی خدمت ۔۔۔۔۔؟"

"ایک راؤنڈ کے بارے میں کیا خیال ہے۔"

"آپ شاید میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔" ماریا شوخی سے بولی "اول تو میں آن ڈیوٹی ہوں ۔۔۔۔ پھر آپ کے ساتھ رقص کرنا۔۔۔ میں اتنی ماہر بھی نہیں

ہوں۔"

"اور سناؤ---- آج کل کیسینو کیسا چل رہا ہے۔"

"آپ نے بہت دنوں بعد ادھر کا رخ کیا ہے اس لئے حالات سے بے خبر ہیں۔" ماریا نے کن انکھیوں سے توشی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھا نہیں----"

"آج کل کیسینو میں ہماری مادام توشی کا سکہ چل رہا ہے۔" ماریا نے سنبھل کر جواب دیا پھر توشی سے تعارف کراتے ہوئے بولی۔ "آپ ہیں مادام توشی اور---- پرنس فیصل ہیں' اس شہر کے کروڑ پتی تاجر' بزنس مین اور ناصر انٹرپرائز کے مالک۔"

فیصل نے توشی کی طرف دیکھا پھر بڑے مہذب انداز میں بولا۔

"خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔"

"میں نے آپ کو یہاں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔" توشی نے فیصل کی نگاہوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

"میں اسے اپنی بدنصیبی کہوں گا۔" فیصل نے جواب میں سادگی کا مظاہرہ کیا تو توشی بے اختیار ہنس دی۔

"آپ آدمی دلچسپ معلوم ہوتے ہیں۔" اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کے باوجود ماریا نے میرے ساتھ ڈانس کرنے سے انکار کر دیا۔"

"ڈانسنگ بہت زیادہ پسند ہے آپ کو؟"

"صرف صحت و تندرستی کو برقرار رکھنے کی حد تک۔"

"پھر تو میں آپ کے ساتھ ڈانس کرنا پسند کروں گی۔"

توشی نے بے تکلفی کا مظاہرہ کیا پھر گلاس کاؤنٹر پر رکھتی ہوئی اسٹول سے نیچے اتر آئی۔ "میں اسے اپنی خوش نصیبی سمجھوں گا۔" فیصل نے بڑے خوبصورت انداز میں سر کو خفیف سا خم دے کر کہا پھر توشی کا ہاتھ تھام کر ڈانسنگ فلور پر آ گیا۔

توشی کو فیصل کے ساتھ ڈانس کرتا دیکھ کر پورے فلور پر مدھم مدھم سرگوشیاں شروع ہو گئیں' مستقل ممبروں اور عام لوگوں کے علاوہ بلیومون کے عملے کے افراد بھی حیرت زدہ تھے پھر یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پوری عمارت کے مختلف حصوں میں پھیلتی چلی گئی لیکن فیصل اور توشی رقص میں اس قدر ڈوبے ہوئے تھے کہ انہیں

دوسروں کے مطلق کوئی خبر نہیں تھی۔

"پرنس ---- ماریا نے ٹھیک ہی کہا تھا۔" توشی نے اس کے ساتھ آرکسٹرا کی دھن پر ہچکولے کھاتے ہوئے سرگوشی کی۔" تم ڈانسنگ میں پوری مہارت رکھتے ہو---- کوئی عام لڑکی تمہارا ساتھ نہیں دے سکتی۔"

"اس لئے میں عام لڑکیوں سے ہمیشہ دور ہی رہتا ہوں۔"

"کیا تم یقین کرو گے آج سے پہلے میں نے بلیومون میں کبھی کسی کے ساتھ ڈانس نہیں کیا۔"

"پھر---- مجھ میں کیا بات تھی جو تم اتنی جلدی آمادہ ہو گئیں۔" فیصل نے مدھم لہجے میں پوچھا۔

"بس ------ تم مجھے اچھے لگے تھے۔"

"کیا میں تمہارا شکریہ ادا کروں؟"

"تمہاری باتیں بھی تمہاری ہی طرح خوبصورت ہیں۔" توشی بولی۔" وعدہ کرو پرنس --- تم اب یہاں آتے رہو گے۔"

"تمہارا قیام کب تک رہے گا۔"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتی لیکن میری خواہش ہے کہ جب تک یہاں رہوں تم سے ملتی رہوں۔"

"کیا تمہیں اندازہ ہے کہ لوگ ہمیں کن نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔"

"میں جانتی ہوں ----- وہ رقابت کی آگ میں جھلس رہے ہوں گے اور ----"

آرکسٹرا نے اپنی دھن ختم کی تو جوڑے ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر تالیاں بجانے لگے۔ تیسرا راؤنڈ ختم ہو چکا تھا لوگ اپنی اپنی نشستوں کی طرف بڑھ رہے تھے توشی نے فیصل کی نگاہوں میں نگاہیں ڈال کر کہا۔ "میں اب اجازت چاہوں گی پرنس۔"

"میرا کارڈ----" فیصل نے اپنا وزٹنگ کارڈ نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا۔

"میں شکر گزار ہوں کہ تم نے ----"

"شرمندہ نہ کرو---- دوستوں کے درمیان اتنا تکلف اچھا نہیں ہوتا۔" توشی نے بے تکلفی سے کہا پھر تیزی سے پلٹ کر لمبے لمبے قدم اٹھاتی کیسینو کی سمت چلی گئی۔

فیصل کی نظریں راہداری کے آخری گوشے تک توشی کا تعاقب کرتی رہیں' لوگ فیصل کو رشک بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے' ان ہی لوگوں میں فزارو بھی تھا جو ایک جانب الگ تھلگ کھڑا فیصل کو بڑی کینہ توز نظروں سے گھور رہا تھا' شاید اسے فیصل اور توشی کی ملاقات اچھی نہیں لگی تھی۔۔۔۔!!

ڈانسنگ فلور سے نکل کر وہ سیدھی کیسینو کی طرف آ گئی' مختلف لوگوں کے ساتھ اس نے رنگ بال' رائفل شوٹنگ اور کارڈ کے کھیلوں میں حصہ لیا' قسمت کی دیوی اس پر مہربان تھی وہ حسب دستور جیت سے ہمکنار ہوتی رہی اسے معلوم تھا کہ نہیں ہارے گی' اس کے باپ کی دعائیں' جسے جزیرے کے تمام چھوٹے بڑے عظیم شاکا کے نام سے یاد کرتے تھے اس کے ساتھ تھیں جب وہ حصول تعلیم کے لئے اپنے جزیرے کو خیرباد کہہ کر مہذب دنیا کی طرف نکلی تھی اس وقت شاکا نے اسے دولت کمانے کے بہت سے گر سکھائے تھے' خاص طور پر اس نے کہا کہ جب تک مقدس دیوتاؤں کا سایہ اس کے سر پر موجود ہے وہ زندگی کے ہر شعبے میں کامیاب و کامران ہو گی۔ دنیا کے گوشے گوشے میں کھیلے جانے والے جیت اور ہار کے کھیلوں میں عظیم شاکا نے اسے بہت ساری راز کی باتوں سے آگاہ کیا تھا' خاص طور پر باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ جوئے اور سٹے کی دنیا میں ایمانداری کو برائے نام دخل ہوتا ہے۔ اس نے توشی کو یقین دلایا تھا کہ وہ دنیا میں جہاں بھی رہے گی شاکا کی پراسرار قوتیں جو اسے سالہا سال کی سخت محنت اور دیوتاؤں کی ریاضتوں کے بعد حاصل ہوئی تھیں فاصلوں کی دوری کے باوجود اس کی بصیرت کے دائرے سے دور نہیں ہونے دیں گی' وہ جزیرے میں رہنے کے باوجود ہر لمحہ اس کی خبر گیری کرتا رہے گا' اس کے تحفظ کی خاطر اپنی تمام قوتوں کو بروئے کار لاتا رہے گا۔

توشی کو علم تھا کہ اس کا باپ لازوال قوتوں کا مالک ہے وہ اپنے باپ سے بہت محبت کرتی تھی اگر کوئی اختلاف تھا تو وہ بس شوالا کی ذات تک تھا' جزیرے میں شاکا کے بعد شوالا کو سردار بننے کا حق حاصل تھا وہ بھی عظیم قوتوں کا مالک تھا مگر توشی اسے روز اول ہی سے ناپسند کرتی تھی اور ناپسندیدگی کی وجہ معقول تھی' شوالا خوبصورت لڑکیوں اور کچی شراب کا رسیا تھا' نشے کی حالت میں وہ کسی درندے سے بھی زیادہ سفاک اور خطرناک بن جاتا تھا کمزوروں کے خون سے ہولی کھیلنا اس کا محبوب مشغلہ تھا جزیرے کے لوگ ہمیشہ سے اس سے خوفزدہ رہتے تھے' توشی سردار کی بیٹی تھی اس لئے

شوالا کی دسترس سے باہر تھی جزیرے سے باہر جا کر تعلیم حاصل کرنے کی مخالفت بھی سب سے پہلے شوالا نے کی تھی لیکن شاکا کے آگے اس کی ایک نہ چل سکی پھر جب توشی کو اس بات کا علم ہوا کہ شوالا اس کا منگیتر ہے تو اسے شوالا کی حیثیت سے شدید نفرت ہو گئی۔ جزیرے کے جنگلی رسم و رواج کے مطابق نائب سردار کو یہ حق حاصل ہوتا تھا کہ وہ ایک وقت میں دو لڑکیوں سے شادی کر سکے اور دو لڑکیوں کو آئندہ شادی کے لیے اپنے حق میں منتخب کر سکے' شوالا نے دو شادیاں کر رکھی تھیں لیکن توشی کے جزیرے سے روانگی سے پیشتر ہی اس نے اپنی ایک بیوی کو ہلاک کر دیا تھا اس طرح وہ توشی کو دوسری بیوی کی حیثیت سے حاصل کرنے کا حق دار بن گیا تھا۔ معاملہ اگر عظیم شاکا کی بیٹی کا نہ ہوتا تو وہ اپنی مرضی کے عین مطابق اور جزیرے کے مروجہ قانون کی رو سے توشی کو زبردستی بزور قوت بازو اپنی شریک حیات بنا سکتا تھا۔

جب تک توشی جزیرے کی حدود میں قید رہی وہ اپنے رسم و رواج سے بغاوت کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی لیکن جب اس نے اس جزیرے سے باہر مہذب دنیا میں قدم رکھا' تعلیم حاصل کی اور وہاں کے رسم و رواج کو دیکھا تو شوالا سے اس کی نفرت کا جذبہ شدید تر ہوتا چلا گیا۔ اس نے طے کر لیا تھا کہ وہ مر جائے گی لیکن شوالا کو بحیثیت شوہر قبول نہیں کرے گی۔ توشی کو اس بات کا بھی بخوبی علم تھا کہ اگر اس نے شوالا کو رد کر کے کسی اور کو اپنی زندگی کا ہم سفر بنا لیا تو اس کی بغاوت کی سزا اس کے باپ شاکا کو بھگتنی پڑے گی۔ توشی کی نافرمانی کے بعد عظیم شاکا کو جزیرے کی سرداری کے حق سے محروم ہونا پڑے گا۔ وہ پراسرار اور نادیدہ قوتیں اس سے چھین لی جائیں گی جو دیوتاؤں کو برسوں خوش کرنے کے بعد حاصل ہوئی تھیں اور اگر شوالا چاہے تو سردار بننے کے بعد شاکا کو توشی کی بغاوت پر سنگسار کرا سکتا تھا' جزیرے کے سب سے پرانے اور بلند ترین درخت سے اس وقت تک کے لئے الٹا لٹکوا سکتا تھا جب تک شاکا کی روح اس کے جسم کا ساتھ نہ چھوڑ دے یا پھر اگر وہ انتہائی قدم اٹھانا چاہے تو شاکا کو دنگولی کے نام سے پہچانی جانے والی ان سرخ آدم خور چیونٹیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ سکتا تھا جو انسانی گوشت نہایت رغبت اور تیزی سے چٹ کر جانے کی عادی تھیں' دنگولیوں کو عبادت گاہوں کے زیر زمین خاص تہہ خانوں میں پالا جاتا تھا۔

انہی حالات کے پیش نظر توشی نے آج تک کسی مرد کو ایک محبوب کی حیثیت سے نظر بھر کر نہیں دیکھا تھا۔ اسے شبہ تھا کہ شوالا جو عیاری اور مکاری میں اپنی مثال

آپ تھا۔ اس نے توشی کی نگرانی پر اپنے آدمیوں کو مامور کر رکھا ہو گا' جزیرے سے قدم باہر نکالنے کے بعد وہ جہاں جہاں گئی اسے یہی خطرہ لاحق رہا کہ شوالا کے جاسوسوں کی نظریں اس کا تعاقب کر رہی ہوں گی۔

آج زندگی میں پہلی بار توشی نے پرنس فیصل کے روپ میں اپنا آئیڈیل دیکھا جو اس کے دل کی گہرائیوں میں نہ جانے کب سے روپوش تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس کی جانب کھنچتی چلی گئی' فیصل کی شخصیت میں ایسی کشش تھی جس نے مقناطیسی طور پر توشی کو اپنی جانب متوجہ کر لیا تھا' وہ اس کا ہاتھ تھام کر جب ڈانسنگ فلور پر گئی تو تمام خطروں سے بے نیاز ہو کر اس کی مردانہ وجاہت کی گہرائیوں میں ڈوبتی چلی گئی' فیصل کی بانہوں میں اسے سکون مل رہا تھا' ان بازوؤں کے حصار میں وہ خود کو بہت محفوظ محسوس کر رہی تھی لیکن جب آرکسٹرا کی آواز ختم ہوئی اور تیسرے راؤنڈ کا اختتام ہوا تو وہ ڈانسنگ فلور پر رکنے کے بجائے کیسینو کی سمت آگئی پھر وہاں بھی جب دل نہ لگا تو واپس اپنے کمرے میں آگئی' فیصل کا وزٹنگ کارڈ اس کے خوبصورت ہاتھوں میں تھا' وہ اس کارڈ کو اتنی محویت کے عالم میں دیکھ رہی تھی جیسے اپنے محبوب کی تصویر کو دیکھ رہی ہو۔

ڈانسنگ فلور پر اس نے فیصل کے ساتھ جو گفتگو کی تھی اس کے الفاظ اور جملے اس کے کانوں میں رس گھول رہے تھے فیصل کے قرب کا تصور اور اس کے جسم کا احساس توشی کو خوابوں کی حسین وادیوں کی سیر کرا رہا تھا' وہ ایک نئے تجربے سے دوچار ہو کر زندگی کی لذتوں سے لطف اندوز ہو رہی تھی' مرغ زار وادیوں میں اپنے محبوب کے تصور کے ساتھ ہوا کے دوش پر اڑتی پھر رہی تھی کہ یکلخت فون کی گھنٹی کی آواز سن کر اس کے حسین خوابوں کا شیرازہ ٹوٹ کر بکھر گیا۔ ان جانے خوف سے دل دھڑکنے لگا۔

"ہیلو ...." اس نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے ریسور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا۔

"مادام توشی .... باہر سے آپ کی کال ہے۔ بلیومون کے آپریٹر کی مانوس آواز اس کے کانوں میں گونجی۔ کیا آپ بات کرنا پسند کریں گی؟"

"بات کرنے والے کا نام ...." اس نے سپاٹ لہجے میں دریافت کیا۔

"میں نے نام معلوم کیا تھا لیکن نام نہیں بتایا گیا صرف اتنا کہا گیا کہ اسے آپ

سے کوئی ضروری بات کرنی ہے۔"

"کیا تم نے بتا دیا کہ میں کمرے میں ہوں۔"

"نہیں .... میں نے اسے ہولڈ کر رکھا ہے۔"

"کہہ دو میں کمرے میں نہیں ہوں ...." توشی نے خشک آواز میں کہا پھر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا' اسی لمحے اس کی نظریں بیڈ سائڈ ٹیبل پر رکھی ہوئی عظیم شاکا کی تصویر پر پڑیں' شاکا کی آنکھوں کے ڈھیلے حلقوں کے درمیان حرکت کر رہے تھے' ان آنکھوں کی گردش میں نفرت کی چنگاریاں رقص کر رہی تھی۔ توشی نے سہم کر آنکھیں بند کر لیں پھر لباس تبدیل کئے بغیر بستر پر دراز ہو گئی۔"

وہ کسی جھینگر ہی سے ملتی جلتی باریک تیز آواز تھی جسے سن کر فزارو یکلخت ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا' چند لمحہ پیشتر وہ گہری نیند میں ڈوبا ہوا تھا' اس کے خراٹے کمرے کی خاموشی میں بار بار ابھر رہے تھے مگر اب وہ پوری طرح بیدار ہو چکا تھا بستر چھوڑتے ہی اس نے گھڑی پر نگاہ ڈالی' رات کے دو بج رہے تھے اس کی نگاہوں میں بے یقینی کی کیفیت تھی' پھر دوسری بار وہی آواز تیزی سے ابھری تو فزارو کسی آدم خور تیندوے کی طرح الماری کی طرف لپکا' الماری کھول کر اس نے بڑی سرعت کے ساتھ ربڑ کی وہ چھپکلی نکالی جو کپڑوں کے درمیان رکھی تھی' بظاہر وہ بچوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے ایک کھلونا نظر آ رہی تھی لیکن فزارو اسے ٹکٹکی باندھے بغور دیکھ رہا تھا الماری کے پٹ بند کرنے کے بعد وہ جلدی سے دبیز قالین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا' ربڑ کی چھپکلی اس نے اپنے سامنے رکھ دی اور پلکیں جھپکائے بغیر اسے دیکھتا رہا۔

اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمایاں دکھائی دے رہے تھے چہرے کے تاثرات اس کی بوکھلاہٹ اور پریشانی کی نشان دہی کر رہے تھے' بیٹھنے کا انداز ایسا ہی تھا جیسے ربڑ کی وہ چھپکلی اس کے لئے بے حد مقدس اور قابل احترام تھی اچانک تیسری جھینگر کی تیز آواز کمرے کے سناٹے کا سینہ چیرتی ہوئی ابھری پھر چھپکلی کا جسم سونے کی طرح دمکنے لگا۔

فزارو پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھا اس نے دونوں ہاتھ عبادت کے انداز میں گھٹنوں پر جما رکھے تھے چھپکلی کو روشن ہوتا دیکھ کر وہ اپنی جگہ اور زیادہ محتاط ہو گیا۔ اس کی

پھٹی پھٹی نظریں چھپکلی پر مرکوز تھیں جو بار بار روشن ہو کر تاریک ہو رہی تھی پھر یکلخت اس کا رنگ نیلا ہو گیا اس کے ساتھ ہی فزارو نے تین بار زور سے تالیاں بجائیں اور دوبارہ پوری طرح متوجہ ہو گیا اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی مسلط تھی۔

" فزارو .... مجھے خوشی ہے کہ تو اپنی جگہ پوری طرح محتاط ہے۔"

"میں نے تالی بجا دی ہے مقدس شوالا' ہمارے درمیان جو حصار قائم ہو گیا ہے اس میں کوئی تیسرا داخل نہیں ہو سکتا۔"

"کیا آج تو بے خبر تھا......؟ میری ماورائی قوتیں بہت دیر سے تجھے آوازیں دے رہی تھیں۔"

"مجھے اپنی غلطی کا احساس ہے لیکن ...."

"تو شاید کہے گا کہ میں نے بہت عرصے بعد تیری ضرورت محسوس کی۔"

"ہاں میرا خیال ہے کہ ...."

"نہیں ...." شوالا نے درشت آواز میں کہا۔ "اپنی زبان کو لگام دے' شوالا تیرا محتاج نہیں ہے فاصلوں کی قید میرے لئے بے معنی ہے کیا تو میری قوت کا اندازہ کرنا چاہتا ہے۔"

"رحم .... عظیم شوالا رحم' میں تجھ سے رحم کا طلبگار ہوں۔" فزارو کا چہرہ تاریک ہو گیا۔ مجھ سے دانستگی میں اگر کوئی بھول سرزد ہو گئی ہے تو میں معافی کا خواستگار ہوں۔"

"میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ تو میری امانت کی پوری طرح نگہبانی کرے گا لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ تو غفلت کا مرتکب ہو رہا ہے۔" شوالا کی آواز بہت دور سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ "کیا مجھے بتانا ہو گا کہ غفلت کی سزا ...."

"رحم .... عظیم شوالا رحم۔" فزارو گڑگڑانے لگا۔

"کیا تجھے معلوم ہے کہ وہ کون ہے جس نے ترشولی (توشی) کے خوابیدہ ارمانوں کو گدگدا کر بیدار کرنے کی کوشش کی۔"

" اس کا نام پرنس فیصل ہے' باپ کے مرنے کے بعد کروڑوں کی جائیداد اس کے تصرف میں آ گئی ہے' دولت اور جوانی کے نشے نے اسے مدہوش کر رکھا ہے لیکن فزارو بہت جلد اسے تیرے راستے سے ہٹا دے گا۔"

" یہ تیری بھول ہے فزارو۔" شوالا نے پر خیال انداز میں تیزی سے کہا۔ "میری

نظریں ابھی اس طلسم کا حصار نہیں توڑ سکیں لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ کچھ نادیدہ قوتوں نے اسے اپنی پناہ میں لے رکھا ہے .... وہ چھوکرا ابھی خود بھی ان طاقتوں سے ناواقف ہے جو سائے کی طرح اس کے ساتھ لگی ہوئی ہیں .... مجھے کوئی اور تدبیر اختیار کرنی ہوگی۔"

"مجھے صرف ایک موقع چاہئے عظیم شوالا!" فزارو نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں اسے ایسی موت سے ہم کنار کروں گا جس کی خبر نادیدہ طاقتوں کو بھی نہیں ہو سکے گی۔"

"نادانی کی بات مت کر' تو نے اگر اس سے ٹکرانے کی کوشش کی تو پاش پاش ہو جائے گا ...."

" کیا ....؟ کیا مقدس شوالا کی لازوال قوتیں بھی بے اثر ہو رہی ہیں؟" فزارو نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"ابھی میں یقین سے نہیں کہ سکتا کہ کل کیا ہونے والا ہے لیکن ایک بات کان کھول کر سن لے اب تجھے پھونک پھونک کر قدم اٹھانا ہوگا۔ میں تیرے سر پر موت کے سایوں کو منڈلاتا دیکھ رہا ہوں۔"

"مجھے تیری خوشنودی درکار ہے۔" فزارو نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔ میں "موت سے کبھی ہراساں نہیں ہوا۔"

" شوالا اپنے غلاموں سے کبھی غافل نہیں رہتا لیکن .... فی الحال تجھے راستہ سے ہٹنا ہوگا۔"

"مم .... میں .... سمجھا نہیں۔" فزارو کے چہرے کی رنگت یکلخت زرد پڑ گئی۔

"کیا تجھے یقین ہے کہ ترشولی کو اس بات کا شبہ نہیں ہوا کہ تو اس کی نگرانی پر مامور ہے۔" شوالا نے اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے دریافت کیا۔

" وہ .... مجھے صرف اپنا ہمدرد سمجھ رہی ہے' میں کبھی اس کے قریب نہیں گیا۔ ہمارے درمیان کوئی گفتگو نہیں ہوئی لیکن رنگ و نسل کے اعتبار سے ...."

" مجھے تیری ذہانت پر اعتبار ہے ...."

"مقدس شوالا .... تو نے مجھے راستے سے ہٹنے کی بات کی تھی۔" فزارو نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ "میں تیری بات کا مقصد نہیں سمجھ سکا۔"

" آندھی اگر ایک سمت سے اٹھے تو بچاؤ کی تدبیر ممکن ہے لیکن ...."

"لیکن .... لیکن کیا ...."

"شوالا کی نظریں دیکھ رہی ہیں کہ طوفان دو سمت سے سر ابھار رہا ہے اگر اس طوفان کو نہ روکا گیا تو بہت کچھ ہو جائے گا۔ تو اس تباہی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

"کیا مقدس عقرب کی لازوال قوتیں بھی طوفان کا رخ نہیں تبدیل کر سکتیں۔"

"شوالا نے ہارنا نہیں سیکھا .... ایک نہ ایک دن میری نظریں گھٹا ٹوپ اندھیروں کا سینہ چاک کر دیں گی۔"

"م م .... میرے لئے کیا حکم ہے؟" فزارو نے خوفزدہ لہجے میں سوال کیا۔

"ترشولی بھنور میں پھنسنے والی ہے .... تجھے زندگی کی آخری سانسوں تک اس کی حفاظت کرنی ہو گی .... یہ میرا حکم ہے۔"

"تیرا اشارہ ہو تو غلام خود اپنے ہاتھوں سے اپنا سر قلم کر سکتا ہے لیکن نادیدہ قوتیں ...."

"فزارو ...." اچانک کمرے میں ابھرنے والی مدھم آواز میں کڑکتے بادلوں کی گھن گرج بھی شامل ہو گئی۔ "کیا موت سے خوف زدہ ہو رہا ہے۔"

"م م .... م .... میں تیری پناہ کا طلبگار ہوں۔" فزارو نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں غافل نہیں ہوں ...."

"پھر وہ بھنور .... آندھی اور دو سمت سے اٹھنے والا طوفان .... میں کیا سمجھوں؟"

اچانک کمرے میں چاروں طرف تیز و تند ہواؤں کے جھکڑ چلنے کی آوازیں ابھرنے لگیں، فزارو کا چہرہ خوف و دہشت سے پیلا پڑ گیا دیوانوں کی طرح نظریں گھما کر وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے اطراف کا جائزہ لینے لگا تالی پیٹ کر اس نے کمرے میں جو حصار قائم کیا تھا اسے کوئی دوسری طاقت توڑنے میں کوشاں تھی۔

فزارو کی کیفیت اس ڈوبتے ہوئے جہاز کے کپتان کی سی تھی جو آخری لمحے تک بپھری ہوئی موجوں کے درمیان موت و زیست سے جنگ کرنے پر مجبور ہوتا ہے ربڑ کی چھپکلی کا رنگ بڑی تیزی سے تبدیل ہو رہا تھا یہ تباہی کی علامت تھی۔ فزارو کا اندازہ غلط نہیں ثابت ہوا، اچانک ایک دھماکے کے ساتھ چھپکلی پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی جھکڑ چلنے کی آوازیں بھی دور ہوتی چلی گئیں .... فزارو اپنی جگہ بیٹھا درخت سے ٹوٹے

ہوئے اس پتے کی مانند تھر تھر کانپ رہا تھا جو تیز ہواؤں کی زد میں گیا ہو .... !!

○

توشی نے فیصل کو خلاف توقع سامنے کھڑا دیکھا تو اس کی آنکھیں یوں چمک اٹھیں جیسے کسی معصوم بچے کو اس کا من پسند کھلونا مل گیا ہو، اس کا خوبصورت چہرہ مسرتوں کی شدت سے تپ کر گلنار ہو گیا وہ جلدی سے اپنی نشست سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ ...." اس نے بڑی اپنائیت سے پوچھا۔ "آپ کب آئے ...."

"زیادہ دیر نہیں ہوئی۔" فیصل نے اسے سرتاپا بڑی محبت سے دیکھا۔ "آپ کھیل میں مگن تھیں اس لئے میں نے ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں سمجھا۔"

"میڈم .... آپ کی چال ہے۔" توشی کے سامنے بیٹھے ہوئے غیر ملکی نے ناگوار انداز میں کہا، اسے فیصل کی مداخلت گراں گزری تھی یوں بھی وہ بہت دیر سے جیتنے کی امید پر مسلسل ہار رہا تھا اس لئے موڈ زیادہ اچھا نہیں تھا۔

"آئی ایم سوری مسٹر فوسٹر۔" توشی نے غیر ملکی سے مخاطب ہو کر کہا۔ "میں اب کھیل جاری نہیں رکھ سکتی۔"

"اور اس بازی کا کیا بنے گا۔" غیر ملکی نے بورڈ کے درمیان داؤ پر لگی ہوئی رقم کی سمت اشارہ کیا۔"

"یہ .... یہ میں آپ کو گفٹ کرتی ہوں۔"

"وہاٹ ...." غیر ملکی کے چہرے کے تاثرات یکلخت تیکھے پڑ گئے۔ "میری توہین کر رہی ہیں۔"

"میں نے کہا نا کہ میں کھیل جاری نہیں رکھ سکوں گی۔" توشی نے فیصل کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ "شو لینے کی صورت میں تم اپنی مزید رقم سے ہاتھ دھو بیٹھو گے مائی ڈیر فوسٹر اس لئے کہ تم محض کلر پر انحصار کر رہے ہو جبکہ میرے پاس کلر راؤنڈ ہے۔" پھر توشی نے اپنے پتے کھول دیئے، اس نے غلط نہیں کہا تھا، مسٹر فوسٹر کے پاس بادشاہ کے ساتھ کلر تھا۔

"لیکن اس لڑکی کو میرے پتے کس طرح معلوم ہو گئے؟ فوسٹر نے دل میں حیرت سے سوچا پھر وہ جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن توشی نے اسے بولنے کا موقع نہیں دیا۔ "بازی درمیان

میں چھوڑ کر اٹھنا میرے اصول کے خلاف ہے لیکن آج میں اپنا اصول توڑ رہی ہوں .... پرنس کی آمد کی خوشی میں اس لئے جیت کی ساری رقم بھی تمہیں گفٹ کر رہی ہوں۔" پھر وہ فوسٹر کو ششدر چھوڑ کر پرنس کے ساتھ ہال کے اس حصے کی سمت آ گئی جہاں ہجوم قدرے کم تھا ایک خالی میز پر بیٹھنے کے بعد اس نے فیصل کو پیار بھری نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین تھا پرنس کہ تم ضرور آؤ گے۔"

"لیکن مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ سے تم نے اچھی خاصی جیتی ہوئی رقم مسٹر فوسٹر کو گفٹ کر دی۔"

"وہ تمہارے آنے کی خوشی تھی۔" وہ بڑے دل آویز انداز میں مسکرائی۔ "دولت آنی جانی ہے اس لئے میں نے کبھی اس کی پرواہ نہیں کی۔"

"میں نے سنا ہے کہ جب سے تم یہاں قیام پذیر ہو آج تک تم نے کسی سے شکست نہیں کھائی۔"

"تم نے ٹھیک سنا ہے ...." وہ بدستور فیصل کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولی۔ ہارنا میرے اصول کے خلاف ہے۔"

"لیکن تمہیں فوسٹر کے پتوں کا علم کس طرح ہو گیا تھا۔" فیصل نے اسے کریدنے کی خاطر پوچھا۔ "میرا مطلب ہے فرض کر لو اس کے ہاتھ میں تم سے بڑا راؤنڈ ہوتا تو .... کیا تم اس کے پتے تبدیل کر سکتی تھیں؟"

"اوہ .... میرا خیال ہے کیسینو کی انتظامیہ نے میرے خلاف تمہارے کان بھی بے سروپا افواہوں سے بھر دیئے ہیں۔ وہ شاید میری مستقل جیت سے بوکھلا گئے ہیں اس لئے مجھے بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن .... تم یہ سب کچھ کس لئے دریافت کر رہے ہو؟"

صرف یہ جاننے کی خاطر کہ ہم دونوں میں اگر بازی لگی تو جیت کس کی ہوگی ...." فیصل نے سرگوشی کی۔ "کون ہارے گا۔"

"تمہاری خاطر میں ہارنے کو تیار ہوں۔" توشی جذباتی ہو گئی۔

"ہاں پرنس .... تم صرف ایک بار کہہ کر دیکھو' میں سب کچھ ہار سکتی ہوں۔"

"تم نہیں جانتیں توشی .... جو لطف ہارنے میں ہے وہ جیتنے میں نہیں۔"

فیصل کی نظریں توشی کے حسین چہرے کا طواف کرنے لگیں۔

"میں .... نہیں سمجھ سکتی کہ ان باتوں کا انجام کیا ہوگا۔" یکلخت وہ مضطر انداز میں بولی پھر فوراً" خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ "تم نے میری زندگی میں ہلچل مچا دی ہے' ہاں پرنس میری بات کا یقین کرو' تم سے ملنے سے پیشتر میں خود کو بہت تنہا محسوس کرتی تھی اور اب .... اب جب میں تمہارے پاس تم سے قریب بیٹھی ہوں مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میری زندگی کا خلا پر ہو گیا ہو۔ میں اپنی قسمت پر نازاں ہوں تمہارے قرب نے مجھے زندگی کے احساس سے روشناس کرایا ہے' آج ہم دوسری بار ایک دوسرے سے مل رہے ہیں' میں تمہارے بارے میں وثوق سے نہیں کہہ سکتی لیکن مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے ہم ایک دوسرے کو برسوں سے جانتے ہیں .... ہمارے درمیان حجاب کی کوئی دیوار نہیں .... ہم ایک دوسرے سے بہت زیادہ بے تکلف ہیں .... مخلص دوستوں کی طرح .... لیکن ...." توشی کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گئی۔

"تم خاموش کیوں ہو گئیں؟" فیصل نے پوچھا۔ "کیا تمہیں میری دوستی پر اعتبار نہیں۔"

"ہے .... اسی لئے تو مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے" اس نے سرگوشی میں جواب دیا۔

"خوف! .... میں سمجھا نہیں۔" فیصل نے دبی زبان میں وضاحت چاہی۔

"میں تمہیں کھل کر نہیں بتا سکتی پرنس' لیکن اتنا ضرور جانتی ہوں کہ میری دوستی تمہارے حق میں نقصان دہ ثابت ہوگی۔"

"دوستی ایک پاک اور مقدس جذبے کا نام ہے جسے نفع یا نقصان کے ترازو میں نہیں تولا جا سکتا۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "آنے والا وقت کیا فیصلہ صادر کرے گا۔ یہ کون بتا سکتا ہے مگر وسوسوں کے خوف سے خوشیوں سے کنارہ کش ہو جانا بھی دانشمندی کے منافی ہے .... یہی نشیب و فراز تو زندگی کی علامت ہیں۔"

"تم نہیں جانتے پرنس لیکن میں جانتی ہوں۔ توشی نے سراسیمگی کے عالم میں پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ میری دوستی تمہیں مہنگی پڑے گی' میں اپنی خوشیوں کی خاطر تمہیں خطروں کے حوالے نہیں کر سکتی .... یہ بھی ممکن ہے کہ ہم دونوں ہی ...." لیکن وہ اپنا جملہ مکمل نہ کر سکی فضا میں تیرتے ہوئے غبارے اچانک پھٹنے شروع ہو گئے تو وہ یوں چونک اٹھی جیسے اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہو' وہ جلدی سے سنبھل کر بیٹھ گئی' اس کا

دل گواہی دے رہا تھا کہ غباروں کے پھٹنے کی آواز عظیم شوالا یا پھر مقدس شاکا کی جانب سے کے لئے تنبیہ تھی' اس نے خوفزدہ نظروں سے ان رنگ برنگے غباروں کی جانب دیکھا جو اب بھی چھت سے چپکے ادھر ادھر تیر رہے تھے۔

"توشی ...." فیصل نے اس کے معصوم چہرے کے بدلتے تاثرات کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "تم پریشان نظر آ رہی ہو۔ کوئی خاص بات؟"

کیا خیال ہے پرنس .... ہم فلور پر چل کر کچھ دیر رقص و موسیقی سے دل کیوں نہ بہلائیں۔" اس نے فیصل کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے تجویز پیش کی۔ "یہاں حریص لوگوں کی نظریں رہ رہ کر ہماری جانب اٹھ رہی ہیں۔"

"یہی حریص نظریں ہمیں زندگی کی نوید دے رہی ہیں۔ ہم جہاں جائیں گے یہ نظریں اسی طرح ہماری جانب اٹھتی رہیں گی۔ جانتی ہو کیوں؟"

فیصل نے مدھم لہجے میں کہا۔ "یہ محبت کرنے والوں کو چین سے نہیں رہنے دیتیں۔"

"پرنس .... تمہاری باتیں اس کائنات کے حسن سے بھی زیادہ حسین ہیں لیکن ...." توشی نے ایک لمحے کی خاموشی کے بعد کہا۔ "میں نے شاید تمہارے ساتھ دوستی کر کے خود غرضی کا ثبوت دیا ہے۔"

"کم آن توشی .... پلیز۔" فیصل نے اسے پیار سے گھورتے ہوئے کہا۔ "مجھے کھل کر بتاؤ کہ تمہارے خوف کا سبب کیا ہے۔"

"میں .... تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی پرنس۔" اس کے لہجے سے مایوسی جھلک رہی تھی۔ "میں مجبور ہوں .... کاش .... میں تمہیں بتا سکتی۔"

"تمہارا خیال ہے کہ ستاروں کی گردش ہماری دوستی کو پسند نہیں کرے گی۔" فیصل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"پرنس ...." توشی کے لب کپکپا کر رہ گئے۔ اس کی نظروں میں امیدوں اور مایوسیوں کے دیپ دوش بدوش جھلملا رہے تھے۔

"ٹھیک ہے ...." فیصل نے اٹھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "آؤ .... ہم اجنبیوں کی طرح تاش کے پتوں سے قسمت کا حال دریافت کریں۔"

"نہیں پرنس .... میں تمہارے ساتھ نہیں کھیلوں گی۔"

"کیوں .... کیا تمہیں میری ہار بھی منظور نہیں۔" فیصل نے اس کی آنکھوں

میں جھانکا۔

"ہاں .... میں نہیں چاہتی کہ تم ہارو۔"

نہیں ہاروں گا .... یہ میرا دعویٰ ہے۔ فیصل نے بڑے اعتماد سے کہا پھر توشی کو لے کر ان لوگوں کے درمیان آ گیا جو تاش کے پتوں کے ذریعے مستقبل کی خوشیاں خریدنے میں دنیا و مافیا سے بے خبر تھے۔ اسی لمحے خان شہباز بھی وہاں آ گیا۔ فیصل اور توشی کو ساتھ دیکھ کر اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ فوری طور پر اس نے ہال کے درمیان ایک علیحدہ میز کا بندوبست کرا دیا اور کھیل کے لئے تاش کی نئی گڈی اور مخصوص سکے مہیا کر دیئے۔ توشی نے کھیلنے سے انکار کیا لیکن فیصل کے اصرار پر مجبور ہو گئی۔ توشی اور فیصل کے جاننے والوں کی اچھی خاصی تعداد ان کی میز کے گرد جمع ہو گئی' ان میں فرارو بھی تھا جو فیصل کو بڑی خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا' خان شہباز نے فیصل کے برابر کرسی سنبھال لی تھی۔ وہ لوگ جو فیصل کے مداح تھے دل ہی دل میں اس کی جیت کی دعا کر رہے تھے۔

توشی نے پتے تقسیم کئے' وہ خلاف توقع بہت زیادہ سنجیدہ تھی' فیصل اس کے چہرے کے تاثرات محسوس کر رہا تھا لیکن وہ مسکرا مسکرا کر برابر بلائینڈ کئے جا رہا تھا دیکھتے ہی دیکھتے میز پر خاصی رقم اکٹھی ہو گئی۔ ابھی دونوں نے پتوں کو ہاتھ نہیں لگایا تھا ہجوم کا اشتیاق ہر لمحہ بڑھتا جا رہا تھا۔

"پرنس پلیز۔" توشی نے دبی زبان میں کہا۔ "پتے اٹھا لو ...."

"اچھا۔" فیصل نے سادگی سے کہا پھر پتے اٹھا لئے' خان شہباز کی نظریں بھی پتوں پر مرکوز تھیں۔ فیصل نے آہستہ سے ایک ایک کر کے پتوں کو سرکایا اس کے پاس ستوں کا پیئر تھا ایک لمحے سوچنے کے بعد اس نے ایک چال چل دی۔

"شو کراؤ پرنس۔" توشی نے اپنے پتے دیکھے بغیر بڑے وثوق سے کہا۔ "میرے پاس تین نہلے ہیں۔"

"میں نے چال چل دی ہے' تم چاہو تو شو لے سکتی ہو۔"

"اوکے شو۔" توشی نے مطلوبہ سکے درمیان میں سرکاتے ہوئے کہا اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے پتے کھول دیئے جو حقیقتاً تین نہلے ہی ثابت ہوئے لوگوں کے علاوہ خود خان شہباز بھی ششدر رہ گیا۔ فیصل کے چہرے پر بدستور مسکراہٹ کھیل رہی تھی اس کی خواہش بھی یہی تھی کہ وہ توشی سے ہار جائے وہ اسے خوش دیکھنا چاہتا تھا۔

توشی کے پتے دیکھنے کے بعد وہ چند ثانئے تک کچھ سوچتا رہا پھر اس نے ازراہ تمسخر

کہا۔ "میرے پاس تین ستے ہیں۔ تھری لکی سیون۔"

"میں نے شو مانگا ہے پرنس .... تم پتے کھول دو جیت اور ہار کا فیصلہ ہو جائے گا۔" توشی پر اعتماد تھی۔

فیصل کو اپنی ہار کا یقین تھا پھر بھی اس نے سسپنس پیدا کرنے کے لئے ایک ستا کھول دیا' چند ثانئے توقف کے بعد اس نے دوسرا ستا کھولا' ہجوم کا تجسس بڑھتا جا رہا تھا' توشی معنی خیز نظروں سے مسکراتی رہی' فزارو کی کینہ توز نظریں بھی میز پر جمی ہوئی تھیں' فیصل کچھ دیر تک تیسرے پتے کو میز پر ادھر ادھر رگڑتا رہا' توشی کے استفسار پر اس نے بڑی معصومیت سے کہا تھا کہ وہ تیسرے پتے کو میز پر رگڑ کر ستا بنا رہا ہے لیکن جب اس نے تیسرا پتا کھولا تو خان شہباز کے ساتھ ہی وہ خود بھی حیرت سے اچھل پڑا' جو کچھ اس کی نظروں نے دیکھا وہ حیرت انگیز اور ناممکن تھا' تیسرا پتہ جو کچھ دیر پیشتر حکم کا بادشاہ تھا حکم کے ستے میں تبدیل ہو گیا تھا۔ ہجوم نے فیصل کی جیت کے حق میں نعرے بلند کرنے شروع کر دیئے۔ فزارو کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

توشی کچھ دیر تک آنکھیں پھاڑے حیرت سے تین ستوں کو دیکھتی رہی پھر اس نے بے اختیار دیوانوں کی طرح قہقہے لگانے شروع کر دیئے اسے اپنی ہار کا غم نہیں بلکہ اس بات کی خوشی تھی کہ آج مقدس شاکا کی پراسرار قوتوں کو شکست ہوئی تھی اور شاید نادیدہ طلسم کا وہ جال ٹوٹ گیا تھا جس کے حصار میں وہ قید تھی ....



توشی کے قہقہے کیسینو میں گونج رہے تھے' آج زندگی میں پہلی بار اسے شکست کا سامنا ہوا تھا۔ عظیم شاکا نے اسے یقین دلایا تھا کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے جیت سے نہیں روک سکے گی۔ مقدس دیوتاؤں کی لازوال قوتوں کا کرشمہ وہ بارہا اپنی نظروں سے دیکھ چکی تھی' بیشتر موقعوں پر پراسرار قوتوں نے اس کے مدمقابل کو جیت کا سوفیصد یقین ہونے کے باوجود ہار سے ہمکنار کر دیا تھا' پتے حیرت انگیز طور پر تبدیل ہو جاتے تھے او وہ ہارے ہوئے جواریوں کی بوکھلاہٹ پر مسکراتی رہتی۔

نادیدہ اور ماورائی قوتیں اس کی جیت کی ضامن تھیں' فلیش کھیلتے وقت پراسرار سرگوشیاں اس کی قوت سماعت میں گونجتی رہتیں' اس کی رہنمائی کرتی رہتیں پتوں کو ہاتھ لگائے بغیر وہ عظیم شاکا کی طلسمی نظروں کے ذریعے انہیں دیکھ لینے کی صلاحیت رکھتی تھی لیکن آج پراسرار قوتوں کی پشت پناہی کے باوجود وہ ہار گئی تھی' اگر وہ فیصل کے بجائے کسی اور سے ہاری ہوتی تو شاید اپنی شکست پر تلملا اٹھتی لیکن اسے خوشی تھی کہ وہ اس شخص سے ہاری تھی' جس کو اس نے اپنا محبوب سمجھ لیا تھا۔

توشی کی ہار کی خبر نے فلور پر موجود تقریباً تمام افراد کو حیرت زدہ کر دیا' اس خبر کو یوں بھی زیادہ اہمیت حاصل ہو گئی کہ جیتنے والا فیصل تھا جو پرنس کے نام سے مشہور تھا۔ خاص طور پر خان شہباز کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا لیکن اس کے برعکس وہاں فزارو بھی موجود تھا جو توشی کی شکست کو دیوتاؤں کی ناراضگی سمجھ کر اندر ہی اندر خوف سے لرز رہا تھا' یہ بدشگونی اس کے لئے پریشان کن تھی' وہ بخوبی واقف تھا کہ توشی عظیم شوالا کی امانت ہے اور شوالا کو عقرب دیوتا کی خوشنودی حاصل تھی' ایسی صورت میں توشی کی ہار اس بات کی ترجمان تھی کہ عقرب دیوتا نے شوالا کی سمت سے نظر کرم پھیر لی ہے جس کی وجہ سے شوالا بھی توشی کی شکست کو فتح میں تبدیل کرنے سے قاصر رہا تھا۔

پھر شوالا کی باتیں فزارو کے منتشر ذہن میں صدائے بازگشت بن کر گونجنے لگیں' شوالا نے کہا تھا کہ اس کی نظریں اس ظلم کا حصار توڑنے سے قاصر تھیں جس نے فیصل کو اپنی پناہ

میں لے رکھا ہے' شوالا کے بیان کے مطابق فیصل خود بھی ان قوتوں سے ناواقف تھا جو سائے کی طرح اس کے ساتھ ساتھ تھیں....... اور....... اور شوالا نے یہ بھی کہا تھا کہ فزارو کو راستے سے ہٹنا پڑے گا....... یہ تمام باتیں فزارو کو خوفزدہ کر رہی تھیں۔

دوسروں کے علاوہ فیصل بھی اپنی جیت پر حیران تھا' حکم کا بادشاہ کس طرح حکم کے ستے میں تبدیل ہوا یہ بات ناقابل یقین تھی' توشی کے پتے الٹتے ہی تین پنجے دیکھ کر اسے اپنی ہار کا یقین ہو گیا تھا' محض تفریح کی خاطر اس نے یوں ہی کہہ دیا تھا کہ اس کے پاس تین ستے ہیں اور پھر اس کی زبان سے نکلی ہوئی بات جس انداز میں حقیقت کا روپ اختیار کر کے اس کی نظروں کے سامنے آئی وہ حیرت انگیز تھی۔

کچھ دیر تک کیسینو کے فلور پر توشی کے قہقہے گونجتے رہے پھر یکلخت وہ سنجیدہ ہو گئی۔

"میں تمہاری جیت پر تمہیں مبارکباد پیش کرتی ہوں......" اس نے فیصل کو مخاطب کر کے کہا۔

"شکریہ......" فیصل نے مسکرا کر جواب دیا پھر حسب معمول اس نے جیتی ہوئی رقم وہیں کھڑے کھڑے عملے کے افراد کے درمیان تقسیم کر دی' توشی اور فزارو اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"پرنس......" توشی نے ہجوم چھٹنے کے بعد دریافت کیا۔ تم نے جیت کی تمام رقم ملازموں میں بانٹ دی...... کیا تم اس طرح میری ہار کا........"

"اوہ نو......" فیصل نے جلدی سے کہا...... "تم غلط سمجھ رہی ہو......"

"پھر......... سچ کیا ہے۔"

"میں صرف تفریحاً" اس قسم کے کھیلوں میں حصہ لیتا ہوں........ زندگی میں آج تک کبھی مجھے ہار کا غم نہیں ہوا........ اور جیت کی رقم گھر لے جانا میرے اصول کے خلاف ہے........" فیصل نے وضاحت کی پھر کرسی چھوڑ کر اٹھتے ہوئے بولا۔ "کم آن........ کہیں لانگ ڈرائیو پر چلتے ہیں........"

توشی خاموشی سے اٹھ کر اس کے ساتھ قدم ملانے لگی یوں بھی وہ ان نظروں سے فوری طور پر بچنا چاہتی تھی جو شکست کے بعد اسے اس طرح گھور رہی تھیں جیسے اس کے وجود میں کوئی ناقابل یقین تبدیلی رونما ہو گئی ہو۔ لوگ اس کی شکست پر چہ مگوئیاں کر رہے تھے وقتی طور پر وہ اس ماحول سے فرار اختیار کرنا چاہتی تھی۔

کیسینو کے فلور سے بلیومون کے پارکنگ شیڈ تک لوگوں کی نظریں فیصل اور توشی کا

تعاقب کرتی رہیں' پھر جب گاڑی بلیومون کے صدر دروازے سے نکل کر کشادہ سڑک پر آ گئی تو توشی نے سکون کا سانس لیا۔

"کیا تمہیں اپنی ہار کا دکھ ہے........" فیصل نے تھوڑے توقف کے بعد پوچھا۔

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتی لیکن یہ حقیقت ہے کہ آج میں زندگی میں پہلی بار شکست سے دو چار ہوئی ہوں۔"

"مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ..........."

"نہیں........" وہ جلدی سے بولی........ "مجھے خوشی ہے کہ تم بازی جیت گئے.......... لیکن............."

"لیکن کیا........؟" فیصل نے پوچھا۔ "تم کچھ کہتے کہتے خاموش کیوں ہو گئیں؟"

"پرنس........" توشی نے سنبھل کر کہا۔ "کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ شو کرنے سے پیشتر تمہارے کارڈ کیا تھے........"

"پلیز توشی........ فارگیٹ دیٹ۔" فیصل نے ٹالتے ہوئے کہا۔ "ہمیں ان چھوٹی چھوٹی باتوں کا نوٹس نہیں لینا چاہئے۔"

"میں بتاتی ہوں........ تمہارے پاس دو ستے اور حکم کا بادشاہ تھا۔"

"کیا مطلب ...." فیصل نے حیرت کا اظہار کیا۔ "کیا تمہارا خیال ہے کہ میں نے کوئی چیٹنگ کی ہے؟"

"ایسا مت کہو پرنس.........." توشی نے جذباتی انداز اختیار کیا۔ "مجھے یقین ہے کہ تم مجھے کبھی چیٹ نہیں کرو گے......... لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی نادیدہ قوت نے تمہارے کارڈ تبدیل کر دیئے........"

"میں اس قسم کی باتوں پر یقین نہیں رکھتا۔"

"تمہیں میری قسم پرنس.......... کیا میں نے جو کچھ کہا وہ غلط ہے؟"

"نہیں.........." فیصل نے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے خود بھی حیرت ہے کہ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔"

"لیکن مجھے تعجب نہیں ہوا۔" توشی ہونٹ کاٹتے ہوئے بولی۔ "میں جانتی ہوں کہ تمہارے مقابلے میں میری ہار کیوں ہوئی......... ہاں پرنس' کچھ لوگ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ میں کسی کے ساتھ دوستی کروں۔ اپنی مرضی سے اپنے مستقبل......... اپنے سکون........ اپنی راحت اور اپنی زندگی کے بارے میں کوئی فیصلہ کروں۔"

"وہ کون لوگ ہیں جو تمہاری خوشی کے دشمن ہیں؟"

"سوری پرنس.......... میں اس سلسلے میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی۔"

"کیا تم ان لوگوں سے ناواقف ہو؟" فیصل نے اسے کریدنے کی کوشش کی پھر رخ بدل کر پوچھا۔ "تم نے ابھی تک مجھے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔"

"تم کیا جاننا چاہتے ہو میرے بارے میں؟" توشی نے سیٹ کی پشت سے سر ٹکا کر فیصل کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم کون ہو؟.......... کہاں سے آئی ہو؟.......... بلیومون میں قیام کا مقصد کیا ہے اور تمہارے ماں باپ کون ہیں؟"

"مجھے یقین تھا کہ تم یہی سوالات کرو گے لیکن جواب میں' میں تمہیں صرف اتنا بتا سکتی ہوں کہ میں بھی دوسروں کی طرح ایک نوجوان لڑکی ہوں.......... میرے سینے کے اندر بھی ایک دل ہے' اس دل میں ہزاروں ارمان ہیں' آرزوئیں ہیں' تمنائیں ہیں' لیکن میں صرف خواب دیکھ سکتی ہوں.......... خوابوں کی تکمیل میرے اختیار میں نہیں ہے۔"

"مجبوری کا کوئی سبب.......... کوئی وجہ بھی ضرور ہو گی۔"

"ہے.......... مگر میں اسے بھی زبان تک لانے سے قاصر ہوں۔" توشی خوابیدہ لہجے میں بولی' اس کی نگاہیں بدستور فیصل کے خوبصورت چہرے پر بھٹک رہی تھیں۔

"میں تمہاری مجبوری کا سبب جان گیا۔"

"کیا.......... توشی نے بڑی سادگی سے دریافت کیا۔"

"تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں ہے۔" فیصل نے دیدہ و دانستہ سپاٹ لہجے میں کہا۔

"پرنس.........." وہ یکلخت مضطرب انداز میں سنبھل کر بیٹھ گئی۔ "پلیز.......... ایسا مت کہو' توشی نے زندگی میں اگر پہلی بار کسی پر اعتماد کیا ہے تو وہ تم ہو.......... اگر توشی کے دل کی دھڑکنوں پر پہلی بار کسی کا نام.........." لیکن وہ اپنا جملہ مکمل نہ کر سکی' اچانک اتنی زور کی بجلی چمکی تھی کہ توشی کے علاوہ فیصل بھی ایک لمحہ کو بوکھلا گیا۔

"حیرت ہے.........." اس نے نظر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا پھر بولا۔ "مطلع تو بالکل صاف ہے پھر یہ بجلی.........." توشی نے تیزی سے کہا۔ "پلیز' گاڑی واپس موڑ لو.......... میں تمہارے ساتھ زیادہ دور نہیں جانا چاہتی۔"

"تم مجھے کچھ خوفزدہ.........."

"بحث مت کرو.........." توشی جھلا کر بولی۔ خیرت چاہتے ہو تو جتنی جلدی ممکن ہو

مجھے بلیومون پر ڈراپ کر دو اور.......... اور دوبارہ مجھ سے ملنے کی کوشش کبھی نہ کرنا۔"

فیصل نے توشی کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا' پلٹ کر ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالی پھر تیزی سے گاڑی کا رخ بلیومون کی جانب موڑ دیا' اسے توشی کا لہجہ گراں گزرا تھا۔ کچھ دیر تک دونوں کے درمیان کوئی گفتگو نہیں ہوئی' گاڑی تیزی سے اپنی منزل کی سمت فراٹے بھرتی رہی' فیصل نے اپنی نظریں سڑک پر جما رکھی تھیں۔

"میں.......... میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے تم تباہی و بربادی کا شکار ہو۔" توشی نے الجھے ہوئے شکست خوردہ انداز میں سرگوشی کی۔

فیصل نے خاموشی برقرار رکھی۔

"تم نہیں جانتے پرنس.......... وہ لازوال قوتوں کے مالک ہیں' ان کے ہاتھ بہت لمبے ہیں' ان کا صرف ایک اشارہ ہماری بربادی کے لئے بہت ہے۔"

فیصل نے گاڑی کی رفتار اور تیز کر دی۔

"تم.......... تم سمجھنے کی کوشش کرو.......... وہ انسانوں کی شکلوں میں درندوں سے بھی بدترین ہیں' ان کی پر اسرار کالی قوتیں فاصلوں کی قید سے آزاد ہیں۔ تم نے اگر مجھے پانے کی کوشش کی تو سب کچھ کھو دو گے.......... ہاں وہ اگر چاہیں تو تمہیں ایسی خوفناک سزائیں اور اذیتیں پہنچا سکتے ہیں جن کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے.......... کاش میں تمہیں سب کچھ بتا سکتی۔"

فیصل نے گاڑی کو بائیں جانب موڑا پھر بلیومون کے صدر دروازے پر پہنچ کر اس نے ایک جھٹکے سے گاڑی روک دی' صدر دروازے پر متعین باوردی ملازم نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا' توشی نے فیصل کو گھورا جو بدستور ونڈ اسکرین سے دوسری جانب دیکھ رہا تھا اسے فیصل کی بے رخی گراں گزری' ہوٹل کے ملازم کی موجودگی میں اس نے کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھا' تیزی سے نیچے اتری اور لمبے لمبے قدم اٹھاتی اندر چلی گئی۔"

فیصل نے گاڑی کو گیئر میں ڈال کر تیزی سے آگے بڑھایا پھر اپنے گھر کی سمت فراٹے بھرنے لگا' اس کی نظریں بدستور سامنے سڑک پر جمی ہوئی تھیں' چہرے کے تاثرات اندرونی کیفیت کی ترجمانی سے یکسر عاری تھے لیکن ڈرائیو کرنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ گوشت پوست کا انسان نہیں بلکہ کوئی روبوٹ ہے جسے ریموٹ کے ذریعے کنٹرول کیا جا رہا تھا..........

○

خان شہباز توشی کی شکست پر بے حد مسرور تھا' کیسینو کے فلور پر توشی کی فتوحات کا سلسلہ ختم ہو جانے کے بعد اس نے بڑے سکون کا سانس لیا تھا' اسے یقین تھا کہ جب فیصل کی جیت کا واقعہ پیشہ ور کھلاڑیوں اور دیگر ممبران کے کانوں تک پہنچے گا تو ان میں سے بیشتر جو آہستہ آہستہ بلیو مون سے دور ہوتے جا رہے تھے واپس پلٹ آئیں گے۔

فیصل اور توشی کے جانے کے بعد وہ سیدھا اپنے دفتر میں آ گیا' اسے اس بات کی بھی خوشی تھی کہ فیصل نے توشی کو اپنا دوست بنا لیا ہے' اب اسے امید ہو چلی تھی کہ ایک معقول معاوضے کے عوض وہ توشی کو کیسینو کی طرف سے کھیلنے پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا' اس طرح کیسینو کی آمدنی بھی بڑھنے کی توقع تھی اس کے علاوہ بگ باس کی خوشنودی بھی حاصل ہو سکتی تھی' ان ہی خیالات میں مستغرق وہ اپنے لئے مسرتوں کا جام تیار کر رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور اس نے جھپٹ کر ریسیور اٹھا لیا' خوشی کے احساس نے اس کی رگوں میں دوڑتے ہوئے لہو کی گردش خاصی تیز کر دی تھی۔

"خان شہباز اسپیکنگ"۔ اس نے ماؤتھ پیس میں کہا' بولنے کا انداز خاصا خوشگوار تھا۔

"فزارو بول رہا ہوں۔" دوسری جانب سے فزارو کی آواز سنائی دی۔ "میرا خیال ہے کہ تم اس وقت اپنے آفس میں بیٹھے خوشیاں منا رہے ہو!؟"

"نہیں ......" خان شہباز نے محتاط لہجے میں کہا۔ "کچھ ضروری کام نمٹا رہا ہوں۔"

"میں نے بھی ایک ضروری کام کے سلسلے میں تمہیں کال کی ہے ...... تم پرنس کو کب سے جانتے ہو؟"

"ہمارے تعلقات صرف کاروباری حدود تک ہیں' آپ نے خود دیکھ لیا ہو گا کہ پرنس کو جیت یا ہار سے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ وہ اس وقت مادام توشی کو کہاں اور کس مقصد سے لے گیا ہے۔" انتہائی خشک لہجے میں دریافت کیا گیا۔

"آپ کا اندازہ غلط ہے مسٹر فزارو' پرنس کا شمار ان نوجوانوں میں نہیں کیا جا سکتا جو ......"

"میں سرے سے اس کا شمار ہی نہیں کرنا چاہتا۔" فزارو نے خان شہباز کا جملہ کاٹتے ہوئے سرد آواز میں کہا۔ "تم مونا کرسٹی اور اڈگر کے سلسلے میں میری ذہنی اور جسمانی قوتوں

کا مظاہرہ دیکھ چکے ہو۔"

"میں نہیں سمجھ سکا کہ آپ ......"

"زیادہ عقلمند بننے کی کوشش مت کرو۔" اس بار تحکمانہ لہجے میں کہا گیا۔ "پانچ منٹ کے اندر اندر مجھ سے کیسینو کے عقبی دروازے پر ملو وہی بیک ڈور جس سے تم نے اڈگر کو اسپتال کے لئے روانہ کیا تھا۔"

دوسری جانب سے فون کا رابطہ ختم ہوا تو خان شہباز نے جھلا کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا' اس کے ذہن میں اس اجنبی کی فون کال ابھر آئی جس نے فزارو کے سلسلے میں بھیانک اور ہولناک موت کی پیش گوئی کی تھی اور تاکید کی تھی کہ وہ فزارو کے کسی حکم پر عمل کرنے سے گریز کرے اس کے ساتھ ہی اس امر کا یقین بھی دلایا تھا کہ اگر فزارو کی جانب سے کالی قوتوں نے اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو وہ اس کی مدد کرے گا...... خان شہباز' فزارو کی پیش گوئی کا عملی مظاہرہ بھی دیکھ چکا تھا۔

اس کے پاس وقت محدود تھا اسے پانچ منٹ کی مہلت دی گئی تھی جس میں سے دو منٹ گزر چکے تھے' تین منٹ کے اندر اندر اسے کوئی آخری اور حتمی فیصلہ کرنا تھا' ایک لمحے تک وہ خلاء میں گھورتا رہا پھر اس نے ایک ہی گھونٹ میں اپنا تیار کیا ہوا جام حلق کے نیچے اتارا اور تیزی سے دروازہ کھولتا ہوا باہر نکل آیا' اس کے قدم کیسینو کے عقبی دروازے کی سمت اٹھ رہے تھے اور ذہن آنے والے لمحات کے بارے میں غور کر رہا تھا' حفظ ماتقدم کے طور پر اس نے دفتر سے باہر آنے سے قبل میز کی دراز سے اپنا اعشاریہ تین آٹھ کا پستول نکال کر اسے لوڈ کیا تھا پھر حسب عادت کسی فوری استعمال کے پیش نظر بائیں ہاتھ کی جانب پتلون کے اندر اوورکوٹ کے نیچے چھپا لیا تھا۔

عقبی دروازے کا وہ حصہ ویران ہی تھا' خان شہباز نے باہر نکل کر دیکھا' فزارو کہیں نظر نہیں آیا' کسی خطرے کے احساس سے وہ واپسی کے ارادے سے پلٹا ہی تھا کہ فزارو کی سرسراتی ہوئی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی ...... "خاموشی سے چلتے ہوئے ادھر آ جاؤ" ...... خان شہباز نے آواز سن کر اندازہ لگا لیا کہ وہ بوڑھے برگد کی آڑ میں چھپا کھڑا ہے ...... "لیکن کیوں؟ آخر اسے اس طرح روپوش رہنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا وہ اسے راستے سے ہٹانا چاہتا تھا؟ ...... اتنی رازداری اور خفیہ ملاقات کی کیا ضرورت پیش آ گئی تھی؟"

خان شہباز کے ذہن میں متعدد خیالات بڑی سرعت سے ابھر کر آپس میں گڈمڈ ہونے لگے' اسے ایک ثانیہ کو اپنی حماقت کا احساس ہوا' فزارو کے پاس آنے سے پیشتر اسے اپنے کسی

خاص نائب کو صورت حال سے آگاہ کر دینا چاہئے تھا تاکہ وہ بعد میں کام آسکتا' لیکن وقت گزر چکا تھا' اس کے پاس اب حکم کی تعمیل کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا' آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا وہ بوڑھے برگد کے قریب چلا گیا' فزارو اس کے خیال کے عین مطابق درخت کی آڑ میں موجود تھا۔

"گڈ ...... مجھے یقین تھا کہ تم میرے حکم کی تعمیل ضرور کرو گے۔"

"کیا کوئی ایسا ہی خاص اور اہم کام درپیش آگیا تھا جو مجھے یہاں بلانے کی ......"

"غیر ضروری باتوں سے پرہیز کرو۔" فزارو نے سخت لہجے میں کہا۔ "میں نے تمہیں جس کام سے بلایا ہے وہ زیادہ اہم نہیں ہے"

"میں سن رہا ہوں۔" خان شہباز نے بظاہر لاپروائی کا مظاہرہ کیا لیکن وہ اپنی جگہ پوری طرح محتاط تھا۔

"تمہیں ابھی اور اسی وقت پرنس فیصل کی رہائش گاہ تک جانا ہوگا' اس کی ماں کو صرف یہ پیغام دینے کی خاطر کہ وہ اپنے بیٹے کو مادام توشی سے دور رکھنے کی کوشش کرے ورنہ نتائج کی ذمہ داری کسی اور پر نہ ہوگی .... اور سنو ' یہ پیغام تم اپنی طرف سے دو گے ' میرا یا کسی اور کا نام درمیان میں نہیں آنا چاہئے۔"

"کیا پرنس کی رہائش گاہ تک جانا ضروری ہے۔ میرا مطلب ہے کہ یہ پیغام فون پر بھی دیا جا سکتا ہے۔"

"میں نے تمہیں غیر ضروری باتوں سے پرہیز کا حکم دیا تھا۔" فزارو نے کرخت آواز میں تنبیہہ کی۔

"خان شہباز اتنا احمق نہیں جتنا تم سمجھ رہے ہو۔" اس بار خان شہباز کا لہجہ بھی سخت ہو گیا۔ "کام بظاہر بہت معمولی ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ تم مجھے سامنے لا کر پرنس کو درمیان سے ہٹانا چاہتے ہو ' بڑی صاف بات ہے مسٹر فزارو' پرنس کی موت کے بعد اس کی ماں کا بیان مجھے پھانسی کے تختے تک پہنچا دے گا اور تم ...."

"تم ضرورت سے زیادہ احمق ہو خان شہباز۔" فزارو نے بگڑے ہوئے تیور سے جواب دیا اس کے ساتھ ہی بڑی سرعت سے اپنا ریوالور نکال کر اسے نشانے پر لیتا ہوا بولا۔ "اب مجھے مجبوراً" پہلے تمہیں راستے سے ہٹانا ہوگا' پرنس کا دوسرا نمبر ہوگا۔"

"سوچ لو مسٹر فزارو۔" خان شہباز نے جلدی سے ہوا میں تیر چلاتے ہوئے کہا۔ "یہاں آنے سے پہلے میں نے اپنے ایک خاص ماتحت کو حالات سے باخبر کر دیا تھا' میری

موت کے بعد وہ تمہارے حق میں ...."

"شٹ اپ۔" فزارو کے لہجے میں درندگی پیدا ہو گئی۔ تم مجھے بے وقوف نہیں بنا سکتے' میرے حکم کی تعمیل کی صورت میں شاید تم فرار کا کوئی راستہ اختیار کر سکتے تھے لیکن اب .... دنیا کی کوئی قوت تمہیں نہیں بچا سکے گی۔ جملے کے اختتام کے ساتھ ہی خان شہباز نے فزارو کو اپنا ریوالور والا ہاتھ تھوڑا سا بلند کرتے دیکھا' ریوالور پر لگے سائلنسر کو دیکھ کر اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کی موت کی اطلاع فوری طور پر عملے کے کسی فرد کو نہیں ہو سکے گی' موت کا تصور اس کی پلکوں کے نیچے کپکپا رہا تھا' بس ایک پل کی دیر تھی ' فزارو کا ہاتھ واپس نیچے ہوتے ہی ایک ہلکی سی "ٹچ" کی آواز پیدا ہو گی اور اس کی زندگی کا چراغ ہمیشہ کے لئے گل ہو جائے گا۔

خان شہباز کی پیشانی عرق آلود ہو گئی' اس نے پلٹ کر جوابی کارروائی کے بارے میں سوچنا چاہا لیکن اسے اتنا موقع ہی نہ ملا' فزارو کا ہاتھ جتنے نپے تلے انداز میں نیچے آیا تھا اتنے ہی نپے تلے انداز میں کوئی وزنی شے ہوا میں تیرتی ہوئی فزارو کی پیشانی سے ٹکرائی تو وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور چاروں خانے چت زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ خان شہباز کو اپنے بچاؤ کے لئے اسی ایک لمحے کی تلاش تھی' اس نے وہاں رکنے کی حماقت نہیں کی' تیزی سے پلٹ کر برق رفتاری سے دوڑتا ہوا عمارت کے اندر واپس آگیا' اپنے آفس تک پہنچنے میں بھی اس نے خاصی عجلت سے کام لیا پھر دروازہ اندر سے بولٹ کرنے کے بعد وہ اپنی ریوالونگ چیئر پر بیٹھ کر لمبی لمبی سانس لینے لگا' اس طرح وہ اپنے اعصاب کو پرسکون رکھنا چاہتا تھا' دو تین پیگ حلق سے نیچے اتارنے کے بعد اس کی توانائی واپس لوٹ آئی' اب وہ فزارو کی جانب سے اگلے قدم اور اپنے بچاؤ کے بارے میں غور کر رہا تھا وقت تیزی سے گزر رہا تھا پھر تقریباً" ڈیڑھ گھنٹے بعد انٹرکام پر اس کے خاص ماتحت راجو نے ایک اہم اطلاع دی۔

"باس .... رات کے چوکیدار فضل خان نے ابھی ابھی ایک حیرت انگیز اطلاع دی ہے۔ اس کے بیان کے مطابق مسٹر فزارو کی لاش عقبی حصے میں برگد کے درخت کے نیچے پڑی ملی ہے۔ فضل خان کا کہنا ہے کہ مسٹر فزارو کو بڑی درندگی سے ادھیڑا گیا ہے' لاش کے قریب ہی کوری ہانڈی کے ٹکڑے اور سال خوردہ انسانی کھوپڑی کے کچھ حصے پڑے ملے ہیں .... کیا پولیس کو اطلاع کر دی جائے۔"

"ٹھہرو .... میں آ رہا ہوں۔" خان شہباز نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا' فزارو کی موت کی اطلاع سنتے ہی اس کے ذہن میں ایک بار پھر اس شخص کا تصور ابھر آیا

جس نے فزارو کی موت کی پیش گوئی کی تھی' اس کے کہنے کے عین مطابق فزارو کا انجام بڑا بھیانک اور ہولناک ثابت ہوا تھا ....!



گھر پہنچ کر فیصل نے گاڑی کو پورٹیکو میں کھڑا کیا پھر نیچے اتر کر سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا' اس وقت رات کے تقریباً ساڑھے دس کا عمل رہا ہوگا' نیند کا خمار اس کی آنکھوں میں مچل رہا تھا' مشینی انداز میں قدم اٹھاتا وہ اپنے بیڈ تک گیا پھر اس نے بستر پر نیم دراز ہو کر آنکھیں بند کر لیں' چہرے پر تھکن اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات موجود تھے' شاید یہی وجہ تھی کہ جو خلاف معمول آج نہ تو اس نے بستر پر جانے سے پیشتر لباس تبدیل کیا تھا نا ہی دروازے کو اندر سے بولٹ کیا تھا۔

خواب گاہ میں داخل ہونے سے پہلے ملازم نے فیصل سے رات کے کھانے کے بارے میں دریافت کیا تھا لیکن اس نے ملازم کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا' ملازم کی سمت دیکھے بغیر وہ اس کے برابر سے گزر گیا اور اب وہ اپنے بستر پر یوں نیم دراز تھا جیسے اس کے ذہن کو کوئی شدید جھٹکا لگا ہو۔ وہ آنکھیں بند کئے لیٹا تھا اس کے ذہن میں سنسناہٹ کی آوازیں ابھر رہی تھیں' یہ آوازیں بتدریج قریب آ رہی تھیں پھر اس نے ایک تاریک گولے کو اپنے سر کے عین اوپر چکراتے ہوئے محسوس کیا جس سے تھم تھم کر آتشی شعاعیں لپک رہی تھیں' تیزی سے گردش کرتے ہوئے سیاہ گولے کی آواز فیصل کے ذہن کو ماؤف کر رہی تھی' مرتعش گولے کی ماہیت کثیف دھوئیں جیسی تھی۔ وہ پھٹی پھٹی نظروں سے متحرک شے کو دیکھتا رہا پھر ایک آواز اس کے کانوں میں گونجی جو بہت دور سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔

"تم کون ہو ....؟"

"میں .... فیصل ناصر ہوں۔" اس نے مدھم آواز میں جواب دیا۔

"کیا تم میری آواز سن رہے ہو ....؟"

"ہاں ...."

"جانتے ہو میں کون بول رہا ہوں؟"

"نہیں ...."

"میرا نام ذہن نشین کر لو .... میں شوالا بول رہا ہوں' ترشولی کا منگیتر' تم

اسے توشی کے نام سے جانتے ہوئے۔"

"ہاں .... میں توشی سے مل چکا ہوں۔" فیصل نے خوابیدہ لہجے میں آہستہ سے جواب دیا۔

"دوبارہ نہیں ملو گے .... یہ شوالا کا حکم ہے"۔ دوسری جانب سے بولنے والے کے لہجے میں سفاکی تھی۔ آج عظیم شاکا نے درمیان میں آ کر تمہیں میرے عتاب سے بچا لیا ورنہ میں تمہارے وجود کو ہمیشہ کے لئے راستے سے ہٹا دیتا۔"

"عظیم شاکا کون ہے .... میں یہ نام پہلی بار سن رہا ہوں۔"

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا .... میں نے حکم دیا تھا کہ تم آئندہ ترشولی سے دور رہو گے۔"

"وہ .... میری دوست ہے .... اور .... مجھے اچھی لگتی ہے۔"

"تم میرے غیظ و غضب کو للکار رہے ہو .... میں نے تمہیں بتایا تھا کہ وہ میری منگیتر ہے' شوالا کی امانت ہے اور شوالا اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی دوسرا ترشولی کے قریب جانے کی کوشش کرے۔"

"مجھ سے کیا چاہتے ہو ....؟"

"زندگی عزیز ہو تو دوبارہ ترشولی سے ملنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ تمہارا انجام تصور سے بھی زیادہ اذیت ناک ہوگا۔"

"میں توشی کو فراموش نہیں کر سکتا' میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ بھی مجھے پسند کرتی ہے۔"

"کیا تجھے اپنی بوڑھی ماں عزیز نہیں ہے .... سرد اور سفاک آواز میں سوال کیا گیا۔"

"وہ مجھے دنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ عزیز ہے' ماں کی خاطر میں دنیا کے تمام عیش و آرام اور قارون کے خزانے کو بھی ٹھکرا سکتا ہوں۔"

"پھر میری بات غور سے سن .... اگر تو نے ترشولی سے ملنے کی کوشش کی تو میری پراسرار قوتیں تیری ماں کو موت کے گھاٹ اتار دیں گی۔"

"نہیں .... تم میری ماں کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے ورنہ میں تمہارا جسم گولیوں سے چھلنی کر ڈالوں گا۔" فیصل کے لہجے میں سختی پیدا ہو گئی۔

"تو .... اور شوالا سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا۔"

"ہاں .... ماں کی خاطر میں دنیا کی ہر طاقت سے ٹکرانے کی ہمت کر سکتا ہوں .... تم چاہو تو آزما کر دیکھ لو۔"

جواب میں ایک بھیانک قہقہے کی آواز گونجی پھر فیصل نے دیکھا کہ خواب گاہ کی روشنیاں بڑی تیزی سے بجھنی اور جلنی شروع ہو گئیں اس کے ساتھ ہی سیاہ ذرات کے ٹکڑے آندھی کی صورت میں اس کے گرد منڈلانے لگے پھر وہ گہرے سیاہ بادل کی شکل اختیار کر کے اپنا حجم بڑھانے لگے' بجلی کی ہولناک چمک اور بادل کی گھن گرج کی آواز شدت اختیار کرنے لگی' فیصل کو اپنا دم سینے میں گھٹتا محسوس ہوا' وہ خوفزدہ نظروں سے سیاہ بادل کے ان ٹکڑوں کو دیکھ رہا تھا جو شعلے اگل رہے تھے اور آہستہ آہستہ نیچے اتر رہے تھے' ابھی وہ تیزی سے اٹھ کر خواب گاہ سے بھاگ جانے کے ارادے پر غور کر رہا تھا کہ شوالا کی غضب ناک آواز پھر اس کے کانوں میں گونجی...............

"اب وقت گزر چکا ہے .... میری قوتوں نے تجھے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے' تو اپنی جگہ سے حرکت کرنے سے بھی قاصر ہے' میرے ایک اشارے پر سیاہ بادلوں کے لپکتے ہوئے شعلے تجھے جلا کر راکھ کا ڈھیر کر سکتے ہیں .... اب بھی وقت ہے' میں تجھے ایک آخری موقع دیتا ہوں' ترشولی کا خیال دل سے نکال دے۔"

فیصل نے جواب دینے کی کوشش کی لیکن شدید گھٹن کے احساس نے جیسے اس کی قوت گویائی سلب کر لی تھی' وہ پھٹی پھٹی نظروں سے سیاہ بادل کے ٹکڑوں کو موت کی صورت میں اپنے اوپر منڈلاتا دیکھ رہا تھا .... اچانک بجلی پوری شدت سے کڑکی' شعلہ اگلتے بادل بڑی سرعت سے اس کی جانب لپکے تھے لیکن اسی لمحے سفید بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہو کر سیاہ بادلوں سے ٹکرایا تو سب کچھ اپنے معمول پر آ گیا' سیاہ بادلوں کے ٹکڑے پل بھر میں نگاہوں سے اوجھل ہو گئے پھر سفید بادل کا ٹکڑا تیزی سے نیچے اتر کر فیصل کے بالکل قریب آ گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے ایک انسان کی شکل اختیار کر لی' ایک سن رسیدہ بزرگ کی شکل جو سفید لباس میں ملبوس فیصل کی نگاہوں کے سامنے موجود تھے۔

"آپ .... آپ کون ہیں۔" فیصل نے سہمی سہمی آواز میں سوال کیا۔

"میں بھی اسی آستانے کا ایک ادنیٰ خادم ہوں جہاں تمہارے مرحوم دادا اور تمہارے والد بڑی پابندی سے حاضری دیا کرتے تھے لیکن افسوس کہ تم نے ابھی تک اس آستانے پر حاضری نہیں دی۔"

"آپ کس آستانے کی بات کر رہے ہیں۔"

"میں اس آستانے کی بات کر رہا ہوں میرے عزیز جو بڑے میاں صاحب کی فضیلت سے موسوم ہے۔"

"سمجھا آپ کا اشارہ میرے پردادا مرحوم زاہد ناصر میاں کی طرف ہے۔"

"خدا کا شکر ہے کہ تمہیں کم از کم اپنے بزرگوں کا نام یاد ہے۔" بزرگ نے نرم آواز میں کہا جس میں ہلکا سا طنز بھی شامل تھا۔

"قبلہ .... میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ کی بروقت مدد نے مجھے موت کے چنگل سے بچا لیا۔"

"کفر کی باتوں سے پرہیز کی عادت اختیار کرو فیصل میاں .... تمہیں خدائے بزرگ و برتر کا احسان مند ہونا چاہئے کہ بڑے میاں صاحب نے دنیا سے منہ موڑ لینے کے باوجود تمہارے اوپر التفات اور نظر کرم برقرار رکھی' اگر ان کا سایہ نہ ہوتا تو ...."

"قبلہ' آپ کچھ کہتے کہتے رک کیوں گئے' مجھے بتایئے کہ شوالا کون ہے اور ...."

"صبر و تحمل سے کام لو صاحبزادے۔" بزرگ نے مدھم لہجے میں کہا۔ "فی الحال صرف اتنا جان لو کہ مجھے تمہاری رہبری اور مدد کا کام سونپا گیا ہے' میں تمہیں صرف یہ تلقین کروں گا کہ سیاہ و سفید کا فرق جانچنے کا شعور پیدا کرو' تفصیل میں جانے کی کوشش چھوڑ دو' یہ سب بیکار باتیں ہیں' ان چکروں میں الجھ کر تم اپنی راہ سے بھٹک جاؤ گے .... مجھے اس سے زیادہ بتانے کا حکم نہیں۔"

"لیکن آخر وہ کون لوگ ہیں جو مجھے نقصان پہنچانے کی گھات لگائے بیٹھے ہیں' اگر مجھے ان کے بارے میں تفصیلات کا علم نہ ہوا تو میں اپنی لاعلمی کے سبب ان کے گندے حربوں کا شکار ہو سکتا ہوں۔"

"کیا تمہیں علم ہے کہ تم خواب کی کیفیتوں سے دو چار ہو۔" بزرگ کے پرنور چہرے پر یکلخت گہری سنجیدگی طاری ہو گئی۔

"میں آپ کا اشارہ نہیں سمجھا۔"

"جب خواب غفلت سے بیدار ہو تو میرے مشورے پر غور کرنا۔" بزرگ نے تلخ انداز میں نصیحت کی۔ "جلد بازی سے کام لے کر اگر تو نے قدم آگے بڑھانے کی کوشش کی تو ایک پیچیدہ شیطانی قوتوں کے چکر میں الجھ جاؤ گے' میں تمہیں واپسی کا مشورہ دیتا ہوں۔"

"حضرت، آپ درست فرما رہے ہیں لیکن میرا قصور کیا ہے؟ مجھ سے کون سی کوتاہی سرزد ہوئی ہے جو گندی قوتیں مجھے مشق ستم بنانے پر کمربستہ ہوگئی ہیں، ان کی صف آرائی کا مقصد کیا ہے؟"

"وہ راستے جو برائی اور اندھیروں کی طرف جاتے ہیں ان میں قدم قدم پر پیچ و خم، نشیب و فراز ہوتے ہیں، ان راستوں سے دور رہنے کی کوشش کرو ...." بزرگ کی نگاہوں سے جلال و جمال کی کیفیتیں عیاں ہو رہی تھیں۔ "غیبی قوتوں کے لئے بھی کچھ پابندیاں ہوتی ہیں، ہم ان حدود کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کرسکتے۔ میں ایک بار پھر تمہیں واپسی کا مشورہ دوں گا میری بات پر عمل نہ کرنے کی صورت میں بات بہت طول پکڑ لے گی۔"

"قبلہ، آپ کا مشورہ سر آنکھوں پر لیکن کیا آپ مجھے کھل کر نہیں بتا سکتے کہ میری قسمت میں کیا رقم ہوا ہے؟ کل کیا ہونے والا ہے؟"

"خدا تمہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے، فی الوقت میں تمہیں صرف یہی دعا دے سکتا ہوں، بزرگ نے آسمان کی سمت دیکھتے ہوئے کہا اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

"فیصل یوں ہڑ بڑا کر اٹھا جیسے خواب دیکھتے دیکھتے اچانک اس کی آنکھ کھل گئی ہو، اس نے اپنی خواب گاہ کو حیرت سے دیکھا۔ میں یہاں کیسے پہنچ گیا اس نے تعجب سے سوچا ابھی کچھ دیر پیشتر تو میں توشی کے ساتھ گاڑی میں سفر کر رہا تھا، مجھے یاد ہے کہ راستے میں بجلی بڑی شدت سے کوندی تھی، توشی نے خوفزدہ ہو کر بڑی سنجیدگی سے بلیومون واپس جانے کا اصرار کیا تھا، پھر............... اس کے بعد کیا ہوا۔"

فیصل اپنے ذہن پر زور دیتا رہا پھر شوالا کی لن ترانیاں اور سفید ریش بزرگ کی باتیں اس کے ذہن کے پردوں پر متحرک تصویروں کی مانند ابھرنے لگیں ....!!

○

کمرے میں داخل ہو کر توشی نے دروازہ اندر سے بولٹ کر لیا پھر تھکے تھکے انداز میں بستر پر دراز ہو گئی۔ اس کے دل کی دھڑکنیں ہر لمحہ تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھیں، کسی سہمے ہوئے معصوم پرندے کی مانند سہمی سمٹی لیٹی وہ خلاء میں گھورے جا رہی تھی، اس کا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا۔

ایک طویل مدت کے بعد وہ پہلی بار کسی مرد کے ساتھ باہر نکلی تھی، زندگی میں پہلی بار شکست سے دو چار ہونے کے بعد اس نے اپنے اندر ایک تغیر سا محسوس کیا تھا شاید اس لئے کہ وہ جیت کی یکسانیت سے اکتا گئی تھی یا پھر اس لئے کہ اس کی ہار بھی اسی مرد کے ہاتھوں عمل میں آئی تھی جس نے پہلی بار اس کے بند دروازوں پر ہولے سے دستک دی تھی، اسے خوشی تھی ماورائی قوتوں کا وہ جال جس نے اس کے گرد احاطہ کر رکھا تھا ٹوٹ گیا تھا، وہ اس سحر سے آزادی حاصل کرنے کی متمنی تھی، طلسم کے گھٹے گھٹے حصار نے اس کی روح کو زخمی کر دیا تھا، اسے فرار کی راہوں کی تلاش تھی، آزاد ماحول میں حاصل کی ہوئی تعلیم و تربیت نے اس کے اندر کی سوئی ہوئی عورت کو بیدار کر دیا تھا، مغربی تہذیب کی چکا چوند نے اسے اندھیرے اور اجالوں کی تمیز سکھا دی تھی۔ اس تہذیب و تمدن اور ماحول کو یکسر فراموش کرتی جا رہی تھی جہاں اس کی پرورش ہوئی تھی۔ جہاں وہ پروان چڑھی تھی۔ جہاں اس نے صرف مردوں کی حاکمیت کو برسرپیکار دیکھا تھا۔ جہاں پیار و محبت کے بجائے برچھی اور بھالوں سے عورتوں کے دلوں کو تسخیر کیا جاتا تھا، درندوں کی راہ میں آئے ہوئے معصوم اور بے زبان پودوں کو روندا جاتا تھا جہاں طلسم و سحر کا راج تھا، کالی قوتوں کا سکہ چلتا تھا، وہ اس ماحول سے فرار کی آرزو مند تھی، خوف کی ان زنجیروں کو توڑ ڈالنے کی خواہش مند تھی جس نے اس کی نسوانیت کو زخمی کر رکھا تھا، اس کی روح کو قید کر رکھا تھا، وہ روشنیوں کے درمیان رہتے رہتے ان کی عادی ہو چکی تھی، اسے تاریکیوں میں واپسی منظور نہیں تھی۔ وہ اپنے ماضی کو اپنے حال سے یکسر علیحدہ کر دینے کی خواہش مند تھی۔ اس کو علم تھا کہ ماضی اور حال کے گندھے ہوئے تانے بانے ٹوٹے تو رشتوں کا مربوط سلسلہ بھی ٹوٹ کر بکھر جائے گا، اسے اپنے مستقبل کے تحفظ کی خاطر عظیم قربانیاں دینی ہوں گی، مسکراہٹوں کو پانے کی خاطر سسکیوں اور آہوں کا طویل ریگستان عبور کرنا ہوگا، اس کے اندر جو آتش فشاں سلگ رہا تھا وہ اسے کب تک روک سکتی تھی...............؟

پھر جب فیصل نے اس کی زندگی میں قدم رکھا تو اسے جینے کا ایک سہارا مل گیا، دل کی معصوم تمناؤں کو محبت کی ٹھیس نے کریدا تو وہ تڑپ کر بیدار ہو گئی اور جب فیصل نے اس سے لانگ ڈرائیو پر چلنے کی خواہش کا اظہار کیا تو وہ فوراً آمادہ ہو گئی، وہ اس کا آئیڈیل تھا، اس کا محبوب تھا پھر وہ اس کا حکم کیسے ٹال سکتی تھی، اس کے ساتھ دھوکا دغا اور فریب کا مظاہرہ کیسے کر سکتی تھی، زندگی میں پہلی بار اسے محبوب کا قرب حاصل ہوا تو وہ ہواؤں میں اڑنے لگی، اندیشوں اور خطروں کو جو اس کے گرد منڈلا رہے تھے یکسر فراموش کر بیٹھی، محبت

کے لافانی جذبوں میں قربانی کا رنگ ابھرا تو اس نے فیصل کو ان خطروں سے آگاہ کر دینا چاہا جو اسے آئندہ درپیش آ سکتے تھے لیکن شوالا کی طرف سے بجلی کی چمک کا اشارہ ملتے ہی وہ محتاط ہو گئی' کالی قوتوں کو یہ منظور نہیں تھا کہ توشی اجنبیوں کے سامنے ان کے سربستہ راز آشکار کرے' وہ جانتی تھی کہ اگر اس نے لازوال اور گندی قوتوں کے حصار توڑنے کی کوشش کی تو اس کے ساتھ فیصل بھی عتاب کا شکار ہو جائے گا چنانچہ اس نے اپنی زبان بند کرلی اور واپسی کا اصرار کرنے لگی۔ راستے میں اس نے فیصل کو اپنی مجبوریوں سے آگاہ کرنے کی کوشش کی' اس کو باور کرانا چاہا کہ اگر پراسرار کالی قوتیں ان کے خلاف برسرپیکار ہو گئیں تو وہ سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں روپوش ہونے کے بعد بھی پناہ حاصل نہ کر سکیں گے' لیکن فیصل نے اس کی کسی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا' شاید وہ توشی سے روٹھ گیا تھا بلیومون کے گیٹ پر گاڑی روکنے کے باوجود اس نے پلٹ کر اس کی جانب دیکھنا گوارا نہیں کیا تھا' کس قدر بے رخی سے نظریں پھیرے بیٹھا رہا' ایک الوداعی نظر بھی نہیں ڈالی تھی۔

توشی اپنے خیالات میں مستغرق تھی کہ اچانک گدھ نما پرندے کی تیز آواز کمرے میں گونجی اور وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی' اس نے پھٹی پھٹی نظروں سے اطراف کا جائزہ لیا' وہ عجیب الخلقت پرندہ اسے کہیں نظر نہیں آ رہا تھا ابھی وہ اسے تلاش کر رہی تھی کہ پھر وہی مانوس سیٹی جیسی تیز آواز اس کی قوت سماعت سے ٹکرائی اور توشی اس کے طلسمی حصار میں پھنس کر بے بس ہو گئی وہ اپنی جگہ ساکت و جامد نظر آنے لگی' اس کی نگاہیں سامنے دیوار پر جمی کی جمی رہ گئیں۔

"ترشولی ...." کمرے میں شوالا کی جھنجھناتی ہوئی آواز گونجی۔ "کیا تو میری آواز سن رہی ہے؟"

"ہاں .... میں تیری آواز سن رہی ہوں۔" توشی نے خوابیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"تو شاید بھول گئی تھی کہ شوالا اپنی امانت کی حفاظت کرنا جانتا ہے' میں نے تجھ سے کہا تھا اپنی اوقات سے باہر نکلنے کی کوشش کبھی نہ کرنا' میں جانتا ہوں کہ تو نے ایسا کیوں کیا' شاید عظیم شاکا کی لازوال قوتوں نے تجھے خودسری پر آمادہ کر دیا تھا' تو بھول گئی تھی کہ شاکا اب بوڑھا ہو رہا ہے اس کے بعد جزیرے کے طول و عرض میں میرا حکم چلے گا۔"

توشی نے کوئی جواب نہیں دیا' خاموش کھڑی خلاء میں گھورتی رہی۔

"میری بات غور سے سن .... اب شوالا کو جزیرے سے تیری دوری منظور

نہیں' میں تجھے فوری طور پر واپسی کا حکم دیتا ہوں' ابھی اور اسی وقت اپنا رخت سفر باندھ لے' میں نے عظیم شاکا کو بھی اپنے فیصلے سے آگاہ کر دیا ہے' اب وہ بھی مداخلت کی کوشش نہیں کرے گا .... کیا تو میرا حکم سن رہی ہے ...."

"ہاں .... مجھے جزیرے میں واپسی کا حکم دیا جا رہا ہے ...." توشی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ پھر وہ شوالا کے حکم کے عین مطابق اپنا رخت سفر باندھنے لگی' سوٹ کیس تیار کرنے کے بعد اس نے ہوٹل کی انتظامیہ کو اپنی فوری روانگی کی اطلاع دی پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ہی وہ ہوٹل کی گاڑی میں بیٹھ کر ایئرپورٹ کے لئے روانہ ہو گئی' وہ شوالا کے قائم کردہ تنویمی عمل کے زیر اثر تھی اس لئے اس جوڑے کی طرف بھی کوئی توجہ نہ دے سکی جو ہوٹل سے روانگی کے وقت صدر دروازے کے قدرے نیم تاریک گوشے میں کھڑا اسے گھور رہا تھا۔

"تو نے دیکھا روپا رانی!" دراز قد آدمی نے جس نے اپنا فلیٹ ہیٹ ضرورت سے کچھ زیادہ ہی پیشانی پر جھکا رکھا تھا سرسراتے ہوئے لہجے میں سرگوشی کی۔ "وہی ہوا نا جو تیرے پریمی نے چاہا تھا۔"

"ہاں ...." خوبصورت اور حسین عورت نے جسے روپا کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔ "روپا جانتی ہے کہ تم مہان شکتیوں کے مالک ہو' پہلے فرازرو جیون سے ناتا توڑ گیا اور اب یہ سندری بھی سدھار گئی لیکن..........."

"دھیرج روپا رانی دھیرج.......... بس خاموشی سے دیکھتی جاؤ' کھیل تو اب شروع ہوا ہے۔" دراز قد آدمی نے جو سر تا پا گہرے سیاہ لباس میں ملبوس تھا بدستور مدھم آواز میں کہا پھر روپا کے ساتھ اپنی اس سیاہ رنگ کی لمبی چوڑی جھلملاتی کار کی طرف قدم اٹھانے لگا جو صدر دروازے اور پارکنگ لاٹ کے درمیان بائیں جانب کھڑی تھی.......!!



ہوٹل بلیومون کی کار نہایت سبک رفتاری سے اپنی منزل کی طرف دوڑ رہی تھی' ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا باوردی ڈرائیور اپنی جگہ بے حد مستعد نظر آ رہا تھا لیکن اس کی حریص نظریں بار بار شیشے کی طرف اٹھ رہی تھیں جس میں پچھلی نشست پر بیٹھی ہوئی توشی کا عکس جمال پوری طرح نظر آ رہا تھا۔

خلاف توقع وہ اس وقت بڑی مضمحل نظر آ رہی تھی' اس کی نظریں سامنے سڑک پر جمی ہوئی تھیں لیکن اس کا ذہن پوری طرح شوالا کی گرفت میں تھا۔ شاید یہی وجہ تھی جو اس نے ڈرائیور کو اس کی گستاخ نگاہی پر کوئی سرزنش نہیں کی تھی' بظاہر وہ بیدار دکھائی دے رہی تھی لیکن عمل تنویر کے بوجھل اثرات نے اسے دنیا و مافیا سے بے خبر کر رکھا تھا' اس کی تمام تر توجہ ذہن میں گونجنے والی سائیں سائیں کی آوازوں پر مرکوز تھی جو بتدریج گھٹ بڑھ رہی تھیں پھر ان ہی آوازوں کے درمیان اسے شوالا کی آواز بہت دور سے آتی سنائی دی۔

"ترشولی......... کیا تجھے اس بات کے احساس سے خوشی نہیں ہو رہی کہ تیرا عظیم شوالا تجھ سے ہزاروں میل دور ہونے کے باوجود تجھ سے بہت قریب' تیرے دل کی دھڑکنوں میں موجود ہے۔"

جواب میں توشی نے جھرجھری لی اور پلکوں کو یوں حرکت دینے لگی جیسے وہ شوالا کی موجودگی کو محسوس کر رہی ہے۔

"ضروری نہیں کہ تو زبان کو جنبش دے کر آواز کے سہارے مجھ سے ہم کلام ہو' شوالا کی قوت تیری سوچ کو بھی پڑھنے کی طاقت رکھتی ہے۔"

توشی نے کوئی جواب نہیں دیا' بدستور پلکوں کو جھپکاتی رہی۔

"ترشولی! میں تجھے اداس دیکھ رہا ہوں......... کیا میں یہ سمجھوں کہ تو ابھی تک بغاوت پر آمادہ ہے........." شوالا کے لہجے میں پیار کے ساتھ ساتھ سرزنش بھی تھی۔ "کیا تجھے اس بات کی خوشی نہیں کہ شوالا نے تجھے جزیرے پر واپسی کا حکم دیا ہے؟ کیا تجھے

شوالا کا قرب منظور نہیں۔"

"میں بہت خوش ہوں شوالا!" .... توشی نے سوچ کے ذریعے جواب دیا۔

"جزیرے میں تیرے علاوہ مقدس شاکا بھی ہے' میرا عظیم باپ جسے دیوتاؤں کی مرضی سے جزیرے کی سرداری کے منصب سے سرفراز کیا گیا ہے۔"

"اور تیرا شوالا مقدس شاکا کا نائب ہے جسے بہت جلد تیرے باپ کی جگہ جزیرے کا سردار بنایا جائے گا۔"

"ہاں .... میں جانتی ہوں .... شاکا کی عمر اب ڈھل رہی ہے' شاید یہی وجہ ہے کہ..............."

"ترشولی .... کیا بات ہے؟ تو کچھ کہتے کہتے خاموش کیوں ہو گئی؟" شوالا نے سرسراتے لہجے میں دریافت کیا۔ "مجھے بتا کہ تیرے دل میں کیا ہے؟"

"مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ ابھی تک مقدس شاکا کی لازوال قوتوں نے مجھ سے رابطہ قائم نہیں کیا۔"

"میں نے اسے روک دیا ہے۔" شوالا تیزی سے بولا۔

"جب تک تو جزیرے میں قدم نہیں رکھے گی شاکا تجھ سے رابطہ قائم نہیں کرے گا۔"

"کیوں؟ .... کیا اسے جزیرے کا سردار ہونے کی حیثیت سے یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مجھ سے ہمکلام ہو۔"

"شاکا کو ابھی تک یہ حق حاصل ہے لیکن..............."

"لیکن کیا...............؟"

"تونے جو روش اختیار کی تھی اس نے شاکا کو ناراض کر دیا ہے۔" شوالا کی سپاٹ آواز توشی کے ذہن میں گونجی۔

"تو یہ بھول گئی تھی کہ تو شوالا کی امانت ہے .... تو نے شوالا کے مقابلے میں ایک حقیر انسان کو ترجیح دینے کی حماقت کی تھی' تیری خود سری نے میرے اور شاکا کے تعلقات کے درمیان بھی دراڑیں ڈال دی ہیں' مجبوراً مجھے شاکا کو باور کرانا پڑا کہ میں صرف اس کا نائب ہی نہیں بلکہ مجھے عقرب دیوتا کی حمایت بھی حاصل ہے اور میرے جسم میں جوانی کا خون ٹھاٹھیں مار رہا ہے جو طاقت کا سرچشمہ ہے۔"

"پھر...... ......؟"

شاکا کے پاس مجھ سے مفاہمت کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا' اس نے مجھ سے وعدہ کر لیا ہے کہ جزیرے میں تیری واپسی تک وہ خاموشی اختیار کئے رہے گا۔ میرے مقابلے میں تیری حمایت نہیں کرے گا۔

"جزیرے میں میری واپسی کے بعد کیا ہو گا؟"

"وہی ہو گا جو دیوی اور دیوتاؤں کو منظور ہو گا۔" شوالا کے لب و لہجے میں غرور و تکبر کی آمیزش تھی۔

"شوالا..............." توشی نے تھوڑے توقف کے بعد بے چینی کا اظہار کیا۔ "کیا میں سمجھوں کہ تو نے شاکا کو اسیر کر لیا ہے۔"

"فی الحال تیرا اندازہ غلط ہے لیکن اگر تو نے شوالا کو ناراض کرنے کی حماقت کی تو پھر سب کچھ ممکن ہے۔"

"سمجھ گئی..............." توشی نے بے رخی کا انداز اختیار کیا۔ "تو ترشولی کو پیار و محبت سے نہیں جبر و تشدد اور طاقت کے زور سے اپنانا چاہتا ہے .... اسے محبت نہیں سرکشی کہتے ہیں۔"

"ترشولی..............." شوالا کا لہجہ غضب ناک ہو گیا۔ "میں محسوس کر رہا ہوں کہ تیرے ذہن میں ابھی تک بغاوت کے جراثیم کلبلا رہے ہیں' کیا تو بھول رہی ہے کہ میں تیرا منگیتر ہوں؟ کیا تو شوالا کو اتنا بے غیرت سمجھتی ہے کہ وہ تجھے کسی اور کے ساتھ محبت کی پینگیں بڑھاتا دیکھے اور خاموش تماشائی بنا رہے' کیا تجھے میری طاقت کا اندازہ نہیں؟ کیا جزیرے سے دور رہ کر تو نے سب کچھ بھلا دیا ہے؟"

"مجھے سب کچھ یاد ہے لیکن اب میں سب کچھ بھول جانا چاہتی ہوں۔"

ہوش میں آ ترشولی ورنہ شوالا کا غضب اور قہر اس شخص کو تباہ و برباد کر دے گا جس نے ہمارے درمیان خلیج پیدا کرنے کی کوشش کی ہے' کیا تو یہی چاہتی ہے کہ میں اس بدبخت کے سکون و آرام کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے برباد کر دوں۔"

توشی جواب میں کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن یکلخت اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے سوچنے کی قوت بھی سلب کر لی ہو' اس کے اندر کی سوئی ہوئی عورت کو تڑپ کر بیدار ہونے پر مجبور کر دیا ہو' اچانک اس کے ذہن میں پرنس فیصل کا تصور بڑی تیزی سے ابھرا اور اس کے وجود کی گہرائیوں تک سرایت کرتا چلا گیا' اس نے نظریں گھما کر ڈرائیور کو دیکھا جو بڑی مستعدی سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا' توشی نے سوچا' وہ ڈرائیور سے التجا کرے کہ وہ اسے

ائرپورٹ لے جانے سے پہلے چند لمحوں کے لئے اس کے محبوب سے ملا دے لیکن وہ جیسے گنگ ہو کر رہ گئی تھی' جانے وہ کون سی طاقت تھی جس نے اسے شوالا کی قوت کے حصار سے آزاد کر دیا تھا مگر اس کے ساتھ ہی اس کی قوت گویائی بھی چھین لی تھی' وہ سکتے کی کیفیت سے دوچار تھی کہ گاڑی ایک جھٹکے سے رکی' توشی نے بے چینی سے ماحول کا جائزہ لیا' وہ ایئرپورٹ ہرگز نہیں تھا جہاں گاڑی روکی گئی تھی وہ کسی بنگلے کا عقبی حصہ تھا جو لیمپ پوسٹ کی روشنی میں ویران ویران سا نظر آ رہا تھا' ابھی وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے ماحول کا جائزہ لے رہی تھی کہ ڈرائیور تیزی سے نیچے اتر کر ایک طرف چلا گیا اور دوسرے ہی لمحے جب کسی نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا تو اس کے دل کی دھڑکنیں یکلخت تیز ہو گئیں' وہ کوئی غیر مرد نہیں تھا' اس کا اپنا محبوب پرنس فیصل تھا جو والہانہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"پرنس..............." توشی نے بے اختیار اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔ "تم.......... تم یہاں کیسے آ گئے؟"

"یہی سوال میں تم سے کروں گا۔" فیصل نے توشی کے سراپا کا جائزہ لیتے ہوئے جواب دیا۔ "میں اپنی خواب گاہ میں لیٹا پریشان حالات سے دوچار تھا کچھ پراسرار قوتیں مجھے تم سے ہمیشہ کے لئے دور ہو جانے کا مطالبہ کر رہی تھیں' انکار کی صورت میں مجھے تباہی اور بربادی سے ہمکنار کرنے کی دھمکی دی گئی ہاں توشی' وہ مجھے جلا کر خاکستر کر دینے کی خواہش مند تھیں لیکن قدرت نے مجھے بچا لیا پھر میں چہل قدمی کے ارادے سے اٹھ کر باہر آ گیا میرے ذہن میں صرف تمہارا تصور رہ رہ کر ابھر رہا تھا اور تم.......... تم میرے سامنے موجود ہو۔"

"ہو سکتا ہے یہ آخری ملاقات محض ایک اتفاق ہو لیکن ...."

"آخری ملاقات.........." فیصل نے بے چینی سے پوچھا۔ "تم کیا کہنا چاہ رہی ہو؟"

"میرے پاس وقت بہت کم ہے پرنس.......... میرا خیال ہے کہ شاید مقدس شاکا کو میری بے بسی پر ترس آ گیا ہے ورنہ.........."

"مقدس شاکا.........." فیصل چونکا "ہاں' میں یہ نام پہلے بھی سن چکا ہوں' وہ.......... وہ کوئی عظیم شوالا تھا جس نے مجھے تم سے دور رہنے کی دھمکی دی تھی اور تم.......... کیا تمہارا اصلی نام ترشولی ہے۔"

"مجھے یقین تھا کہ شوالا کی ماورائی قوتوں نے تمہیں خوفزدہ کرنے کی کوشش ضرور کی ہو گی۔"

"یہ سب کون لوگ ہیں؟ .... کیا چاہتے ہیں؟..............."

"مجھے کھل کر بتاؤ توشی' ان تمام باتوں کی حقیقت کیا ہے؟ تمہارا تعلق کن لوگوں سے ہے جو ہماری جدائی کے درپے ہیں۔"

"وقت نے ہمیں جو مہلت عطا کی ہے وہ بہت مختصر ہے پرنس۔" توشی نے مضطرب انداز میں کہا۔ اگر شوالا کو شبہ ہو گیا کہ عظیم شاکا نے اس کے طلسم کا توڑ کیا ہے تو کیا عجب کہ وہ اس کی تباہی پر بھی آمادہ ہو جائے .... تم نہیں جانتے' وہ نابکار بے پناہ گندی قوتوں کا مالک ہے' میں تم سے یہی درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ مجھے ہمیشہ کے لئے بھول جاؤ ورنہ تمہارا سب کچھ برباد کر دے گا۔"

"لیکن وہ کون ہے اور..............."

"میں مجبور ہوں پرنس .... میں تمہیں تفصیل سے آگاہ نہیں کر سکتی لیکن میری ایک آخری درخواست ہے۔" توشی نے فیصل کی نگاہوں میں ڈوبتے ہوئے بڑے جذباتی انداز میں کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ تم میری خواہش کا احترام ضرور کرو گے .... اگر شوالا کی سیاہ قوتیں تمہیں بخش دیں تو میرا تعاقب کبھی نہ کرنا لیکن اگر تم میری وجہ سے اپنا سب کچھ کھو بیٹھو تو مجھے پانے کی کوشش ضرور کرنا .... میں زندگی کی آخری سانسوں تک تمہارا انتظار کروں گی..............."

"یہ معمہ میری سمجھ سے بالاتر ہے۔" فیصل نے الجھتے ہوئے کہا۔ "مجھے کھل کر سب کچھ بتا دو توشی' تم کون ہو؟ کہاں سے آئی تھیں اور کہاں واپس جا رہی ہو؟ تمہارے جانے کے بعد میں تمہارا پتہ نشان کس سے دریافت کروں گا۔"

"سب کچھ آنے والے وقت پر چھوڑ دو پرنس .... اگر وقت کو منظور ہوا تو ہم دوبارہ ضرور ملیں گے ورنہ..............."

"ورنہ کیا توشی" فیصل نے بے اختیار اسے اپنے کشادہ سینے کی گہرائیوں میں چھپاتے ہوئے بے قراری کا اظہار کیا۔

"تمہاری باتیں میرا دل فگار کر رہی ہیں' میں پتھر نہیں انسان ہوں اور انسان ایک حد سے زیادہ برداشت نہیں کر سکتا' اس کا کلیجہ شق ہو جاتا ہے۔"

"ترشولی..............." اچانک توشی کے کانوں میں شوالا کی خوفناک آواز دور سے سنائی دی اس نے آنکھیں بند کر لیں تو سہم اٹھی' اس نے دیکھا کہ وہ اور فیصل شیشے کے ایک کمرے میں بند ہیں اور شوالا غضب ناک انداز میں شیشے کی دیواروں پر دو ہنٹر مار رہا ہے' اس

کے تیور اس قدر ہولناک تھے کہ توشی سراپا لرز اٹھی' اسے معلوم تھا کہ شوالا کی عظیم قوتیں بہت جلد اس حصار کو توڑ دیں گی جس نے وقتی طور پر ان دونوں کو اس کی نظروں سے اوجھل کر رکھا تھا اور پھر...............

"پرنس..............." اس نے سہمی آواز میں کہا "میں اب جا رہی ہوں...... تم سے بہت دور............ میری آخری خواہش کا خیال ضرور رکھنا ورنہ توشی تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔"

"توشی............... تمہاری پراسرار باتیں مجھے دیوانہ کر دیں گی۔"

"یہی دیوانگی محبت کی دلیل ہے پرنس۔"

"صرف دلیلیں دل کا بہلاوا نہیں ثابت ہو سکتیں۔"

"وقت کا مرہم ہر زخم کو مندمل کر دیتا ہے............... وقت کا انتظار کرو۔"

اچانک گاڑی کا ڈرائیور آ گیا تو فیصل نے خود کو جلدی سے آڑ میں کر لیا' وہ اپنی خاطر توشی کو خطروں سے دوچار نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے حسرت بھری نظروں سے گاڑی کو دیکھتا رہ گیا جو توشی کو لئے کسی نامعلوم منزل کی طرف دوڑ رہی تھی۔

"ترشولی۔" ایک بار پھر شوالا کی گرجدار آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تو اس نے جلدی سے آنکھیں بند کر لیں' شوالا بدستور شیشے کی دیواروں پر غضب ناک انداز میں ٹھوکریں مار رہا تھا پھر اچانک وہ دیوار ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گئی' اب شوالا کی خون آلود' شعلہ بار نظریں براہ راست توشی کو دیکھ رہی تھیں۔

"ترشولی..............." شوالا نے اسے کرخت لہجے میں مخاطب کیا۔ "تو شوالا کی نظروں سے کیسے اوجھل ہو گئی تھی؟"

"شاید............... کچھ دیر کے لئے میری آنکھ لگ گئی تھی۔" توشی نے دھڑکتے ہوئے دل سے جواب دیا۔

"تو شوالا کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتی' سچ سچ بتا' یہ عارضی دیوار کس نے کھڑی کی تھی۔"

"میں .... میں تمہیں کیسے یقین دلاؤں..............."

"مقدس شاکا............... کیوں؟" شوالا غضب ناک ہو گیا۔

"تم میرے منگیتر ہو شوالا............... میری بات پر اعتبار کرو۔" توشی نے عاجزی کا اظہار کیا۔ "دیکھو' میں تمہارے پاس واپس آ رہی ہوں۔"

"شوالا تیرا منتظر ہے ترشولی۔" شوالا نے معنی خیز مسکراہٹ لبوں پر بکھیرتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "تو اپنی واپسی کا سفر جاری رکھ' میں تیرے استقبال کی تیاری کرتا ہوں۔"

"تم............... تم میری نظروں سے دور مت ہو' مجھ سے باتیں کرتے رہو............... میرا دل نہ جانے کیوں گھبرا رہا ہے۔"

"پریشان مت ہو ترشولی............... شوالا بہت جلد دوبارہ تیری نظروں کے سامنے ہوگا' بس کچھ دیر کی بات ہے اس کے بعد ہم دونوں کی پریشانی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی۔" شوالا کے لہجے میں خباثت تھی۔

"شوالا............... تم میری بات..............."

لیکن شوالا نے اس کی بات نہیں سنی' خطرناک نظروں سے گھورتا ہوا اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا' اس کی آنکھوں میں اچانک ابھرنے والی خوفناک چمک اس زخمی ناگ سے مختلف نہیں تھی جو مرنے سے پہلے اپنے شکار کو ڈسنے کی خاطر بڑے غضب ناک انداز میں آخری بار پھن پھیلاتا ہے۔

توشی کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا وہ بڑی بے چینی سے سوچ رہی تھی کہ شوالا کے عتاب کا نشانہ کون بنے گا............... مقدس شاکا............... یا .... پرنس فیصل...............!!

○

دروازے پر ہونے والی دستک اتنی شدید تھی کہ فیصل ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا' اس نے دیوار گیر گھڑی پر نظر ڈالی' اس وقت صبح کے تین بج رہے تھے' اتنی صبح آخر کون ہو سکتا ہے؟ فیصل نے غنودگی کے عالم میں سوچا پھر اسے گزری ہوئی رات کی باتیں یاد آنے لگیں گزشتہ رات اس کی ملاقات توشی سے اپنے بنگلے کے عقبی حصے میں اس وقت ہوئی تھی جب وہ چہل قدمی کے ارادے سے ادھر گیا تھا' توشی کا خلاف توقع اس سے ملنے کے لئے آنا حیرت انگیز ہی تھا' فیصل خاصی رات گئے تک اس کے بارے میں سوچتا رہا توشی یقیناً اس سے دور جا رہی تھی' اس کی باتوں سے یہی اندازہ ہوا تھا' جاتے جاتے اس نے فیصل سے ملاقات کی ٹھان لی' پھر فیصل کے مکان کا پتہ دریافت کرنا کچھ ایسا دشوار بھی نہیں تھا جس کے بارے میں عقلی گھوڑے دوڑائے جاتے البتہ توشی کی پراسرار باتیں اس کے لئے ایک معمہ ہی ثابت ہوئیں

جسے حل کرتے نہ جانے کس وقت وہ نیند کی آغوش میں گم ہو گیا تھا' خواب کی کیفیت میں بھی شوالا' شاکا اور مقدس دیوی دیوتاؤں کی پراسرار باتیں اسے پریشان کرتی رہیں۔ توشی نے اس سے بڑے عجیب عاجزانہ انداز میں اپنی آخری خواہش بیان کی تھی' فیصل کا دل چاہا کہ رخصت ہونے سے پہلے اسے دل بھر کر اپنی آغوش میں بھینچ لے' اتنی شدت اور اتنے پیار سے کہ جدائی کے بعد بھی اس کے حسین قرب کا احساس اور اس کے بالوں کی مہک تمام زندگی فیصل کی یکسوئی کو بہلاتی رہے' توشی سے گنتی کی چند ملاقاتوں نے ہی فیصل کو اس سے ذہنی طور پر بہت قریب کر دیا تھا شاید اس لئے کہ توشی دوسری لڑکیوں سے مختلف تھی یا پھر اس لئے کہ دیوی اور دیوتاؤں کو یہی منظور تھا کہ وہ دونوں ملتے اور مل کر بچھڑ جاتے...............

لیکن کیوں؟ جب جدائی ہی مقدر تھی تو پھر ملاقات کی کیا ضرورت تھی؟ کیا صرف اس لئے کہ یادوں کی خلش آنے والے دنوں میں دلوں کو ایک دوسرے کی وقتی رفاقتوں کا احساس دلاتی رہے یا پھر...............

دروازے پر دوسری بار پھر زور سے دستک ہوئی تو فیصل آنکھ ملتا ہوا مسہری سے نیچے اتر آیا' خواب گاہ کے کھڑکی دروازوں پر پردے ہونے کے سبب گھپ اندھیرا طاری تھا وہ اندازے سے قدم اٹھاتا دروازے تک آیا' اس خیال سے کہ باہر کوئی خطرہ نہ ہو اس نے آہستہ سے پوچھا۔ "کون ہے..............." دوسری جانب خاموشی رہی' فیصل نے دوسری بار قدرے اونچی اور تیز آواز میں اپنا جملہ دہرایا تو ایک نسوانی آواز اس کی قوت سماعت سے ٹکرائی۔

"دروازہ کھولو پرنس............... میں ناگری ہوں۔"

"ناگری..............." فیصل نے تعجب کا اظہار کیا۔" میں یہ نام پہلی بار سن رہا ہوں۔"

"ہاں........... تم مجھے پہلے کبھی نہیں ملے لیکن کیا تمہارے لئے یہ جان لینا کافی نہیں کہ میں تمہاری توشی کی سب سے عزیز سہیلی ہوں۔"

"کون توشی..............." فیصل نے اس کے بیان کی تصدیق کی خاطر انجان بننے کی کوشش کی۔ "میں کسی توشی سے واقف نہیں ہوں۔"

"میں اس توشی کی بات کر رہی ہوں جو کچھ دیر پیشتر تم سے مل کر گئی ہے۔ اسی توشی نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے' ایک ضروری بات کی خاطر۔"

فیصل نے بے اختیار دروازہ کھول دیا' راہداری میں نائٹ بلب کی مدھم اور ٹمٹماتی نیلی

روشنی میں ایک درمیانہ قد' سڈول جسم اور سانولی رنگت کی لڑکی بنجارنوں والا لباس زیب تن کئے اس کے سامنے موجود تھی۔

"کیا بات ہے؟"

"یہاں نہیں.........کوئی دیکھ لے گا تو ہم دونوں بدنام ہو جائیں گے۔" اس نے سرگوشی کی پھر فیصل کا جواب سنے بغیر اسے اشارے سے پیچھے آنے کا کہہ کر تیزی سے پنجوں کے بل گھومی اور تیز تیز قدم اٹھاتی بائیں باغ کی طرف چلی گئی۔

فیصل اس کے تعاقب میں قدم اٹھاتا رہا نہ جانے کیوں اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں۔ اس کی چھٹی حس کسی آنے والے خطرے کا احساس دلا رہی تھی لیکن اس کے باوجود لڑکی کے اشارے پر عمل کرنے سے گریز نہ کر سکا۔

لڑکی جس نے اپنا نام ناگری بتایا تھا عقبی چہار دیواری کے قریب پہنچ کر گھنے مولسری کے درخت کے نیچے رک گئی فیصل اس کے چہرے کے نقوش پوری طرح نہ دیکھ سکا لیکن اس کی سانسوں کی بے ترتیبی بتا رہی تھی کہ وہ اس وقت خاصی پریشان ہے۔

"میرے پاس وقت بہت کم ہے پرنس.............." ناگری نے فیصل کے قریب آنے پر قدرے ہانپتے ہوئے کہا۔ "توشی نے تمہارے لئے ایک ضروری پیغام بھیجا ہے۔"

"کیا..............؟"

"تم اس کی یادوں کو کھرچ کر اپنے دل و دماغ سے نکال دو......وہ......وہ اب دوبارہ تم سے کبھی مل نہ سکے گی اور شاید......شاید تم اسے ڈھونڈنے کے باوجود بھی نہ پا سکو گے۔"

"تم توشی کی عزیز سہیلی ہو نا.........."

"ہاں.............. آہ لیکن.............."

"کیا تم بھی توشی تک میری رہنمائی نہیں کر سکو گی؟"

فیصل نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"م' میں............. میں ایسا نہیں کر سکتی۔"

"کیوں............. کیا تم بھی دیوی دیوتاؤں ' شاکا اور شوالا سے خائف ہو................"

"تت............. تم.............. تمہیں یہ باتیں کہاں سے معلوم ہوئیں۔" ناگری نے سہی ہوئی آواز میں کہا پھر خوفزدہ لہجے میں بولی۔ "پرنس ' میری بات مانو تو تم توشی کو

بھول جاؤ ورنہ................"

"ورنہ شوالا کا عتاب اور گندی قوتیں میرا سب کچھ برباد کر دیں گی................ کیوں؟ تم یہی باور کرانا چاہتی ہو۔"

"پرنس۔" اچانک ناگری نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔ "سچ سچ بتاؤ' کیا تم توشی سے محبت کرتے ہو؟"

"محبت ایک جذبے کا نام ہے اور جذبے بے اختیار ہوتے ہیں۔"

"کیا توشی اگر اپنا سب کچھ چھوڑ کر تمہارے پاس واپس پلٹ آئے تو تم .... تم اسے اپنا لو گے؟"

"اگر کاتب تقدیر نے ہمارا ملاپ لکھ دیا ہے تو پھر ہمیں دنیا کی کوئی طاقت ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں کر سکتی۔" فیصل نے سادگی سے جواب دیا۔ اس کی نظریں بدستور ناگری کے چہرے پر مرکوز تھیں جس کے خدوخال اب کچھ کچھ نظر آنے لگے تھے۔

"ایک طاقت ہے جو تقدیر کے لکھے کو بھی بدل سکتی ہے لیکن تمہیں ابھی اس کا تجربہ نہیں ہے۔"

"تم کس دنیا کی بات کر رہی ہو ناگری۔" فیصل نے بڑی حیرت سے دریافت کیا۔ "کیا تمہیں کسی ایک ایسی قوت پر اعتبار و اعتماد نہیں جو زندگی دیتی ہے اور جب چاہے اسے واپس چھین لیتی ہے' مجھے بتاؤ ناگری کہ تمہارا تعلق کس قبیلے سے ہے' توشی کون ہے؟ کیا ہے؟ کیا وہ بھی ایک وقت میں بہت ساری قوتوں پر یقین رکھتی ہے۔"

"میں تم سے بحث کرنے نہیں آئی ہوں۔" ناگری روکھائی سے بولی۔ "صرف یہ مشورہ دینا چاہتی ہوں کہ توشی کا خیال دل سے نکال دو۔"

"یہ تمہارا مشورہ ہے یا توشی کا پیغام؟"

"تم وقت ضائع کر رہے ہو پرنس' میں تمہیں دور اندیشی سے کام لینے کا مشورہ دوں گی۔"

"اگر میں تمہارے مشورے پر عمل کرنے سے انکار کر دوں تو.........."

"تو تمہاری آنے والی نسلیں بھی تمہارے عبرتناک انجام پر کف افسوس ملتی رہیں گی۔"

"ناگری کا لہجہ تیز ہوگیا پھر وہ قدرے روشنی میں آ گئی اور اپنے چہرے پر بائیں جانب گردن سے ذرا اوپر اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ "اس نشان کو غور سے دیکھو................ یہ آٹھ سال کی عمر میں میرے جسم پر داغا گیا تھا' کیا تم اس کی اذیت کا اندازہ لگا سکتے ہو.............؟"

فیصل نے غور سے دیکھا ناگری نے جس نشان کی جانب اشارہ کیا تھا وہ کسی بچھو کی شکل سے ملتا جلتا تھا اور غالباً کسی گرم لوہے یا سانچے کے ذریعے داغا گیا تھا۔ گہرے سیاہ رنگ کا وہ ابھرا ہوا داغ یقیناً کسی درندگی کی علامت تھا۔

"میرا خیال ہے کہ تمہارا تعلق.........."

"نہیں پرنس، مجھے باتوں میں الجھانے کی کوشش مت کرو۔" ناگری نے جھنجھلا کر فیصل کا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔ "اس نشان کو ذہن نشین کر لو، یہ عقرب دیوتا کی عظمت اور بلندی کا نشان ہے جو ہمیں مارنے اور جلانے کی طاقت رکھتا ہے اور............... اور مقدس شوالا کو عقرب دیوتا کی خوشنودی کا شرف حاصل ہے۔"

"تم شاید شوالا کی پیغام بر بن کر میرے پاس آئی ہو............... کیوں؟"

"ہاں............... میں اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کروں گی۔"

ناگری برجستہ بولی پھر اس نے فیصل کو گھورتے ہوئے سوال کیا۔ "میں تمہارا آخری فیصلہ سننے کی منتظر ہوں............... کیا تم توشی کو ہمیشہ کے لئے بھول جانے کا عہد نہیں کر سکتے۔"

"اس کا فیصلہ میں نہیں............... آنے والا وقت کرے گا۔"

"نہیں............... اس کا فیصلہ آنے والا وقت نہیں .... مقدس شوالا کرے گا۔" ناگری نے حقارت سے کہا۔ "میں جا رہی ہوں پرنس لیکن تمہیں اب شوالا کے غضب اور ہولناک انتقام سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی۔"

"اور میرا خیال ہے کہ پولیس کی سختی تمہیں سب کچھ اگل دینے پر مجبور کر سکتی ہے۔" فیصل نے اسے دھمکی دی۔ جواب میں ناگری نے ایک فلک شگاف قہقہہ بلند کیا، یوں جیسے وہ فیصل کا مذاق اڑا رہی ہو پھر اس سے پیشتر کہ فیصل ناگری کے سلسلے میں کوئی آخری فیصلہ کرتا اس کے کانوں میں ایک نسوانی چیخ کی کربناک آواز گونجی جو سہمے ہوئے انداز میں کسی سے چیخ چیخ کر رحم کی اپیل کر رہی تھی۔

ہا ہا ہا.......... ہا ہا ہا.......... ہا ہا ہا .... ہو ہو.......... آہو.......... ناگری بدستور قہقہہ لگا رہی تھی پھر یکلخت اس نے گرج کر کہا۔ "اس کربناک چیخ کی آوازوں کو پہچاننے کی کوشش کرو پرنس............... یہ تمہاری ماں کی آواز ہے، جسے اب شوالا کے ہولناک عتاب سے کوئی نہیں بچا سکتا،............... کوئی نہیں بچا سکتا.......... ہا ہا..........

ہاہاہا.......... آہ ہاہا.......... ہو ہو.......... ہاہا..........

"ناگری..............." فیصل حلق کے بل چیخا، ماں کا نام سن کر وہ آپے سے باہر ہو گیا تھا۔ "اپنی گندی زبان بند کر لے ورنہ میں تیرا وجود مٹی میں ملا دوں گا۔"

"جا............... پہلے جا کر اپنی ماں کی موت کا تماشا دیکھ جو عقرب دیوتا کے عتاب کا شکار ہو رہی ہے۔" ناگری حقارت سے بولی۔ "تو نے شوالا کی امانت پر نظر ڈال کر اس کے قہر کو للکارا ہے............... اب تیرا سب کچھ تباہ و برباد ہو جائے گا۔"

"ناگری............... اگر میری ماں کو کچھ ہوا تو میں تجھے بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

فیصل کا لہجہ غضب ناک ہو گیا پھر اس نے لپک کر ناگری کو اپنے چنگل میں دبوچ لیا وہ اس کا گلا گھونٹ کر موت کے گھاٹ اتارنے کا متمنی تھا لیکن اس کے ہاتھ ناگری کی گردن سے گزر کر ایک دوسرے میں گھس گئے وہ یقیناً کوئی بدروح تھی جو ہوا کے دوش پر کوئی شکل اختیار کئے ہوئے تھی، فیصل نے ایک بار پھر کوشش کی لیکن اس بار بھی اسے مایوسی کا سامنا کرنا پڑا پھر اچانک اسے ماں کی چیخوں کا احساس ہوا جو بدستور اس کے کانوں میں گونج رہی تھیں، وہ ناگری کو چھوڑ کر ماں کی طرف لپکا تو اچانک اس کی آنکھ کھل گئی ایک لمحے کی دیر ہوئی ہوتی تو شاید وہ مسہری سے منہ کے بل فرش پر اوندھا گیا ہوتا۔ وہ خواب کی کیفیت سے بیدار ہوا تھا اس نے ماحول کا جائزہ لیا، وہ اپنی خواب گاہ میں موجود تھا، ہاتھ بڑھا کر اس نے جلدی سے لائٹ آن کی، دیوار گیر کلاک پر نظر ڈالی تو صبح کے ساڑھے تین بج رہے تھے۔

فیصل کی پیشانی پسینے سے عرق آلود ہو رہی تھی جو کچھ اس نے خواب کی حالت میں دیکھا تھا بے حد ہولناک اور پریشان کن تھا، شاید وہ توشی سے اس کی آخری ملاقات کا اثر تھا جس نے خواب کی کیفیت اختیار کر لی تھی، اس کے ذہن نے آنے والے خدشوں کو خواب کی صورت میں اس کی نگاہوں کے سامنے پیش کر دیا تھا لیکن ناگری کون تھی؟ کیا وہ بھی محض ایک تصوراتی شکل تھی یا...............؟

فیصل نے جلدی سے تین بار لاحول پڑھ کر پھونکا پھر سائیڈ ٹیبل سے تھرماس اٹھا کر پانی نکالا، دو چار ٹھنڈے گھونٹ حلق کے نیچے اترے تو اس کے دل کی دھڑکنیں قدرے معمول پر آنے لگیں، پانی کا گلاس ختم کرنے کے بعد اس نے سر کو جھٹکا، اس طرح وہ خواب کے اثرات کو ذہن سے جھٹک کر نکال دینے کا خواہش مند تھا، کچھ دیر تک وہ مسہری پر بیٹھا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر بجلی بند کرنا چاہی لیکن اسی لمحے نسوانی چیخ کی کربناک آواز تیزی سے ابھر کر اس کے کانوں میں گونجی تو وہ اچھل پڑا، وہ آواز اس کا وہم نہیں حقیقت تھی، ایک لمحہ ضائع کئے بغیر وہ تیزی سے مسہری سے نیچے اتر کر دروازے کی جانب لپکا،

دروازہ کھولتے وقت اسے پھر وہ چیخ سنائی دی تو فیصل پر جیسے دیوانگی طاری ہوگئی' راہداری میں لپکتا ہوا وہ ماں کے کمرے تک پہنچ گیا پھر اس نے اندر قدم رکھا تو ایک دلدوز منظر دیکھ کر سر تا پا لرز اٹھا' اس کی بوڑھی ماں نیچے فرش پر پڑی تڑپ رہی تھی اور اس کے منہ سے گاڑھا گاڑھا خون ابل رہا تھا۔

فیصل ماں کی حالت دیکھ کر ایک لمحے کو پاگل ہو گیا پھر اس نے فوراً" ملازم کو طلب کیا' ڈاکٹر کو بلانے کے بجائے وہ خود ماں کو گاڑی میں ڈال کر برق رفتاری کے ساتھ اسپتال پہنچا' ڈاکٹر اس سے بخوبی واقف تھے اس لئے انہوں نے فوری طور پر طبی امداد پہنچا کہ مریضہ کی جان بچانے کی کوشش کی لیکن ان کی کوششیں کارگر ثابت نہیں ہوئیں۔ فیصل کو ماں کی جدائی کی خبر ملی تھی تو اس کا کلیجہ دھک سے رہ گیا۔

"وی آر سوری مسٹر فیصل۔" ڈاکٹروں نے فیصل کو تسلی دینے کی کوشش کی۔ "ہمیں افسوس ہے کہ ہم مریضہ کی جان نہیں بچا سکے۔"

فیصل نے کوئی جواب نہیں دیا' خلاء میں گھورتا رہا۔

"آپ نے مریضہ کو یہاں لانے میں دیر کر دی ورنہ شاید ہماری کوششیں رائیگاں نہ جاتیں۔" دوسرے ڈاکٹر نے اپنی رائے کااظہار کیا۔ "سریع الاثر زہر اگر پورے جسم میں نہ پھیلا ہوتا تو.........."

"زہر.........." فیصل نے چونک کر بڑے ڈاکٹر کی سمت دیکھا۔ زہر کی نوعیت کیا تھی؟"

"پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے بعد ہی کوئی یقینی بات کہی جا سکتی ہے لیکن جو علامات ظاہر ہیں اس سے فوری طور پر یہی باور کیا جاسکتا ہے کہ کسی خطرناک زہریلے بچھو یا سانپ کے کاٹنے سے موت واقع ہوئی ہے۔"

عقرب.......... فیصل کا ذہن جھنجھنا اٹھا پھر اس نے اپنی مٹھیاں بڑی سختی سے بھینچ لیں' اس کے تیور خطرناک ہو رہے تھے۔

"ہم کوشش کرتے رہے کہ پوسٹ مارٹم.........."

"پوسٹ مارٹم کی ضرورت نہیں ہے ڈاکٹر.......... قدرت کو جو منظور تھا وہ پورا ہو چکا۔"

"ایز یو وش۔"

فیصل نے ماں کی لاش کو ایمبولنس کے ذریعے گھر روانہ کرا دیا اس کے ذہن میں

ناگری کے ساتھ ہونے والی گفتگو گونج رہی تھی' جو کچھ اس نے دیکھا تھا وہ شاید خواب نہیں حقیقت تھا.......... ایسی تلخ حقیقت جس نے فیصل کی زندگی ویران کر دی تھی' بظاہر وہ پوری توجہ سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا لیکن باطنی طور پر وہ ماں کی موت کا انتقام لینے کے منصوبے مرتب کر رہا تھا' اس کے ذہن میں رہ رہ کر بس ایک ہی نام گونج رہا تھا..........

شوالا.......... شوالا.......... شوالا۔

○

ناصر انٹر پرائز کے جنرل مینیجر وقار حسین اور قانونی مشیر افضال احمد اس وقت فیصل کے دفتر میں بیٹھے بڑی سنجیدگی سے پے درپے رونما ہونے والے حالات کے بارے میں غور و خوض کر رہے تھے' دفتر میں ان کے علاوہ فیصل کا کلاس میٹ اور بچپنے کا دوست جاوید بھی موجود تھا جاوید اپنی سنجیدہ شرارتوں اور بذلہ سنجی کے سبب دوستوں کی محفل کی جان سمجھا جاتا تھا لیکن اس وقت اس کے چہرے پر بھی گہری سنجیدگی مسلط تھی' اس کے کان کمرے میں ہونے والی گفتگو پر لگے ہوئے تھے لیکن نظریں اس سنہری فریم پر مرکوز تھیں جس میں فیصل کے جد امجد زاہد ناصر میاں کی تصویر ابھی تک پوری آب و تاب اور شان و شوکت کے ساتھ مسکراتی نظر آ رہی تھی۔

"بیگم صاحبہ کی موت کے بعد سے حالات نے جو پلٹا کھایا ہے وہ ہمارے لئے انتہائی تشویشناک اور قابل غور ہے۔" افضال احمد نے کہا۔ "ناصر پیپر ملز کی آتش زدگی کے فوراً بعد سیمنٹ فیکٹری میں ہونے والی تباہی محض اتفاق نہیں ہو سکتی' ہرچند کہ میں نے دونوں جگہوں کے کلیم داخل کرائے ہیں اور انشورنس کمپنی سے نقصان کی رقم بھی وصول ہو جائے گی لیکن اس طرح ہماری ساکھ کو بہرحال نقصان پہنچ رہا ہے۔"

"بزنس میں اس قسم کے اونچ نیچ ہوتے رہتے ہیں۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "رہا ہماری دیرینہ ساکھ کا معاملہ تو میرا خیال ہے کہ اسے فی الحال کوئی دھچکا نہیں پہنچے گا۔"

"بزنس میں اس قسم کے اونچ نیچ ہوتے رہتے ہیں۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "رہا ہماری دیرینہ ساکھ کا معاملہ تو میرا خیال ہے کہ اسے فی الحال کوئی دھچکا نہیں پہنچے گا۔"

"ممکن ہے یہ دونوں واقعات محض اتفاقیہ ہوں لیکن ہمیں اپنی انتظامیہ کو مزید چوکس کرنا پڑے گا۔" وقار حسین بولے۔ "ہو سکتا ہے کہ ان حادثات کے پیچھے ان اداروں کا ہاتھ

ہو نہ ہو ناصر انٹرپرائز کی کارکردگی کو اپنے راستے کی دیوار سمجھتے ہیں۔"

"آپ کا خیال ہے کہ یہ حادثات کسی تخریب کاری کا نتیجہ ہیں؟" فیصل نے پوچھا۔

کوئی اور وجہ بھی ہو سکتی ہے لیکن ہم تخریب کاری کے امکان کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔

"میں آپ حضرات کی رائے سے متفق نہیں ہوں۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔

"پھر' آپ نے کیا نتیجہ اخذ کیا ہے۔" افضال احمد نے دریافت کیا۔

"فی الحال میں اپنی رائے کا اظہار کرنا مناسب نہیں سمجھتا لیکن میرا خیال ہے کہ میرے جانے کے بعد حالات اپنے معمول پر آ جائیں گے۔

"آپ کے جانے کے بعد۔" وقار حسین نے چونک کر پوچھا۔ "میں سمجھا نہیں۔"

"میں نے اس وقت آپ دونوں حضرات کو اسی مقصد سے بلوایا ہے۔" فیصل نے جواب دیا۔ "میں جاوید کے ساتھ کچھ عرصے کے لئے افریقی ممالک کے دورے پر جا رہا ہوں'میری غیر موجودگی میں حسب سابق وقار حسین صاحب تمام معاملات کی دیکھ بھال کریں گے۔"

"بیگم صاحبہ کے انتقال کے بعد میں بھی آپ کو کچھ دنوں کے لئے تبدیلی آب و ہوا کا مشورہ دینے والا تھا لیکن یہ بات میری سمجھ میں بھی نہیں آئی کہ آپ کے جانے کے بعد حادثات رونما ہونے بند ہو جائیں گے؟............... میرا مطلب ہے کہ آپ کے یہاں ہونے سے لوگوں کو کیا تکلیف لاحق ہے۔"

"سوری مسٹر افضال............... کچھ باتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں کوئی توجیہہ بیان نہیں کی جا سکتی' جو بات میری زبان تک آ گئی ممکن ہے وہ میرا واہمہ ہو لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے کہ میری روانگی کے بعد حالات بہتر صورت ضرور اختیار کر لیں گے۔"

"فیصل میاں ...." وقار حسین نے جن کی عمر پچپن اور ساٹھ کے پیٹے میں تھی اور جو فیصل کے بزرگوں کے زمانے سے تمام امور کی دیکھ بھال نہایت دیانت داری اور تدبر سے کرتے آ رہے تھے فیصل کی بات پر پہلو بدلتے ہوئے بزرگانہ لہجے میں کہا۔ "کیا میں دریافت کر سکتا ہوں کہ آپ کا افریقی ممالک کا دورہ نجی نوعیت کا ہے یا تجارتی اغراض و مقاصد بھی پیش نظر ہیں۔"

"میں نے ابھی تک اس ضمن میں کوئی آخری فیصلہ نہیں کیا لیکن میری روانگی دو چار روز کے اندر یقینی ہے۔" فیصل نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے قدرے الجھے ہوئے انداز میں

جواب دیا۔ "بہرحال میں آپ دونوں حضرات سے درخواست کروں گا کہ میری غیر موجودگی کو اس وقت تک عملے سے راز رکھا جائے جب تک اس کی کوئی اشد ضرورت پیش نہ آئے............... آپ دونوں میرے بزرگ اور معتبر کارندے ہیں کیا میں توقع رکھوں کہ آپ حضرات میری درخواست پر عمل کریں گے..............."

"آپ بالکل مطمئن رہیں جناب' ہم آپ کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائیں گے۔"

افضال احمد نے یقین دلایا لیکن وقار حسین کی کشادہ پیشانی بدستور شکن آلود تھی' انداز بتا رہا تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہیں' فیصل نے بڑی اپنائیت سے دریافت کیا۔

"آپ کس سوچ میں گم ہیں محترم؟"

"کچھ نہیں............... آپ کے اچانک دورے کے پروگرام کے بارے میں غور کر رہا ہوں۔"

"امی حضور کی موت نے میرے اعصاب کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے .... ہو سکتا ہے کہ وقتی طور پر تبدیلی میرے لئے فائدہ مند ہو۔"

"خدا کرے ایسا ہی ہو۔"

کچھ دیر بعد جب افضال احمد اور وقار حسین کمرے سے رخصت ہو گئے تو جاوید نے تصویر سے نظریں ہٹا کر فیصل کو غور سے دیکھا پھر اٹھ کر اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ حالات نے تمہارے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بھی چھین لی ہے۔"

"کیا مطلب..............."

"تم نے افریقہ کے دورے کے بارے میں مجھے سخت رازداری سے کام لینے کی ہدایت کی تھی اور اس وقت اس کے برعکس...............؟"

"وقار حسین اور افضال احمد میرے خاص لوگ ہیں۔"

"اور وہ بھی تو تمہاری خاص دوست تھی جس کی وجہ سے ہمیں یہ سب کچھ دیکھنا پڑ رہا ہے۔"

"مشیت ایزدی کے آگے انسان لاچار و بے بس ہوتا ہے۔" فیصل نے سرد آہ بھر کر جواب دیا۔

"اگر یہ بات ہے تو بلا وجہ افریقہ کا دورہ بلکہ یوں کہا جائے کہ افریقہ کی خاک چھاننے سے کیا حاصل۔" جاوید نے جرح کی۔ "ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تن بہ تقدیر یہیں بیٹھے رہو' اگر وہ زہد شکن شباب تمہاری قسمت میں لکھا ہے تو کچے دھاگے میں بندھا کھنچا ہوا تمہارے

قدموں میں آ جائے گا اور تمہارے دشمن بھی..............."

"پلیز جاوید..............." فیصل نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔

"ہو سکتا ہے میں نے جو فیصلہ کیا ہے وہ جذباتی ہو لیکن اب پیچھے ہٹنا میرے لئے ناممکن ہے۔"

"تم چاہتے کیا ہو...............؟"

"ان سنگدل افراد کی ہولناک اور اذیت ناک موت جنہوں نے ماں کی ممتا اور اس کے سائے سے مجھے محروم کر دیا............... ناکامی کی صورت میں مجھے اپنی موت بھی منظور ہے لیکن جب تک میں امی حضور کی موت کا انتقام پورا نہیں کر لوں گا چین سے نہیں بیٹھوں گا' یہ میرا فیصلہ ہے۔ آخری اور اٹل فیصلہ۔" جاوید کوئی جواب دینا چاہتا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور فیصل نے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو............... فیصل ناصر۔"

"تمہارے پنکھ ابھی کمزور ہیں بالک............... اتنی اونچی اڑان مت اڑو کہ پھر دھرتی پر تمہاری واپسی بھی ناممکن ہو جائے۔" دوسری جانب سے سپاٹ لہجے میں کہا گیا۔

"کون ہو تم..............." فیصل کے چہرے کے نقوش میں کھنچاؤ آ گیا۔

"تمہارا متر............... میری بات دھیان سے سنو بالک' شوالا تمہارے بس کا روگ نہیں ہے' جیون کی سندرتا چاہتے ہو تو اس سندری کا دھیان من سے نکال دو جس نے تمہیں بیاکل کر رکھا ہے۔"

"فون کرنے کا مقصد کیا تھا؟"

"تمہیں کیول یہ بتانا کہ جس راستے پر تم نے پگ اٹھانے کی ہمت کی ہے اس پر سپھل (کامیاب) ہونے کے لئے تمہیں بڑے پاپڑ بیلنے پڑیں گے۔"

"اس ہمدردی کا بھی کوئی مقصد ضرور ہو گا۔" فیصل نے نفرت کا اظہار کیا۔

"مجھے وشواش تھا کہ تم میری باتوں پر کان نہیں دھرو گے پرنتو ایک اپدیش (نصیحت) کر رہا ہوں' دفتر سے نکلنے کے بعد آنکھیں کھلی رکھنا' ہو سکتا ہے کہ تمہیں گھر تک پہنچنا بھی کٹھن ہو جائے۔"

"تم نے ابھی تک مجھے اپنا شبھ نام نہیں بتایا۔" فیصل نے حقارت سے دریافت کیا۔

"شکتی............... ایسی شکتی جو منش کے من کے بھیتر (اندر) کا حال بھی جان سکتی ہے' اس سے تمہارے لئے اتنا جان لینا ہی کافی ہے..............." اس بار سپاٹ لہجے میں

جواب ملا اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع کر دیا گیا۔ فیصل نے ریسیور کریڈل پر رکھا تو جاوید نے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو محسوس کرتے ہوئے دریافت کیا۔

"کون تھا...............۔"

"گدھا......" فیصل نے خلاء میں گھورتے ہوئے کہا پھر تیزی سے اٹھا اور غصے میں لمبے لمبے قدم مارتا دفتر سے باہر نکل گیا' جاوید کو جبراً و قہراً اس کی پیروی کرنی پڑی...... !



کسی اجنبی کی جانب سے ملنے والی فون کال نے فیصل کی رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کی گردش تیز کر دی تھی لیکن اس کے باوجود وہ محتاط انداز میں ڈرائیونگ کر رہا تھا' جاوید اس کے برابر والی سیٹ پر موجود تھا' کچھ دیر تک دونوں کے درمیان خاموشی رہی پھر جاوید نے فیصل کو دوبارہ کریدنے کی کوشش کی۔

"کیا تمہیں فون کرنے والا کوئی غیر ملکی تھا؟"

"نہیں..............." فیصل نے براہ راست سڑک پر نظریں جمائے ہوئے جواب دیا .... "کوئی مقامی باشندہ تھا۔"

"پھر............... تم نے اسے گدھے کے لقب سے کیوں نواز دیا؟"

"جانتے ہو اس نے اپنا نام کیا بتایا تھا؟"

"اتنی دیر سے دریافت کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"طاقت..............." فیصل نے کہا۔ "ایسی طاقت جو دلوں کے بھید بھی جان سکتی ہے' گفتگو کے انداز و لب و لہجہ سے کوئی ہندو لگ رہا تھا۔"

"فون کرنے کا مقصد کیا تھا؟"

"خوفزدہ کرنا .... اس کا خیال ہے کہ میں شوالا کی ماورائی اور منفی قوتوں کا مقابلہ نہیں کر سکوں گا' ویسے اس نے ایک بات اور بھی کہی ہے۔"

"وہ کیا...............؟"

"ہو سکتا ہے کہ ہمارے نادیدہ دشمن ہمیں گھر تک بھی خیریت سے نہ پہنچنے دیں۔"

"صرف اپنے کہو.........." جاوید نے سنجیدگی سے تصحیح کی۔ "میں تو ابھی تک عنبرین کی ویٹنگ لسٹ میں شامل ہوں اور اگر فون کرنے والا دلوں کے بھید پڑھنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو اسے یقیناً اس بات کا علم ضرور ہوگا کہ میں غیر شادی شدہ حادثات یا موت کا سخت مخالف ہوں۔"

"گفتگو کا آغاز اس نے ایک دوست کی حیثیت سے کیا تھا۔" فیصل بولا۔ "ہو سکتا ہے

کہ یہ بھی شوالا کی چال ہو۔"

"ایسی صورت میں ہمارا دفتر سے نکل کر روانہ ہو جانا کیا دانشمندی کے منافی نہیں ہے؟" جاوید سنجیدہ ہو گیا۔

"میرا مطلب ہے کہ ہم روانگی سے قبل پولیس کو اس فون کال کے بارے میں بتا سکتے تھے؟"

"فائدہ؟..............' اس طرح تو اس واقعہ کی اور بھی تشہیر ہوتی جسے ہم پوشیدہ رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں' یوں بھی قانون نافذ کرنے والے اداروں میں ابھی تک کوئی ایسا شعبہ نہیں کھلا جو پراسرار قوتوں کا مقابلہ کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔"

"ایک مفت مشورہ دوں بشرطیکہ تم قبول کرو۔"

"کیا...............؟"

"بڑے میاں کے آستانے پر حاضری۔" جاوید نے کہا۔ "جس آستانے سے غیروں کو فیض پہنچ رہا ہے وہ یقیناً تمہاری غیبی امداد کے لئے بھی سود مند ثابت ہو سکتا ہے۔"

فیصل نے چونک کر جاوید کی طرف دیکھا' اس کے ذہن میں معمر ریش دراز بزرگ کا نقشہ گھوم گیا۔ جنہوں نے ایک موقع پر سفید بادلوں کی شکل میں نمودار ہو کر اسے شوالا کے عتاب سے نجات دلائی تھی اور اس بات کا دبی زبان میں شکوہ بھی کیا تھا کہ فیصل نے ابھی تک اس آستانے پر حاضری نہیں دی۔

فیصل کی کار اس وقت سول لائنز کے علاقے سے گزر رہی تھی ' روڈ پر برائے نام ٹریفک تھی لیکن پھر اچانک سامنے سے ایک لوڈنگ ٹرک نمودار ہوا' جس کی رفتار خاصی تیز تھی اور وہ یوں کشادہ سڑک پر لہریئے کھا رہا تھا جیسے اسے ڈرائیو کرنے والے نے ضرورت سے زیادہ پی رکھی ہے۔

"ذرا احتیاط سے فیصل۔ جاوید نے ٹرک کو دیکھ کر جلدی سے کہا۔ "اس کے تیور مجھے خطرناک نظر آ رہے ہیں۔"

فیصل نے کار کی رفتار کم کر لی' وہ پوری طرح محتاط ہو گیا لیکن لوڈنگ ٹرک برق رفتاری سے اسی پر چڑھتا چلا آ رہا تھا' درمیانی فاصلہ حد درجہ تیزی سے کم ہو رہا تھا' فیصل نے پورے بریک لگا کر گاڑی روک لی لوڈنگ ٹرک اور کار کا فاصلہ بمشکل بیس فٹ تھا' موت کو اس قدر قریب دیکھ کر فیصل نے آنکھیں بند کر لیں' جاوید کی حالت بھی غیر ہو گئی تھی لیکن پھر جو کچھ ہوا وہ نہ صرف یہ کہ حیرت انگیز بلکہ ناقابل یقین تھا' دونوں گاڑیوں کا فاصلہ

جب گھٹ کر دس فٹ رہ گیا تو اس شخص نے جو پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس تھا اچانک نمودار ہو کر ٹرک کو دونوں ہاتھوں سے روک لیا۔

فیصل اور جاوید تیزی سے گاڑی سے نیچے اترے' قریب سے گزرتی ہوئی دوچار گاڑیاں اور بھی رک گئیں' لوگوں کو اس بات پر حیرت تھی کہ ٹرک میں کوئی فرد موجود نہیں تھا' یا پھر وہ اس طرح فرار ہوا کہ کسی کی نظروں میں نہ آ سکا چنانچہ تمام افراد اسی دیوانے کو دیکھ رہے تھے جو ابھی تک ٹرک کو اس طرح تھامے کھڑا تھا جیسے اس کی برق رفتاری کو ختم کرنے کی خاطر جان توڑ کوشش کر رہا ہو ....

اس کے جسم پر لباس چیتھڑوں کی شکل میں جھول رہا تھا' چہرہ میل کی وجہ سے گندا اور سیاہ ہو رہا تھا' سر اور داڑھی کے بال خودرو جھاڑیوں کی طرح بڑھے ہوئے تھے' دائیں گال پر گہرے زخم کانشان تھا جس سے پیپ بہہ رہی تھی وہ سر سے پاؤں تک میل اور غلاظت میں لتھڑا ہوا تھا' آنکھوں میں گہری سرخی موجود تھی جسے دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا کہ یا تو اس نے ضرورت سے زیادہ پی رکھی ہے یاپھر جیسے اس کے سارے جسم کا خون آنکھوں میں اتر آیا ہو' گلے میں رنگ برنگی تسبیحیں لٹک رہی تھیں لیکن چہرے پر ایک عجب جلال نظر آ رہا تھا' ہجوم اس کے بارے میں چہ میگوئیاں کر رہا تھا پھر یکلخت اس نے پلٹ کر ہجوم کی طرف دیکھا تو بیشتر لوگ سہم کر پیچھے ہٹ گئے وہ پلکیں جھپکا جھپکا کر لوگوں کو دیکھتا رہا پھر ہاتھ نچا کر بولا۔

"بھاگ گیا کتے کا پلا .... پیچ لڑانے چلا تھا' میں نے ہتھے سے کاٹ دیا سالے کو' دم دبا کر نو دو گیارہ ہو گیا۔"

"کوئی دیوانہ ہے بیچارا .... دماغ چل گیا ہے ایک نے رائے زنی کی۔"

"مجھے تو کوئی بزرگ معلوم ہوتا ہے.......... اللہ والوں کے رنگ بھی نرالے ہوتے ہیں۔" دوسرا بولا۔

"مجذوب ہے مجذوب .... زہد و تقویٰ میں ڈوب کر دماغی توازن کھو بیٹھا.............." تیسرے نے جواب دیا۔

"لیکن سوال یہ ہے کہ اس نے ٹرک کو کیسے روک لیا؟" چوتھے نے پوچھا۔

"ممکن ہے ٹرک ڈرائیور نے اسے بچانے کے لئے خود ہی روک لیا ہو اور لوگوں سے ڈر کر بھاگ گیا ہو۔" چھٹے نے اپنے خیال کا اظہار کیا۔

"میں زیادہ دور نہیں تھا" ایک اور فرد نے بڑے یقین سے کہا میں نے ٹرک سے کسی

کو بھی اترتے نہیں دیکھا۔"

"تو کیا ٹرک کو بھوت چلا رہے تھے؟" تیسرے نے قدرے ناخوشگوار انداز اختیار کیا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔" جاوید نے فیصل سے دریافت کیا۔ "کیا ٹرک کے اسٹیرنگ وہیل پر کوئی موجود تھا؟"

"نہیں.........." فیصل نے سنجیدگی سے کہا ویسے ہو سکتا ہے کہ میں نے غور نہ کیا ہو۔"

"گویا فون پر ملنے والی اطلاع غلط نہیں تھی۔"

"یہ درمیان میں نہ آ گیا ہوتا تو شاید.........." فیصل نے جملہ مکمل نہیں کیا مجذوب کو بغور دیکھنے لگا۔

"تم کچھ کہتے کہتے خاموش کیوں ہو گئے۔"

"میں اس مجذوب کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔"

"کیا..........؟"

"پہلی بار جب شوالا کی کالی طاقتوں نے مجھے گھیرنے کی کوشش کی تھی تو ایک سفید ریش دراز بزرگ نے مجھے اس کے عتاب سے بچا لیا تھا۔"

"تو کیا یہ مجذوب.........؟"

"ہو سکتا ہے.........." فیصل نے جواب دیا۔ اس کی کاری گری وہی بہتر سمجھتا ہے۔

"تماشا ہو رہا ہے تماشا.........." مجذوب نے ہجوم کو دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے لپک کر کنارے سے کچھ پتھر اٹھا لئے۔ "خبردار ہوشیار ...... خون کی ہولی شروع ہونے والی ہے۔"

مجذوب نے یکے بعد دیگرے دو پتھر ہجوم کی طرف اچھالے تو سفید پوش لوگ اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے' کچھ راہ گیر ایک طرف کھڑے اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے' تھوڑے توقف کے بعد اس نے تاک کر ایک پتھر فیصل کی گاڑی کو مارا جو سیدھا گاڑی کی چھت پر آ کر زور سے گرا اس کے ساتھ ہی مجذوب خوشی سے چلایا۔ "دم بوق.........."

"دم بوق.......... وہ مارا سالے کو.......... ٹھائیں .... ٹھائیں .... اڑا ڑا دھڑام چھو منتر۔"

"میرا خیال ہے کہ ہمیں بھی نکل چلنا چاہئے۔" جاوید نے مشورہ دیا' مجذوب ہوا میں

دوسرا پھر تول رہا تھا لیکن فیصل واپسی کے بجائے قدم اٹھاتا ہوا تیزی سے مجذوب کے قریب چلا گیا۔

"چور............ چور............ پکڑو............ جانے نہ پائے......."

مجذوب نے فیصل کو قریب دیکھ کر چلانا شروع کر دیا۔

"کون ہو تم.........؟" فیصل نے اسے سنجیدگی سے مخاطب کیا۔

"ہنگے کا کبوتر......... غٹرغوں.......... میاؤں۔"

مستانے نے فیصل کو آنکھ مار کر بازاری انداز میں ہانک لگائی لیکن جب فیصل سے اس کی نظریں چار ہوئیں تو فیصل کو ان نظروں کی گہرائی محسوس کر کے جھرجھری آ گئی' مجذوب پوری طرح جذب کی لذتوں سے سرشار تھا' فیصل نے لپک کر اس کا ہاتھ تھامنے کی جسارت کر ڈالی' مجذوب نے خود کو چھڑانے کے لئے اچھل کود کی لیکن پھر سہم کر خاموش ہو گیا۔ فیصل نے اسے لا کر گاڑی کی پچھلی نشست پر بٹھا دیا' جاوید حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ فیصل نے وہاں سے نکلنے میں بہت تیزی کا مظاہرہ کیا لیکن اب اس کی گاڑی کا رخ گھر کی طرف نہیں بلکہ بڑے میاں کے آستانے کی سمت تھا۔

"قبلہ........ میں آپ کا شکر گزار ہوں۔" کچھ دیر بعد فیصل نے نہایت مہذب انداز میں مجذوب سے کہا۔ "اگر آپ نے بروقت میری مدد........"

"ہش.......... شش....." مجذوب نے لاپروائی سے ہانک لگائی پھر خوفزدہ لہجے میں بولا۔ "کالی گھٹائیں اٹھ رہی ہیں .... بھاگ جا .... دم دبا کر رفوچکر ہو لے' ورنہ بھیگ جائے گا۔"

"میں کالی گھٹاؤں سے نہیں ڈرتا میرے محترم! صرف آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔"

"تیرہ نمبر کے گھوڑے پر سب کچھ لوٹ پلٹ کر دے.......... وہی جیتے گا........ کیا سمجھا۔" مجذوب رازداری سے بولا۔ "ریس شروع ہونے والی ہے۔"

"میں نے آپ کی گہرائی کو پالیا ہے میرے عزیز.......... آپ کو میری مدد کرنی ہو گی۔"

"پیچھے سے لوٹن کبوتر آ رہا ہے......... آندھی کے خچر پر بیٹھ کر.......... ٹک ٹکا ٹک.......... ٹک ٹکا ٹک .... راستے سے ہٹ جا نہیں تو نمکولی کی طرح ٹوٹ کر الٹا لٹک جائے گا۔"

"آپ کے اشارے میری سمجھ سے بالاتر ہیں اے مرد کامل۔" فیصل نے عاجزی کا اظہار کیا۔ "انگلی پکڑ کر میری رہنمائی کر دیجئے۔"

"اوپن میں ایک........ کلوز میں تین.......... جا .... جا سالے تو بھی کیا یاد کرے گا۔" مجذوب نے دیوانوں کی طرح دانت نکال کر کہا۔

"پھر منہ پر انگلی رکھ کر سرگوشی کے انداز میں بولا۔ کینچلی بدلنا سیکھ لے .... پوبارہ ہو جائیں گے .... سٹہ کھیلنا ترک کر دے۔"

"نہیں ....میری نگاہیں دھوکہ نہیں کھا سکتیں۔"

فیصل نے اصرار کیا۔ "میں آسانی سے آپ کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔"

"کبڈی کھیلے گا..............؟"

"فی الحال تو یہ آنکھ مچولی کھیل رہے ہیں۔" اس بار جاوید نے مسکرا کر کہا۔

"تو بھی تیرنا سیکھ لے .... گندی نالیوں میں ڈبکیاں لگانا چھوڑ دے ورنہ کٹنے سے جائے گا۔" مجذوب نے جاوید کو گھور کر کہا پھر یک لخت چونک کر سامنے دیکھ کر زور سے چلایا۔

"باپ رے .... دوسرا ٹرک۔"

جاوید اور فیصل دونوں نے چونک کر سامنے کی طرف دیکھا۔

پھر وہ واپس پلٹے تو مجذوب غائب ہو چکا تھا۔

"میں نے اسے پہچان لیا تھا۔" فیصل نے کہا۔ "وہ مرد کامل تھا جس نے ہمیں موت کے منہ سے نجات دلائی ہے۔"

جاوید نے فیصل کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا' حیرت سے پچھلی نشست کو دیکھتا رہا جو نہ صرف یہ کہ بے داغ تھی بلکہ اس پر کسی کے بیٹھنے سے ایک معمولی سی شکن بھی نہیں پڑی تھی' پھر اسے وہ سفید تسبیح بھی نظر آ گئی جو سیٹ کے نیچے پڑی تھی' فیصل نے تسبیح دیکھی تو بڑی عقیدت سے اسے جاوید سے لیا پھر بوسہ دے کر جیب میں ڈال لیا۔

"ہم اس طرف کہاں جا رہے ہیں؟" جاوید نے اچانک سوال کیا۔

"کیوں .... کیا تم نے مجھے بڑے میاں کے آستانے پر حاضری دینے کا مشورہ نہیں دیا تھا؟"

"مجھے خوشی ہے کہ تم نے میرا مشوہ قبول کر لیا۔"

فیصل نے کوئی جواب نہیں دیا تیزی سے گاڑی ڈرائیو کرتا رہا آدھے گھنٹے بعد وہ بڑے

میاں کے آستانے پر موجود تھے جہاں ایک خلقت خدا کی جمع تھی' عود و عنبر اور لوبان کی خوشبو سے پورا ماحول مہک رہا تھا' عورتوں' مردوں اور عقیدت مندوں کا ایک جم غفیر عبادت میں مصروف تھا' بے شمار ہاتھ خدا کے دربار میں اٹھے ہوئے تھے' فیصل اور جاوید نے پہلے وضو کیا پھر مزار پر حاضری دے کر فاتحہ پڑھی اور باہر نکل آئے' فیصل کو اس آستانے پر آ کر ایک عجیب نوعیت کا قلبی سکون مل رہا تھا' جاوید بھیڑ میں اس سے آگے آگے تھا' فیصل اس آستانے کے مقدس در و بام کو عقیدت مندانہ نظروں سے دیکھ کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا رہا تھا پھر یکلخت ایک جانی پہچانی صورت دیکھ کر اس کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے' خواب میں نظر آنے والے سفید ریش دراز بزرگ کو دیکھ کر اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔

"آپ.............." فیصل نے حیرت سے بزرگ کو مخاطب کیا۔

"مجھے یقین تھا فیصل میاں کہ تم ایک نہ ایک دن اس آستانے پر ضرور حاضری دو گے۔"

"میں عنقریب ایک لمبے سفر پر جا رہا ہوں اس لئے.............."

"مجھے معلوم ہے۔ بزرگ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ تم اپنی ضد سے باز نہیں آؤ گے۔"

"مجھے آپ کے سہارے کی ضرورت ہے۔"

"تم.............. تم کفر بک رہے ہو۔" بزرگ نے تنبیہہ کی۔ "سہارا صرف خدا کا ہوتا ہے' ہم تو اس کے حقیر فقیر اور ناچیز بندے ہیں۔"

"قبلہ.............. مجھے آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔"

"میرا مشورہ اب بھی وہی ہے .... ہو سکے تو اپنا ارادہ ترک کر دو' میں اس وقت بھی اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"کیا آپ میری رہبری بھی نہیں کریں گے۔" فیصل نے عاجزی سے کام لیا۔

"بڑے میاں کا سایہ تمہارے ساتھ ہے ورنہ.............."

"ورنہ کیا .... آپ خاموش کیوں ہو گئے۔"

"اس تسبیح کو اپنی جان سے زیادہ سنبھال کر رکھنا فیصل میاں جو مجذوب نے تمہیں تحفہ میں دی ہے' اس کو میرا مشورہ سمجھ لو۔" پھر اس سے پہلے کہ فیصل مزید کچھ دریافت کرتا بزرگ یکلخت اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے .... !!

○

کمرے کا ماحول بے حد خوابناک اور حسین تھا۔ اسے بیک وقت بار روم اور ڈانسنگ روم کے استعمال کے پیش نظر ترتیب دیا گیا تھا۔ ایک جانب دائرے کی شکل میں گہرے آسمانی رنگ کا دبیز قالین موجود تھا جس پر دائرے ہی کی شکل میں چھ قیمتی صوفے اور درمیان میں شیشے کی ایک گول میز موجود تھی' نشست کے قریب ہی بار کاؤنٹر تھا جس پر مے نوشی کے ساز و سامان موجود تھے' کاؤنٹر کی پشت پر دیوار کاٹ کر شیشے کی حسین الماری بنائی گئی تھی جس میں مختلف اقسام کی شراب کی خوبصورت بوتلیں نہایت سلیقے سے سجی ہوئی تھیں۔

کمرے کے باقی حصے میں گہرے سیاہ رنگ کا فرش موجود تھا جس پر سفید چپس کے دائرے نما چھوٹے چھوٹے ٹکڑے نہایت دیدہ زیب لگ رہے تھے۔ فرش کا یہ حصہ آئینے کی مانند چمک رہا تھا جو ڈانسنگ فلور کے طور پر استعمال میں آتا تھا' مغربی گوشے میں ہائی فائی اور دوسرے قیمتی سیٹ موجود تھے' موسیقی کے ان تمام ساز و سامان میں استعمال کی جانے والی لکڑی کا رنگ اور ڈیزائن بھی فرش کے رنگ اور ڈیزائن سے ملتا جلتا تھا۔

روشنی کا انتظام کچھ اس انداز میں کیا گیا تھا کہ بظاہر کوئی لائٹ نظر نہیں آتی تھی' بار کاؤنٹر کے پیچھے بیم کے عقبی حصے میں نیلے رنگ کی روشنی اپنا حسن بکھیرتی تھی' ڈانسنگ فلور کے عین اوپر شیشے کا ایک رنگ برنگا گول گلوب موجود تھا' جس پر کمرے کے چار کونوں سے اسپاٹ لائٹ کی روشنی پڑتی تھی اور آہستہ آہستہ گردش کرنے والا گلوب ان روشنیوں کو مختلف رنگوں میں پورے کمرے میں بکھیرتا رہتا تھا' کمرے کو بڑے اہتمام سے ائرکنڈیشنڈ کیا گیا تھا' دیواروں پر رنگ و روغن کے بجائے دلکش نقش و نگار والا پیپر استعمال کیا گیا تھا جس پر خوبصورت اور حسین عورتوں کی نیم عریاں تصاویر بھی ابھری ابھری نظر آ رہی تھیں' دیواروں پر کوئی فریم وغیرہ نہیں تھا البتہ بار کاؤنٹر کی بیم کے سامنے والے حصے پر بارہ سنگھے کا سر موجود تھا۔

اس وقت صوفے پر روپا اور دراز قد والا ایک آدمی بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا' کمرے میں موسیقی کی آواز اتنی مدھم اور خواب ناک تھی جیسے کہیں بہت دور سے آ رہی ہو' روپا نے اس وقت ہلکے آسمانی رنگ کا ڈریسنگ گاؤن نما لباس پہن رکھا تھا' جس میں سے اس کے جسم کے نشیب و فراز جھلک رہے تھے' اس کے کھلے ہوئے لمبے لمبے سیاہ بال ناگن زلفوں کے انداز میں شانوں پر بکھرے ہوئے تھے' روپا کے حسن اور شباب کے تیکھے نقوش

کو ماحول نے کچھ زیادہ ہی اجاگر کر دیا تھا وہ جام ہاتھ میں لئے بیٹھی دراز قد والے شخص کو تشیلی نظروں سے دیکھ رہی تھی جو اپنے لئے چوتھا پیگ تیار کر رہا تھا۔ اس کا قد سوا چھ فٹ سے کسی طرح کم نظر نہیں آتا تھا' چھریرے جسم کا مالک ہونے کے باوجود اس کی آنکھوں میں نظر آنے والی تیز چمک اس بات کی ترجمانی کرتی تھی کہ وہ بہت زیادہ دوراندیش' زیرک اور محتاط قسم کا آدمی ہے چہرے کے نقوش واجبی تھے لیکن جلد کی رنگت گہری سیاہی مائل تھی اس وقت بھی اس شخص نے جس کے ملنے جلنے والے اسے شنکر کے نام سے جانتے تھے درمیان سے مانگ نکال رکھی تھی' اس کے جسم پر صرف ایک چوڑی دھاریوں والا ریشمی پاجامہ نظر آ رہا تھا' گول میز پر ایش ٹرے میں پڑا ہوا اس کا سگار سلگ رہا تھا۔

چوتھا پیگ تیار کرنے کے بعد شنکر نے ایک لمبا گھونٹ لیا پھر سگار اٹھا کر ہونٹوں سے لگالیا' اس کی عقابی نظریں اب بارہ سنگھے کی کھوپڑی پر جمی ہوئی تھیں' انداز بتا رہا تھا جیسے وہ یا تو کسی گہری سوچ میں غرق ہے یا پھر اپنے ذہن میں کسی منصوبے کو ترتیب دے رہا ہے۔ روپا کچھ دیر تک اسے ٹٹولتی نظروں سے دیکھتی رہی پھر ایک چھوٹا گھونٹ لیتے ہوئے بولی۔

"اتنی دیر سے کیا سوچ رہے ہو ڈارلنگ..............؟"

"بھوش.............." شنکر نے چونک کر روپا کی سمت دیکھا پھر سگار کا کش لیتے ہوئے بولا "بھوش (قسمت) کے لکھے کو پڑھنے کی کوشش کر رہا ہو ...."

"تم بہت گہرے ہو شنکر۔" روپا نے معنی خیز انداز میں کہا۔ "سمندر سے بھی زیادہ گہرے اور پراسرار.............. میں ابھی تک تمہاری گہرائی تک نہیں پہنچ سکی۔"

"تمہاری باتیں بھی تمہاری ہی طرح سندر لگتی ہیں روپا رانی .... تم شنکر کے سپنوں کی رانی ہو۔"

"لیکن تم نے ابھی تک اپنے سپنوں کی رانی کو اپنی رانی بنانے کا فیصلہ نہیں کیا۔" روپا نے مسکرا کر کہا۔

"روح کا ملاپ پنڈت پجاریوں والے ملاپ سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔" شنکر نے زیرلب مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو ڈارلنگ لیکن پنڈت پجاریوں کے دو بول پڑھا دینے کے بعد دوسرے ہماری جانب انگلیاں نہیں اٹھا سکیں گے۔"

"شنکر نہیں مانتا ان باتوں کو .... پاپ اور پن کا ڈھنڈورا پیٹنے والے اندر

سے کتنے کھوکھلے اور گندے ہوتے ہیں یہ تم نہیں جانتیں' میں نے ایسے بگلا بھگت بھی ہزاروں دیکھے ہیں جو سورج کی روشنی میں دھرم کرم کا پرچار کرتے نہیں تھکتے پر تو رات کے اندھیروں میں وہی نیتا اور دھرماتما مہکتے شریر کی سندرتا میں تنکے کی طرح ڈبکیاں لگاتے ہیں۔

"کیا تم دو بول کے بنا شریر کے ملاپ کو پاپ نہیں سمجھتے؟"

"پوترا گنی کے چاروں اور (اطراف) پھیرا لگانے کے بعد بھی شریر کا ناجائز ملاپ ہوتا رہتا ہے' کیا تم اسے پن کہو گی؟" شنکر نے حقارت سے کہا۔ "یہ سب دنیا کو دھوکا دینے کی باتیں ہیں روپا رانی......... خود اپنے من کے اندر جھانک کر دیکھو.......... کیا تمہارے من کی اگنی پنڈت کے دو بول کے بعد ٹھنڈی پڑی تھی؟........... نہیں...... اسی کارن تم نے پاپ کا سہارا لے کر اپنے من کو شانت کرنا چاہا................ نتیجہ کیا نکلا .... پنڈت کی باندھی ہوئی وہ گانٹھ کھل گئی جس نے تمہیں اور تریبنی کو ایک بندھن میں باندھ رکھا تھا۔"

"تریبنی کی بات مت کرو شنکر .... وہ .... وہ مرد کب تھا؟" روپا نے نفرت سے کہا۔

"تمہارا پتی تو تھا؟ .... پھر تم نے اس کے ساتھ فریب کیوں کیا۔" شنکر نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔

"میں اس سے اپنا بندھن توڑ سکتی تھی لیکن اس کے بعد کیا ہوتا...... ودھوا کو کون اپناتا' دھرم اس کی اجازت.........."

"نہیں دیتا تو ایسے دھرم اور سماج کو شوٹ کر دو۔" شنکر نے تیزی سے کہا پھر ایک ہی گھونٹ میں گلاس میں بچی ہوئی ساری شراب حلق کے نیچے اتارتے ہوئے تلخی سے بولا۔

"میری ماتا کی مثال لے لو .... وہ ایک اونچے خاندان کی ایک بہت دولت مند لڑکی تھی لیکن ایک نیچ ذات کے بھنگی نے اس کے ساتھ دھوکا کیا' اس کے شریر کے ساتھ اس کی دولت کو ہڑپ کرنے کے کارن اس نے میری ماتا کے ساتھ وواہ کے دو بول پڑھوا لئے لیکن نتیجہ کیا نکلا .... جب اس کی ذات کا کھوج ملا تو دھرم آڑے آ گیا' پنڈت کی لگائی ہوئی گانٹھ اور اگنی کے سامنے پڑھے جانے والے اشلوک کے سارے بول ٹوٹ کر مالا کے دانوں کی طرح بکھر گئے .... وہ نیچ ذات جو میرا پتا تھا کروڑوں کی دولت سمیٹ کر بھاگ گیا اور میری ماتا نے سماج کی گندی انگلیوں سے بچنے کے کارن جیون ہتیا (خودکشی) کر لی .... کیا یہ سب پاپ تھا؟"

"مجھے بتاؤ ' اس کہانی میں میری ماتا کا کیا دوش تھا؟ .... کچھ بھی نہیں پرنتو اسے بھوگ (قسمت) کا لکھا بھگتنا پڑا .... میں دھتکارتا ہوں ایسے دھرم اور ایسے سماج کو جو پریم کی پوترتا کو ذات پات کی اونچ نیچ کی آڑ لے کر نرک (جہنم) میں جھونک دیتاہے .... یہ سب دھرم کے نہیں دولت کے پجاری ہیں .... مجھے دیکھو روپا رانی' میں بھی ایک بھنگی کی اولاد ہوں لیکن بڑے بڑے دھرماتما اور نیتا میرے سامنے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں .... کیوں؟ .... کس کارن؟............... کیول اس لئے کہ میں مہان شکتی کا مالک ہوں میرے پاس اتنی دولت ہے جو دھرماتماؤں کا دھرم بھی خرید سکتی ہے۔؟"

شنکر کسی زہریلے ناگ کی طرح بل کھا رہا تھا' سگار کے دو لمبے لمبے کش لینے کے بعد بولا۔ "اور تم .... تم روپا رانی' کیا تم اپنی سندر چھاتی پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتی ہو کہ تم نے کس کارن اپنا سب کچھ شنکر کے بازوؤں میں سونپ دیا؟ .... کیا یہ غلط ہے کہ تم شنکر سے زیادہ اس کی شکتی اور اس کی دولت سے پیار کرتی ہو؟"

"اوہ .... کم آن ڈارلنگ۔" روپا نے بات بنانے کی خاطر بڑی لگاوٹ سے کہا۔ "تم تو سنٹی مینٹل ہو گئے کتنا رومانی ماحول خراب کر رہے ہو ...."

"میری ایک بات دھیان سے سنو روپا رانی .... پھر کبھی میرے سامنے پاپ اور پن کا نام نہ لینا' اگر تمہیں شنکر کی شکتی اور اس کے دھن دولت کی ضرورت ہے تو آنکھ موند کر اس کے اشاروں پر ناچتی رہو .... اپنے شریر کی سندرتا اور بھرپور جوانی پر گھمنڈ نہ کرنا .... شنکر کی گندی شکتی کے بیر(موکل) تم جیسی ہزاروں سندر ناریوں کو میرے قدموں میں ڈال سکتے ہیں۔"

"تم .... تم میری اسلٹ کر رہے ہو شنکر۔" روپا بل کھا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ "کیا میں چلی جاؤں؟"

"سوچ لو روپا رانی .... کیا تم شنکر کے بنا جیون گزار سکتی ہو"

"نہیں..............." روپا نے تھوڑے توقف کے بعد روٹھے انداز میں جواب دیا۔

"پھر .... جھگڑا کس بات کا..............." شنکر نے اسے سحر انگیز نظروں سے دیکھا۔ آؤ .... ناگن کی طرح بل کھاتی اپنے شریر کو میرے حوالے کر دو اور پاپ و پن کا روگ دھرماتماؤں کو بھگتانے دو۔"

روپا نے شنکر کو نشیلی نظروں سے دیکھا۔ پھر اٹھلاتی بل کھاتی اس کے قریب جا کر

دوسرے صوفے پر بیٹھ گئی اور اس کے لئے نیا پیگ بنانے لگی' وہ جانتی تھی کہ بلا نوشی شنکر کی کمزوری ہے' یہ اور بات ہے کہ وہ بلا نوشی کے باوجود کبھی آپے سے باہر نہیں ہوا تھا' ہمیشہ ہوش مندی کی باتیں کرتا تھا۔

"تم نے پرنس کے بارے میں کیا سوچا ہے؟" شنکر کے قریب بیٹھ کر اسے دو پیگ پلانے کے بعد روپا نے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے پوچھا۔

"سوچنا کیا میری رانی .... تم بس دیکھتی جاؤ .... ہو گا وہی جو میں چاہوں گا۔"

"ایک بات پوچھوں ڈارلنگ..............."

"پوچھو..............." شنکر نے اس کی نشیلی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

"تم مہان شکتیوں کے مالک ہو' دھن دولت کی تمہارے پاس کوئی کمی نہیں' پھر تم پرنس کو توشی کے پیچھے کیوں لگانا چاہتے ہو؟"

"اس میں بھی ایک راز ہے جان من .... دھیرج سے کام لو' اس راز میں تم بھی میرے ساتھ شریک رہو گی' سمے آنے پر اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا کہ تمہارے شنکر نے یہ سارے کھیل تماشے من بہلانے کے کارن نہیں کئے ہیں۔"

"کیا تمہیں وشواش ہے کہ تمہارے فون کرنے کے بعد بھی وہ شوالا جیسی شکتی سے ٹکرانے کے لئے تیار ہو جائے گا۔"

"شنکر کا وار کبھی خالی نہیں گیا............ پرنس بھی میرے اشاروں پر چلنے کے لئے مجبور ہو جائے گا......... اسے مجبور ہونا پڑے گا۔"

"فون پر اس نے تمہاری باتوں کا کیا جواب دیا تھا۔"

"وہ میری باتوں کو مذاق سمجھ رہا تھا لیکن ٹرک والے چکر کے بعد اس کی بدھی (عقل) بھی چکرا گئی ہو گی۔"

"لیکن وہ پاگل دیوانہ کون تھا جو ٹرک کے سامنے آ گیا تھا؟"

"میں بھی اس کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔ "وہ درمیان میں نہ آتا تو بھی پرنس بچ جاتا لیکن ٹرک کی ٹکر سے اسے اور اس کی کار کو تھوڑا بہت نقصان ضرور ہوتا۔"

"کیا تمہاری مہان شکتی بھی اس پاگل کے بارے میں کچھ کام نہیں آئی۔" روپا نے حیرت کا اظہار کیا۔

یہ دھرتی ایک گورکھ دھندا ہے جہاں بھانت بھانت کے منش پائے جاتے ہیں اور ہر منش اپنے اندر کچھ نہ کچھ شکتی ضرور رکھتا ہے' تم نے ابھی دنیا میں دیکھا ہی کیا ہے؟ پرنتو میں نراش نہیں ہوں' میں اس دیوانے کا کھوج لگانے کی کوشش کروں گا۔" شنکر نے کہا۔

"شوالا اور شاکا بھی مہان شکتیوں کے مالک ہیں .... میرا خیال ہے کہ وہ دیوانہ بھی اوش کوئی بلوان ہی تھا۔"

"تمہاری باتیں مجھے الجھا رہی ہیں۔" روپا نے اپنا گلاس خالی کرتے ہوئے شنکر کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"شوالا نے توشی کو نامعلوم جزیرے پر بلا لیا ہے' تم پرنس کو توشی کا پیچھا کرنے پر اکسا رہے ہو کیا اس طرح دو مہان شکتیاں ایک دوسرے سے نہیں ٹکرا جائیں گی۔"

"پرنس فیصل یہ سفر اکیلا نہیں کرے گا۔"

"کیا مطلب............؟"

"شنکر اور روپا رانی بھی اس کے ساتھ ہوں گے۔" شنکر سنجیدگی سے بولا۔ تم اپنا بوریا بستر تیار رکھو' ہم کسی وقت بھی ایک لمبے سفر پر روانہ ہو سکتے ہیں۔"

"اس سفر کا مقصد کیا ہوگا............"

"میں نے کہا تھا نا .... دھیرج سے کام لو' جو ہوگا سو تم اپنی سندر آنکھوں سے دیکھ لوگی۔"

"پرنس کی ماتا کی موت میں کس کا ہاتھ تھا۔" اچانک روپا نے چونکتے ہوئے سوال کیا۔

"وہ میں نہیں............ شوالا تھا۔"

"ڈارلنگ......... کیا تمہیں وشواس ہے کہ پرنس تمہارے اشارے پر چلنے کو مجبور ہو جائے گا.......... میرا مطلب ہے کہ وہ پاگل دیوانہ.........""اسے دھیان سے نکال دو روپا رانی۔"

شنکر نے بڑے پراعتماد لہجے میں کہا۔ "پرنس کے بڑے بھی میری آگیا کا پالن کرنے پر تیار ہوں گے......... شنکر جو چاہتا ہے وہ اوش پورا ہوتا ہے' کیا تم وشواس کرو گی کہ تم بھی من نہ کرنے کے باوجود شنکر کی مہان شکتیوں کے اشارے پر چلنے کو تیار ہو جاتی ہو......... یہ اور بات ہے کہ تمہارے فرشتوں کو بھی اس کی ہوا نہیں لگتی' تمہیں اپنے بارے میں کچھ خبر نہیں ہوتی کہ تم کون ہو' کیا ہو۔"

"مم .... میں سمجھی نہیں۔" روپا نے چونکتے ہوئے پوچھا کیا تم اپنے بیروں کے

ذریعے مجھے بھی انجانے میں............"

"اوہ .... کم آن سویٹ ہنی............ دیکھو یہ سمے اور سندرتا ہم سے کیا کہہ رہی ہے۔" شنکر نے بڑی خوبصورتی سے بات بناتے ہوئے نہایت عیاری سے کام لیا' اس سے پہلے کہ روپا اسے کریدتی اس نے تیزی سے اٹھ کر موسیقی کی آواز بے حد تیز کر دی پھر دوسرے ہی لمحے وہ روپا کو ساتھ لے کر ڈانسنگ فلور پر آ گیا اور سب کچھ بھول کر دیوانوں کی طرح رقص کرنے لگا' روپا کچھ دیر تک شنکر کی باتوں کے بارے میں غور کرتی رہی پھر رقص کی شدت نے نشے کو ہوا دی تو وہ بھی سب کچھ فراموش کر کے شنکر کے سینے میں ڈوب جانے کے لئے بے چین ہو گئی .... اس کا تنفس بھی اس کے قدموں کی طرح لڑکھڑانے لگا۔

شنکر کی آنکھیں اس وقت بھی پراسرار انداز میں چمک رہی تھیں.......!!



رات کا دو تہائی حصہ پر ہول سناٹے میں ڈوب چکا تھا جب شنکر نے روپا کی خواب گاہ میں قدم رکھا' روپا دنیا و مافیا سے بے خبر گہری نیند کے مزے لوٹ رہی تھی۔

شنکر کے جسم پر صرف ایک لنگوٹی موجود تھی' خلاف توقع وہ اس وقت بہت سنجیدہ نظر آ رہا تھا اس کی آنکھیں شعلوں کی مانند سرخ اور دہکتی دکھائی دے رہی تھیں ....

چند ثانئے تک وہ دروازے پر کھڑا روپا کو دیکھتا رہا پھر پنجوں کے بل چلتا ہوا اندر آیا' مسہری کے قریب دبیز قالین پر آلتی پالتی مار کر اس انداز میں بیٹھ گیا جیسے کسی منتر کا جاپ کر رہا ہو' اس کے سیدھے ہاتھ میں انسانی پنجر کی ایک لمبی ہڈی موجود تھی جسے زمین پر بیٹھنے کے بعد اس نے اپنے سامنے رکھ لیا تھا۔

فرش پر آسن جمانے کے بعد شنکر نے اپنی آنکھیں بند کر لیں پھر اس کے ہونٹ ہلنے لگے' وہ کسی گندے منتر کا جاپ کر رہا تھا' دیوار گیر کلاک کی ٹک ٹک کی آواز ماحول کو سحر آلود کر رہی تھی' تقریباً چالیس منٹ تک وہ کسی بے جان مجسمے کی مانند اپنی جگہ ساکت و جامد بیٹھا جاپ کرتا رہا۔ پھر اس نے آنکھیں کھول دیں اور ہاتھ بڑھا کر ہڈی کے لمبے ٹکڑے کو اٹھا لیا پھر اس نے نگاہیں اٹھا کر چھت کی سمت دیکھا اور اس کی آواز بلند ہو کر کمرے کے سناٹے میں گونجنے لگی۔

"بھگوان آج تیرے نیچ ذات داس نے ایک بار پھر تیرے آگے جھولی پھیلائی ہے' اس کی بنتی سوئیکار کر لے' تیرے کارن میرے شریر کے ایک ایک انگ نے برسوں ڈنڈوت (عبادت) کی ہے' تو جانتا ہے اے نیلے آکاش کے مالک کہ تیرے داس کا اصل روپ کیا ہے' تو نے ہمیشہ اپنے سیوک کو اپنی مہان شکتی کی بھیک دی ہے' آج تیرا داس تیرے سامنے پھر بنتی کر رہا ہے .... پربھو' میرے من کی اچھا (خواہش) پوری کر دے۔"

"شنکر خاصی دیر تک نظریں اٹھائے بھگوان سے مخاطب رہا پھر اس نے اپنی نظریں روپا کے چہرے پر جما دیں اور دیوی دیوتاؤں کو آواز دینے لگا۔ وشنو مہاراج اور کالی مائی کا پجاری آج شیش ناگ مہاراج کی شکتی کو آواز دے رہا ہے .... میں نے سفلی کے علم کو پانے کے لئے گندگی کو بھوجن کے انوسار .... (خوراک کی مانند) کھایا ہے۔ کیول دیوی دیوتاؤں کو خوش کرنے کی خاطر میں پورے ایک برس تک چاولوں کو منش کی کھوپڑی کے اندر ابال ابال کر اپنا پیٹ بھرتا رہا' دھرتی اور آکاش کے بیچ بھٹکتی ہوئی پلید آتماؤں کو قابو کرنے کے کارن میں نے برسوں جاپ کئے' جانے کتنے جنتر منتر پڑھے .... آج میں نے شیش ناگ دیوتا کی آتما کو پکارا ہے .... آج تجھے شنکر کی سہائتا کی خاطر ایک زہریلے ناگ کے روپ میں درشن دینا ہوگا' یہ میری بنتی ہے .... میری اچھا ہے کہ روپا رانی کی آنکھوں میں ایسا قاتل زہر بھر جائے کہ اگر وہ کسی کو قہر بھری نظروں سے گھورے تو وہ زمین پر لوٹ پوٹ کر اس قاتل زہر کا شکار ہو جائے .... مہاراج' تجھے اپنے سیوک کی بنتی کو سوئیکار کرنا ہو گا .... شنکر نے جیون میں کبھی نراش ہونا نہیں سیکھا' تجھے اپنے داس کی مرضی پوری کرنی ہو گی' میں تیرے درشن کا بھوکا ہوں .... میں تیرے درشن کی خاطر اپنی آنکھیں موند رہا ہوں مہاراج .... تجھے کالی کی مہان شکتیوں کی سوگند (قسم) مجھے اپنا درشن دے اور میری خواہش کو پورا کر دے۔"

پھر شنکر نے اپنی آنکھیں دوبارہ بند کر لیں' لمبی ہڈی کو اس نے مضبوطی سے سیدھے ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا' اس کے ہونٹوں کی جنبش پھر شروع ہو گئی' بڑی دیر تک وہ کسی منتر کا جاپ کرتا رہا پھر اس نے محسوس کیا کہ کمرے میں اس کے اور روپا کے علاوہ کوئی اور ذی روح بھی موجود ہے' لیکن اس نے آنکھیں نہیں کھولیں' منتر کا جاپ کرتا رہا۔

اچانک شنکر اور روپا کے درمیان فرش پر دھوئیں کی ایک لکیر ابھری جو بل کھاتی ہوئی فضا میں بلند ہونے لگی' تقریبا ڈھائی فٹ بلند ہونے کے بعد دھوئیں کی اس موٹی لکیر نے فضا

میں لہرانا شروع کر دیا۔ پھر یکلخت اس نے کوڑیالے ناگ کی شکل اختیار کر لی جو انتہائی غضب ناک انداز میں پھن پھیلائے کھڑا تھا' ناگ کی خونخوار نظریں شنکر پر مرکوز تھیں جو بدستور اپنے جاپ میں مگن تھا لیکن جب کوڑیالے ناگ نے پھنکار بھری تو شنکر نے چونک کر آنکھیں کھول دیں' ان آنکھوں میں کامیابی کی رمق موجود تھی۔

"مہاراج .... مجھے وشواس تھا کہ تم اپنے سیوک کو نراش نہیں کرو گے۔" شنکر نے بڑی لجاجت سے کہا اس کے ساتھ ہی ہاتھ میں دبی ہوئی انسان ہڈی کا رخ ناگ کی سمت کر دیا' جواب میں کوڑیالا ناگ اور غضب ناک ہو گیا' وہ بار بار پھن پھیلا کر خونخوار انداز میں پھنکار رہا تھا لیکن غالباً" ہڈی کی پر اسرار قوت اس کے کسی خطرناک ارادے کی تکمیل کے درمیان حائل ہو رہی تھی۔

شنکر پلکیں جھپکائے بغیر ناگ کو دیکھتا رہا' کچھ دیر تک کوڑیالا ناگ فضا میں بل کھاتا رہا پھر وہ زمین پر رینگتا ہوا تیزی سے روپا کی سمت بڑھا' مسہری پر جانے کے بعد اس نے ایک بار پھر ہلکا سا پھن کاڑھ کر شنکر کی سمت دیکھا جو بدستور انسانی ہڈی کو مضبوطی سے تھامے اس کی جانب پوری طرح متوجہ تھا۔

"مہاراج .... شنکر کو نراش مت کرنا ورنہ میرا مان ٹوٹ جائے گا اور .... جب مان ٹوٹ جائے تو منش بھی ٹوٹ جاتا ہے .... اور جب منش ٹوٹ کر اندھا ہو جاتا ہے تو وہ سیوک نہیں رہتا راکشش (وحشی' شیطان) بن جاتا ہے .... میری اچھا پوری کر دو مہاراج۔"

شنکر نے ٹھوس لہجے میں کہا تو ناگ نے یکے بعد دیگرے تین مرتبہ نرم بستر پر سر ارا پھر تیزی سے روپا کے کندن جیسے جسم پر رینگتا ہوا سینے تک پہنچ گیا' کنڈلی مارنے کے بعد کوڑیالے ناگ نے پھر فضا میں بلند ہونا شروع کیا' ایک فٹ بلند ہونے کے بعد وہ کچھ دیر تک پھن کاڑھے لہراتا رہا پھر اس نے بڑی سرعت سے روپا کی دونوں آنکھوں کو پے در پے ڈسا اور پلک جھپکتے میں دھواں بن کر دوبارہ فضا میں تحلیل ہو گیا۔ شنکر اپنی کامیابی پر خوشی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا' اس کی آنکھوں کی شیطانی چمک دو چند ہو گئی۔

روپا کوڑیالے ناگ کے ڈسنے کے بعد ماہئ بے آب کی مانند بستر پر تڑپنے لگی' اس کا بدن تیزی سے نیلا پڑنے لگا' شنکر لپکتا ہوا روپا کے قریب گیا جس کے منہ سے جھاگ نکل رہا تھا' اس نے ہاتھ میں دبی ہوئی انسانی ہڈی کے ٹکڑے کو نہایت چابکدستی سے روپا کے جسم پر پھیرنا شروع کر دیا۔ اسے اپنے مقصد میں ناکامی نہیں ہوئی تھی۔ روپا کے جسم پر پھیلنے والا

نیل بتدریج کم ہو کر چہرے کی سمت واپس لوٹنے لگا شنکر نے اپنا عمل تیز کردیا' کچھ دیر بعد روپا کے جسم سے نیل کا نشان غائب ہو گیا' اس کے منہ سے نکلنے والا جھاگ بھی بند ہو گیا البتہ اس کی آنکھوں کے پپوٹے ہلکے نیلے ہو گئے تھے۔

"جے مہاراج۔" شنکر نے مدھم آواز میں نعرہ بلند کیا پھر روپا کے سراپا پر نظر دوڑاتے ہوئے سرسراتے لہجے میں گویا ہوا۔"

"تو نہیں جانتی روپا رانی .... شنکر کی مہان شکتی نے تیرے کومل شریر (بدن) کے اندر ایک اور طاقت پیدا کر دی ہے' پرنتو تو اس راز سے کبھی واقف نہ ہو گی' تیری شکتی کیول تیرے پریمی کے کام آتی رہے گی .... اور جس دن تیرے پریمی کا دل تجھ سے اچاٹ ہو گیا وہ دن تیرے جیون کا آخری دن ہو گا۔"

چند ثانئے تک وہ محو خواب روپا سے سرگوشیوں میں باتیں کرتا رہا پھر پنجوں کے بل چلتا ہوا اس کی خواب گاہ سے نکل کر ڈانسنگ فلور پر آگیا' کمرے کے دروازے کو اندر سے بند کرنے کے بعد اس نے ٹیپ ریکارڈر پر جنگلی موسیقی کی دھن کا ایک ٹیپ لگا کر پورا والیوم کھول دیا اور شیطانی رقص شروع کر دیا............!

*

فیصل اور جاوید اس وقت کسٹم لاؤنج میں بیٹھے کولڈ کافی سے لطف اندوز ہو رہے تھے بحری عقاب نامی جہاز کی روانگی میں تاخیر کے سبب تمام مسافروں کو لاؤنج میں آرام کرنے کی ہدایت کی گئی تھی ان کی تعداد تقریباً سات سو تھی جن میں ملکی اور غیر ملکی باشندے دونوں شامل تھے۔ مسافروں کی تواضع مختلف مشروبات سے کی جا رہی تھی اور اس کا اہتمام جہازراں کمپنی کی طرف سے کیا گیا تھا' مسافروں کا تمام وزنی سامان کسٹم کاؤنٹر سے گزر کر جہاز پر پہنچ گیا تھا۔

فیصل نے اس وقت ہلکے سلیٹی رنگ کا سفاری سوٹ پہن رکھا تھا اور کولڈ کافی کے ساتھ ایک بحری سفرنامے کی روداد پڑھنے میں مصروف تھا۔ روانگی سے قبل اس نے سفرنامے سے متعلق متعدد کتابیں خریدی تھیں جو وقت گزاری کے علاوہ موجودہ سفر میں اس کے کام بھی آسکتی تھیں۔ ان کتابوں کے علاوہ اس نے ایک اٹلس بطور خاص حاصل کیا تھا جس میں دنیا کے مختلف ملکوں' شہروں اور جزیروں کے بارے میں بے حد قیمتی معلومات نہایت تفصیل سے درج تھیں۔

جاوید اپنے پسندیدہ لباس پتلون اور شرٹ میں تھا بظاہر وہ کولڈ کافی کی چھوٹی چھوٹی چسکیاں لے رہا تھا لیکن اس کی نظریں بار بار اس لڑکی کی جانب اٹھ رہی تھیں جو اس کے سامنے بائیں جانب والی نشستوں پر بیٹھی تھی۔ وہ تنہا نہیں تھی' اس کے ساتھ ایک خوبرو نوجوان بھی تھا دونوں کی شکلیں ملتی جلتی تھیں اس لئے جاوید کا خیال تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے قریبی عزیز ہوں گے۔ صورت شکل اور لباس کے اعتبار سے لڑکی سوئس لگ رہی تھی اس کی عمر جاوید کے اندازے کے مطابق بمشکل اٹھارہ سال رہی ہو گی وہ خاصی صحت مند اور حسین تھی .... حسین اور قبول صورت نہ ہوتی تو جاوید کی توجہ کا مرکز کبھی نہ بنتی لڑکی کے مقابلے میں اس کا ساتھی نہ صرف یہ کہ کم عمر تھا بلکہ اس کے چہرے کے خدوخال بھی کچھ زیادہ پرکشش نہیں تھے البتہ وہ بہت نیک اور معصوم دکھائی دے رہا تھا' بات بات پر مسکرانا شاید اس کی عادت میں شامل تھا۔

بیشتر مسافر باتوں میں مصروف تھے لیکن پھر جب مائیک پر کسی لڑکی کی "اٹینشن پلیز" کی آواز ابھری تو سب خاموش ہو کر اس کی سمت متوجہ ہو گئے۔

"خواتین اور حضرات' ہم معذرت خواہ ہیں کہ آپ کو جہاز کی روانگی میں تاخیر کے سبب زحمت اٹھانی پڑ رہی ہے' میں بحری عقاب کی انتظامیہ کی جانب سے آپ تمام حضرات سے ایک بار پھر معافی کی خواستگار ہوں اور اس کے ساتھ ہی اس بات کا یقین دلاتی ہوں کہ بحری عقاب کی روانگی ٹھیک دو گھنٹے بعد ہو گی اب سے آدھے گھنٹے بعد مسافروں کو جہاز پر جانے کی اجازت دے دی جائے گی مجھے یقین ہے کہ آپ اس تاخیر کے سلسلے میں ہمیں معاف کر دیں گے........ شکریہ۔"

اعلان ختم ہوا تو لاؤنج میں مسافروں کی گفتگو کی آوازیں پھر ابھرنے لگیں فیصل نے کن انکھیوں سے جاوید کی سمت دیکھا جس کے سیدھے ہاتھ کی گرفت بدستور گلاس پر تھی لیکن اس کی نظریں اس وقت بھی سوئس لڑکی کی نشست کے اطراف منڈلا رہی تھیں۔ فیصل نے کتاب بند کر دی۔ اسے یقین تھا کہ کتاب بند کرنے کی آواز جاوید کو ضرور اس کی طرف متوجہ کر دے گی لیکن اس کا اندازہ غلط ثابت ہوا۔

"کس سوچ میں گم ہو؟" فیصل نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔

"تمہاری سماج دشمنی کے بارے میں غور کر رہا ہوں۔" جاوید نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کیا مطلب-----؟"

"اگر عنبرین بھی ہمارے ساتھ ہوتی تو یہ سفر زیادہ دلچسپ ہو سکتا تھا۔"

"اوہ----شاید تم اتنی دیر سے عنبرین کے نعم البدل کی تلاش میں لاؤنج کا سروے کرنے میں مصروف ہو----کوئی صورت نظر آئی۔"

"غلط خیال ہے تمہارا----" جاوید نے بات بنانے کی کوشش کی۔ "اب میں اتنا گیا گزرا بھی نہیں کہ عنبرین کی وقتی جدائی کا صدمہ بھی نہ برداشت کر سکوں۔"

"کوئی تصویر لائے ہو ساتھ۔"

"تم سے مطلب..............؟"

"سنا ہے سمندری سفر کی تکان ذہن پر کچھ اچھا اثر نہیں ڈالتی' تنہائی کو بہلانے کی خاطر قریبی عزیزداروں کی تصاویر بڑی موثر ثابت ہوتی ہیں۔"

"تم نے اپنے بارے میں کیا سوچا ہے؟"

"تم جو میرے ساتھ ہو۔" فیصل نے برجستہ کہا تو جاوید کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"میرا خیال ہے کہ لڑکی سوئس ہے اور جو نوجوان اس کے ساتھ ہے وہ یا تو اس کا بھائی ہے یا پھر کزن وغیرہ ہے' فیصل نے آہستہ سے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے؟"

"گویا تم بھی داڑھی کے بجائے کتاب کی آڑ لے کر اسی کو تاڑ رہے تھے۔"

بحری سفر کو دلچسپ بنانے کی خاطر اس قسم کی چھوٹی موٹی تفریحات ایک حد تک جائز ہوتی ہیں۔"

"ایک حد تک .... سے جناب کی کیا مراد ہے؟"

"مطلب یہ کہ میں تمہیں اپنی ذمہ داری پر ساتھ لایا ہوں اس لئے عنبرین کی حق تلفی کسی صورت برداشت نہیں کروں گا۔"

"اس وقت خاص موڈ میں نظر آ رہے ہو۔"

"کوئی اعتراض ہے آپ کو؟"

"فقط ایک.............."

"فرمایئے۔"

"اب بھی وقت ہے.............." جاوید نے تیزی سے کہا ٹکٹ پر جو پیسے ضائع ہو چکے ہیں۔ اس پر تین حرف بھیج کر سامان جہاز سے واپس اترواؤ اور واپس لوٹ چلو۔"

"کیا تم اس سفر سے خوفزدہ ہو.............." فیصل نے سنجیدگی اختیار کر لی۔

"میں سفر سے زیادہ تم سے خوفزدہ ہوں .... اب پوچھو کیوں..............؟

اس لئے کہ تم بلاضرورت اپنا وقت برباد کرنے کی کوشش کر رہے ہو.............. میں پوچھتا ہوں کہ.............."

"ابھی نہیں۔" فیصل نے جاوید کا جملہ کاٹتے ہوئے بدستور سنجیدگی سے کہا جہاز کی روانگی "کے بعد ہم اپنے کیبن میں تنہا ہوں گے وہاں میں تمہارے ہر سوال کا جواب دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے لیکن میں اب بھی یہی کہوں گا کہ تم نے جو قدم اٹھایا ہے وہ محض حماقت ہے۔"

"کچھ لوگ مہم جوئی اور سیاحت کو بھی حماقت سے منسوب کرتے ہیں۔"

جاوید کوئی جواب دینا چاہتا تھا کہ ایک شخص جو سفید وردی میں ملبوس تھا اور جہاز کا سیکنڈ آفیسر تھا تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا فیصل کے قریب آکر رک گیا۔

"اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو جناب کا اسم گرامی فیصل ناصر ہے۔" اس نے براہ راست فیصل کو مخاطب کیا۔

"جی ہاں..............." فیصل نے نووارد کو وضاحت طلب نظروں سے گھورتے ہوئے کہا "معاف کیجئے گا میں نے آپ کو..............."

"اس کی وجہ میری ذات یا شخصیت نہیں بلکہ یہ وردی اور بڑی بڑی مونچھیں ہیں جو تمہارے اور میرے درمیان حائل ہو رہی ہیں۔" سیکنڈ آفیسر نے بے تکلفی سے کہا پھر بے اختیار فیصل سے لپٹ گیا اس کے انداز میں بے انتہا گرمجوشی تھی لیکن فیصل ابھی تک اسے پہچاننے سے قاصر تھا۔

"آپ نے اپنا تعارف نہیں کرایا۔"

"ون منٹ" نو وارد نے کہا پھر اس نے جیب سے پرس نکالا کیپ اتار کرایک طرف رکھی پھر پرس سے ایک سفید پلاسٹک نکال کر اسے مونچھوں پر چپکانے لگا غالباً وہ پلاسٹک ٹیپ پرس میں اسی مقصد کے پیش نظر رکھی گئی تھی جاوید اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا' فیصل اپنی یادداشت کو کریدنے میں مصروف تھا لیکن پلاسٹک ٹیپ نے جیسے ہی نووارد کی بڑی اور گھنی مونچھوں کا پردہ کیا فیصل بھی بے اختیار تیمور کہتا ہوا اس سے لپٹ گیا قرب و جوار میں بیٹھے ہوئے لوگ بھی ان کی طرف متوجہ ہو گئے جاوید کو اس بات کا اندازہ لگانے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی کہ فیصل اور تیمور پرانے دوست ہیں جو ایک طویل عرصے کے بعد مل رہے تھے۔

"تم یہاں کہاں .... کیا کسی کو سی آف کرنے آئے ہو؟" تیمور نے دریافت کیا۔

"یہی سوال میں پہلے تم سے کروں گا۔" فیصل نے کہا "میں بحری عقاب پر سیکنڈ آفیسر ہوں۔"

"اور ہم تمہارے مہمان ہیں۔"

"ہم سے مراد..............." تیمور نے جاوید کی سمت دیکھتے ہوئے وضاحت چاہی۔

"خاکسار کو جاوید کہتے ہیں۔" جاوید نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ "دوستی کے جرم کی پاداش میں اس سفر کے لئے بلا کسی جبرو تشدد کے آمادہ ہو گیا ہوں..............."

"گڈ .... آپ دلچسپ آدمی معلوم ہوتے ہیں۔" تیمور نے گرمجوشی سے

مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "میرا یہ ٹرپ یقیناً دلچسپ ہو گا۔"

"خدا کرے ایسا ہی ہو۔" جاوید نے ایک طویل سرد آہ بھری۔

"اوکے میں اب چلتا ہوں' تفصیلی ملاقات جہاز پر ہو گی۔"

"ہاں تمہارے کیبن کا نمبر کیا ہے۔" تیمور نے فیصل سے دریافت کیا۔

"کیبن نمبر انیس' فرسٹ کلاس۔"

تیمور کے جانے کے بعد وہ دونوں دوبارہ اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔

"میرا خیال ہے کہ تیمور سے اچانک ملاقات ہمارے لئے نیک شگون ثابت ہوگی۔"

"میں ابھی اس پہلو پر غور کر رہا تھا۔" جاوید نے سنجیدگی سے کہا پھر اس حبشی کو دیکھنے لگا جو ابھی ابھی لاؤنج میں آکر عین جاوید اور فیصل کے سامنے والی خالی نشست پر بیٹھا تھا۔

مسافروں میں اس حبشی کے علاوہ اور بھی سیاہ فام باشندے تھے لیکن نووارد نے جس انداز میں بطور خاص جاوید اور فیصل کو باری باری غور سے دیکھا تھا وہ مشکوک تھا اور اسی انداز نے اسے جاوید کی نظروں میں بھی مشکوک کر دیا تھا۔

حبشی نے آرام دہ سیٹ پر بیٹھنے کے بعد اپنی توجہ دوسری جانب مبذول کر لی تھی لیکن جاوید بدستور اس کے چہرے کے تاثرات کو پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا فیصل کی نظریں بھی نووارد کو تاڑ چکی تھیں۔

"کیا تم نے اسے پہلے کبھی دیکھا ہے؟" فیصل نے مدھم لہجے میں جاوید سے دریافت کیا۔

"نہیں..............."

"پھر............... اس قدر غور سے کیا دیکھ رہے ہو۔"

"ہو سکتا ہے کہ میرا اندازہ غلط ہو لیکن..............."

"لیکن کیا؟ .... تم کچھ کہتے کہتے خاموش کیوں ہو گئے؟"

"مطلب کی وضاحت بعد میں بھی ہو سکتی ہے لیکن ہمیں یہ فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ اس کا تعلق بھی اسی قبیل سے ہے۔ جس کی خاطر ہم نے اس سفر کا بیڑا اٹھایا ہے ہمیں بہرحال جہاز پر اس کی حرکات و سکنات سے محتاط رہنا ہوگا جو نادیدہ دشمن ہمارے وجود سے بھی بیزار ہیں وہ یقیناً ہمارے موجودہ سفر کو بھی پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھیں گے۔"

"تم شاید ٹھیک کہہ رہے ہو۔"

"خدا کا شکر ہے کہ میری کوئی بات تمہاری سمجھ میں تو آئی۔" جاوید نے اطمینان کا

سانس لیتے ہوئے کہا تو فیصل مسکرایا پھر اچانک مسافروں سے جہاز پر سوار ہونے کی درخواست کا اعلان ہوا تو وہ دونوں بھی اپنا مختصر سفری بیگ لے کر اٹھ کھڑے ہوئے ....!!

○

رات کے تقریباً ساڑھے گیارہ کا عمل تھا لیکن وہ سیاہ فام حبشی جس کا قیام سیکنڈ کلاس کے کیبن نمبر گیارہ میں تھا ابھی تک جاگ رہا تھا' نہ صرف جاگ رہا تھا بلکہ اس انداز میں اپنے مختصر کمرے میں چہل قدمی کر رہا تھا جیسے کسی ذہنی کرب میں مبتلا ہو' بظاہر وہ کسی الجھن کا شکار نظر آ رہا تھا لیکن اس کے چہرے کے خشک تاثرات اور آنکھوں کی بے رونقی اس کی سخت گیر طبیعت کی غماز تھی' وہ دراز قد اور ٹھوس جسم کا مالک تھا' کیبن میں اس کا مختصر سامان ایک طرف رکھا ہوا تھا' اس وقت اس کے جسم پر صرف ایک پتلون تھی اوپری جسم ننگا تھا اس لئے وہ چین صاف طور پر نظر آ رہی تھی ' جس کے اندر پڑے ہوئے رنگ میں گوریلے کی شبیہہ صاف طور پر نظر آ رہی تھی یہ غالباً حبشی کا علاقائی نشان تھا یا اس نے اپنے کشادہ سینے کو رونق بخشنے کی خاطر محض تفریحاً" وہ چین لٹکا رکھی تھی۔

خاصی دیر تک وہ اسی ایک انداز میں ٹہلتا رہا پھر کیبن سے باہر نکلنے کی غرض سے دروازے کی سمت بڑھا تھا لیکن اسی وقت جھینگر کی تیز ترتراہٹ جیسی مدھم آواز ابھری اور درازقد حبشی کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے اس نے گردن نیچی کر کے گلے میں پڑے ہوئے رنگ کو غور سے دیکھا پھر ہاتھ بڑھا کر گوریلے کے ابھرے ہوئے سینے کو آہستہ سے دبا دیا دوسرے ہی لمحے ایک نسوانی آواز اس کے کانوں میں گونجنی شروع ہو گئی۔

"لوکارٹا .... ایس ٹو کالنگ یو' کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟"

حبشی جسے لوکارٹا کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا کچھ دیر خاموش کھڑا گوریلے کے جسم سے ابھرتی ہوئی نسوانی آواز کو سنتا رہا پھر وہ نہایت اطمینان سے قریب رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا' اس کے چہرے پر ابھی تک ذہنی الجھن کے تاثرات موجود تھے' گوریلے کے جسم سے بار بار وہی جملہ ابھرتا رہا' آواز بہت صاف تھی لیکن کہیں بہت دور سے آتی سنائی دے رہی تھی۔

"ایس ٹو کالنگ یو لوکارٹا .... کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟"

"یس............" لوکارٹا نے تھوڑے توقف کے بعد ٹھوس آواز میں جواب دیا۔

"میں تمہاری آواز سن رہا ہوں۔"

"اپنا کوڈ بتاؤ .... اس کے بغیر گفتگو نہیں ہو سکتی۔"

"گوریلا............" لوکارٹا نے قدرے خشک انداز اختیار کیا جس سے اس کی طبیعت کی سخت گیری جھلک رہی تھی۔

"ہمارے درمیان ساڑھے دس کا وقت طے ہوا تھا۔"

دوسری جانب سے کہا گیا۔ "میں تمہیں بار بار کال کرتی رہی لیکن تم اپنے کیبن میں نہیں تھے۔"

"ہاں .... میں بار روم میں بیٹھا پینے میں مصروف تھا۔" لوکارٹا نے لاپروائی کا مظاہرہ کیا۔

"تم شاید ابھی تک نشے کی حالت میں ہو۔"

"نہیں .... شراب میرے لئے پانی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی تم مطلب کی بات کرو۔"

"پہلی بات دھیان سے سنو' آئندہ تم وقت کی پابندی کا خاص خیال رکھو گے' یہ ہمارے ایگریمنٹ کی پہلی شرط ہے۔"

اس بار دوسری جانب سے بھی تلخ انداز میں ہدایت کی گئی۔ "باس چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو بھی نظرانداز کرنے کا عادی نہیں ہے۔"

"تمہارا نام کیا ہے............"

"ایس ٹو .... تم کو اس سے زیادہ جاننے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"کیا مجھے آئندہ بھی تمہاری طرف سے ہدایت ملا کرے گی۔"

"سوال کرنے کا مقصد بیان کرو۔"

"لوکارٹا کسی عورت کی ہدایت پر عمل کرنا اپنی توہین سمجھتا ہے۔" وہ سخت لہجے میں بولا۔ "مجھے ایگریمنٹ کی پروا نہیں ہے۔"

"کیا تم نے یہ معاہدہ نہیں کیا تھا کہ ایس ٹو کی جانب سے ملنے والی ہدایت پر عمل کرو گے۔"

"کیا تھا' لیکن اس وقت مجھے یہ نہیں بتایا گیا تھا ایس ٹو کی آڑ میں مجھے کسی عورت کا تحکمانہ لہجہ برداشت کرنا پڑے گا۔"

"غلطی تمہاری ہے .... تمہیں ٹھیک ساڑھے دس بجے کیبن میں موجود ہونا چاہئے تھا۔"

"یہ پیغام مجھے ایس ٹو کے کوڈ سے کسی مرد نے دیا تھا۔"

"کیا میں تمہاری شکایت باس تک پہنچا دوں۔"

"ہاں..............." لوکارٹا نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔

"باس کو یہ بھی بتا دینا کہ لوکارٹا کو رقم سے نہیں خریدا جا سکتا۔"

"سوچ لو.............. ہو سکتا ہے تمہیں اپنے فیصلے پر بعد میں پچھتانا پڑے۔"

"کیا تم مجھے مرعوب کرنے کے حربے استعمال کر رہی ہو؟"

لوکارٹا غصے میں اٹھ کھڑا ہوا' اس کی آنکھوں میں اب نفرت اور غصے کے ملے جلے تاثرات نظر آ رہے تھے' چہرے کا تناؤ پہلے کے مقابلے میں زیادہ ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے میں باس تک تمہارا پیغام پہنچا دوں گی۔"

"اس وقت کال کرنے کا مقصد بیان کرو" لوکارٹا نے سرد لہجے میں دریافت کیا۔

"مطلوبہ شخص کے بارے میں تمہاری رپورٹ کیا ہے؟"

"ان کا قیام فرسٹ کلاس کے کیبن نمبر اکیس بیس میں ہے جو بحری عقاب کی چوتھی منزل پر ہے۔" لوکارٹا نے بدستور خشک آواز میں جواب دیا۔ "جہاز پر سوار ہونے کے بعد سے وہ اب تک اپنے کیبن تک محدود ہیں۔"

"کیا کسی اور نے ان دونوں سے ملنے کی کوشش کی تھی؟"

"ہاں .... وہ جہاز کا سیکنڈ آفیسر تیمور ہے ان کی ملاقات محض دس منٹ کی تھی .... تیمور اور ہمارا مطلوبہ شخص کسی زمانے میں ایک دوسرے کے گہرے دوست رہ چکے ہیں' وہ دونوں لاؤنج میں بھی ایک دوسرے سے ملے تھے۔"

"اور کوئی خاص بات؟.............."

"کیا یہ ممکن نہیں کہ میرے قیام کا بندوبست بھی فرسٹ کلاس میں کر دیا جائے .... میری معلومات کے مطابق فرسٹ کلاس کے کچھ کیبن ابھی تک خالی ہیں .... سیکنڈ کلاس میں قیام کے بعد میرے لئے یہ کام دشوار ہو گا کہ میں ہر لمحہ ان کو اپنی نظروں میں رکھوں .... اس کے علاوہ بھی لوکارٹا سیکنڈ کلاس میں سفر کرنا اپنی توہین سمجھتا ہے .... تمہارے باس کو میرے ماضی کے بارے میں بخوبی علم ہے۔"

"کیا تم بھی باس کے ماضی اور حال سے واقفیت رکھتے ہو؟"

"نہیں .... ہمارے درمیان دوبدو کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔"

"لیکن باس نے تمہاری منہ مانگی رقم پیشگی ادا کر دی تھی۔ اور اب اس کے تحت

تمہیں باس کے ہر حکم کی تعمیل کرنی ہو گی۔"

"میں وہ رقم واپس کر سکتا ہوں۔"

"اب بہت دیر ہو چکی ہے لوکارٹا .... میرا مشورہ ہے کہ تم باس کی رنجش مول لینے کا ارادہ ترک کر دو۔"

"دوسری صورت میں کیا ہو گا.............."

"اس کا اندازہ تمہیں بہت جلد ہو جائے گا .... اپنے کیبن تک محدود رہنا' ہو سکتا ہے کہ باس کچھ دیر بعد تم سے براہ راست گفتگو کرے۔"

لوکارٹا نے جواب دینے کے بعد گوریلے کے ابھرے ہوئے حصے کو دبا کر رابطہ ختم کیا پھر دوبارہ ٹہلنے لگا' اس کی کیفیت اس زخمی شیر سے مختلف نہیں تھی جو اپنے شکار کے ہاتھ سے نکل جانے کے بعد جنونی حالت میں خود اپنی بوٹیاں نوچ ڈالنے کے امکانات پر بھی غور کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔

پندرہ منٹ بعد کیبن کے دروازے پر دستک ہوئی تو لوکارٹا تلملا کر دروازے کی جانب لپکا۔ حفظ ماتقدم کے طور پر اس نے جیب میں پڑے ریوالور پر اپنی گرفت مضبوط کر لی پھر دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے غراتی ہوئی آواز میں دریافت کیا "کون ہے؟" ایس ٹو باہر سے نسوانی آواز میں جواب ملنے کے بعد لوکارٹا کی آنکھیں درندوں کی طرح چمک اٹھیں۔ انتقامی جذبے کی شدت نے اس پر دیوانگی کی کیفیت طاری کر دی۔ نسوانی آواز سن لینے کے بعد اس نے جیب سے اپنا ہاتھ باہر نکال لیا' ایک عورت کے مقابلے کے لئے ریوالور کا استعمال اس کے اصول کے خلاف تھا چنانچہ اس نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھول دیا لیکن اسے اپنی غلطی کا خمیازہ اپنی توقع کے خلاف بھگتنا پڑا۔ دروازہ کھولنے کے بعد لوکارٹا نے محض اتنا دیکھا کہ ایک نقاب پوش دروازے پر موجود ہے پھر دوسرے ہی لمحے وہ کراہتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا تھا۔

پیٹ پر پڑنے والی ضرب اس قدر آہنی اور شدید تھی کہ اس کی کھوپڑی میں لاتعداد سورج طلوع ہو کر غروب ہو گئے پھر اس سے پیشتر کہ وہ سنبھل پاتا کیبن میں داخل ہونے والے نے برق رفتاری سے دروازہ بند کیا اور بجلی کی سی تیزی سے پلٹ کر دوبارہ لوکارٹا پر ٹوٹ پڑا' اس کے ہاتھ مشینی انداز میں چل رہے تھے پانچ منٹ بعد وہ اچھل کر کھڑا ہوا تو لوکارٹا میں فوری طور پر اٹھنے کی ہمت بھی نہیں تھی وہ بری طرح کراہ رہا تھا' ہونٹ سے نکلنے والا خون اس کی گردن پر ڈھلک رہا تھا۔

"مجھے افسوس ہے میرے دوست' نقاب پوش نے جس کے جسم پر جہاز کے خلاصیوں والا لباس نظر آ رہا تھا سرد لہجے میں کہا بظاہر میری تم سے کوئی دشمنی نہیں لیکن طے شدہ ایگریمنٹ کے پیش نظر میں باس کی جانب سے ملنے والے ہر حکم کا پابند ہوں۔"

"وہ .... وہ نسوانی آواز۔" لوکارٹا نے کراہتے ہوئے پوچھا۔

"وہ میں نے محض تمہیں ٹریپ کرنے کی خاطر نکالی تھی۔ کیا میں تمہیں اٹھنے میں مدد دوں۔ نقاب پوش نے اس بار دوستانہ انداز میں کہا پھر اس نے لوکارٹا کا ہاتھ تھام کر اسے اٹھنے میں مدد بھی دی لوکارٹا کو ایسا ہی لگا جیسے وہ ہاتھ گوشت پوست کا نہیں بالکل خالص لوہے کا بنا ہوا تھا۔

"کیا ٹرانسمیٹر پر بھی تم ہی نے نسوانی آواز میں مجھ سے رابطہ قائم کیا تھا۔"

"نہیں..............." نقاب پوش نے مختصراً کہا ویسے تمہاری اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ تمہیں فوری طور پر راہ راست پر لانے کی خاطر مجھے بھی نسوانی آواز میں حکم دیا گیا تھا .... میرا مشورہ ہے کہ تم آئندہ اپنی کھوپڑی ٹھنڈی ہی رکھنا' باس نے ہمیں جو بھاری رقمیں دی ہیں اس کے عوض وہ ہماری حکم عدولی برداشت نہیں کرے گا .... ممکن ہے وہ آئندہ مجھے تمہاری موت کا حکم دے بیٹھے اس لئے ہمارا محتاط رہنا ضروری ہے۔ رہا ایگریمنٹ منسوخ کرکے رقم کی واپسی کا مسئلہ تو اب دیر ہو چکی ہے .... پورٹ الزبتھ تک ہمیں جبراً اور قہراً اوپر سے ملنے والے ہر حکم کی تعمیل کرنی ہے۔"

"اور اس کے بعد ...." لوکارٹا نے الٹی کہنی سے ہونٹ کا خون پونچھتے ہوئے دریافت کیا۔

"اس کے بعد بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ایگریمنٹ منسوخ کرنے پر آمادگی کا اظہار نہ کرے۔"

"کیا میں تم سے دوبارہ رابطہ قائم کر سکتا ہوں۔"

"اس کا انحصار باس کی مرضی اور تمہاری جانب سے اس وقت کے حادثے کے رد عمل پر ہے .... ممکن ہے یہ ملاقات ہماری آخری ملاقات ہو۔"

پھر اس سے پیشتر کہ لوکارٹا کوئی جواب دیتا وہ تیزی سے جانے کے لئے پنجوں کے بل گھوما اور دروازہ کھولتا ہوا باہر نکل گیا لوکارٹا نے اس کے مڑنے کے بعد ایک لمحے کو سوچا تھا کہ جیب سے ریوالور نکال کر اسے شوٹ کر دے لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا کسی

فوری رد عمل کی صورت میں وہ اپنی زندگی سے بھی ہاتھ دھو سکتا تھا۔ .... اس کے ذہن نے وقتی طور پر اسے خون کا گھونٹ پی کر خاموشی پر ہی اکتفا کرنے کا مشورہ دیا تھا!

نقاب پوش کے جانے کے بعد دو منٹ بعد ہی کیبن میں ایک بار پھر جھینگر کی آواز کا سگنل موصول ہوا۔ لوکارٹا کی آنکھوں سے خون ابل رہا تھا لیکن اسے مجبور اپنا ٹرانسمیٹر آن کرنا پڑا۔

"ایس ٹو کالنگ یو ' لوکارٹا کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟" گوریلے کے جسم والے طاقتور ٹرانسمیٹر سے وہی نسوانی آواز ابھری ' لوکارٹا نے اپنا غصہ ضبط کرنے کی خاطر نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا لیا اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔چند لمحے وہ خود کو سنبھالتا رہا پھر اس نے سپاٹ آواز میں مختصراً اپنا کوڈ دہرایا۔

"گوریلا................" غصے کی شدت سے اس کی آواز کپکپا رہی تھی۔

"کیا بات ہے .... تم اس وقت تھکے تھکے سے محسوس ہو رہے ہو اور تمہاری آواز..............."

"اپنے کام سے کام رکھو۔" لوکارٹا کا لہجہ یکلخت کرخت ہو گیا۔ "کال کرنے کا مقصد بیان کرو۔"

باس نے تمہیں آئندہ آنکھیں کھلی رکھنے کے سلسلے میں سخت تاکید کی ہے ' تم اسے باس کی جانب سے پہلی وارننگ بھی سمجھ سکتے ہو' ویسے اطلاعاً" عرض ہے کہ باس کی پہلی وارننگ ہی آخری وارننگ ہوتی ہے۔"

"وارننگ کی کوئی معقول وجہ بھی ضرور ہوتی ہوگی۔"

"تم نے جہاز پر سوار ہونے سے قبل لاؤنج میں اپنے مطلوبہ دو آدمیوں کو جس انداز میں دیکھا تھا وہ قطعی نامناسب تھا' باس کا خیال ہے کہ شاید اس طرح تم بھی ان کی نظر میں آ گئے ہو اس لئے فی الحال اگلی ہدایت ملنے تک تم صرف آرام کرو گے۔"

"زیادہ تر اپنے کیبن تک ہی محدود رہنا .... یہ بھی باس کا حکم ہے۔"

"اوکے۔" لوکارٹا نے نفرت سے جواب دیا۔

"کیا باس سے تمہارے معاملات طے ہو گئے ہیں۔"

"یہ سوال تم کس کے ایما پر کر رہی ہو۔" اس بار لوکارٹا کے لہجے میں سفاکی تھی۔

"یہ سوال میں نے اپنی ذاتی حیثیت میں ایک دوست..............."

"نہیں.............." لوکارٹا نے شدید حقارت کا اظہار کیا میں عورتوں کو منہ لگانے کا

عادی نہیں ہوں' آئندہ غیر ضروری باتوں سے پرہیز کرنا ورنہ..............."

"آئی ایم سوری" دوسری جانب سے سپاٹ لہجے میں جواب ملا' اس کے ساتھ ہی رابطہ بھی منقطع کر دیا گیا!

○

جاوید نے ریڈیم ڈائل کی دستی گھڑی پر نظر ڈالی تو اس کی جھنجلاہٹ دو چند ہو گئی عام طور پر وہ ہمیشہ گیارہ بجے تک سو جانے کا عادی تھا لیکن آج ساڑھے بارہ بجے بھی نیند اس کی نگاہوں سے کوسوں دور تھی' شاید سمندری سفر کا نفسیاتی ردعمل تھا جو وہ ابھی تک جاگ رہا تھا یاپھر کیبن کا وہ سازو سامان اورماحول تھا جسے وہ کسی خواب گاہ کا پرسکون ماحول نہیں تسلیم کر سکتا تھا۔

اس نے بستر پر دراز ہونے سے پیشتر کیبن کی تمام بتیاں بند کر دی تھیں' وہ گھپ اندھیرے میں سونے کا عادی تھا روشنی کی ایک معمولی سی چمک بھی اس کی نیند اچاٹ کر دینے کے لئے بہت کافی ہوتی تھی البتہ شوروغل کی آوازیں سوتے وقت اس کے ذہن میں مطلق کوئی اثر نہیں کرتی تھیں۔

خاصی دیر تک وہ نیند نہ آنے کے اسباب پر غور کرتا رہا پھر جھنجلا کر اٹھ بیٹھا ہاتھ بڑھا کر اس نے روشنی کا سوئچ آن کیا پھرچرمی بیگ سے ایک کتاب نکال کر اس کی ورق گردانی شروع کر دی اس کا خیال تھا کہ کچھ دیر تک کتاب پڑھنے سے اسے ذہنی یکسوئی میسر آ جائے گی جس کے بعد وہ آسانی سے سو سکے گا۔

جاوید کا خیال غلط نہیں تھا' کچھ دیر تک مطالعہ کے بعد وہ کہانی میں پوری طرح ڈوب کر برف پوش پہاڑی کو سر کرنے والی جماعت کے ایک رکن کی حیثیت سے ان کے ساتھ شامل ہوچکا تھا ٹیم کے افراد اس وقت اپنی خطرناک اور مخدوش مہم کا تین چوتھائی مرحلہ طے کرنے کے بعد ایک عارضی کیمپ میں بیٹھے ستا رہے تھے اور آئندہ پیش آنے والی مشکلات سے سینہ سپر ہونے کے سلسلے میں اپنا لائحہ عمل طے کر رہے تھے۔ خیمے کے باہر ہلکی ہلکی برف باری ہو رہی تھی۔ ٹیم کا سربراہ اپنے ساتھیوں کو اپنے سابقہ تجزیوں سے مستفید کرنے کی کوشش کر رہا تھا' خیمے کے اندر سفری جنریٹر کے ذریعہ ایک بلب روشن کردیا گیا تھا ٹیم کے تمام ارکان اپنے سربراہ کی باتوں کو پوری توجہ سے سن رہے تھے۔ جاوید کے ذہن میں بھی

چوٹی سرکرنے کی مہم کے سلسلے میں ٹیم کے سربراہ کی ہدایت کا ایک ایک جملہ گونج رہاتھالیکن پھر اچانک اس کی توجہ منتشر ہونے لگی۔

روشن بلب میں غالباً کوئی خرابی پیدا ہو گئی تھی جو وہ بار بار جل بجھ رہا تھا۔ برقی نظام کے اس خلل نے جاوید کی ذہنی یکسوئی کو بھی اثرانداز کیا' ٹیم کے افراد کے چہرے کبھی بہت صاف نظر آتے اور کبھی یکلخت تاریکی میں ڈوب کر آسیب کی شکل اختیار کرلیتے شاید سفری جنریٹر میں کوئی خرابی پیدا ہوگئی تھی جس کے سبب برقی رو پوری طرح بلب تک نہیں پہنچ رہی تھی جاوید کے ذہن میں فوری طورپر یہی خیال ابھرا تھا یہ کتاب رقم کرنے والے کا کمال تھا کہ اس نے جاوید کونفس مضمون کی روح میں سمو لیا تھا لیکن یہ کیفیت زیادہ دیر برقرار نہ رہ سکی' جاوید کو جلدی ہی اس بات کا احساس ہوگیا کہ وہ عارضی کیمپ کی روشنی نہیں بلکہ اس کے اپنے کیبن کی روشنی تھی جو بار بار جل رہی تھی اس نے جھلا کر کتاب قریبی میز کی سمت اچھال دی پھراس نے کچھ دیر کیبن سے باہر نکل کر مختصر راہداری میں ٹہلنے کا پروگرام بنایا مگر اس سے پیشتر کہ وہ اپنے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے بستر سے نکلتا ایک نسوانی آواز کیبن کے پراسرار ماحول کا سینہ چیرتی ہوئی ابھری۔

"نہیں ' ای ' ای ' ای' ای' .... تم اپنی جگہ سے حرکت کرنے کی کوشش نہیں کرو گے' جب تک میں کمرے میں موجود ہوں میری بات سنتے رہو۔"

جاوید کا پورا وجود برف کی طرح شل ہو کر رہ گیا۔ روشنی کی آنکھ مچولی نے کیبن کے ماحول کو پہلے ہی پراسرار بنا دیا تھا جو کسرباقی رہ گئی تھی وہ اس نسوانی آواز نے پوری کر دی' جاوید کے دل کی دھڑکنیں یکلخت اپنے پورے عروج کو پہنچ گئیں وہ دم سادھے پڑا اس کی آواز کوسنتا رہا جوصداء بازگشت کے انداز میں کیبن میں گونج رہی تھی فوری طورپر جاوید کے معصوم ذہن میں یہ خیال ابھرا تھا کہ وہ کسی ایسی بد روح کی آواز ہے جو پہلے بھی اسی کیبن میں زندہ انسانوں کی طرح سفر کر رہی ہو گی سفر کے دوران اس کے دشمنوں نے اپنا مطلب پورا کرنے کے بعد اسے بے دردی سے موت کے حوالے کر دیا ہوگا ۔بحری سفر میں لاش کو ٹھکانے لگانے کا کوئی مسئلہ درپیش نہیں ہوتا۔

رات کی تاریکی میں اسے سمندر کی موجوں کے حوالے کر کے تمام ثبوت سمندر برد کئے جا سکتے ہیں اس عورت کے ساتھ بھی یقیناً ایسا ہی کیا گیا ہو گا۔ قاتل یا قاتلوں نے اس کی اکڑی ہوئی لاش کوگھپ اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سمندر کے حوالے کر دیا ہوگا جہاں مچھلیوں اور دیگر آبی جانوروں نے اس کے گوشت کو بڑے ذوق و شوق سے کھایا ہوگا

اس بدنصیب کی ہڈیوں کا پنجر سمندر کی تہ میں کہیں پڑا موجوں کے ریلوں کے ساتھ ساتھ ہچکولے کھا رہا ہوگا لیکن اس کی روح ابھی تک دنیا میں بھٹک رہی تھی اور اس کیبن میں قیام کرنے والوں کو غالباً اپنی روداد سناتی رہتی تھی جاوید کے ذہن نے اسے یہی باور کرانے کی کوشش کی تھی لیکن کسی بدروح کی کیبن میں موجودگی کے تصور ہی نے اس کے اعصاب کو جیسے منجمد کر دیا تھا۔

"تت تت تت .... تم کون ہو۔" نسوانی آواز کیبن میں چاروں اطراف بیک وقت ابھرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی' لب و لہجہ اگرچہ صاف تھا لیکن اس کے اندر شدید کرب اور اذیت کے تاثرات بھی شامل تھے۔

"بدروح نے وہ سوال غالباً جاوید ہی سے کیا تھا لیکن وہ دم سادھے پڑا رہا اس کا خیال تھا کہ شاید اس کی خاموشی روح کو یہ باور کرا دے کہ اس وقت کیبن خالی ہے اور وہ مطمئن ہو کر واپس چلی جائے مگر ایسا نہیں ہوا ایک لمحے کی ہولناک خاموشی کے بعد وہی آواز جاوید کے کانوں میں گونجی۔

تت تت تت تمہاری خاموشی مجھے بہکا نہیں سکتی' میں اپنے مادی جسم سے ضرور محروم ہو گئی ہوں لیکن میرے دیکھنے' سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں بدستور قائم ہیں گھبراؤ نہیں' میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گی بشرطیکہ تم میری باتیں غور سے سنو .... اگر تم نے مجھے دھوکا دینے کی کوشش کی تو تمہارا انجام بھی میری ہی طرح بھیانک اور ہولناک ہوگا .... یاد رکھو' روحیں دلوں کا بھید بھی جانتی ہیں اس لئے تم میرے ساتھ دروغ گوئی کی کوشش نہیں کرو گے .... مجھے بتاؤ' تم کون ہو' تمہارا نام کیا ہے؟"

"مم .... میں ایک انسان ہوں اور میرا نام جاوید ہے۔" جاوید نے خوفزدہ آواز میں جواب دیا۔

"کیا تم تنہا سفر کر رہے ہو ....؟"

"نن .... نہیں میرے ساتھ میرا ایک دوست فیصل ناصر بھی ہے۔"

"مجھے خوشی ہے اے مادی انسان کہ تم نے ابھی تک کسی غلط بیانی سے کام نہیں لیا۔"

"اے مقدس روح............." جاوید نے ہمت کر کے درخواست کی "تم نے ابھی کہا تھا کہ روحیں دلوں کا بھید بھی جان لیتی ہیں' اگر یہ سچ ہے تو ازراہ کرم سوال و جواب کا سلسلہ طویل نہ کرو .... میں روحوں کے معاملات میں زیادہ سخت دل واقع نہیں ہوا!

اور گھر سے دور سمندر کی گود میں مرنا بھی مجھے پسند نہیں۔"

"میں نے غلط نہیں کہا تھا .... میں یہ بھی جانتی ہوں کہ تمہارے دل کے ایک گوشے میں اس لڑکی کا تصور موجود ہے جسے تم نے کسٹم لاؤنج میں دیکھا تھا اس کا نام مونیکا ہے جو اپنے کزن راسن کے ہمراہ سفر کر رہی ہے کیا تم اس کے بارے میں کچھ اور جاننا پسند کرو گے؟"

"مقدس روح .... اگر تم سب کچھ جانتی ہو تو یہ بھی تمہارے علم میں ہوگا کہ اس وقت میرے دل کی کیا کیفیت ہے اور اگر یہی کیفیت برقرار رہی تو ہو سکتا ہے خوف و دہشت کے مارے میری روح قفس عنصری سے پرواز کر کے تمہاری طرح بھٹکتی پھرے............ میں تم سے رحم کی درخواست کرتا ہوں۔

"پریشان مت ہو.......... ابھی تمہاری موت کا وقت نہیں آیا۔"

"کیا.......... کیا تم موت اور زندگی کے بارے میں بھی سب کچھ جانتی ہو" جاوید نے حیرت سے سوال کیا' اس کے دل کی حالت اب بھی دگرگوں تھی لیکن وہ اپنے اعصاب پر قابو پانے کی تمام تر کوششیں بروئے کار لا رہا تھا۔

"ہاں مجھے یہ بھی علم ہے کہ تم اور تمہارا ساتھی تاریک براعظم کے ایک ایسے گمنام جزیرے کی تلاش میں سفر کر رہے ہیں جو ابھی تک مکمل طور پر دریافت نہیں ہوسکا...."

"کچھ پراسرار اور گندی قوتیں تم دونوں کے درمیان حائل ہیں۔"

"کیا ہم اس سفر میں کامیاب ہو جائیں گے؟"

"روحوں پر بھی کچھ بندشیں عائد ہوتی ہیں میرے عزیز.......... کاش میں تمہیں بتا سکتی کہ اس سفر کا انجام کیا ہوگا لیکن میرا مشورہ ہے کہ تم اپنے دوست کو سمجھاؤ کہ وہ یہ سفر ترک کر دے دوسری صورت میں تم ان حادثات کا تصور بھی نہیں کر سکتے جو تمہیں درپیش آنے والے ہیں۔"

"کیا تم یہ مشورہ براہ راست پرنس فیصل کو نہیں دے سکتیں۔" جاوید نے کہا "وہ میری بات ماننے پر آمادہ نہیں ہوگا۔"

"مجھے معلوم ہے کہ تمہارا دوست ٹھوس اور آہنی ارادوں کا مالک ہے لیکن......"

"لیکن کیا......؟" جاوید نے جلدی سے پوچھا۔ "تم خاموش کیوں ہو گئیں؟"

"میں اب زیادہ دیر نہیں رک سکتی........" نسوانی آواز میں کرب کی شدتیں محسوس ہو رہی تھیں۔

"کیا تم اس سفر کے بارے میں مجھے کچھ نہیں بتاؤ گی؟"

"جتنی جلدی ممکن ہو اس سفر کو ترک کردو......... میں صرف یہ مشورہ دے سکتی ہوں اور......... تم نے اگر اپنا ارادہ ترک نہ کیا تو تمہارا انجام ہولناک ہوگا' گندی قوتیں تمہارا تعاقب کر رہی ہیں' تم بہت جلد اپنی آنکھوں سے دیکھو گے کہ پراسرار اور ناپاک علم جاننے والے صرف تمہاری خاطر بے گناہ انسانوں کے خون کا شیطانی کھیل شروع کر دیں گے......... کاش میں تمہیں کچھ اور بتا سکتی۔"

"کیا میں تمہارے بارے میں کچھ دریافت کر سکتا ہوں؟"

"میرا نام مارتھا فرانس ہے......... تمہاری طرح کبھی میرے شوہر نے بھی جہاز کے اس کیبن میں سفر کیا تھا فرانس کو بھی مہم سر کرنے کا جنون تھا' وہ افریقہ کے گمنام جزیروں کو تلاش کرنے کی خاطر نکلا تھا لیکن اس کا انجام بھیانک نکلا' نادیدہ اور دیومالائی قوتوں نے مجھے بھی فرانس کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیا......... یہ کہانی نہیں ایک تلخ حقیقت ہے میرے عزیز......... میں اب جا رہی ہوں' ہو سکتا ہے کہ میں ایک بار پھر تم سے ہمکلام ہونے کی کوشش کروں......... میرے مشورے پر عمل کرنے کی کوشش کرنا.........."

مارتھا نامی روح کے آخری جملوں کے ختم ہوتے ہی بلب کی روشنی اپنی اصلی حالت میں آ گئی' جاوید کا سارا جسم پسینے سے شرابور ہو رہا تھا۔" اس نے نظریں گھما کر کیبن کا جائزہ لیا' ہر شے اپنی اصلی حالت میں موجود تھی سوائے جاوید کے جس کے حلق میں کانٹے سے چبھ رہے تھے اسے بڑی شدت سے پیاس محسوس ہو رہی تھی اس نے اٹھ کر پانی پینے کے بارے میں سوچا لیکن وہ اپنے جسم کو حرکت دینے سے قاصر تھا' روح کا تصور اور اس کے کہے ہوئے جملے بدستور اس کے ذہن میں صدائے بازگشت بن کر گونج رہے تھے' اس کی نظریں روشن بلب پر مرکوز ہو گئیں خاصی دیر تک وہ پلکیں جھپکائے بغیر بلب کو تکتا رہا پھر کب اس کی آنکھ لگی اور کب وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہوا؟ اسے کچھ یاد نہیں تھا.........!



بحری عقاب کے آسٹریلوی کپتان ڈیوڈ بروم نے بڑی گرمجوشی سے ان کا خیر مقدم کیا۔ اس کی عمر پچاس سال سے تجاویز کر چکی تھی لیکن وہ اپنی عمر کے مقابلے میں کم دکھائی دیتا تھا۔ اس کے قویٰ خاصے مضبوط تھے جسم قدرے فربہ تھا لیکن اس کے باوجود وہ دوسروں کے مقابلے میں اپنی ڈیوٹی زیادہ مستعدی اور چاق و چوبند نظر آتے ہوئے پوری کرنے کا عادی تھا۔ جہاز کے سیکنڈ آفیسر تیمور کی اطلاع کے مطابق ڈیوڈ بروم کو سمندر سے جنون کی حد تک عشق تھا شاید یہی وجہ تھی جو گزشتہ چالیس سالوں سے مختلف جہاز راں کمپنیوں سے مختلف حیثیت میں منسلک تھا۔ وہ ایک ملنسار اور خوش اخلاق آدمی تھا۔ بحری عقاب پر وہ گزشتہ اٹھارہ سال سے کپتان کی حیثیت سے اپنے فرائض منصبی نہایت دیانت داری سے سرانجام دے رہا تھا۔ عملے کے بیشتر افراد اس کے مداح تھے۔ حسب معمول وہ اس وقت بھی کارڑرائے کی پتلون اور آدھی آستین کی موٹی جرسی نما بنیان پہنے ہوئے تھا۔

مسافروں سے اس کا سلوک ہمیشہ بے حد مہذب اور دوستانہ رہتا تھا۔ لیکن تیمور کے دوست ہونے کے ناطے اس نے فیصل اور جاوید کو بطور خاص اپنے کیبن میں نہایت محبت سے خوش آمدید کہا۔ تھا عام حالات میں عملے کے افراد بھی اس کے کیبن میں جانے سے گریز کرتے تھے جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ آرام کرتے وقت کسی بے جا مداخلت کو نہیں پسند کرتا تھا فرصت کے اوقات میں اس کا بیشتر وقت مطالعہ میں صرف ہوتا تھا۔

مہمانوں کی تواضع اس نے مشروبات سے کی تھی۔ وہ سادگی پسند تھا اس لئے زیادہ تکلفات میں نہیں پڑتا تھا۔ فیصل اور جاوید سے متعارف ہونے کے بعد وہ بہت جلد ان دونوں سے دوستوں کی طرح گھل مل کر باتیں کرنے لگا۔

"کیا تمہارا جنوبی افریقہ کا یہ سفر محض کاروباری نوعیت کا ہے؟ ے" اس نے براہ راست فیصل سے سوال کیا۔

"جی نہیں' ہم نے یہ سفر محض تفریح کی خاطر اختیار کیا ہے۔" فیصل نے کہا۔ "افریقہ کے بارے میں ہم نے بہت کچھ سن رکھا ہے اس لئے اسے قریب سے دیکھنے کا شوق

پیدا ہو گیا۔"

"تم نے جو کچھ سنا ہو گا وہ بہت کم سنا ہو گا۔ اس نے اپنا موٹا سگار سلگاتے ہوئے کہا یورپ کے لوگ افریقہ کو آج بھی تاریک براعظم کے نام سے یاد کرتے ہیں یہ دنیا کا دوسرا سب سے بڑا براعظم ہے اور آج بھی اتنا ہی پراسرار اور حیرت انگیز تصور کیا جاتا ہے جتنا صدیوں سے خیال کیا جاتا تھا۔ اب بھی بے شمار علاقے اور خطے ایسے ہیں جہاں تک مہذب دنیا کے لوگوں کے قدم نہیں پہنچے یا شاید جو لوگ پہنچے انہیں مار ڈالا گیا اس لئے کہ وہاں کے غیر مہذب اور جنگلی لوگ اپنے درمیان دوسروں کے وجود کو برداشت کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ ان کی رسمیں بھی ان ہی کی طرح پراسرار اور ناقابل یقین ہیں۔ وہ جادو ٹونے پر اندھا یقین رکھتے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ انتہائی انسانیت سوز اور درندوں جیسا سلوک کرنے کے عادی ہیں جو ان کی اصلاح کی کوشش کریں' میں نے افریقہ کے اسرار کے بارے میں ان گنت قصے اور کہانیاں پڑھی ہیں' کیا تم یقین کرو گے' کہ وہاں غیر مہذب قبیلوں میں ایک قبیلہ ایسا بھی ہے جہاں مردہ انسانوں کا گوشت نہایت رغبت اور فخر سے استعمال کیا جاتا ہے۔ آج تک نہ جانے کتنے سیاح گمنام خطوں کی تلاش میں اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں لیکن.........." وہ کہتے کہتے رک گیا پھر مسکرا کر بولا۔ "معاف کرنا میرے دوست میں شاید بلاوجہ تم لوگوں پر اپنی کتابی معلومات کا رعب جمانے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"آپ کی باتیں بہت دلچسپ ہیں اور نصیحت آموز بھی لیکن یہاں معاملہ بھینس کے آگے بین کے مترادف ہے۔" جاوید نے جان بوجھ کر مشکل محاورہ استعمال کیا۔

"میں تمہاری بات کا مقصد نہیں سمجھا۔" اس نے جاوید کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"میرے دوست کا خیال ہے کہ آپ کی معلومات ہمارے لئے افریقہ کے قیام کے دوران بہت سود مند ثابت ہوں گی۔" فیصل نے جلدی سے کہا۔

"کیا تم لوگوں کا ارادہ قبائلی علاقوں کی طرف بھی جانے کا ہے؟ اگر ایسا ہے تو میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ بغیر کسی مستند گائیڈ کے ایسی حماقت سے گریز ہی کرنا ورنہ ممکن ہے معلومات کی کمی کی وجہ سے کسی مصیبت کا شکار ہو جاؤ۔"

"ہم بطور خاص آپ کی فراہم کردہ مفید معلومات کا خیال رکھیں گے۔"

فیصل بڑی توجہ اور دلچسپی سے کپتان کی باتوں کو سن رہا تھا اور کرید کرید کر زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کر رہا تھا لیکن جاوید کو ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی اس نے ابھی

تک فیصل سے رات کو پیش آنے والے پراسرار واقعہ کا ذکر نہیں کیا تھا لیکن اس کا ذہن اس وقت بھی مارتھا کی بھٹکتی ہوئی بے چین روح کے بارے میں الجھ رہا تھا۔ کپتان سے ملاقات کرنے کی خواہش کا اظہار اس نے بطور خاص اسی ضمن میں کیا تھا مگر فیصل نے کپتان کو اپنی باتوں میں الجھا رکھا تھا چنانچہ وہ دیدہ و دانستہ ان باتوں سے اپنی اکتاہٹ کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ کچھ دیر تک کپتان فیصل کو اپنے تجزیوں اور کتابی معلومات سے آگاہ کرتا رہا پھر اس نے ازخود جاوید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے دوست اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو شاید تم یہ سفر اپنی خوشی سے نہیں کر رہے ہو۔"

"مسٹر بروم کیا آپ نے بھٹکتی ہوئی بے چین روحوں کے بارے میں کچھ پڑھا ہے۔"

جاوید نے کپتان کے سوال کو یکسر نظرانداز کرتے ہوئے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"میرا خیال ہے کہ روحوں کے بارے میں مختلف عقیدہ رکھنے والوں کا مختلف خیال ہے جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مادی شکل سے چھٹکارا پا لینے کے بعد بھی روحیں ہمارے درمیان بھٹکتی رہتی ہیں۔

"کیا آپ نے کبھی کسی بھٹکتی ہوئی روح سے ہم کلام ہونے کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔"

"میں .... سمجھا نہیں۔" اس نے پہلی بار سنجیدگی اختیار کی شاید اسے جاوید کا سوال گراں گزرا تھا۔

"مسٹر تیمور کی زبانی آپ کو شاید یہ بات معلوم ہو چکی ہو گی کہ ہمارا قیام کیبن انیس اور بیس میں ہے۔"

"ہاں .... لیکن کیبن کے نمبروں سے روحوں کا کیا تعلق ہو سکتا ہے یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔" کپتان نے قدرے الجھتے ہوئے کہا۔

"مسٹر تیمور نے ہمیں بتایا ہے کہ آپ بحری عقاب سے گزشتہ اٹھارہ سال سے وابستہ ہیں۔"

"میں اس کی تائید کرتا ہوں لیکن.............."

"کیا آپ کو کوئی ایسا خاص اور اہم واقعہ یاد ہے جس کا تعلق فرسٹ کلاس کے کیبن نمبر انیس اور بیس سے متعلق ہو۔"

"آئی ایم سوری مسٹر جاوید .... مجھے پہیلیاں بوجھنے کا شوق نہیں ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں آپ سے رخصت کی اجازت طلب کرنی چاہئے ...." فیصل نے جلدی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ہم نے آپ کا خاصا قیمتی وقت برباد کیا ہے لیکن آپ نے ہمیں جو معلومات فراہم کی ہیں ہم اس کے لئے آپ کے شکر گزار ہیں۔"

فیصل کا خیال تھا کہ جاوید اس وقت جان بوجھ کر ڈیوڈ بروم کو الجھانے کی کوشش کر رہا تھا' دوستوں کے حلقوں میں وہ اپنے بے حد سنجیدہ قسم کے مذاق کے لئے خاص شہرت رکھتا تھا لیکن جہاز کے کپتان کے ساتھ اس کا یہ طرز عمل نا مناسب تھاکم از کم فیصل نے یہی اندازہ لگایا تھا اسی وجہ سے وہ فوری طور پر جانے کے ارادہ سے اٹھ گیا لیکن جاوید بدستور اپنی نشست پر بیٹھا رہا اور قبل اس کے کہ کپتان انہیں رخصت کرنے کے ارادے سے اٹھتا جاوید نے بدستور اپنی سنجیدگی برقرار رکھتے ہوئے کہا۔

"مسٹر بروم کیا آپ مارتھا اور فرانسس نامی اس جوڑے سے واقف ہیں جو اسی جہاز پر کیبن نمبر انیس یا بیس میں کچھ عرصہ پہلے سفر کر رہے تھے اور سفر کے دوران انہیں قتل کر دیا گیا تھا یا شاید وہ پراسرار حالات میں موت کا شکار ہو گئے تھے۔"

اس بار فیصل کے علاوہ تیمور نے بھی جاوید کو گھورتی ہوئی نظروں سے دیکھا لیکن ڈیوڈ بروم کا ردعمل اس بار پہلے سے مختلف تھا مارتھا اور فرانسس کا نام سن کر اس نے جاوید کو حیرت سے ایک نظر دیکھا پھر کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر کیبن کی چھت کو تکنے لگا' اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ اپنی یادداشت کے دریچوں کو کھولنے کی کوشش میں مصروف ہے' فیصل دوبارہ اپنی نشست پر بیٹھ گیا' تیمور کی نظریں بھی اب کپتان کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

کچھ دیر تک ڈیوڈ بروم خلا میں گھورتا تھا پھر اس نے جاوید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے دوست کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم نے اس وقت مارتھا اور فرانسس کا ذکر کیوں چھیڑ دیا .... کیا تم ان سے واقف ہو۔"

"پہلے کوئی واقفیت نہیں تھی لیکن گزشتہ رات مارتھا کی روح نے مجھ سے ملاقات کی تھی۔"

"کیا تم حقیقتاً سنجیدہ ہو..............." ڈیوڈ بروم نے بدستور حیرت سے پوچھا۔

"جی ہاں..............." جاوید نے کہا .... "مارتھا کی روح نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ ہم جتنی جلدی ممکن ہو سکے اپنا سفر ترک کر دیں' دوسری صورت میں اس نے ہمیں

ہولناک نتائج سے دوچار ہونے کی پیش گوئی کی ہے۔"

جاوید کے بیان پر فیصل اور تیمور کو بھی سنجیدہ ہونا پڑا۔ ڈیوڈ بروم ایک بار پھر اپنے خیالوں میں مستغرق ہوگیا۔ کیبن میں کچھ دیر پراسرار خاموشی مسلط رہی پھر اس نے فیصل سے دریافت کیا ....

"کیا تم محض تفریح کی غرض سے افریقہ جا رہے ہو یا..............."

اس نے فیصل کو مخاطب کرتے ہوئے دریافت کیا۔

"فی الحال یہی ارادہ ہے..............." فیصل نے جلدی سے کہا .... "ویسے اگر حالات سازگار ہوئے تو ممکن ہے ہم وہاں برانچ آفس کے قیام..............."

"مجھے تمہاری باتوں پر یقین ہے لیکن مارتھا کی روح .... میں نہیں سمجھ سکا کہ ایسا کیوں کر ممکن ہوا۔" اس نے الجھتے ہوئے کہا اس حادثے کو کم و بیش نو سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے اور اس دوران بے شمار لوگوں نے فرسٹ کلاس کے کیبن نمبر انیس اور بیس میں سفر کیا ہوگا لیکن مارتھا کی روح کا قصہ میں آج پہلی بار سن رہا ہوں۔"

"کیا آپ ہی مارتھا اور فرانسس کے سلسلے میں تفصیل سے کچھ بتانا پسند کریں گے۔" فیصل نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"ان کی موت یقیناً پراسرار حالات میں ہوئی تھی لیکن ہم نے اس خیال سے کہ مسافروں کے درمیان خوف و ہراس نہ پیدا ہو اس حادثے کی تشہیر نہیں ہونے دی تھی ڈیوڈ بروم نے کہا کہ ان کی موت کا میڈیکل سرٹیفکیٹ آج بھی جہاز کے ریکارڈ پر موجود ہے جس میں موت کی وجہ حرکت قلب بند ہو جانا ظاہر کی گئی ہے۔

"کیا حقیقت بھی یہی تھی۔" جاوید نے پوچھا۔

"نہیں..............." اس نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔

"جہاں تک مارتھا کی موت کا تعلق ہے وہ یقیناً حرکت قلب بند ہو جانے کے سبب موت کا شکار ہوئی تھی لیکن فرانس........ ڈاکٹر کی زبانی رپورٹ کے مطابق وہ کسی زہریلے سانپ کے کاٹنے کی وجہ سے مرا تھا۔"

"کیا جہاز میں کسی سانپ یا بچھو کے ہونے کے امکانات نہیں ہوسکتے۔" .... فیصل نے کہا۔ "میرا مطلب ہے کہ ہو سکتا ہے کہ سانپ یا بچھو فرانس کے کسی ایسے دشمن کے ذریعے کیبن تک پہنچا ہو جو سفر کے دوران جہاز پر موجود رہا ہو۔"

"میرا ذاتی خیال بھی یہی ہے۔"

"مسٹر بروم..............." جاوید نے کچھ سوچتے ہوئے کہا........ "ابھی آپ نے بھی اقرار کیا ہے کہ فرانسس کی موت پراسرار حالات میں واقع ہوئی تھی کیا آپ یہ بتانا پسند کریں گے کہ وہ پراسرار حالات کیا تھے۔"

"موت سے ایک روز قبل فرانسس اور ایک سیاہ فام مسافر کے درمیان کسی بات پر نوبت ہاتھا پائی تک پہنچ گئی تھی۔ وہ سیاہ فام مسافر فرسٹ کلاس کے کیبن نمبر گیارہ میں مقیم تھا۔" ڈیوڈ بروم نے کہا۔ "اگر ہمارے ایک بٹلر نے درمیان میں پڑ کر بیچ بچاؤ نہ کیا ہوتا تو شاید بات حد سے تجاوز کر جاتی ...... بٹلر کے بیان کے مطابق سیاہ فام مسافر جس کا نام بروس تھا' نے مسافر فرانسس کو دھمکی دی تھی کہ وہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا اور ایسا ہی ہوا۔"

"اس حادثے کے رونما ہونے کے بعد بروس کا کیا بیان تھا۔"

"پراسرار بات یہی تھی کہ فرانسس اور مارتھا کی موت کے بعد بروس اپنے سامان سمیت غائب پایا گیا ہم نے جہاز کا کونا کونا چھان مارا تھا لیکن اس کا کوئی پتہ یا نشان نہیں ملا .... بعد میں اس پتے پر بھی معلومات کی گئیں جو ہماری لسٹ پر درج تھا لیکن وہاں سے یہی جواب ملا کہ اس پتے پر بوس نامی کوئی فرد نہیں رہتا .... میرا خیال ہے کہ بروس نے موت سے بچنے کی خاطر سمندر میں چھلانگ لگا دی ہوگی۔"

"سامان سمیت..............." فیصل نے پوچھا۔

"ممکن ہے اس نے اپنے سامان کو اس خیال سے سمندر میں پھینک دیا ہو کہ اس کا کوئی سراغ نہ مل سکے اور بعد میں..............."

"کیا آپ کو یقین ہے کہ بروس نے خودکشی کی ہوگی..............."

"میں وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتا .... لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ وہ حادثہ میری زندگی کا سب سے پراسرار حادثہ تھا جہاز پر کسی سانپ یا بچھو کا پایا جانا اور پھر مسٹر بروس کا غائب ہوجانا .... میں محض قیاس آرائی کر سکتا ہوں لیکن ان واقعات کی کوئی توجیہہ بیان نہیں کر سکتا۔"

"کیا یہ بھی درست ہے کہ فرانسس کو مہم سر کرنے کا جنون تھا اور وہ افریقہ کے گمنام جزیروں کی تلاش کی خاطر سفر کر رہا تھا۔" جاوید نے دریافت کیا۔

"یہ بات........"

"یہ بات بھی مارتھا کی روح نے بتائی ہے..............." جاوید نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں .... یہ درست ہے۔" ڈیوڈ بروم نے کہا۔

"فرانسس نے مجھ سے اپنے ارادے کا نہ صرف ذکر کیا تھا بلکہ وہ فرصت کے اوقات میں اکثر مجھ سے معلومات بھی حاصل کرتا رہتا تھا۔"

ڈیوڈ بروم اور فیصل کے درمیان خاصی دیر تک فرانسس کی موت پر تبصرہ ہوتا رہا پھر وہ جانے کے لئے اٹھے تو بروم نے بڑی سنجیدگی سے کہا کیا میں امید رکھوں کہ آپ حضرات اس واقعہ کا ذکر کسی اور سے نہیں کریں گے......... اس میں نہ صرف یہ کہ جہاز راں کمپنی کی پوزیشن خراب ہو گی بلکہ مسافروں کے درمیان سراسیمگی کی کیفیت بھی پیدا ہو سکتی ہے جو یقیناً ہم سب کے لئے تشویش کا باعث ہو گی......... آپ اگر چاہیں تو میں آپ کے کیبن تبدیل کر سکتا ہوں........"

"اس کی ضرورت نہیں۔" فیصل نے یقین دلاتے ہوئے کہا۔ "آپ مطمئن رہیں ہم مارتھا کی روح کے بارے میں کسی سے ذکر نہیں کریں گے۔"

کپتان سے رخصت ہو کر وہ اپنے کیبن میں آئے تو تیمور بھی جاوید کو مارتھا کے سلسلے میں کریدتا رہا جاوید نے وہی کچھ بیان کیا جو ڈیوڈ کے سامنے کہہ چکا تھا لیکن تیمور کے جانے کے بعد اس نے فیصل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تم بہت جلد اپنی آنکھوں سے دیکھو گے کہ اب ہماری خاطر بحری عقاب پر گندی اور ماورائی قوتوں کی جانب سے بے گناہ مسافروں کا خون خرابہ شروع ہو جائے گا۔"

"کیا مطلب..............." فیصل نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "تمہیں یہ خیال کیسے آیا۔"

"یہ میری نہیں مارتھا کی روح کی پیش گوئی ہے میں نے جان بوجھ کر تیمور اور کپتان کی موجودگی میں اس جملے کو حذف کر دیا تھا۔"

"تمہارا کیا مشورہ ہے۔" فیصل نے اسے کریدنے کی خاطر پوچھا۔ کیا ہمیں اپنا سفر محض ایک نادیدہ روح کے اشارے پر ترک کر دینا چاہئے۔"

"سوری .... قربانی کا بکرا صرف قصائی کی چھری تلے آ سکتا ہے اپنی کوئی رائے نہیں دے سکتا۔" جاوید نے لاپروائی کا مظاہرہ کیا پھر ٹہلتا ہوا کیبن سے باہر نکل گیا .... فیصل بڑی سنجیدگی سے حالات کے نشیب و فراز کے بارے میں غور کرنے لگا لیکن یہ بات اس نے طے کر لی تھی کہ وہ ہر قیمت پر اپنا سفر جاری رکھے گا خواہ جاوید اس کے ساتھ جانے پر تیار ہو یا کسی اگلی بندرگاہ سے واپس لوٹ جائے .... ویسے اسے

جاوید کی دوستی پر اعتماد تھا ....

○

لوکارنا تقریباً" نصف گھنٹے سے کسی سائے کی طرح بٹلر کا تعاقب کر رہا تھا جو کیبن ڈیوٹی پر تعینات تھا۔ اس کی چھٹی حس نے اس شبہے کو تقویت دی تھی کہ بٹلر وہی نقاب پوش تھا جس نے ایس ٹو کی ہدایت پر اسے راہ راست پر آنے کا مشورہ دیا تھا ہرچند کہ گزشتہ رات نقاب کی وجہ سے وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکا تھا لیکن بٹلر کے قدو قامت اور اس کی چال ڈھال دیکھ کر نہ جانے کیوں اس کے ذہن نے اسے مشکوک قرار دیا تھا چنانچہ وہ اپنے شبے کی تصدیق کی خاطر اس کے پیچھے لگا ہوا تھا۔

لوکارنا کا شمار ان شورہ پشت بدمعاشوں میں ہوتا تھا جو اپنے پیچھے جرم کا کوئی نشان چھوڑنے کے عادی نہیں تھے۔ قتل و غارت گری ہی اس کا ذریعہ معاش تھی لیکن جرائم کی دنیا میں دس سال مکمل کرنے کے باوجود اس نے ایک بار بھی عدالت یا جیل خانے کی صورت نہیں دیکھی تھی پولیس نے اکثر شبہے کی بنیاد پر اس کے خلاف تفتیش کی تھی لیکن عدم ثبوت کی بنا پر ہر بار وہ قانون کی دسترس سے صاف بچ نکلتا تھا۔

اپنی منہ مانگی مطلوبہ رقم کے عوض کس کا بھی خون کردینا اس کے لئے دلچسپ مشغلہ تھا۔

موجودہ مہم میں اس کے ذمہ صرف اتنا کام سونپا گیا تھا کہ بحری عقاب کے دو مسافروں کی محض اس حد تک سرکوبی کر دے کہ وہ اپنا سفر مکمل کئے بغیر واپسی کے خیال پر مجبور ہو جائیں اور اس چھوٹے سے کام کے لئے لوکارنا کو دیگر اخراجات کے علاوہ ایک لاکھ کی رقم پیشگی ادا کر دی گئی تھی جو اس کی توقع کے خلاف تھی اس نے محض ٹالنے کے لئے ایک بڑی رقم کا مطالبہ کیا تھا چھوٹی موٹی مار پیٹ کی وارداتوں میں ملوث ہو کر وہ اپنی ریپوٹیشن خراب کرنے کا عادی نہیں تھا لیکن رقم موصول ہو جانے کے بعد اسے مجبوراً اپنا عہد پورا کرنا پڑ رہا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کون لوگ تھے جو محض دو مسافروں کو سفر سے روکنے کی خاطر اتنی بھاری رقم ادا کر رہے تھے۔ معاملے کی بات فون پر ہوئی تھی پھر اسے اس کی مطلوبہ رقم دوسری صبح بالکونی میں پڑی مل گئی تھی۔ رقم کی اطلاع بھی فون پر دی گئی تھی چرمی تھیلے میں ایک لاکھ کے کرنسی نوٹوں کے علاوہ ایک لاکٹ بھی موجود تھا جس کے ساتھ ٹائپ شدہ پیغام

تھا اسے ہدایت کی گئی تھی کہ کام مکمل ہونے تک وہ اس لاکٹ کو اپنے گلے میں ڈالے رکھے گا اور ایس ٹو کے کوڈ کے حوالے سے ملنے والی ہدایت پر عمل کرتا رہے گا۔

وہ لاکٹ اس وقت اس کے گلے میں موجود تھا ریلنگ پر ہاتھ جمائے کھڑا وہ بظاہر سمندر میں اٹھنے والی لہروں کا نظارہ کر رہا تھا لیکن اس کی تمام تر توجہ تین نمبر کے کیبن کی جانب تھی جس میں اس کا مطلوبہ بٹلر داخل ہوا تھا اسے زیادہ دیر انتظار کی زحمت نہیں اٹھانی پڑی' پانچ منٹ بعد ہی بٹلر ہاتھ میں خالی ٹرے لئے باہر نکلا' لوکارنا نے اس بار تعاقب کا خیال ترک کر دیا اور لپک کر بٹلر کے راستے میں حائل ہو گیا' اسے یقین تھا کہ وہی اس کا مطلوبہ آدمی ہے تو اس کے چہرے سے فوری ردعمل کا اظہار ضرور ہو گا لیکن اسے اپنے ارادے میں کامیابی نہیں ہوئی البتہ بٹلر اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا تم مجھے اپنا نام بتانا پسند کرو گے؟" لوکارنا نے اسے گھورتے ہوئے تلخ لہجے میں سوال کیا۔

"میرا نام سکندر ہے جناب۔"

"گزشتہ رات تمہاری ڈیوٹی کہاں تھی۔"

"میں سمجھا نہیں جناب..............."

"میں گیارہ نمبر میں مقیم ہوں گزشتہ رات کوئی بٹلر مجھ سے ایک بڑا نوٹ لے گیا تھا پھر واپس نہیں پلٹا۔"

"کس وقت کی بات ہے جناب..............."

"میرا خیال ہے رات دس یا پھر گیارہ بجے کی' میں نے ٹائم نوٹ نہیں کیا تھا۔"

"آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے جناب گزشتہ رات دس بجے میں ہی ڈیوٹی پر تھا لیکن آپ نے..............."

"تمہارے بعد کس کی ڈیوٹی شروع ہوئی تھی..............." لوکارنا نے اس کی بات درمیان سے اچکتے ہوئے دریافت کیا' اپنے غصے کو وہ بڑی مشکل سے کنٹرول کر رہا تھا اگر بٹلر نے اسے اپنا نام غلط نہیں بتایا تھا تو سکندر ہی اس کا مطلوبہ آدمی تھا' وہ اس نقاب پوش کے لب و لہجے کو لاکھوں میں پہچاننے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ جرائم کی دنیا میں ایک طویل تجربے کے بعد وہ اپنی آنکھ اور کان کھلے رکھنے کا عادی بن چکا تھا لیکن اسے حیرت تھی کہ سکندر نے ابھی تک اپنے چہرے سے کسی ردعمل کا اظہار نہیں ہونے دیا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ رات کی ڈوٹی پر مارٹن نامی بٹلر موجود تھا لیکن میں یقین سے نہیں

کہہ سکتا۔"

"تم نے اسے چارج دیا اور تم اس سے ناواقف بھی ہو.......... کیا یہ بات حیرت انگیز نہیں.........." لوکارٹا نے اس بار بدلے ہوئے تیور سے کہا اس طرح وہ سکندر کو باور کرانا چاہتا تھا کہ وہ اسے شناخت کر چکا ہے۔

"مجھے افسوس ہے محترم لیکن میں ابھی پورے عملے سے واقف نہیں ہوں۔"

"کیا مطلب.........."

"آج میری ڈیوٹی کو اس جہاز پر دوسرا دن ہے میری بھرتی ایک ہفتے پیشتر عمل میں آئی ہے۔"

"اس سے پیشتر تم کیا کرتے تھے.........." لوکارٹا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ایک ہوٹل میں ملازمت کرتا تھا۔" سکندر نے اطمینان سے جواب دیا۔

"میری رقم کی واپسی کا کیا بنے گا.......... کیا کپتان کو حالات سے باخبر کر دوں.........."

"آپ کی مرضی پر منحصر ہے جناب لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کل رات میں نے آپ کو اٹینڈ نہیں کیا تھا۔"

"اٹینڈ نہیں کیا تھا۔" لوکارٹا نے چبھتے ہوئے انداز میں اس کے لب و لہجہ کی نقل کی۔ تمہاری تعلیم کہاں تک ہے۔"

"میں نے ایف اے تک پڑھا ہے جناب اس کے بعد حالات نے اجازت نہیں دی....."

"ٹھیک ہے میں تمہاری بات پر اعتماد کئے لیتا ہوں لیکن ایک شرط پر تم مارٹن یا کسی اور سے اس کا ذکر نہیں کرو گے، میں خود ہی دیکھ لوں گا کہ وہ شرارت کس کی تھی۔"

"شکریہ جناب.........." سکندر جانے کے ارادے سے آگے بڑھا لیکن لوکارٹا دوبارہ اس کے راستے میں حائل ہو گیا۔

"سنو.........." اس بار اس نے خود کو ایک اوباش شخص ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"آج رات کون ڈیوٹی پر ہوگا۔"

"میری ڈیوٹی دس بجے چینج ہو گی۔" سکندر نے کہا۔

"کیا میں آپ کے کسی کام آ سکتا ہوں۔"

"ڈیوٹی تبدیل ہونے کے بعد مجھ سے ضرور مل لینا.......... ہو سکتا ہے ہم ایک

دوسرے کے لئے کار آمد ثابت ہو سکیں۔" لوکارٹا نے بڑی رازداری سے آنکھ جھپکاتے ہوئے کہا۔ پھر بڑا نوٹ نکال کر زبردستی سکندر کی جیب میں ڈال دیا..........

سکندر کے جانے کے بعد اس کے چہرے پر دنیا جہان کی خباثت سمٹ آئی اسے یقین تھا کہ اس نے اپنے دشمن کو شناخت کرنے میں کوئی غلطی نہیں کی۔ دیدہ دانستہ اس نے سکندر کو رات ملاقات کی دعوت دی تھی اس کو یقین تھا کہ سکندر ہی اس کا مطلوبہ شخص ہے تو وہ رات کے وقت اس کے کیبن میں آنے کی حماقت نہ کرے گا .... دوسری شکل میں اس کی موت یقینی تھی.....!!

○

روپا نے ڈائننگ ہال میں قدم رکھا تو بیشتر مسافروں کی نگاہیں اس کی جانب اٹھ گئیں۔ گہرے عنابی رنگ کی منی ساڑھی میں اس کے سراپا کا رنگ کچھ اور نکھر آیا تھا۔ شنکر دروازے کے قریب ہی ایک میز پر تنہا بیٹھا کھانے میں مصروف تھا لیکن روپا نے اس کی جانب کوئی توجہ نہیں دی۔ طے شدہ پروگرام کے تحت ابھی تک اس نے شنکر کے قریب جانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ شنکر نے اس کو سخت تاکید کر رکھی تھی کہ جب تک وہ اس کو دوسری ہدایت نہ دے وہ اس کی طرف متوجہ ہونے کی حماقت نہیں کرے گی۔ اسی غرض سے دونوں علیحدہ علیحدہ کیبنوں میں سفر کر رہے تھے۔ شنکر کا قیام فرسٹ کلاس میں کیبن نمبر دو میں تھا اور روپا نمبر پانچ میں تھی۔ دونوں ابھی تک ایک دوسرے کے لئے قطعی اجنبی بنے ہوئے تھے۔ لیکن نکا نے ایک دو موقعوں پر اسے مسافروں کی موجودگی میں ایسی نظروں سے دیکھا تھا جیسے وہ اس میں دلچسپی رکھتا ہو۔ اس وقت بھی اس نے روپا کو ایسی نظروں سے گھورنا شروع کر دیا جیسے وہ اسے اپنی میز پر بلانے کا متمنی ہو لیکن روپا اس کے قریب سے گزر کر اس میز کے قریب جا کر رک گئی جس پر مونیکا اور را.بسن موجود تھے را.بسن کی عمر ہر چند سترہ سال سے زیادہ نہیں تھی لیکن اس نے روپا کو سر سے پاؤں تک بڑی پسندیدہ نظروں سے دیکھا تھا مونیکا نے پلیٹ پر کانٹا مار کر را.بسن کی توجہ ہٹانے کی کوشش کی لیکن اس سے پیشتر کہ را.بسن اس کے اشارے کو سمجھ پاتا روپا نے مونیکا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیا آپ کو میرے یہاں بیٹھنے پر کوئی اعتراض تو نہ ہو گا۔"

"بالکل نہیں...... مونیکا نے ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں جواب دیا .... آپ شوق سے تشریف رکھئے۔"

"میرا خیال ہے کہ آپ تنہا سفر کر رہی ہیں۔" روپا کے بیٹھنے کے بعد را.سن نے گفتگو کی ابتداء کی۔

"جی ہاں.............." روپا نے مختصر جواب دیا پھر بیرے کو بلا کر اسے کھانے کا آرڈر دینے لگی ....

"آپ کا قیام غالباً........."

"فرسٹ کلاس کیبن نمبر پانچ....." روپا نے تیزی سے جواب دیا۔ لیکن انداز بتا رہا تھا جیسے اسے را.سن کا بار بار مخاطب ہونا اچھا نہیں لگا تھا۔

"یہ میرا کزن را.سن ہے۔" مونیکا نے موقع کی نزاکت بھانپتے ہوئے جلدی سے کہا پھر اپنا تعارف کراتے ہوئے بولی .... "ہم سیکنڈ کلاس میں سفر کر رہے ہیں' را.سن کو مشرقی لوگوں سے دوستی کرنے کا شوق جنون کی حد تک ہے۔"

"کیا یہ شوق لڑکیوں کی حد تک محدود ہے" روپا نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے را.سن کو دیکھا پھر مونیکا سے بولی۔ "میں اب تک خود کو بڑا تنہا محسوس کر رہی تھی لیکن شاید اب سفر کے دوران مجھے بوریت کا احساس نہیں ہوگا۔"

"کیا آپ کو تنہا سفر کرتے ہوئے خوف محسوس نہیں ہوتا؟" مونیکا نے بڑی معصومیت سے سوال کیا ....

"بالکل نہیں.............." روپا نے پر اعتماد انداز میں کہا .... "تنہا سفر کرنے میں آزادی اور خود مختاری کا جو لطف ہے وہ کسی کے ساتھ سفر کرنے میں کہاں۔"

"آپ کی باتیں بڑی دلچسپ ہیں.........." را.سن نے بڑی اپنائیت سے کہا ....

"اور میرے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟" روپا نے کچھ ایسے بے تکلفانہ انداز میں پوچھا کہ را.سن جھینپ کر رہ گیا' کھانے کے دوران روپا اور مونیکا ایک دوسرے سے بہت زیادہ گھل مل گئیں' کھانے کے بعد روپا نے کافی کا آرڈر دیا' را.سن کی نظریں بار بار روپا کے چہرے کی جانب اٹھ رہی تھیں لیکن اب وہ گفتگو سے پرہیز کر رہا تھا شاید اس لئے کہ روپا نے اسے اس کی کم سنی کا احساس دلا دیا تھا یا پھر مونیکا کی موجودگی میں مصلحتاً خاموش تھا۔

کافی کے دوران بھی روپا اور مونیکا کے درمیان گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ مونیکا اسے افریقہ کے اسرار کے بارے میں اپنی معلومات سے آگاہ کر رہی تھی۔ روپا نے اسے اپنے بارے میں ابھی تک تفصیل سے کچھ بتانے سے گریز ہی کیا تھا اور مختصراً" یہی بتایا تھا کہ وہ افریقہ کا سفر محض تفریحاً" مہم جوئی کے شوق کے پیش نظر کر رہی ہے اور کسی بھی بندرگاہ پر اپنا سفر ترک کر سکتی ہے۔

ڈائننگ ہال میں بیٹھے ہوئے دوسرے مسافر بھی کھانے کے ساتھ ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھے لیکن پھر ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جس نے سب ہی کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ وہ ایک برطانوی نژاد مسافر تھا جو اچانک شور مچاتا ہوا ڈائننگ ہال میں داخل ہوا اور بیشتر لوگوں کی توجہ کا مرکز بن گیا وہ دیوانوں جیسے انداز میں چیخ رہا تھا۔

"میں لٹ گیا .... برباد ہو گیا .... اس جہاز پر ہمارے ساتھ کوئی ڈاکو بھی سفر کر رہا ہے جس نے میرے سفر کے تمام اہم کاغذات مجھے میری تمام رقم سے بھی محروم کر دیا .... دوستو! میری مدد کرو ورنہ میرے پاس خودکشی کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہوگا میں تم سب سے رحم کی اپیل کرتا ہوں اور سنو .... اگر وہ شخص جو میری بربادی کا سبب بنا ہے یہاں اس وقت موجود ہے تو میں اس سے التجا کرتا ہوں کہ وہ میری سفری دستاویز اور نصف رقم واپس کردے میں تمام زندگی اس کا شکر گزار رہوں گا.............."

اچانک بحری عقاب کا چیف آفیسر جوزف اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ تیزی سے اندر داخل ہو گیا' برطانوی باشندے کے قریب پہنچ کر اس نے اسے سخت نظروں سے گھورا شاید "نگاہوں میں وہ اسے خاموش رہنے کی تلقین کرنا چاہتا تھا۔

"نہیں میں خاموش نہیں رہوں گا۔ جہاز پر تمہارا حفاظتی نظام سخت ناقص اور فضول ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو میں اپنی رقم اور کاغذات.............."

"مسٹر ولیم .... چیف آفیسر نے کرخت آواز میں اسے تنبیہہ کی .... آپ جہاز کے مسافروں کو ہماری جانب سے بدظن کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

"اگر تمہیں جہاز کے مسافروں کا اتنا ہی خیال ہے تو پھر میری رقم اور میرے کاغذات کہاں گم ہو گئے۔"

"اگر آپ کو ہماری وجہ سے کوئی نقصان ہوا ہے تو آپ کو اس کی باقاعدہ تحریری

رپورٹ کرنی چاہیے اس طرح اچانک مسافروں کے سکون میں خلل ڈالنا آپ کو زیب نہیں دیتا..............."

"تحریری رپورٹ سے کیا بنے گا..............." مسافر جسے ولیم کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا جنونی انداز میں چلایا .... "جب تک تم اور تمہارا سیکورٹی کا عملہ کوئی قدم اٹھائے گا مجھے لوٹنے والا میرے کاغذات سمندر برد کر دے گا اور اس کے بعد رقم کے بارے میں تم اس کا کیا بگاڑ لو گے..............."

"میرا خیال ہے کہ آپ کو میرے ساتھ میرے آفس میں چل کر تفصیل سے گفتگو کرنی چاہیے اس طرح ڈائننگ ہال میں کھڑے ہو کر چلانے سے کیا حاصل ہوگا۔" چیف آفیسر نے اسے سمجھانے کی کوشش کی ....

"میں لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ تمہارے جہاز پر کس قدر غیر محفوظ ہیں۔" ولیم نے بدستور چیختے ہوئے کہا .... "آج میں تمہاری بدانتظامی اور لاپرواہی کا شکار ہوا ہوں تو کل میری ہی طرح کوئی دوسرا بھی ...."

"مسٹر ولیم........" چیف آفیسر نے بمشکل اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے کرخت لہجہ اختیار کیا۔ آپ بغیر کسی ثبوت کے جہازراں کمپنی پر الزام لگا کر غیر قانونی کارروائی کے مرتکب ہو رہے ہیں میں آپ سے آخری بار درخواست کرتا ہوں کہ بات کو زیادہ بڑھانے کی کوشش نہ کریں۔"

"ورنہ تم کیا کرو گے......... کیا رقم اور کاغذات کی طرح مجھے بھی غائب کرا دو گے۔"

"مسٹر ولیم........" اچانک چیف آفیسر کے تیور خطرناک ہو گئے۔ "آپ مجھے سختی پر مجبور کر رہے ہیں۔"

"تم......... تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے" ولیم ہذیانی انداز میں چلایا۔ "میں تمہیں اور تمہاری کمپنی دونوں کو دیکھ لوں گا۔"

اس خیال سے کہ بات ہاتھا پائی تک نہ پہنچ جائے کچھ لوگ اپنی میزوں سے اٹھ کر قریب آ گئے۔ ان میں شنکر بھی تھا جو حسب معمول اس وقت بھی سیاہ سوٹ میں ملبوس تھا کچھ دیر تک وہ پوری توجہ اور انہماک سے ولیم کو دیکھتا رہا پھر وہ قدم بڑھا کر اس کے سامنے آ گیا اور سنجیدگی سے بولا.........

" مسٹر ولیم........ میرا خیال ہے کہ تم بلاوجہ تمام مسافروں کی ہمدردی حاصل کرنے

کی کوشش کر رہے ہو........."

"تم........ تم کون ہو.........." ولیم نے شنکر کو خونخوار نظروں سے گھورا۔

"تمہارے لئے صرف اتنا جان لینا ہی کافی ہے کہ اس وقت تم جیوتش ودیا کے ایک ایسے ماہر سے ہمکلام ہو جو تمہیں آنے والے کل اور تمہارے فیوچر کے بارے میں بھی سب کچھ پورے یقین اور وشواس کے ساتھ بتا سکتا ہے۔" شنکر کے لہجے میں اعتماد تھا اس نے جس انداز میں اپنا تعارف کرایا تھا اس نے لوگوں کو اس کی طرف بھی متوجہ ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

روپا بھی اپنی میز سے اٹھ کر مجمع میں شامل ہو گئی جو آہستہ آہستہ بڑھتا جا رہا تھا۔

"تم .... کیا تم بتا سکتے ہوئے کہ میری ساری رقم اور کاغذات کہاں ہیں؟"

ولیم نے شنکر کو ناپسندیدہ نظروں سے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"اس کے لئے تمہیں ٹھنڈے پانی سے اشنان کرنا پڑے گا۔ اس لئے میرے متر (دوست) کہ تمہاری کھوپڑی ابھی تک نشے سے گھوم رہی ہے۔"

"تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔"

"دھیرج سے کام لو مہاشے .... میں تمہارے من کے اندر جھانک کر تمہارا مرض جان چکا ہوں۔" شنکر نے ایک بار پھر پورے یقین سے کہا۔ "تمہارا بیان اور تمہاری رام کہانی جھوٹی ہو سکتی ہے لیکن میری زبان سے نکلی ہوئی بات پتھر کی لکیر ہوتی ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ شاید تم بھی جہازراں کمپنی کے کوئی کارندے ہو جو میری بات کو..............."

"ولیم..............." شنکر کا لب و لہجہ یکلخت بڑا گمبھیر ہو گیا۔ اس نے ولیم کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا تم میری ودیا (علم) کا تماشا دیکھنا چاہتے ہو تو میری بات دھیان سے سنو' تم کل رات پیتے رہے ہو' نشے کی حالت میں تم نے اپنے تمام اہم کاغذات اور تمام رقم سمیٹ کر ایک تھیلے میں بند کی اور اس تھیلے کو اپنے تکیے کے غلاف کے اندر چھپا دیا۔ نشہ ہرن ہونے کے بعد تم نے کیبن کی تمام چیزیں بکھیر دیں لیکن تکیے کا دھیان نہیں کیا۔

.... رقم اور کاغذات کا وہ تھیلا اس لمحے بھی تمہارے تکیے میں موجود ہے اور سنو .... اگر تم نے دوبارہ کبھی میری ذات پر گندگی اچھالنے کی کوشش کی تو تمہارا انجام اچھا نہیں گا۔"

ہجوم کے بیشتر افراد اب ولیم کے بجائے شنکر کی شخصیت میں دلچسپی لے رہے تھے ولیم

بھی اس سے مرعوب نظر آ رہا تھا چیف آفیسر ہرچند کہ کمزور اعتقاد کا مالک نہیں تھا لیکن پھر بھی اس نے شنکر کی بات کی تحقیق کرلینے میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔ ولیم اور چیف آفیسر کے ساتھ تقریباً اٹھارہ بیس آدمی اور بھی ولیم کے کیبن تک گئے پھر اس وقت سب ہی ششدر رہ گئے جب رقم اور کاغذات کا تھیلا شنکر کے کہنے کے عین مطابق ولیم کے تکیے کے غلاف ہی سے برآمد ہوا۔

ولیم کو شرمندہ کرنے کے بعد چیف آفیسر ایک بار پھر ڈائننگ روم میں آیا جہاں شنکر اپنی میز پر بیٹھا سگار کا دھواں اڑا رہا تھا۔

"میں آپ کا شکر گزار ہوں جناب۔ اس نے شنکر سے کہا۔ "آپ کی کہی ہوئی بات حرف بحرف درست ثابت ہوئی۔"

"میں سستی شہرت کو اچھا نہیں سمجھتا مسٹر جوزف لیکن حالات نے مجھے زبان کھولنے پر مجبور کر دیا تھا۔"

"یو آر ریئلی گریٹ۔" چیف آفیسر نے اسے تعریفی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میری آنکھیں اور بھی بہت کچھ دیکھ رہی ہیں۔" شنکر نے سگار کا ایک طویل کش لے کر دھواں اڑاتے ہوئے بے حد سنجیدگی سے کہا۔

"میں سمجھا نہیں..............."

"ابھی کچھ کہنے کا لمحہ نہیں آیا لیکن بحری عقاب پر کچھ کالی طاقتیں منڈلا رہی ہیں۔ میری آنکھیں تاریکی میں بہت دور تک دیکھ رہی ہیں .... شنکر نے خلا میں گھورتے ہوئے کہا......... موت .... ہنگامہ.......... طوفان.......... تباہی .... اور............"

"اور کیا جناب؟" چیف آفیسر نے بے چینی سے دریافت کیا۔

"سے آنے دو مسٹر جوزف تم اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ لو گے .... میری ودیا نے آج تک مجھے دھوکا نہیں دیا۔" شنکر نے چیف آفیسر کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے گہری سنجیدگی سے کہا۔ پھر تیزی سے اٹھا اور قدم اٹھاتا ہوا ڈائننگ ہال سے باہر چلا گیا لیکن ہال میں بیٹھے ہوئے لوگ بدستور اس کے بارے میں چہ مگوئیاں کر رہے تھے جس میں رویا پیش پش تھی .... اور چیف آفیسر حیرت سے آنکھیں پھاڑے گم صم بیٹھا شنکر کی کہی ہوئی باتوں پر غور کر رہا تھا.........!

اچانک کیبن کے دروازے پر دستک ہونی شروع ہوئی تو لوکارٹا کسی زخمی ناگ کی طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنی دستی گھڑی پر نظر ڈالی رات کے سوا گیارہ کا عمل تھا۔ دستک دینے والا یا تو بہت جلدی میں تھا یا بے حد بوکھلایا ہوا تھا جو اس کے ہاتھ برابر کیبن کو پیٹ رہے تھے۔

"یہ میرا مطلوبہ شخص نہیں ہو سکتا.......... لوکارٹا نے سوچا۔ اس نے سکندر کو دس بجے کا وقت دیا تھا اور اس وقت سوا گیارہ بج رہے تھے اور اگر وہ سکندر ہی تھا تو اسے اس طرح پے درپے دستک دینے کی کیا ضرورت تھی؟ کچھ دیر تک وہ حالات پر غور کرتا رہا پھر اس نے میز پر پڑے ریوالور کو اٹھا کر اس پر اپنی گرفت مضبوط کی اور آگے بڑھ کر کیبن کا دروازہ کھول دیا۔ وہ اپنی جگہ پوری طرح محتاط تھا لیکن پھر حیرت سے اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ کیبن کا دروازہ کھلتے ہی جو شخصیت اندر داخل ہوئی وہ مونیکا تھی جس کے جسم پر ڈریسنگ گاؤن موجود تھا وہ حد درجہ خوف زدہ اور گھبرائی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ اس کے بال اس کے شانوں پر بکھرے ہوئے تھے اور آنکھوں سے دہشت ٹپک رہی تھی وہ بری طرح ہانپ رہی تھی۔ اس نے کیبن میں داخل ہو کر لوکارٹا کو رحم طلب نظروں سے دیکھا پھر اکھڑی اکھڑی سانسوں میں قابو پاتے ہوئے بولی۔

"پل...... پلی....... پلیز میری مدد کیجئے ورنہ وہ ...... وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

"وہ کون.........؟" لوکارٹا نے اس کے سہمے ہوئے حسین چہرے کو گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"وہ میرے کیبن میں موجود ہے......... میں نہیں جانتی کہ وہ کون ہے لیکن وہ نشے میں وحشت ہے اور اس کے ارادے خطرناک ہیں۔" مونیکا نے اپنے ڈریسنگ گاؤن کو درست کرتے ہوئے کہا۔" "اتفاق ہی تھا جو میں بچ نکلی ورنہ......."

"کیا تم نے اسے پہلے کبھی دیکھا ہے؟"

"نن.......... نہیں' پلیز.......... جلدی کیجئے ورنہ وہ میرے کزن کو.............. اف میرے خدا میں کیا کروں..............."

مونیکا حد درجہ بوکھلائی ہوئی تھی اس نے کیبن سے باہر جانے کے لئے قدم اٹھائے لیکن لوکارٹا نے اسے روک لیا۔

"گھبراؤ نہیں .... تم محفوظ ہاتھوں میں ہو.........."

"لل .... لیکن .... لیکن وہ میرے کزن کو مار ڈالے گا ہاں' ہاں'
.... اس نے یہی دھمکی دی تھی۔"

"میرے ساتھ آؤ .... میں دیکھتا ہوں کہ وہ وحشی درندہ کون ہے جو تم جیسی معصوم اور خوبصورت لڑکی کو زبردستی پریشان کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔" لوکارٹا نے نشیلی نظروں سے مونیکا کے سراپا کا جائزہ لیا پھر وہ قدم بڑھاتا اپنے کیبن سے باہر آگیا باہر راہداری سنسان پڑی تھی۔ وہ پنجوں کے بل تیزی سے لپکتا ہوا کیبن نمبر ؟ کے قریب پہنچ کر رک گیا' اس نے اشارے سے مونیکا کو باہر رہنے کی تاکید کی پھر طوفان کی مانند کیبن کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے اس وقت لوکارٹا کو اپنی غلطی کا بڑی شدت سے احساس ہوا جب پشت سے کسی نے اچانک اس پر حملہ کیا اور ریوالور اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گرا۔

"خبردار .... اگر تم نے عقلمندی دکھانے کی کوشش کی تو میں تمہارا جسم چھلنی کر ڈالوں گا .... اچھے اور سعادت مند بچوں کی طرح اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو' اسی میں تمہاری خیر ہے۔"

لوکارٹا نے اپنے ہاتھ فضا میں بلند کر لئے پھر اس نے آہستہ سے پلٹ کر دیکھا۔ اس کے سامنے سکندر سینہ تانے کھڑا اس کی بے بسی پر مسکرا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سائلنسر لگا ہوا آٹومیٹک ریوالور موجود تھا پھر لوکارٹا نے مونیکا کو اندر داخل ہوتے دیکھا' کیبن کا دروازہ اندر سے بولٹ کرنے کے بعد وہ پلٹی تو اس کے ہونٹوں پر بڑی زہریلی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ لوکارٹا نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا لیا' اسے اپنی حماقت کا احساس ہو رہا تھا جس کی وجہ سے وہ ایک بار پھر بڑے خوبصورت اور ڈرامائی انداز میں دشمنوں کے ہاتھوں ٹریپ ہو چکا تھا.........



لوکارٹا کی شعلہ بار نگاہیں مونیکا پر جمی ہوئی تھیں' کچھ دیر پیشتر وہ بے حد مظلوم اور بری طرح سہمی ہوئی دکھائی دے رہی تھی لیکن اب اس کے چہرے پر درندگی اور سفاکی کا راج تھا۔

کیبن میں مونیکا اور سکندر کے علاوہ رابسن بھی تھا جو ایک کرسی پر نہایت آرام سے بیٹھا کسی رسالے کی ورق گردانی کر رہا تھا' لوکارٹا کے ہاتھ سکندر نے پشت پر باندھے ہوئے تھے' سائلنسر لگا ہوا آٹومیٹک ریوالور اب مونیکا کے ہاتھ میں تھا جو لوکارٹا کو حقارت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی اور لوکارٹا......... جو بے بس ہونے کے باوجود کسی زخمی آدمخور درندے جیسے انداز میں اپنے دشمنوں کو باری باری دیکھ رہا تھا۔ اس کے تیور بتا رہے تھے کہ ہاتھ پشت پر بندھے ہونے کی پروا کئے بغیر وہ کسی لمحے بھی اپنے دشمنوں پر حملہ آور ہو سکتا تھا' قد و قامت اور ڈیل ڈول کے اعتبار سے وہ سکندر اور مونیکا کے لئے تنہا ہی کافی تھا' وہ ہمیشہ سے نڈر اور بے خوف واقع ہوا تھا لیکن اتنا احمق بھی نہیں تھا کہ سوچے سمجھے بغیر جلد بازی میں کوئی قدم اٹھاتا اور آٹومیٹک ریوالور کی گولیاں اس کے جسم کو پل بھر میں لہو لہان کر دیتیں' اسے ایک سنہری موقع کی تلاش تھی جو اس کے حق میں بساط پلٹ سکتا۔ موت اور زندگی کے کھیل کے میدان میں اس نے ہمیشہ جان ہتھیلی پر رکھ کر خطروں کا مقابلہ کیا تھا' وہ تنہا متعدد لوگوں پر بھاری تھا لیکن خوبصورت عورتیں اس کی کمزوری تھیں اور اس وقت وہ اسی کمزوری کا شکار ہو کر ایسے دشمنوں کے نرغے میں پھنس گیا تھا جو عام حالات میں اس کے مقابلے میں بے زبان بکریوں سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے تھے۔

اس کی عقابی نظریں کیبن کے ماحول اور دشمنوں کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں' بظاہر وہ بے بسی کے عالم میں اپنی جگہ خاموش کھڑا ہونٹ کاٹ رہا تھا لیکن اس کا شاطر" ذہن اس وقت بھی آئندہ پیش آنے والے حالات کے بارے میں بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا' لوکارٹا جانتا تھا کہ اسے محض تفریحاً یا تنبیہہ کرنے کے ارادے سے ٹریپ نہیں کیا گیا ہو گا' جن لوگوں نے اپنی مہم کی خاطر اس سے معاملے کی بات کی تھی وہ یقیناً اس کے ماضی کے

کارناموں سے بھی بخوبی واقف ہوں گے اور ایسی صورت میں ان سے کسی رحم یا مروت کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ اسے بس ایک ایسے لمحے کی تلاش تھی جب دشمن اس کی طرف سے غافل ہوتا اور وہ پلک جھپکتے میں بازی کا رخ اپنے حق میں پلٹ دیتا۔

کچھ دیر تک کیبن میں خاموشی طاری رہی' وہ نگاہوں نگاہوں میں ایک دوسرے کی طاقت کا اندازہ لگاتے رہے پھر گفتگو کی ابتدا سکندر نے کی۔

"آپ نے مجھے دس بجے کے بعد ملنے کی تاکید کی تھی۔" وہ زہر خند سے بولا۔

"فرمایئے جناب.......... میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

تم میری تعریف بھی نہیں کرو گے کہ میں نے تمہیں نقاب میں ہونے کے باوجود شناخت کر لیا تھا۔ لوکارٹا نے لاپروائی کا مظاہرہ کیا۔

"تمہیں صرف شبہ تھا مائی ڈیئر.............." سکندر نے کہا۔

"شناخت کر لینے کی صورت میں تم مجھے کریدنے کی حماقت کبھی نہیں کرتے۔"

"تم شاید ٹھیک کہہ رہے ہو۔" لوکارٹا نے نفرت سے جواب دیا۔ "مجھے شبہ ہوجانے کے بعد تصدیق کرنے کی غلطی نہیں کرنی چاہئے تھی۔"

"پھر کیا کرنا چاہئے تھا۔"

"تمہیں ختم کر کے سمندر کی بے تاب لہروں کے حوالے کردینا چاہئے تھا .... بحری سفر میں یہی ایک آسانی ہوتی ہے کہ لاش کو ٹھکانے لگانے کی خاطر کسی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔"

"مجھے خوشی ہے کہ تم نے میری ایک مشکل آسان کر دی۔" سکندر نے سفاکی سے کہا۔ "تم نے اپنا موقع ضائع کر دیا لیکن میں تمہاری تجویز سے فائدہ اٹھانے کی کوشش ضرور کروں گا۔"

"دوسری صورت میں تم حماقت کا ثبوت پیش کرو گے۔" لوکارٹا نے اسے گھورتے ہوئے سرد لہجے میں جواب دیا۔ "اگر تم نے مجھے چھوڑنے کی غلطی کی تو میں تم سب کو کتوں سے بھی زیادہ بدتر موت ماروں گا.......... لوکارٹا ادھار چکانے میں کبھی دیر نہیں کرتا۔"

جواب میں سکندر کے تیور خطرناک ہوگئے' اس نے ہاتھ بڑھا کر مونیکا سے آٹو میٹک ریوالور لینا چاہا لیکن مونیکا نے سکندر کی طرف کوئی توجہ نہیں دی' بدستور لوکارٹا کو گھورتے ہوئے بولی۔

"کیا تمہیں امید ہے کہ تم ہمارے ہاتھوں سے بچ جاؤ گے۔"

"تمہارے ہاتھوں سے مجھے جو موت نصیب ہو گی وہ تمہاری طرح حسین اور خوبصورت ہو گی۔" لوکارٹا نے مونیکا کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پیار بھرے انداز میں کہا۔ "دیر مت کرو مائی ڈارلنگ.......... لوکارٹا کسی دوٹکے کے بٹلر کے ہاتھوں مرنے کے بجائے تمہارے نازک ہاتھوں سے مرنے کو ترجیح دے گا۔"

"میں جانتی ہوں کہ تم بہت زیادہ حسن پرست اور عاشق مزاج واقع ہوئے ہو .... اسی کمزوری کے باعث تم شیر ہونے کے باوجود کسی طاعون زدہ حقیر چوہے کی طرح ہمارے جال میں پھنس گئے۔" مونیکا نے حقارت کا اظہار کیا' شاید وہ اسے غصہ دلانا چاہتی تھی۔

"تم جو چاہو کہہ سکتی ہو .... لوکارٹا خوبصورت عورتوں کی باتوں کا برا نہیں مانتا۔"

"میرا خیال ہے کہ ہم اسے یہاں گفتگو کرنے کی غرض سے نہیں لائے ہیں۔" سکندر نے مونیکا سے کہا۔

"تم درمیان میں مت بولو۔" لوکارٹا نے سکندر کو گھورتے ہوئے کہا۔ "تمہاری حیثیت بھی ماتحتوں جیسی ہے جو صرف حکم پر دم ہلانے کے پابند ہوتے ہیں۔"

"مجھے افسوس ہے مسٹر لوکارٹا کہ تم ہم دونوں کو غصہ دلا کر آپس میں لڑانے کی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکو گے۔" مونیکا نے تیزی سے کہا پھر سرد انداز میں بولی۔ "کیا تم مجھے بتانا پسند کرو گے کہ تم نے سکندر کو آج رات کس مقصد سے بلایا تھا؟"

"میں اپنے شبہے کی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔" لوکارٹا نے صاف گوئی سے کام لیا۔

"تصدیق ہو جانے کے بعد تم کیا کرتے؟"

"ہم شاید اپنا قیمتی وقت برباد کر رہے ہیں۔" سکندر نے ایک بار پھر الجھتے ہوئے مونیکا سے کہا۔ "ہم کو اوپر سے جو ہدایت ملی ہے اس پر عمل کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہئے.............."

"اگر آٹو میٹک ریوالور اور میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں اب تک اسے ٹھکانے لگا کر سمندر کی موجوں کے حوالے کر چکا ہوتا۔"

"ہاں .... ہمیں اوپر سے یہی حکم ملا ہے کہ لوکارٹا کی زبان ہمیشہ کے لئے بند کر دی جائے۔" مونیکا نے کہا پھر لوکارٹا کو گھورتے ہوئے بولی۔ "لیکن یہ ہدایت نہیں ملی کہ اسے گولی مار کر سمندر میں پھینک دیا جائے۔"

"کیا مطلب..................." سکندر نے چونکتے ہوئے وضاحت چاہی۔

"اس کی موت کے بعد بحری عقاب کی انتظامیہ کو یقیناً کسی قاتل کی تلاش ہو گی اور مصلحت کے پیش نظر ہمیں کسی ایسے اقدام سے گریز کرنا چاہئے جو کسی بھی عنوان دوسروں کی توجہ ہمارے طرف مبذول کر سکے۔"

"میں اب بھی نہیں سمجھا..........."

"فکر مند مت ہو..........." مونیکا کے ہونٹوں پر ایک زہریلا تبسم جاگ اٹھا۔ "ہم اسے زندہ رکھیں گے لیکن اس طرح کہ یا تو یہ پاگل ہوجائے گا یا پھر ہمیشہ کے لئے اپنی یادداشت سے محروم ہو جائے گا........... میرے پاس ایسے کئی نسخے موجود ہیں جو اسے بحری عقاب پر سفر کرنے والوں کے لئے تفریح کا ایک دلچسپ ذریعہ بنا دیں گے......... بعد میں ضرورت پیش آئی تو اسے ختم بھی کر دیا جائے گا۔

لوکارٹا کوایسا محسوس ہوا جیسے اسے بیچ بازار میں بے یارو مددگار چھوڑ دیا گیا ہو' اپنی مجرمانہ زندگی میں وہ بھی دو تین بار ایسے انجکشن استعمال کر چکا تھا جس نے اس کے شکار کو ذہنی طور پر بالکل مفلوج کر دیا تھا' وہ اپنی یاداشت کھو بیٹھے تھے یا دیوانگی کی کیفیتوں سے دو چار ہو گئے تھے......... وہ ایسی زندگی پر موت کو ترجیح دینا زیادہ پسند کرتا تھا چنانچہ اس نے معاملات کی پرواہ کئے بغیر اچانک جست لگائی اور ایک ہی لمحے میں سکندر کو نیچے گرا دیا لیکن شاید اس نے جلد بازی میں سکندر کو اپنا ہدف بنا کر حماقت ہی کا ثبوت دیا تھا اس لئے کہ آٹو میٹک ریوالور مونیکا کے ہاتھ میں تھا۔

"لوکارٹا..................." مونیکا نے للکارا .... "زندگی چاہتے ہو تو میرے حکم کی تعمیل کرو ورنہ تمہارا انجام تمہاری توقع سے کہیں زیادہ بھیانک ہو گا۔"

لوکارٹا کو اپنی حماقت کا احساس ہو چکا تھا چنانچہ اس نے سکندر کو چھوڑ دیا' فرش پر گھٹنے ٹیک کر دوبارہ اپنے قدموں پر کھڑا ہوا پھر اس نے وقت ضائع کئے بغیر برق رفتاری سے مونیکا پر چھلانگ لگا دی۔ مونیکا بے خبر نہیں تھی' وہ نہایت پھرتی سے ایک طرف ہو گئی لوکارٹا منہ کے بل فرش پر گرا۔ پھر اس نے تیزی سے جسم کو قلابازی دے کر دوبارہ اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن اس بار را۔سن نے اسے سنبھلنے کا موقع نہیں دیا اور اپنے ہاتھ میں دبے ہوئے عجیب و غریب ساخت کے پستول سے فائر کر دیا' کیبن میں معمولی سی "ٹک" کی آواز ہوئی اور لوکارٹا لہرا کر دوبارہ فرش پر ڈھیر ہو گیا' اسے یوں لگا تھا جیسے کوئی لہراتی ہوئی سوئی اس کے بائیں شانے میں پیوست ہوئی تھی پھر اس کا ذہن تیزی سے نیند کی آغوش میں ڈوبتا چلا گیا۔

"مجھے یقین ہے کہ اب یہ دو گھنٹے تک بے ہوشی کی حالت سے دوچار رہے گا۔" را۔سن نے لاپروائی سے کہا پھر اپنا پستول جیب میں رکھ کر دوبارہ رسالے کی ورق گردانی میں مصروف ہو گیا۔ سکندر حیرت بھری نظروں سے کبھی را۔سن اور کبھی لوکارٹا کو دیکھ رہا تھا۔

مونیکا نے جلدی سے الماری کھول کر ایک انجکشن تیار کیا اور پھر لوکارٹا کو انجکشن لگانے کے بعد سکندر سے مخاطب ہو کر بولی۔ "اب تم اسے اٹھا کر اس کے کیبن تک چھوڑ آؤ.................."

مجھے یقین ہے کہ ہوش میں آنے کے بعد یہ اپنی یادداشت سے محروم ہو چکا ہو گا۔"

"کیا کسی ڈاکٹری علاج کے بعد بھی اس کی کھوئی ہوئی یاداشت واپس نہیں آ سکتی۔" سکندر نے پوچھا۔

"اب کوئی حیرت انگیز معجزہ ہی اس زہر کو اس کے جسم سے نکال سکتا ہے جو چند لمحوں کے اندر خون میں شامل ہو کر اس کے پورے جسم میں پھیل جائے گا۔"

سکندر نے مزید کوئی سوال نہیں کیا' خاموشی سے لوکارٹا کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا پھر کیبن سے باہر نکل گیا لیکن مونیکا نے اس کے جانے سے پیشترلوکارٹا کے گلے سے وہ لاکٹ اتار لیا جس میں گوریلے کی شکل والا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔

"را۔سن................." سکندر کے جانے کے بعد وہ را۔سن سے مخاطب ہوئی۔ "تم نے بروقت ڈارٹ پستول استعمال کرکے یقیناً دانشمندی کا ثبوت دیا تھا لیکن آئندہ تم مشورے کے بغیر ایسا کوئی قدم نہیں اٹھاؤ گے .... خاص طور پر دوسروں کی موجودگی میں۔"

"کیا تم سکندر سے بھی خوفزدہ ہو................." را۔سن نے بے تکلفی سے دریافت کیا' ہاتھ میں دبا ہوا رسالہ اس نے ایک طرف ڈال دیا تھا۔

"نہیں .... لیکن ہمیں اپنی پرچھائیں سے بھی محتاط رہنا ہوگا۔"

"میرا ایک مشورہ مانو گی۔"

"کیا................."

"سکندر کو بھی موقع محل دیکھ کر ٹھکانے لگا دو۔"

را۔سن نے سنجیدگی سے کہا۔ "وہ لوکارٹا کے ساتھ پیش آنے والے حادثے کا واحد گواہ ہے اور ہمیں عینی شاہدوں کو اتنا موقع نہیں دینا چاہئے کہ وہ ہمارے خلاف زبان کھول کر سکیں۔"

"تمہارا مشورہ قابل غور ہے .... میں باس سے بات کروں گی" مونیکا نے کہا پھر کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

"روپا .... وہ حقیقتاً" روپ کی رانی ہے..............."

"تمہارا کیا اندازہ ہے .... کیا وہ جان بوجھ کر تو ہمارے ساتھ دوستی بڑھانے کی کوشش نہیں کر رہی۔"

"میں نے غور نہیں کیا .... شاید اس لئے کہ میری نظریں صرف اس کے حسن کا جائزہ لے رہی تھیں۔"

"پھر بھی .... میں تمہیں محتاط رہنے کا مشورہ دوں گی۔"

"کہیں تم اس کے سلسلے میں جیلس تو نہیں ہو۔" را۔بن کا لہجہ معنی خیز ہوگیا۔

"را۔بن .... مت بھولو کہ تم میرے کزن کی حیثیت سے میرے ساتھ سفر کر رہے ہو۔"

"صرف کیبن کے باہر اور دوسروں کی موجودگی میں۔" را۔بن نے ڈھٹائی سے کہا۔ "ورنہ تم میری حیثیت اور میری اصل عمر سے بخوبی واقف ہو۔"

"بہرحال، تم روپا سے زیادہ بے تکلف ہونے کی کوشش نہیں کرو گے۔"

"یہ میرا قطعی ذاتی معاملہ ہے اور ہمارے درمیان یہ طے ہو چکا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے ذاتی معاملات میں دخل انداز نہیں ہوں گے۔" را۔بن نے اس بار سنجیدگی سے کہا پھر لاپروائی سے اٹھ کر اپنے بستر پر دراز ہوگیا' مونیکا کی نظریں بدستور اس کے چہرے پر بدلتے ہوئے تاثرات کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔

○

نیلے آسمان پر چمکتے چاند کی رو پہلی کرنوں کا عکس خاموش سمندر کی چھوٹی چھوٹی لہروں پر یوں جھلملا رہا تھا جیسے لہریں چاند اگل رہی ہوں۔ بحری عقاب کا سیکنڈ آفیسر تیمور اس وقت جاوید اور فیصل کے ہمراہ ان کے کیبن کے سامنے آرام کرسی پر بیٹھا خوش گپیوں میں مصروف تھا تیمور اور جاوید کی طبیعتیں چونکہ ایک دوسرے سے ملتی جلتی تھیں اس لئے وہ بہت جلد آپس میں یوں بے تکلف ہو گئے جیسے برسوں سے شناسائی ہو اور فیصل کو اس بات کی خوشی

تھی کہ جاوید کی زندہ دلی واپس لوٹ آئی تھی ورنہ مارتھا کی روح والے حادثے کے بعد سے وہ خاموش خاموش ہی تھا' تیمور انہیں اپنے بحری سفر کے دلچسپ تجربات اور مسافروں کے ساتھ پیش آنے والے چھوٹے چھوٹے واقعات کے بارے میں بتا رہا تھا پھر اچانک اس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کیا مسٹر ولیم کا قصہ تم دونوں کے لئے دلچسپ ثابت نہیں ہوا۔"

"پہلے آپ مسٹر ولیم کے بارے میں وضاحت کیجئے پھر دلچسپی کا سوال بعد میں دریافت کیجئے گا .... لیکن .... ذرا سوچ سمجھ کر۔" جاوید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر قصہ تازہ ثابت ہوا تو ہم اس کی تصدیق بھی بقدم خود کر سکتے ہیں۔"

"کیا مطلب .... کیا تمہارا خیال ہے کہ میں اتنی دیر سے من گھڑت لطیفے سنا رہا ہوں۔" تیمور نے مصنوعی خفگی کا اظہار کیا پھر فیصل کے اصرار پر مسٹر ولیم کو پیش آنے والا واقعہ جو اسے چیف آفیسر جوزف کی زبانی معلوم ہوا تھا تفصیل سے دہراتے ہوئے بولا۔

"چیف آفیسر بے حد تجربہ کار اور نہایت ٹھوس عقیدوں کا مالک ہے لیکن ننکا کی باتوں نے اسے بھی بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔"

"ممکن ہے یہ شنکر اور ولیم کی ملی بھگت ہو۔" جاوید نے اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "میں نے اس قسم کے کھیل تماشے فٹ پاتھ پر بھی ہوتے دیکھے ہیں جس میں ایک شخص بہت سارے لوگوں کے نام پتے اور ان کی جیب میں پڑی رقموں کے بارے میں تمام اعداد و شمار ٹھیک ٹھیک بتا دیتا ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ وہ ان لوگوں کے بارے میں پہلے سے تمام تفصیل سے واقف ہوتا ہے' سب آپس میں ملے ہوتے ہیں بصورت دیگر علم غیب یا علم نجوم جاننے والا فٹ پاتھ پر کھیل تماشا دکھانے کی حماقت کبھی نہیں کر سکتا۔"

"اور یہ جو آج کل ہمیں بڑے بڑے شہروں کی بڑی بڑی شاہراہوں اور چورستوں پر قد آدم بورڈ جلی حرفوں میں نظر آتے ہیں .... انہیں آپ کس خانے میں فٹ کریں گے۔"

"یہ سب کچھ اس سائنٹیفک دور میں جیب کاٹنے کے موڈرن طریقے ہیں اور ان میں سب سے کامیاب وہ پیر فقیر ہیں جو ہر دلی مراد پوری ہونے اور محبوب کو قدموں پر جھکانے کا بورڈ لگائے بیٹھے ہیں اور نہایت دھڑلے سے معصوم لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر رقمیں بٹور رہے ہیں .... یہ پیشہ کم خرچ بالا نشیں ہونے کے ساتھ ساتھ سب

سے زیادہ منفعت بخش بھی ہے۔"

"ہو سکتا ہے تمہارا خیال درست ہو لیکن میں نے شنکر کو ولیم والے حادثے کے بعد بہت قریب سے دیکھا ہے' اس کی آنکھوں کی مخصوص چمک کے پیچھے مجھے پراسرار سائے سے لرزتے کانپتے نظر آ رہے تھے۔" تیمور نے سنجیدگی سے کہا۔

"ولیم والے معاملے کے بعد اس نے بحری عقاب کے مسافروں کے درمیان خاصی شہرت حاصل کر لی ہے' خاص طور پر عورتیں اس کی زیادہ گرویدہ نظر آتی ہیں۔"

"آپ چونکہ میرے ہم عمر ہیں اس لئے میں آپ کی اس پراسرار سائے نظر آنے والی بات کو آپ کی جوان الاعتقادی ہی کہ کہوں گا۔"

"شنکر نے تمہارے چیف کے سامنے کیا پیش گوئیاں کی تھیں۔" فیصل نے تیمور سے دریافت کیا۔

"چیف کے بیان کے مطابق اس نے خلاء میں گھورتے ہوئے موت .... ہنگامہ .... طوفان اور تباہی کے الفاظ ادا کئے اس کے علاوہ اس نے کہا تھا کہ وہ کافی طاقتوں کو بحری عقاب پر منڈلاتے دیکھ رہا ہے۔" تیمور نے کہا پھر جلدی سے بولا۔ "شنکر کا قیام بھی فرسٹ کلاس میں ہے۔ کیبن نمبر دو۔"

"وہ دراز قد مسافر تو نہیں جو درمیان سے مانگ نکالنے اور سیاہ لباس پہننے کا شوقین ہے۔"

"وہی ہے..............."

"کیا تم نے بھی اس کے ارد گرد کلوپیڑا اور لیلٰی کی بے چین روحوں کو سر تا پا سفید لباس میں منڈلاتے دیکھا ہے۔" جاوید نے طنزیہ انداز میں فیصل سے پوچھا۔

فیصل نے جواب دینے کے بجائے صرف زیرلب مسکرانے پر اکتفا کی' تیمور خاصی دیر تک ان کے درمیان بیٹھا گفتگو کرتا رہا پھر اس کے جانے کے بعد جاوید نے سنجیدگی سے فیصل سے دریافت کیا۔

"کیا واقعی شنکر کے بارے میں سنجیدگی سے غور کر رہے ہو۔"

"مارتھا کی روح کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔"

فیصل نے اس کے سوال کو نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تمہارا خیال ہے کہ اس کی کہی ہوئی باتیں درست ثابت ہوں گی۔"

"…س کا فیصلہ تو آنے والا وقت کر سکتا ہے۔" جاوید نے سنجیدگی سے کہا۔ "بہر حال

یہ حقیقت ہے کہ ہم جس مقصد کے پیش نظر یہ سفر کر رہے ہیں اس میں ہمیں سیرو تفریح سے زیادہ دشواریوں اور مشکلات کا سامنا ہوگا خاص طور پر ایسی صورت میں جبکہ ہمیں اپنی منزل کے نام و نشان تک کا علم نہیں ہے۔"

"میں نے روانگی سے قبل خان شہباز کے ذریعے فرارو کی ایک ڈائری حاصل کر لی تھی جو اس کی موت کے بعد اس کے کمرے سے دیگر سامان کے ساتھ ملی تھی' اس ڈائری میں کچھ ایسے اشارے موجود ہیں جن کو حل کرنے کے بعد ہم اپنے مطلوبہ گمنام جزیرے تک پہنچ سکتے ہیں۔"

"اور وہاں پہنچنے کے بعد ہم دونوں وحشی اور درندہ صفت انسانوں سے کس قسم کے مذاکرات کریں گے۔" جاوید نے تلملا کر کہا۔ "کیا تمہیں یقین ہے کہ ہم دو افراد جزیرے پر بسنے والے غیرمہذب اور جنگلی لوگوں کو زیر کرلیں گے۔"

"جاوید.......... ایک بات صاف گوئی سے کہوں......... اگر تم برا نہ مانو۔"

"کہو.........." جاوید نے اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"مجھے اس بات کا احساس ہے کہ موجودہ سفر کے بارے میں تمہارا ارادہ دانشمندی کے منافی ہے لیکن میں واپسی کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا شاید اس لئے کہ میری ماں کی موت کا منظر اور اس کے تڑپنے کا وہ لمحہ میری نظروں کے سامنے گھومتا رہتا ہے۔" فیصل نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "یا میں خود مارا جاؤں گا یا پھر اپنے دشمنوں کو ایسی عبرتناک موت سے ہمکنار کروں گا کہ ان کی آنے والی نسلیں بھی اس بھیانک انجام کو یاد رکھیں گی...... لیکن تم .... تم اگر چاہو تو اگلی بندرگاہ سے واپس لوٹ سکتے ہو۔ خدائی قسم میں تمہاری واپسی سے خفا نہیں ہوں گا۔"

جاوید نے کوئی جواب نہیں دیا' فیصل کو شک کی نظروں سے گھورتا ہوا اٹھا اور اپنے کیبن میں چلا گیا۔



جہاز کے سکیورٹی کے عملے نے بہ ہزار دقت کیبن کا دروازہ کھلوایا۔ دروازہ کھولنے کے بعد لوکارٹا اس نے ایک لمحے کو باہر جمع لوگوں کو دیکھا پھر یکلخت وحشیانہ انداز میں عملے کے ایک فرد پر ٹوٹ پڑا' اس کے انداز میں وحشت ناک درندگی موجود تھی' پل بھر کے اندر اس نے

اپنے حریف کو فرش پر چت کر دیا پھر اس کی چھاتی پر بیٹھ کر اس کا گلا گھونٹنے لگا یہ سب کچھ اس قدر جلدی اور برق رفتاری سے ہوا کہ عملے کے افراد بھی دنگ رہ گئے پھر اپنے ساتھی کو بچانے کی خاطر لوکارٹا پر ٹڈی دل کی طرح ٹوٹ پڑے۔ چار چھ آدمیوں نے مل کر بمشکل فرش پر پڑے ہوئے بٹلر کی جان بچائی' لوکارٹا بدستور جنونی انداز میں چیخ رہا تھا اور ان کے قبضے سے خود کو آزاد کرانے کی خاطر پوری شدت سے ہاتھ پاؤں چلا رہا تھا' چیف آفیسر کے حکم پر عملے کے افراد لوکارٹا کو گھسیٹ کر عرشے تک لائے' پھر موٹے رسے کے ذریعے اسے لوہے کے ایک ستون سے جکڑ دیا گیا۔ اس کے گرد مسافروں کا ہجوم بڑھنے لگا' فرسٹ کلاس اور نچلے درجے کے مسافروں کی خاصی تعداد لوکارٹا کے اطراف میں جمع ہو گئی جو لوگوں کو پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھ رہا تھا' کبھی وہ یکلخت دیوانوں جیسے انداز میں فلک شگاف قہقہے لگانے شروع کر دیتا کبھی لوگوں کو حیرت سے گھورتا اور خود کو رسے کی قید و بند سے آزاد کرانے کی خاطر زور آزمائی شروع کر دیتا۔

ہجوم میں عملے کے بیشتر افراد کے علاوہ' روپا' مونیکا اور راٹسن بھی تھے سکندر بھی ایک جانب موجود تھا' فیصل اور جاوید بھی تیمور کے ساتھ کھڑے تھے' شنکر بھی تھا جو لوکارٹا کے عین سامنے اس سے چند گز کے فاصلے پر کھڑا اسے حیرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا' اس کی چمک دار آنکھیں بڑے پراسرار انداز میں لوکارٹا کی نظروں کے اندر جھانک رہی تھیں۔ جہاز کا چیف آفیسر جوزف شنکر کے قریب ہی موجود تھا' مونیکا' راٹسن اور روپا کی نظریں بھی بار بار شنکر کی جانب اٹھ رہی تھیں۔ جہاز کا کپتان ڈیوڈ بروم سب سے الگ تھلگ کھڑا پر خیال انداز میں ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ اسے شاید لوکارٹا کی دیوانگی سے زیادہ بحری عقاب کی شہرت کا خیال پریشان کر رہا تھا۔ عملے میں شریک میڈیکل اسٹاف بھی چیف آفیسر کے قریب موجود تھا۔ مسافروں کے درمیان لوکارٹا کے سلسلے میں چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں۔ کیبن نمبر دس میں مقیم مسافر کا بیان تھا کہ اس نے گزشتہ رات تقریباً دس بجے لوکارٹا کو آخری بار دیکھا تھا اس وقت وہ پوری طرح ہوش و حواس میں تھا دونوں کے درمیان رسمی سلام دعا بھی ہوئی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ یہ کسی قسم کا دورہ ہے جس کی شدت نے وقتی طور پر اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں کو معطل کر دیا ہے۔" بحری عقاب کا میڈیکل آفیسر جوزف سے مخاطب تھا۔ "ہو سکتا ہے کہ رفتہ رفتہ اس کی ذہنی حالت اعتدال پر آ جائے۔"

"اس قدر شدید دورے کی کوئی وجہ بھی ضرور ہو گی؟" چیف آفیسر نے دبی زبان میں سوال کیا۔

"کثرت مے نوشی یا نشہ آور کسی ایسی چیز کا استعمال جس کی زیادہ مقدار نے براہ راست ذہن کو پوری طرح متاثر کر دیا ہو۔" میڈیکل آفیسر نے کہا۔ "کوئی یقینی بات باقاعدہ معائنے کے بعد ہی کہی جا سکتی ہے۔"

"آپ کا کیا خیال جناب۔" اس بار چیف آفیسر نے شنکر کو مخاطب کیا جو پلکیں جھپکائے بغیر لوکارٹا کو دیکھ رہا تھا۔

"مجھے یقین ہے کہ یہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے۔" شنکر نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔

"وقتی طور پر اکثر مریضوں کی کیفیت۔"

"وقتی طور پر نہیں۔" شنکر نے میڈیکل آفیسر کی بات کو رد کرتے ہوئے پورے اعتماد سے کہا۔ "یہ مستقل طور پر اپنی یادداشت کھو بیٹھا ہے۔"

"آپ .... آپ قبل از وقت اس قدر یقین سے کس طرح کہہ سکتے ہیں۔" میڈیکل آفیسر نے تعجب سے پوچھا۔

"میں نے کہا تھا کہ میری نظریں بحری عقاب پر کالی طاقتوں کو منڈلاتے دیکھ رہی ہیں۔" شنکر نے براہ راست چیف آفیسر کو گھورتے ہوئے کہا۔ "جہاز کا یہ بدنصیب مسافر بھی کچھ ایسے ہی حالات کا شکار ہوا ہے۔ میرا مشورہ ہے کہ اس غریب کو اگلی بندر گاہ پر اتار دیا جائے۔"

"کیا اس کے صحت مند ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے۔"

"نہیں..............." شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔ "ایک طویل عرصے تک یہ اسی کیفیت سے دوچار رہے گا۔"

"محترم..............." چیف آفیسر نے کہا۔ "کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کالی قوتوں نے اسی مسافر کا انتخاب کیوں کیا .... آپ نے کہا تھا کہ آپ کا علم ماضی' حال اور مستقبل کے بارے میں سب کچھ یقین کے ساتھ بتا سکتا ہے۔"

"میں نے غلط نہیں کہا تھا .... جیوتش ودیا کے چمتکار اور اس کے رنگ نرالے ہوتے ہیں۔" شنکر نے بدستور ٹھوس لہجے میں جواب دیا پھر ایک لمحے کے تامل کے بعد کہا۔ "اگر اس مسافر کا ذہن درست ہوتا تو میں اس کے من میں جھانک کر اندر کی تمام باتیں اگلوا سکتا تھا لیکن یہ اپنی یادداشت کھو چکا ہے۔"

"کیا اس کے ہاتھ کی لکیریں بھی آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتیں۔" میڈیکل آفیسر نے

کہا' اس کے لہجے میں طنز کی آمیزش تھی۔

"ڈاکٹر.............." شنکر نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے تلخ آواز میں جواب دیا۔ "تم شاید میری جیوتش ودیا کا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہو .... میں کیول (صرف) ہاتھ کی ریکھاؤں کو نہیں منش کے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھ کر بھی اس کے من کے بھید بتا سکتا ہوں کیا تم اپنے بارے میں کچھ جاننا اور سننا پسند کرو گے۔"

"آپ غلط سمجھے جناب۔" ڈاکٹر نے جلدی سے بات بناتے ہوئے کہا۔ "میرا مقصد تھا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ مسافر کسی خاص وجہ سے حالات کا شکار ہوا ہو۔"

"میں تمہارے من کا کھوج اوش دور کروں گا پرنتو ابھی نہیں' تم پھر کبھی اکیلے میں ملنا۔"

ڈیوڈ بروم کچھ دیر تک خاموش کھڑا رہا پھر اس نے چیف آفیسر سے مشورہ کرنے کے بعد لوکارٹا کو مسافروں کے کیبن سے علیحدہ ایک دوسرے محفوظ کیبن میں منتقل کرا دیا' مسافروں کے درمیان بدستور چہ مگوئیاں ہو رہی تھیں۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اس شخص سے دوستی بڑھانی پڑے گی۔" مونیکا نے را۔سن کو دیکھتے ہوئے معنی خیز لہجے میں کہا۔ "یہ ہمیں ہمارے سفر کے بارے میں بھی بہت کچھ بتا سکتا ہے۔"

"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔" روپا نے اپنی دلچسپی کا اظہار کیا۔ "میں اس کے قریب ہی رہتی ہوں' مستقبل کے بارے میں جاننے کا شوق مجھے بھی جنون کی حد تک ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ یہ شخص محض دوسروں کو متاثر کرنے کی خاطر ہوا میں تیر چلانے کا عادی ہے۔" را۔سن نے حقارت سے کہا۔ "لڑکیاں چونکہ ایسی باتوں سے بہت جلد متاثر ہوجاتی ہیں اس لئے ممکن ہے اس شخص نے اپنے سفر کو رنگین بنانے کی خاطر مستقبل کی باتیں بتانے کا ڈھونگ رچایا ہو۔"

"تم ولیم والے معاملے کو کیوں بھول رہے ہو؟" روپا نے کہا۔ "کیا اس کی وہ بات درست ثابت نہیں ہوئی تھی۔"

"ہو سکتا ہے اس نے ولیم کو پہلے سے اپنے ساتھ ملا لیا ہو۔" را۔سن نے جواز پیش کیا پھر مونیکا کو دیکھتے ہوئے بولا۔ "لوکارٹا کے بارے میں بھی اس نے جو کچھ کہا ہے وہ بھی۔"

"پھر بھی.......... میرا خیال ہے کہ ہمیں اس شخص سے دوستی کرنی چاہئے۔" مونیکا

نے تیزی سے را۔سن کی بات کاٹتے ہوئے روپا کی بات کی حمایت کی۔

"سفر کو دلچسپ بنانے کے اور بھی بہت سارے طریقے ہیں.........." را۔سن نے برا مانتے ہوئے کہا پھر لمبے لمبے قدم اٹھاتا اپنے کیبن کی سمت چلا گیا مونیکا دیدہ دانستہ روپا کے ساتھ شنکر کے بارے میں اپنی دلچسپی کا اظہار کرتی رہی دوسری جانب تیمور فیصل سے کہہ رہا تھا۔

"تم نے دیکھا......... شنکر نے کس قدر یقین کے ساتھ ہمارے میڈیکل آفیسر کے خیال کو رد کر دیا۔"

"اس نے یہ مشورہ بھی دیا ہے کہ بدنصیب مسافر کو اگلی بندرگاہ پر جہاز سے اتار دیا جائے۔" جاوید نے کہا۔ "ظاہر ہے کہ مسافر کو جہاز سے اتار دینے کے بعد شنکر کی پیش گوئی کی تصدیق نہیں ہو سکے گی۔"

"تمہارا کیا خیال ہے۔" تیمور نے پوچھا۔ "کیا وہ محض لوگوں کو بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔"

"کچھ بھی ہو......... میں اس کی باتوں کو شعبدہ بازی سے زیادہ اہمیت نہیں دے سکتا۔" جاوید نے بدستور ناگوار لہجے میں جواب دیا۔

"میں تمہاری قیاس آرائی کی تصدیق کی خاطر کچھ وقت ضرور برباد کروں گا۔" فیصل نے کہا۔

"کیا مطلب........." جاوید نے دریافت کیا۔

"شنکر سے ملاقات.............." فیصل نے وضاحت کی۔ "میں اسے ٹٹول کر دیکھوں گا کہ وہ لوگوں کے مستقبل کے بارے میں کہاں تک جھانک سکتا ہے۔"

"گڈ آئیڈیا........." جاوید نے کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ اس طرح اس کی قلعی بہت جلد کھل جائے گی۔"

"اور اگر وہ حقیقتاً جیوتش ودیا کا ماہر نکلا تو.............." تیمور نے سوال کیا۔

"تو ہم جناب سے ایک شاندار ٹریٹ لیں گے اس لئے کہ آپ اس کے خاص مداحوں میں نظر آ رہے ہیں۔" جاوید نے مسکراتے ہوئے کہا تو فیصل اور تیمور بھی اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکے پھر وہ باتیں کرتے ہوئے ناشتے کیلئے ڈائننگ ہال کی سمت چل دیئے۔!

شنکر اپنے کیبن میں بیٹھا بڑی سنجیدگی سے پیش آنے والے حالات کے بارے میں غور کر رہا تھا' لوکارٹا کی شخصیت سفر کے آغاز ہی سے اس کی نظروں میں تھی ' وہ مشکوک افراد کی فہرست پر تھا شنکر نے اپنی نگاہوں سے اسے فیصل اورجاوید کے آس پاس منڈلاتے دیکھا تھا۔ اسے یقین تھا کہ لوکارٹا کا تعلق یقیناً اس گروہ سے ہے جو پرنس فیصل کو اس کے سفر سے باز رکھنے کی کوشش کر رہا تھا اور اب لوکارٹا اچانک دیوانگی کی کیفیتوں سے دو چار ہو کر اپنی یاداشت کھو بیٹھا تھا۔ مطلب صاف ظاہر تھا بحری عقاب پر لوکارٹا کے علاوہ کچھ اور بھی لوگ موجود ہیں جو لوکارٹا کی نگرانی پر معمور تھے ممکن ہے ان لوگوں کو بھی شبہ ہو گیا ہو کہ لوکارٹا کا وجود ان کے لئے خطرے پیدا کر سکتا تھا' لیکن اسے موت کے گھاٹ نہیں اتارا گیا تھا صرف اس کی ذہنی قوتوں اور یادداشت کو معطل کر دیا گیا تھا............... "آخر ایسا کیوں کیا گیا؟ .... کیا مخالف گروہ کے افراد اب لوکارٹا کو بطور چارہ استعمال کر کے دوسری پارٹی کا کھوج لگانے کا خواب دیکھ رہے تھے؟"

شنکر کے ہونٹوں پر ابھرنے والی مسکراہٹ بے حد پر اسرار اور معنی خیز تھی وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور فرش پر چہل قدمی کرنے لگا اس کا سازشی ذہن بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا' لوکارٹا کے علاوہ اس کی فہرست پر ایک دو افراد اور بھی تھے لیکن لوکارٹا کھل کر سامنے آ گیا تھا وہ اگر چاہتا تو لوکارٹا کو قابو کر کے اسے زبان کھولنے پر مجبور کر سکتا تھالیکن یاداشت کھو بیٹھنے کے بعد اب وہ اس کے لئے بیکار ہو چکا تھا۔

بڑی دیر تک وہ فرش پر ٹہلتا رہا پھر اس نے اپنے جسم کو لباس کی قید سے آزاد کرنا شروع کر دیا اس کے چہرے پر اب بڑی بھیانک اور ہولناک سنجیدگی کا راج تھا چند لمحوں بعد اس کے جسم پر محض ایک لنگوٹی باقی رہ گئی اس نے کیبن کے دروازے کو اندر سے لاک کر کے الماری کھولی اور ایک بڑا چرمی تھیلا باہر نکال کرفرش پر بیٹھ گیا چرمی تھیلے سے اس نے وہی سالخوردہ ہڈی نکالی جسے وہ ایک بار پہلے روپا کی آنکھوں میں شیش ناگ کا زہر منتقل کرنے کے سلسل میں استعمال کر چکا تھا' مردہ انسان کی ہڈی کے علاوہ اس نے ایک سفید گلوب نکال کر چھوٹی میز پر رکھ دیا پھر ہڈی کو ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑ کر وہ میز پر رکھے ہوئے دودھیا گلوب پر نظریں جما کر فرش پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا اس کے ہونٹ کسی منتر کا جاپ پڑھنے لگے' ہونٹوں کی جنبش میں بتدریج تیزی پیدا ہوتی گئی شنکر کی پراسرار آنکھیں جیسے پتھرا گئی تھیں پلکیں جھپکائے بغیر وہ شیشے کے گلوب کو ٹکٹکی باندھے گھور رہا تھا پھر اس وقت اس کی

آنکھیں چمک اٹھیں جب اس نے گلوب کے اندر کسی پرچھائیں کو دھویں کی مانند ابھرتے اور لہراتے دیکھا اس نے ہونٹوں کی جنبش مزید تیز کر دی اس کی سحر انگیز نظریں بدستور گلوب کے اندر لہراتی پرچھائیوں کو دیکھ رہی تھیں جو آہستہ آہستہ ایک دوسرے میں گڈ مڈ ہو رہی تھیں۔ کیبن میں پرہول خاموشی طاری تھی لیکن جب گلوب کے اندرلہراتی دھویں کی پرچھائیوں نے سمٹ کر ایک انسانی ہیولے کی شکل اختیار کرلی تو کہیں بہت دور سے کرب میں ڈوبی سسکیوں کی مدھم مدھم آوازیں بھی سنائی دینے لگیں۔

شنکر اپنی جگہ پوری طرح مستعد تھا' اس کے ہونٹ مشینی انداز میں متحرک تھے نگاہیں گلوب پر تھرتھراتے انسانی ہیولے پر جمی ہوئی تھیں۔ پھر یکلخت شنکر نے ہاتھ میں دبی ہوئی انسانی جسم کی سالخوردہ ہڈی کو برق رفتاری سے بلند کیا اوربڑی تیزی سے گلوب کے اطراف دائرے کی شکل میں حرکت دینے لگا کرب میں ڈوبی سسکیوں کی آوازیں ایک لمحہ کے لئے تیز ہوئیں پھر گھٹتی چلی گئیں۔

"چمپا..............." اچانک شنکر نے سرسراتے ہوئے لہجے میں گلوب پر لرزتے کانپتے سائے پر نظریں جمائے ہوئے مدہم آواز میں کہا۔ "میں تیرا پریمی تجھ سے مخاطب ہوں .... کیا تو میری آواز سن رہی ہے۔"

"تو .... تو پریمی نہیں' راکھشش ہے..............." کیبن میں ایک نسوانی آواز کہیں دور سے ابھرتی ہوئی سنائی دی جس میں دنیا جہان کا کرب بھی شامل تھا۔ "بھگوان کے لئے .... مجھے آزاد کر دے۔"

"تو .... ابھی تک مجھ سے ناراض ہے۔ اپنے پریمی سے جس نے تیرے کارن اپنی جوانی برباد کر دی۔" شنکر نے زہریلے لہجے میں جواب دیا۔

"اس کی نظریں بدستور پرچھائیں پر مرکوز تھیں۔" میرے من میں جھانک کر دیکھ جہاں تیری سندر مورتی سجی ہوئی ہے۔"

"تو .... فریبی ہے دھوکے باز ہے .... بھگوان کے لئے مجھے آزاد کر دے .... میری آتما پر دیا کر' میں تجھ سے بنتی (درخواست) کرتی ہوں۔"

"میں دیکھ رہا ہوں چمپا رانی کہ تیری آتما بہت بیاکل ہے .... پر تو نے یہ نہیں پوچھا کہ میں نے آج تیری آتما کو کیوں یاد کیا ہے۔"

"میں .... ' اب تیری کوئی بات نہیں مانوں گی .... کوئی اچھا (خواہش) پوری نہیں کروں گی۔" چمپا کی روح کی آواز نے بے چینی سے کہا۔

"تو بھول رہی ہے چمپارانی' اس سے تو شنکر سے مخاطب ہے اور تو جانتی ہے کہ شنکر نے جیون میں کبھی نراش ہونا نہیں سیکھا۔" شنکر سپاٹ آواز میں بولا۔ "تجھے میری آگیا کا پالن کرنا ہوگا میرا حکم ماننا پڑے گا .... مجھے بتانا ہوگا کہ لوکارنا کو کن لوگوں نے دیوانگی کی حالت سے دوچار کیا ہے .... بحری عقاب پر لوکارنا کے علاوہ اور کتنے لوگ ہیں جو تیرے پریمی کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے سائے کی طرح منڈلا رہے ہیں............" شنکر کے لہجے میں کرختگی بڑھتی گئی۔ "تجھے یہ بھی معلوم کرنا ہوگا کہ وہ کون ہے جو شنکر کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

"شنکر .... تو نے پچھلی بار مجھے وچن دیا تھا کہ میری آتما کو دکھ نہیں دے گا۔" اس بار ابھرنے والی آواز میں درد کی کسک بھی شامل تھی۔ "میرے پاس سمے کم ہے چمپا رانی .... جو کچھ میں نے کہا ہے اسے پورا کر .... یہ میرا حکم ہے۔" شنکر کا لہجہ تحکمانہ تھا۔ "انکار کی صورت میں کیا ہوگا تجھے معلوم ہے۔"

"ہاں .... میں جانتی ہوں۔" چمپا کی کپکپاتی آواز کیبن میں گونجی پھر گلوب پر لرزتا تھرتھراتا انسانی ہیولا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

شنکر بدستور اپنی جگہ جما بیٹھا رہا' اس کی آنکھوں میں ساحرانہ قوتوں کا رقص جاری تھا سال خوردہ ہڈی پر اس کی گرفت بدستور مضبوط تھی اسے یقین تھا کہ چمپا کی بے چین روح حسب دستور بہت جلد دودھیا گلوب پر نمودار ہو کر اسے تمام معلومات فراہم کر دے گی لیکن وقت تیزی سے گزرتا رہا اور وقت کے ساتھ ساتھ شنکر کی بے چینی میں بھی بتدریج اضافہ ہوتا گیا......!!



شنکر کی نگاہیں بدستور دودھیا گلوب پر مرکوز تھیں .... چمپا کی روح کی واپسی میں تاخیر باعث حیرت تھی' وقت کے ساتھ ساتھ شنکر کی بے چینی بھی بڑھتی جا رہی تھی.......... اس سے پیشتر ایسا کبھی نہیں ہوا تھا.......... اس نے جب بھی چمپا کی بے چین روح کو آواز دی تھی وہ حاضر ہو گئی تھی۔ اپنی ساحرانہ قوتوں کے ذریعے اس نے اپنی محبوبہ کی روح کو اپنے تابع کر رکھا تھا۔

وہ ہمیشہ شنکر کے اشاروں پر ناچتی رہی تھی کبھی اس کے حکم سے سرتابی کی جسارت نہیں کی تھی' شاید اس لئے کہ شنکر کی پراسرار قوتوں نے اسے پوری طرح اپنے جال میں پھانس رکھا تھا.......... شعوری طور پر وہ شنکر کے دل و دماغ پر حکمرانی کرتی تھی لیکن لاشعوری طور پر وہ اس کی معمول تھی۔ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔

شنکر کی اصلیت کا اظہار چمپا کو زندگی میں نہیں موت کے بعد ہی ہوا تھا جب اس کی بے چین روح بھی شنکر کی شیطانی قوتوں کے حصار میں مقید ہو کر رہ گئی تھی.......... شنکر اسے خاص موقعوں پر انتہائی اہم ضرورت کے پیش نظر استعمال کرتا تھا' ہر بار وہ اس کے آگے ہاتھ باندھ کر التجا کرتی تھی کہ اس کی روح کو آزاد کر دے اور ہر بار شنکر نہایت عیاری سے اسے ٹال دیا کرتا تھا لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ چمپا کی روح نے اس کی کسی بات کو ماننے سے انکار کیا ہو۔

موجودہ مہم میں شنکر نے اس کی روح کو ایک بار اس وقت استعمال کیا تھا جب توشی کے مقابلے میں پرنس فیصل کو فتح سے ہمکنار کرانے کی خاطر اس کے تاش کے پتے تبدیل کرانے پڑے تھے' اس وقت بھی چمپا کی روح نے اس سے اپنی آزادی کی درخواست کی اور حسب دستور شنکر نے اسے بہت جلد آزاد کرنے کا وعدہ کر لیا تھا۔

کیبن میں گہرا سکوت طاری تھا.......... شنکر کی الجھن آہستہ آہستہ وحشت میں تبدیل ہو رہی تھی' اچانک اس کے ہونٹ دوبارہ متحرک ہو گئے' ہاتھ بلند کر کے وہ سال خوردہ ہڈی کو فضا میں زور زور سے لہرانے لگا' اس کی آنکھیں دہکتے انگاروں کی طرح سرخ ہو

رہی تھیں اس کا جسم غصے کی شدت سے لرزنے لگا تھا۔ پھر اچانک اس نے گلوب کو گھورتے ہوئے ٹھوس لہجے میں کہا..........

"چمپا.......... تجھے ہر قیمت پر میرے حکم کے آگے سر جھکانا ہو گا.......... تو جہاں بھی ہے جس حالت میں بھی ہے پلٹ آ۔"

شنکر کی آواز بار بار ابھر رہی تھی.......... کچھ دیر تک وہ ایک ہی جملہ دہراتا رہا' اس کے غیض و غضب میں بتدریج اضافہ ہو رہا تھا۔ پھر کیبن میں دبی دبی سسکیوں کی آوازیں ابھرنے لگیں.......... یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی شدید کرب کی حالت سے دوچار ہے شنکر کی آنکھوں سے شعلے ابلنے لگے' اس کے ہاتھوں کی گردش تیز ہو گئی۔

"چمپا.......... میری آگیا کا پالن کر نہیں تو میں تیری آتما کو ایسا کشٹ دوں گا کہ جہنم کی آگ بھی کپکپا اٹھے گی۔"

"نہیں شنکر نہیں.......... میں بنتی کرتی ہوں' مجھے آزاد کر دے۔" کیبن میں چمپا کی روح کی کربناک آواز ابھری۔

"کلنکنی ...." شنکر کا لہجہ خونخوار ہو گیا' گلوب کو بدستور گھورتے ہوئے بولا۔ "میری نگاہوں کے سامنے آ کر بات کر۔"

"مجھے مجبور نہ کر.......... تجھے دیوی دیوتاؤں کا واسطہ اپنے ارادے سے باز آ جا.........."

"سوچ لو' اگر تو نے میرا کہا نہ مانا تو تیری آتما کو جلا کر بھسم کر دوں گا۔"

"تجھے میرے پیار کی سوگند.......... اپنی ضد چھوڑ دے.........." چمپا کی آواز میں اس بار التجا تھی۔ "کالی شکتیاں تیری گھات لگائے بیٹھی ہیں' سے برباد نہ کر' میں بنتی کرتی ہوں.......... واپس پلٹ جا۔ اسی میں تیری مکتی ہے۔"

"سمجھ گیا.........." شنکر کسی زہریلے ناگ کی طرح بل کھا کر بولا۔ "بیری طاقتوں نے تیرا راستہ روک رکھا ہے۔"

جواب میں سسکیوں کی آواز بلند ہوئی تو شنکر کے ہاتھ کی گردش یکلخت تھم گئی' سالخوردہ ہڈی کو سر سے بلند کر کے اس نے گلوب کو حقارت سے گھورتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا تو چاہتی ہے کہ میں اس کانچ کے برتن کو توڑ کر سارے سمبندھ ختم کر دوں۔"

"نہیں.......... نہیں' بھگوان کے لئے ایسا نہ کرنا۔"

"پھر میرے سوال کا جواب دے.........." شنکر نے فیصلہ کن آواز میں دریافت کیا.......... "لوکارٹا کی سوچ بچار کی قوتوں کو کس نے ختم کیا ہے۔"

"ایک سندری نے.........." چمپا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ وہ بھی اسی جہاز پر سفر کر رہی ہے۔"

"سندری.........." شنکر نے ہونٹوں پر زبان لہراتے ہوئے کہا۔ "اس کا شبھ نام کیا ہے.......... کیا وہ اکیلی ہے یا اس کے دوچار ساتھی اور بھی ہیں؟"

وہ اکیلی نہیں ہے.......... دو منش بھی اس کے ساتھ ہیں۔"

"مجھے بتا چمپا' ان کے نام کیا ہیں.........."

"ان کے نام.........." ایک پل کی خاموشی کے بعد چمپا نے بدستور سپاٹ آواز میں کہا۔ "ان کے نام تجھے لوکارٹا ہی بتا سکتا ہے لیکن اس کی کھوپڑی میں گھور اندھیارے ناچ رہے ہیں۔"

شنکر یکلخت چونک اٹھا' اس نے گلوب سے نظر ہٹا کر تیزی سے کیبن میں چاروں طرف یوں نظر دوڑائی جیسے وہاں اس کے علاوہ کچھ دوسری قوتیں بھی موجود ہوں' کچھ دیر تک وہ خاموش رہا پھر اچانک اس کے تیور خطرناک ہو گئے' گرج کر بولا۔

"مورکھ.......... تو شنکر کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر رہی ہے۔"

"ہاں ...." چمپا کی لرزتی آواز ابھری۔ "میں نہیں چاہتی کہ تو اس سفر کو جاری رکھے"۔

"کارن (وجہ) ؟"

"مانا کہ تو مہان شکتیوں کا مالک ہے' پرنتو تیری آنکھیں وہاں تک نہیں دیکھ سکتیں جہاں تک میں دیکھ رہی ہوں۔"

"کیا دیکھ رہی ہیں تیری آنکھیں ...." شنکر نے سرسراتے لہجے میں دریافت کیا۔

"روشنی .... بہت دور تک روشنی ہی روشنی پھیلی ہے' تو ان روشنیوں میں ڈوبا سرپٹ بھاگ رہا ہے۔ تیز تیز .... تجھے وشواس ہے کہ تو اپنے ارادوں میں اوش کامیاب ہو گا .... پر .... یہ تیری بھول ہے' روشنیوں کے آگے اندھیروں کی ایک دیوار بھی ہے جسے تیری نظریں نہیں دیکھ سکتیں .... میں تجھے ان اندھیروں سے بچانا چاہتی ہوں' میں نے تیری خاطر اپنا سب کچھ لٹا دیا ہے' زندگی' جوانی' اور

جوانی کے تمام سندر سپنے تیرے چرنوں پر بلیدان کر دیئے ہیں .... تو نے میرے ساتھ ہمیشہ دھوکا کیا ہے .... میرے سپنوں کو اپنے پیروں تلے روندا ہے لیکن میں تجھے ان اندھیروں سے دور رکھنا چاہتی ہوں .... میری بات دھیان سے سن نکا' اگر تو نے میرا کہا نہ مانا تو سارا جیون ہاتھ ملتا رہے گا تیری کالی شکتیاں' تیرے جنتر منتر سب دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔"

چمپا کی آواز کیبن میں گونج رہی تھی .... "آج تو دوسروں کو اپنے اشاروں پر نچا رہا ہے .... دیوی دیوتاؤں نے جو شکتیاں تجھے دان کی ہیں ان کی چمک دمک نے تجھے گھمنڈی بنا دیا ہے' تو اونچا اڑنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن .... کل کیا ہونے والا ہے یہ تو نہیں دیکھ سکتا .... کاش میں تجھے بتا سکی کہ جن راستوں پر تو بھاگ رہا ہے ان کا انت کہاں ہوگا' اب بھی سمے ہے' میرا کہا مان لے' واپس پلٹ جا شنکر .... میں بنتی کرتی ہوں۔"

"اور میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ میری نگاہوں کے سامنے آ کر بات کر۔"

شنکر نے اپنا جملہ ادا کرکے دودھیا گلوب کی سمت دیکھا جہاں پرچھائیاں ایک بار پھر دھوئیں کی شکل میں نمودار ہو کر تیزی سے ایک دوسرے میں گڈ مڈ ہو رہی تھیں' شنکر کی نگاہیں گلوب پر جمی رہیں پھر دھوئیں نے ایک انسانی ہیولے کی شکل اختیار کی تو اس کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ ابھر آئی' سال خوردہ ہڈی کو تیزی سے گلوب کے اوپر تین بار دائرے کی صورت میں گردش دینے کے بعد اس نے حقارت بھری آواز میں کہا

" ....

"کلنکنی .... تو شنکر کو ڈرانے کی کوشش کر رہی تھی۔"

"پاپی' یہ تیرا خیال ہے کہ تو اپنے ارادوں میں سپھل (کامیاب) ہوجائے گا۔" چمپا کی آواز گلوب سے پھوٹتی محسوس ہوئی۔ "ایک بات اور دھیان سے سن لے مورکھ' آج تیرا ادھیکار (اختیار) بھی چمپا کی آتما سے ختم ہو جائے گا۔"

"اچھا ...." شنکر نے مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا "تو اب شنکر سے مقابلہ کرے گی۔"

"سمے برباد نہ کر پاپی .... تجھے جو پوچھنا ہے جلدی پوچھ لے۔" چمپا کی روح نے بیزاری سے کہا۔

گلوب پر انسانی ہیولا اضطرابی کیفیت سے دوچار نظر آرہا تھا۔

"لوکارتا کی بربادی کا ذمہ دار کون ہے ...." شنکر نے سنجیدگی اختیار کرلی۔

"وہی پر اسرار طاقتیں جو پرنس فیصل کو اس سفر سے روکنا چاہتی ہیں۔" چمپا کی روح کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"تو نے کسی سندری کا ذکر کیا تھا۔"

"اس کا نام مونیکا ہے جو اپنے ساتھی رابسن کے ساتھ سفر کررہی ہے۔"

"کیا کوئی اور بھی ان دونوں کی سہائتا کر رہا ہے۔"

"ہاں .... اس کا نام سکندر ہے جس نے بحری عقاب کی روانگی سے پہلے بٹلر کی ملازمت اختیار کی ہے۔"

"کیا لوکارتا کی یادداشت واپس لوٹ آئے گی۔"

"میں وشواس کے ساتھ نہیں بتا سکتی"۔ روح نے سرد آواز میں جواب دیا۔

"تو نے روشنی کے اس پار گھپ اندھیروں کا ذکر کیا تھا۔" "شنکر نے گہری سنجیدگی سے سوال کیا۔ "مجھے بتا کہ تو نے وہاں کیا دیکھا تھا۔"

"نہیں .... میں تجھے ان اندھیروں کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتی۔"

"کیا .... کیا تو میرے حکم سے انکار کرے گی۔"

"میں اب جارہی ہوں شنکر .... ہمیشہ کے لئے' نیلے امبر کے اس پار جہاں سے دھرتی کی کوئی شکتی میری آتما کو واپس نہیں بلا سکتی۔"

"یہ تو کہہ رہی ہے .... شنکر...." شنکر نے گلوب پر بل کھاتی پرچھائیں کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی تیری بھول ہے مورکھ کہ تو نے میری آتما کو ہمیشہ کے لئے قید کرلیا ہے .... آج میں نے کالی کا شبھ نام لے کر اپنی آتما کی رہائی کی بھکشا مانگی تھی .... کالی نے میری بنتی سویکار کر لی ہے .... آج میرا تیرا ناتا ٹوٹ رہا ہے' میں جارہی ہوں .... ہمیشہ کے لئے۔"

پھر گلوب پر نظر آنے والی پرچھائیں سیمابی انداز میں تڑپنے لگی' شنکر نے کچھ سوچ کر سالخوردہ ہڈی کو اوپر اٹھانا چاہا لیکن اس سے پیشتر کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہوتا لرزتی بل کھاتی پرچھائیں دھواں بن کر فضا میں تحلیل ہو گئی۔

شنکر پھٹی پھٹی نگاہوں سے گلوب کو گھور رہا تھا .... اس کے کانوں میں چمپا کے آخری جملے صدائے بازگشت بن کر گونج رہے تھے لیکن وہ جانتا تھا کہ "کالی دیوی" کی

لازوال قوتوں سے ٹکرانا اس کے بس کی بات نہیں ہے .... وہ کالی کا داس تھا' اس کا سیوک تھا' اس کی مہان شکتی کے آگے سر جھکانا اور ڈنڈوت کرنا اپنا دھرم سمجھتا تھا .... کالی کے سامنے سر جھکا کر اس نے بہت ساری قوتیں حاصل کی تھیں' وہ آج جو کچھ بھی تھا اس میں کالی کی مہربانیوں کو بھی بہت زیادہ دخل تھا .... وہ محض چھپا کو اپنے تابع رکھنے کی خاطر کالی کی کالی قوتوں سے مخالفت نہیں مول لینا چاہتا تھا' وہ جانتا تھا کہ یہ سودا اسے بہت مہنگا پڑے گا ....

خاصی دیر تک وہ فرش پر بیٹھا خلاؤں میں جھانکتا رہا پھر اس کے ذہن کے پردوں پر روپا کا حسین عکس ابھر آیا' روپا جسے شنکر نے بے پناہ ایسی قوتوں کا مالک بنا رکھا تھا جس کا علم اس کے سوا کسی اور کو نہیں تھا .... خود روپا بھی اپنے وجود کے اندر مخفی قوتوں سے لاعلم تھی۔

روپا کے تصور کے ذہن میں ابھرتے ہی شنکر کے چہرے کا تناؤ بتدریج کم ہونے لگا پھر اس نے آنکھیں بند کرلیں اور روپا کے حسین وجود کو دیکھنے لگا جو اپنے کیبن میں شب خوابی کے لباس میں ملبوس دنیا و مافیہا سے بے خبر محو خواب تھی' اس کی آنکھوں کے پپوٹے اس وقت بھی نیلے دکھائی دے رہے تھے' یہ میک اپ کا نہیں شیش ناگ کے قاتل زہر کا کمال تھا' شنکر کی خواہش پر دیوی دیوتاؤں نے روپا کی آنکھوں میں ایسی زہریلی تاثیر پیدا کر دی تھی کہ اگر وہ کسی کو قہر بھری نظروں سے گھورے تو وہ زمین پر لوٹ پوٹ کر اس کے قاتل زہر کا شکار ہو جائے' کچھ اور بھی پراسرار قوتیں تھیں جو روپا کے خوبصورت وجود میں پنہاں تھیں۔

شنکر آنکھیں بند کئے روپا کے حسین سراپا کا جائزہ لیتا رہا پھر آہستہ آہستہ اس کی شیطانی قوتیں دبے قدموں روپا کی سمت بڑھنے لگیں .... !

مونیکا بظاہر خود کو لاپروا ثابت کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اس کی نظریں بار بار را.سن کی جانب اٹھ رہی تھیں جو کسی گہری سوچ میں مستغرق نظر آ رہا تھا' بڑی دیر سے وہ ایزی چیئر پر بیٹھا کیبن کی چھت کو یوں گھورے جا رہا تھا جیسے نوشتہ تقدیر پڑھنے کی کوشش کر رہا ہو' مونیکا خاصی دیر تک اسے نگاہوں نگاہوں میں تولتی رہی پھر وہ چپ نہ رہ سکی' ہاتھ میں

دبے رسالے کو ایک سمت اچھالتے ہوئے اس نے را.سن کو مخاطب کیا۔

"کیا آج رات تمہارا سونے کا ارادہ نہیں ہے۔"

"خیریت ...." را.سن نے سنجیدگی سے مونیکا کی جانب دیکھا پھر بولا "کیا تمہارا دل رسالے کے مطالعے سے اکتا گیا۔"

"اس وقت رات کے ساڑھے دس بج رہے ہیں۔"

"روز ہی بجتے ہیں۔" را.سن نے معصومیت سے جواب دیا۔ "آج کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔"

"کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ تم اتنی دیر سے چپ چاپ بیٹھے کیا سوچ رہے تھے۔"

"خوبصورت اور حسین چہرے اور گداز جسم را.سن کی کمزوری ضرور ہیں لیکن اتنے بھی نہیں کہ انہیں موت پر ترجیح دی جائے۔"

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھی۔" مونیکا نے وضاحت طلب نظروں سے کہا۔

"مطلب بہت واضح اور صاف ہے۔" را.سن شانے اچکاتے ہوئے بولا۔ "اگر تمہارا خیال ہے کہ میں اس وقت روپا کے حسین تصور سے کھیل رہا تھا تو میں نہایت سختی سے تمہارے خیال کی تردید کرتا ہوں۔"

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو تم لوکارتا کے سلسلے میں فکرمند ہو۔" مونیکا نے ایک سگریٹ سلگا کر اس کا طویل کش لیتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ وہ ایک طویل عرصے تک دیوانگی اور جنون کی کیفیتوں سے دوچار رہے گا لیکن اس کے باوجود میں اس بات سے متفق نہیں تھا کہ اسے بلاوجہ زندہ رکھا جائے۔" را.سن نے کہا۔ "سنگین حالات میں میرا پہلا اصول یہی ہے کہ شارٹ کٹ والا راستہ اختیار کیا جائے .... سکندر نے بھی تمہیں یہی مشورہ دیا تھا کہ اسے موت کے گھاٹ اتار کر سمندر میں پھینک دیا جائے۔"

"لوکارتا کی اچانک گمشدگی بھی بحری عقاب کے مسافروں کو فکرمند کر سکتی تھی۔" مونیکا نے جواز پیش کیا۔

"اور اب تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا جہاز کے مسافر ایک پاگل جنونی کو اپنے درمیان زندہ دیکھ کر سکون کی نیند سو رہے ہوں گے؟"

"جو ہونا تھا ہو چکا۔" مونیکا تیزی سے بولی۔ "اوپر سے صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ اس کی زبان ہمیشہ کیلئے بند کر دی جائے۔"

"جانِ من ...." اچانک را۔سن نے مونیکا کی طرف خوبصورت آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ ہمیں اوپر سے کون احکامات دے رہا ہے۔"

"جرائم کی دنیا میں دولت کے حصول کو سب سے زیادہ فضیلت دی جاتی ہے۔" مونیکا نے دھواں اڑاتے ہوئے کہا۔ "مائی ڈیئر را۔سن' کیا تم اس بات سے انکار کرو گے کہ موجودہ مہم میں ہمیں پہلی بار منہ مانگی رقم کی ادائیگی ہوئی ہے جب کہ رقم کے مقابلے میں ہمیں جو کام سونپا گیا ہے وہ زیادہ اہم نہیں ہے۔"

"میرا خیال تمہارے اندازے کے برعکس ہے ...."

"وہ کیا ...."

"محض دو مسافروں کو سفر سے باز رکھنے کے لئے اس قدر پیچیدہ اوردشوار راستہ کس مقصد کے لئے اختیار کیاگیا ہے۔" را۔سن نے سنجیدگی سے کہا پھراٹھتے ہوئے بولا۔

"بھاری بھاری رقموں کے عوض چار آدمیوں کی خدمات حاصل کرنا کیا تمہارے نزدیک حماقت نہیں؟ کیا صرف لوکارٹا ان دونوں کے لئے کافی نہیں تھا؟"

"تم شاید ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہم سب کو کسی خاص وجہ سے بے یک وقت استعمال کرنا ضروری سمجھا گیا ہو؟"

"ہم جس راستے کے کھلاڑی ہیں وہاں مفروضوں سے زیادہ عقل کا استعمال ضروری ہوتا ہے۔" را۔سن نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا پھر قدرے الجھتے ہوئے بولا۔ "بات اگر سمندری سفر کی نہ ہوتی تو ہم اپنا فیصلہ بدلنے کے لئے بھی آزاد تھے لیکن موجودہ حالات میں کیا بحری عقاب ہمارے لئے اس چوہے دان جیسا نہیں جس میں ہاتھ پیر آزاد ضرور ہوتے ہیں لیکن فرار کے تمام راستے مسدود کر دیئے جاتے ہیں۔"

"تم .... تم شاید مجھے خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔" مونیکا نے پہلی بار کسی نادیدہ خطرے کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"سکندر کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

را۔سن نے اس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے سوال کیا۔

"آئی سی................" مونیکا نے کہا "تم تم ابھی تک سکندر کے بارے میں پریشان ہو۔"

"ہاں................ میرا خیال ہے کہ ہمیں پہلی فرصت میں سکندر کو ٹھکانے لگا دینا

چاہیے۔" را۔سن فیصلہ کن انداز میں بولا۔

"نہیں" .... مونیکا تیزی سے بولی۔ "تم ایسی کوئی حماقت نہیں کرو گے جو تاریکی میں ہماری موت کا سبب بن جائے' تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میرے مشورے کے بغیر کوئی اقدام نہیں کرو گے۔"

"اس وقت مجھے حالات کی سنگینی کا اندازہ نہیں تھا۔" را۔سن نے سنجیدگی سے کہا۔

"لیکن مجھے افسوس ہے کہ اب میں تمہارے مشورے پر عمل نہیں کر سکتا۔"

"تم سکندر کو اس قدر اہمیت کیوں دے رہے ہو۔"

"ہم سیکنڈ کلاس میں' ایک ہی کیبن میں' ایک ساتھ سفر کر رہے ہیں جبکہ سکندر کی حیثیت ایک بٹلر کی سی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ موجودہ مہم میں وہ ہم سے زیادہ بااختیار اور اہمیت کا حامل ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ بحری عقاب پر سکندر کے علاوہ ایسی کوئی شخصیت اور بھی ہو جو ابھی تک ہمارے علم میں نہ آ سکی ہو۔"

"گڈ................" را۔سن نے خوشی کا اظہار کیا۔ "میں بھی ان ہی خطوط پر غور کر رہا ہوں ....اور حالات کے پیش نظر................"

اچانک لوکارٹا والی چین پر جھینگر کی ٹرٹراہٹ کا مخصوص سگنل موصول ہونا شروع ہوا تو را۔سن نے خاموشی اختیار کر لی .... مونیکا نے جلدی سے لپک کر دراز سے وہ چین نکالی جس میں رنگ کے درمیان گوریلے کی شبیہ موجود تھی' ایک ثانئے تک وہ گہری نظروں سے گوریلے کو تکتی رہی پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر گوریلے کے ابھرے ہوئے سینے کو آہستہ سے دبا دیا' دوسرے ہی لمحے کسی مرد کی ٹھوس اور پاٹ دار آواز ابھرنے لگی۔

"ہیلو................ہیلو................ ایس ٹو' کیا تم میری آواز سن رہی ہو؟"

"ہیلو................ ایس ٹو' اٹینڈنگ۔" مونیکا نے تھوڑے توقف کے بعد مدھم لہجے میں جواب دیا۔

"کوڈ................"

"گوریلا................"

"میری بات غور سے سنو' لوکارٹا کے سلسلے میں تم نے حماقت کا مظاہرہ کیا ہے' میں نے تمہیں اس کی زبان ہمیشہ کے لئے بند کر دینے کا حکم دیا تھا لیکن وہ ابھی تک زندہ ہے................ پہلی فرصت میں اسے ختم کر دو لیکن احتیاط سے اگر تم لوگوں نے پھر

حماقت کی تو تمہارا انجام بھی لوکارٹا سے مختلف نہیں ہو گا۔"

"لوکارٹا بحری عقاب کے عملے کی نگرانی میں ہے' فی الحال اسے ٹھکانے لگانا مناسب نہیں ہو گا' میرا خیال ہے کہ ـــــــ"

"میں تمہیں حکم دے رہا ہوں' مشورہ نہیں طلب کر رہا ـــ" دوسری جانب سے سرد آواز میں کہا گیا۔ "لوکارٹا کو ختم کرنے کے بعد تمہارا کام صرف اپنے کیبن تک محدود رہنا ہو گا............... غفلت کا نتیجہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے ـــ اوور اینڈ آل۔"

دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا' مونیکا نے سنجیدگی سے را.سن کی جانب دیکھا جو اس وقت بھی کسی گہری سوچ میں غرق تھا...... اس کی نگاہوں میں ابھرنے والی چمک اس بات کی غمازی کر رہی تھی کہ وہ کسی خاص نتیجے پر پہنچ چکا ہے۔

"تم نے شاید ٹھیک ہی سوچا تھا۔" اس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "ہمیں لوکارٹا کو پہلے ہی ختم کر دینا چاہیے تھا۔"

"میں اب بھی جو کچھ سوچ رہا ہوں وہ بھی درست ہو سکتا ہے۔"

"کیا مطلب..............؟"

"مطلب صاف ہے مائی ڈیئر.............." را.سن نے مونیکا کو اشارے سے خاموش رہنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا۔ "ہمیں اوپر سے ملنے والی ہدایت کے مطابق ہر حال میں لوکارٹا کا پتا صاف کرنا ہو گا۔"

"اور اگر ہم جہاز کے عملے کی نگاہوں میں آگئے تو ـــ" مونیکا نے را.سن کے اشارے پر کسی انجانے خطرے کی بو محسوس کرتے ہوئے کہا پھر جلدی سے میز کے دراز سے رائٹنگ پیڈ اور بال پن نکال کر را.سن کے قریب چلی گئی' اس نے کاغذ پر جلدی سے لکھا۔ "کیا تم کوئی خطرہ محسوس کر رہے ہو..........؟"

"ہمیں تھوڑا بہت رسک تو لینا ہی پڑے گا۔" را.سن نے سنجیدگی سے کہا پھر اس نے جواب میں لکھا۔ "مجھے شبہ ہے کہ جس شخص نے ابھی ہم سے رابطہ قائم کیا تھا وہ اسی جہاز پر موجود ہے اور آواز بدل کر بولنے کی کوشش کر رہا تھا۔"

"سوچ لو' ہم کسی نئی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائیں۔" مونیکا نے کہا پھر را.سن کے ہاتھ سے قلم لے کر لکھنے لگی۔ "کیا تمہارا شبہ سکندر پر ہے ـــ"

"مصیبت سے کھیلنا را.سن کا پسندیدہ شوق ہے' تم پریشان مت ہو' اب لوکارٹا کو ٹھکانے لگانے کی ذمے داری میں قبول کرتا ہوں۔" را.سن نے لاپروائی سے جواب دیا پھر پیڈ

پر لکھا۔ "وہ سکندر کے علاوہ کوئی اور بھی ہو سکتا ہے' بہرحال اب ہمیں گفتگو کرتے وقت بھی پوری طرح محتاط رہنا پڑے گا۔"

"مجھے تمہاری صلاحیتوں پر اعتماد نہ ہوتا تو اپنے ساتھ کیوں شامل کرتی' پھر بھی میرا مشورہ ہے کہ جو قدم بھی اٹھانا بہت سوچ سمجھ کر اٹھانا' جلدبازی میں کئے گئے فیصلے اکثر نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔"

"بہت خوب......... گویا اب تم را.سن کو بھی مشورہ دینے کے قابل ہو گئیں۔" را.سن کے لہجے میں طنز تھا' اپنا جملہ ادا کرنے کے ساتھ ہی اس نے پیڈ پر ایک آخری ہدایت تحریر کی۔ "میں کچھ دیر کے لئے باہر جا رہا ہوں........ تم کیبن تک ہی محدود رہنا' میری غیرموجودگی میں اگر دوبارہ رابطہ قائم کیا جائے اور میرے بارے میں پوچھا جائے تو تم کوئی مناسب بہانہ کر دینا' میں جلدی واپس آنے کی کوشش کروں گا۔"

"میرا خیال ہے کہ جو فیصلہ باہمی مشورے سے کیا جائے وہ زیادہ کارآمد ثابت ہو گا۔" مونیکا نے را.سن کی تحریر پڑھتے ہوئے سپاٹ آواز میں کہا۔ "کیا تم یہ بتانا پسند کرو گے کہ تم نے لوکارٹا کو ٹھکانے لگانے کے سلسلے میں کیا سوچا ہے................"

"سوری مائی ڈیئر.............." را.سن نے قدرے بلند آواز میں جمائی لیتے ہوئے کہا۔ "اس وقت میری آنکھیں نیند کے خمار سے بوجھل ہو رہی ہیں' باقی باتیں صبح ہوں گی ....ـــ شب بخیر"

را.سن نے جملہ مکمل کرنے کے بعد خاموشی سے آگے بڑھ کر تکیے کے نیچے سے اپنا ریوالور نکال کر جیب میں رکھا پھر کیبن کا دروازہ نہایت آہستگی سے کھول کر باہر نکل گیا۔

مونیکا کی آنکھوں میں پہلی بار تفکرات کے سائے منڈلاتے نظر آ رہے تھے!

○

روپا کی آنکھوں کے پپوٹے یوں رہ رہ کر کپکپا رہے تھے جیسے اس کی گہری اور پرسکون نیند میں کوئی خلل پیدا ہو رہا ہو' دو تین بار اس نے بستر پر بے چینی کی حالت میں دائیں بائیں کروٹ بدلی پھر کسمساتی ہوئی اٹھ بیٹھی' ایک ثانئے تک پھٹی پھٹی نظروں سے خلاء میں گھورتی رہی۔ پھر بستر سے اتر کر نپے تلے قدم اٹھاتی باتھ روم تک گئی جہاں اس کا ریشمی ڈریسنگ گاؤن لٹکا ہوا تھا' اس نے شب خوابی کے لباس پر ڈریسنگ گاؤن پہنا پھر خاموشی سے دروازہ کھول کر کیبن سے باہر نکل گئی۔

اس وقت رات کے گیارہ کا عمل تھا' فرسٹ کلاس کے کیبن کے سامنے کی راہداری

بالکل سنسان تھی البتہ سمندری لہروں کا ہلکا ہلکا شور فضا میں بلند ہو رہا تھا' روپا نے کیبن سے باہر آکر دروازہ بند کیا پھر راہداری عبور کرتی ہوئی اس حصے کی جانب پہنچ گئی جہاں سے بل کھاتی سیڑھیاں جہاز کی تیسری منزل تک چلی گئی تھیں' سیڑھیوں کے قریب وہ ایک لمحے کو رکی' گردن گھما کر اس نے اطراف کا جائزہ لیا' شاید وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ کوئی اس کا تعاقب تو نہیں کر رہا' اپنا اطمینان کر لینے کے بعد وہ سیڑھیاں طے کرتی ہوئی بحری عقاب کے تھرڈ فلور پر آگئی' اب اس کا رخ اسموک روم کی سمت تھا۔

اس وقت روپا کے چلنے کا انداز عام حالت سے قطعی مختلف اور پراسرار تھا' وہ گردن کو ایک ذرا بھی خم دیئے بغیر جسم کو اکڑائے ناک کی سیدھ میں آگے بڑھ رہی تھی .... اس کی آنکھیں پوری طرح کھلی ہوئی تھیں لیکن ان میں زندگی کا کوئی احساس' کوئی تازگی اور کسی قسم کا کوئی تاثر نہیں تھا' ایک عجیب سی پراسرار غنودگی اور ویرانی جھلک رہی تھی' اس کا چہرہ بھی کسی قسم کے اندرونی جذبات کی ترجمانی سے یکسر عاری تھا' ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی جیتی جاگتی حسین عورت نہیں بلکہ گوشت پوست کا بنا ہوا ایک خوبصورت روبوٹ تھی جسے کوئی شخص دور بیٹھا ریموٹ کے ذریعے کنٹرول کر رہا تھا' وہ پوری طرح خواب بیداری کی بھرپور کیفیتوں سے دو چار نظر آ رہی تھی۔

اسموک روم سے نکلنے والے دو غیر ملکی مسافر جو نشے میں دھت تھے تنہائی میں ایک حسین عورت کو دیکھ کر رک گئے' ایک نے مدھم سروں میں سیٹی بجائی دوسرے نے اپنی لڑکھڑاتی زبان میں روپا کو دعوت دی لیکن اس وقت بھی وہ دونوں کی طرف کوئی توجہ دیئے بغیر مشینی انداز میں قدم اٹھاتی ان کے قریب سے گزر گئی۔ اسموک روم کے پاس پہنچ کر اس نے اپنا رخ تبدیل کیا' اب اس کے قدم سوئمنگ پول کی سمت بڑھ رہے تھے جس کے عقب میں ڈائننگ ہال اور اس کے بائیں جانب کچھ فاصلے پر سیکنڈ کلاس کے کیبن بنے ہوئے تھے' ابھی وہ سوئمنگ پول کے ساتھ ساتھ بل کھاتے عقبی راستے پر تھوڑی ہی دور گئی تھی کہ کسی نے اچانک اس کے سامنے آکر اس کا راستہ روک لیا۔

"ہیلو..............." راستہ روکنے والے نے جو را.سن کے سوا کوئی اور نہیں تھا روپا کو مخاطب کیا۔ "اتنی رات گئے ---- تنہا کہاں جا رہی ہو؟"

روپا کی آنکھوں کی پتلیوں کو پہلی بار جنبش ہوئی' اس نے را.سن کو غور سے دیکھا لیکن اس کی آنکھیں یا چہرہ اس وقت بھی جذبات کی ترجمانی سے یکسر عاری تھے' وہ خالی خالی سپاٹ نظروں سے را.سن کو گھورتی رہی۔

"اگر آپ کو میری مداخلت بری لگی ہو تو معافی کا خواستگار ہوں۔" را.سن نے انکساری سے کام لیا لیکن اس کی للچائی ہوئی نظریں بدستور روپا کے خوبصورت وجود پر منڈلاتی رہی تھیں۔

"نہیں مسٹر را.سن۔" روپا کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی' اس نے سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے اس وقت آپ ہی کی تلاش تھی۔"

"اوہ .... آپ شاید مجھ سے مذاق کر رہی ہیں۔"

"جی نہیں ....۔ میں سنجیدہ ہوں۔" وہ بدستور سپاٹ آواز میں بولی۔ "اگر آپ نہ ملتے تو مجھے دشواریاں بھی پیش آ سکتی تھیں۔"

"میں سمجھا نہیں۔" را.سن نے اس کے چہرے کی بے رونقی اور لہجے کے کھردرے پن کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو آپ اس وقت کچھ پریشان دکھائی دے رہی ہیں۔"

"ہاں .... میں آپ کے خیال کی تردید نہیں کروں گی۔"

"کیا میں آپ کے کسی کام آ سکتا ہوں۔" را.سن نے بڑی اپنائیت کا اظہار کیا۔

جواب میں روپا نے کچھ نہیں کہا' آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا پھر مشینی انداز میں قدم بڑھاتی ہوئی اس حصے کی جانب آگئی جہاں اسٹور روم بنے ہوئے تھے' اسٹور روم کے عقب میں ریلنگ کے ساتھ ساتھ اسٹول نما تختے عرشے کے ساتھ فٹ تھے' یہ حصہ چونکہ ملازموں اور کچھ روم اسٹاف کے لئے وقف تھا اس لئے اس وقت وہاں گہرا سناٹا طاری تھا' سمندر کی لہروں سے اٹھنے والی آواز فضا میں موسیقی بکھیر رہی تھی' روپا ایک اسٹول کے قریب پہنچ کر رک گئی' اس نے را.سن کی سمت دیکھا جو اس کے قرب سے پوری طرح مدہوش نظر آ رہا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ آج کی رات میری زندگی کی حسین ترین راتوں میں شمار ہو گی۔"

"مسٹر را.سن..............۔" روپا نے اس کے خوابناک انداز گفتگو کو نظر انداز کرتے ہوئے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔ "کیا آپ مجھے بتانا پسند کریں گے کہ اتنی رات گئے آپ کس ارادے سے اپنے کیبن سے باہر نکلے تھے۔"

"کسی اور کو قتل کرنے کا ارادہ تھا لیکن خود آپ کی نگاہوں کا شکار ہو گیا۔" را.سن نے شاعرانہ انداز اختیار کیا۔

"کیا آپ کو میری آنکھیں بہت زیادہ پسند ہیں؟"

"ہاں .... شاید ان ہی آنکھوں کے لئے کسی شاعر نے کہا تھا کہ تمہاری نیلی نیلی بدمست آنکھیں اس گہری جھیل کی مانند ہیں جن میں ڈوب ڈوب جانے کو دل چاہتا ہے۔" را۔سن پوری طرح ترنگ میں تھا۔

"آج میں آپ کو اجازت، دیتی ہوں .... دل بھر کر میری آنکھوں میں جھانک لیجیے۔"

را۔سن کو اپنی قوت سماعت پر شبہ ہو رہا تھا' روپا جیسی حسین اور خوبصورت دوشیزہ رات کے اس سناٹے میں اچانک اس پر اس قدر مہربان ہو جائے گی' اس نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا' اس نے جسارت سے کام لیا' روپا کا بازو تھام کر اسے اپنے سامنے کر لیا پھر آنکھوں میں آنکھوں ڈال کر اس کے دل کی گہرائیوں میں اترنے کی کوشش کرنے لگا لیکن پھر ایسا محسوس ہوا جیسے وہ پوری طرح ان پراسرار آنکھوں کے سحر میں گرفتار ہو رہا ہے' را۔سن نے اپنی توجہ دوسری جانب مبذول کرنے کی بھر پور کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا' اس کے دل کی دھڑکنیں اور نبض کی رفتار تیز ہونے لگی۔

روپا پھٹی پھٹی نگاہوں سے را۔سن کو گھورتی رہی تھی پھر ان آنکھوں میں قہر کی کیفیت ابھرنی شروع ہوئی تو را۔سن کو اپنا تنفس گھٹتا محسوس ہو رہا تھا پھر اچانک اس کے نبض کی رفتار تھمنے لگی' اسے شدید گھٹن کا احساس ہوا' دونوں ہاتھ بلند کر کے اس نے اپنے چکراتے وجود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن پھر یکلخت کسی بے جان بت کی مانند لڑکھڑا کر فرش پر گرا اور چند لمحوں میں لوٹ پوٹ کر ٹھنڈا ہو گیا۔

روپا خاموش کھڑی کچھ دیر تک خلاء میں گھورتی رہی پھر ایک اسٹول کے قریب جا کر وہ فرش پر چاروں خانے چت لیٹ گئی' اس کی ویران آنکھیں آسمان کے دور پار خلاؤں میں جھانکتی رہیں پھر اس نے آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں بند کر لیں' چند لمحوں بعد اس کی سانس کی رفتار سے پیدا ہونے والے سینے کا زیروبم بھی تھم کر رہ گیا' وہ کسی اکڑی ہوئی بے جان لاش کی مانند عرشے پر کھلے آسمان کے نیچے پڑی تھی۔

وقت کی رفتار کچھ دیر کے لئے جیسے بند ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر را۔سن کسمسانے کے بعد یوں آنکھیں ملتا ہوا اٹھا جیسے کچی نیند سے بیدار ہوا ہو——— اس نے ایک نظر اطراف پر ڈالی پھر نہایت پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا' روپا کے اکڑے ہوئے جسم کی طرف توجہ دیئے بغیر وہ تیزی سے قدم بڑھاتا ڈائننگ ہال کی طرف گیا پھر دیکھے بھالے راستوں سے گزرتا ہوا بحری عقاب کے سیکنڈ فلور پر واقع ان کیبنوں تک پہنچ گیا جو جہاز کے عملے کے لئے مخصوص

تھے۔ دوسری منزل اکنامی کلاس کے مسافروں کے لئے تھی اس لئے راستے میں اس کا سامنا کچھ مسافروں سے بھی ہوا لیکن کسی نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی۔ ایک مخصوص انداز میں چلتا ہوا وہ کیبن نمبر گیارہ کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ اس نے الٹے ہاتھ سے دروازے پر دستک دی دو تین بار تھوڑے وقفے سے دستک دینے کے بعد اندر سے کسی کی آواز سنائی دی۔

"کون ہے———"

"دروازہ کھولئے پلیز............... مجھے آپ سے ایک بہت ضروری کام ہے۔"

را۔سن نے مدہم آواز میں کہا لیکن اس کا لب ولہجہ حیرت انگیز طور پر روپا کے لب ولہجے سے سو فیصد ملتا جلتا تھا۔

"کام کی نوعیت کیا ہے..............." اندر سے دریافت کیا گیا۔

"اگر آپ کا نام سکندر ہے تو پلیز دیر نہ کریں———" را۔سن نے روپا کی آواز میں کہا۔ "مجھے مونیکا نے آپ کی پاس بہت ضروری کام سے بھیجا ہے۔"

ایک لمحے کے توقف کے بعد کیبن کا دروازہ کھول دیا گیا' دروازہ کھولنے والا سکندر ہی تھا جو دروازے پر کسی عورت کے بجائے را۔سن کو دیکھ کر چونکا تھا لیکن قبل اس کے کہ وہ را۔سن سے نسوانی انداز میں گفتگو کرنے کا سبب دریافت کرتا را۔سن اسے پیچھے دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا پھر اس نے نہایت سرعت سے دروازہ بند کیا اور اس کے ژساتھ ہی جیب سے اپنا ریولور نکال کر اس کا رخ سکندر کی سمت کر دیا۔

"تم ——— تم کہیں پاگل تو نہیں ہو گئے۔" سکندر نے اسے گھورتے ہوئے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "تمہیں اس وقت یہاں نہیں آنا چاہئے تھا۔"

را۔سن نے کوئی جواب نہیں دیا' الٹا ہاتھ جیب میں ڈال کر اس نے سائلنسر نکالا اور اسے ریوالور پر فٹ کر دیا' سکندر کی آنکھوں میں ایک ثانئے کو خوف کا تاثر بیدار ہوا لیکن پھر اس نے حیرت انگیز طور پر خود کو سنبھالتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"جتنی جلدی ممکن ہو میرے کیبن سے واپس پلٹ جاؤ۔ ورنہ تمہارا انجام تمہاری توقعات سے بھی زیادہ خطرناک ہو گا۔"

"ہمارے درمیان زندگی اور موت کا سمجھوتا ہو سکتا ہے لیکن ایک شرط پر۔" را۔سن نے بدستور روپا کی آواز میں کہا۔

"وہ کیا..............."

"تمہارے علاوہ اور کون لوگ ہیں جو مونیکا اور را.بسن کی نگرانی پر معمور کئے گئے ہیں۔"

"مجھے نہیں معلوم' لیکن تم ...." سکندر نے حیرت سے پوچھا۔ "کیا تم را.بسن نہیں ہو؟ اور تمہاری آواز کو کیا ہوا؟ تم مستقل عورت کی آواز میں کیوں بات کر رہے ہو؟"

"مجھے اپنے سوال کا جواب چاہئے' دوسری صورت میں تمہاری موت پر مجھے کوئی صدمہ نہیں ہو گا۔"

"میرا خیال ہے کہ تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔" سکندر نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے جواب دیا۔

"میں صرف تین تک گنوں گی مسٹر سکندر' اس کے بعد بے دریغ تمہیں گولی مار دوں گی۔ را.بسن جس کے مردہ جسم میں شنکر کی شیطانی قوتوں نے روپا کی روح حلول کر رکھی تھی۔ سرد لہجے میں کہا۔ پھر ریوالور کے ٹریگر پر انگلی کا دباؤ بڑھاتے ہوئے وارننگ دی۔

"کسی قسم کی ہوشیاری یا چالاکی دکھانے کی حماقت نہ کرنا' تمہاری زندگی کے لمحات ویسے بھی گنے چنے رہ گئے ہیں۔"

جواب میں سکندر نے برق رفتاری سے دائیں جانب چھلانگ لگائی لیکن را.بسن کے روپ میں روپا نے کسی غفلت کا مظاہرہ نہیں کیا' کیبن میں مدہم سی "ٹچ" کی آواز ابھری اور سکندر کی چھاتی سے خون کا فوارہ ابل پڑا' وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے را.بسن کے وجود کو گھورتا ہوا فرش پر اوندھے منہ ڈھیر ہو گیا۔ را.بسن نے یکے بعد دیگرے دو مزید فائر سکندر کے جسم پر کئے پھر ریوالور جیب میں رکھتا ہوا کیبن کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ پانچ منٹ بعد وہ پھر اسی مقام پر پہنچ گیا جہاں روپا کا اکڑا ہوا جسم اسٹول کے قریب کھلے آسمان کے نیچے پڑا ہوا تھا۔

روپا کے قریب پہنچ کر وہ کسی معمول کی طرح فرش پر چاروں خانہ چت لیٹ گیا' چند لمحوں تک اس کی ویران آنکھیں کھلی رہیں تو پھر جھٹکے ہی بند ہوئیں اس کا سر ایک سمت ڈھلک کر ساکت ہو گیا' اس کے دو منٹ بعد روپا کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی' وہ خوابیدہ انداز میں اپنی جگہ سے اٹھی پھر اپنے کیبن کی سمت قدم بڑھانے لگی۔ اس کی آنکھوں کی ویرانی اور چلنے کا انداز بتا رہا تھا کہ اس وقت وہ خواب بیداری کی کیفیت سے دو چار ہے۔

اپنے کیبن میں پہنچ کر اس نے نہایت اطمینان سے ڈریسنگ گاؤن اتار کر باتھ روم

میں لٹکایا پھر واپس آ کر اپنے بستر پر لیٹ گئی' دوسرے لمحے آنکھ بند کرتے ہی وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گئی......... شنکر کی طاغوتی قوتوں سے چھٹکارا پانے کے بعد وہ پوری طرح نیند میں ڈوب چکی تھی۔

ٹھیک اس وقت شنکر نے جو اپنے کیبن میں فرش پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا اپنی آنکھیں کھول دیں' اس کے ہونٹوں پر بڑی پراسرار اور معنی خیز مسکراہٹ پھیل کر گہری ہوتی جا رہی تھی شاید اس لئے کہ اس نے ایک تیر سے دو شکار کھیلے تھے۔ را.بسن اور سکندر ختم ہو چکے تھے۔

اب صرف مونیکا باقی رہ گئی تھی.........!!



ایک ہی رات میں قتل اور موت کی دو پراسرار اور حیرت انگیز وارداتوں نے بحری عقاب کے مسافروں کے اندر پریشانی اور سراسیمگی کی کیفیت طاری کر دی تھی' حالات اس قدر پیچیدہ اور پریشان کن تھے کہ جہاز کے کپتان سے لے کر عملے کا ایک معمولی ملازم بھی اپنی اپنی جگہ الجھن کا شکار تھا۔

سکندر کے جسم سے برآمد ہونے والی گولیوں نے اس کی موت کی تصدیق کر دی تھی' اکانومی کلاس کے کچھ مسافروں نے را۔بسن کو بھی شناخت کر لیا تھا' مسافروں کے بیانات اور سکندر کی موت سے یہ بات اپنی جگہ مصدقہ طور پر تسلیم کر لی گئی تھی کہ را۔بسن نے کسی ذاتی رنجش یا دشمنی کی وجہ سے قتل کے جرم کا ارتکاب کیا تھا لیکن را۔بسن خود جس انداز میں مردہ پایا گیا تھا اس نے کپتان ڈیوڈ بروم کے علاوہ چیف آفیسر جوزف اور میڈیکل افسر کو بھی الجھا رکھا تھا۔

یہ بات طے شدہ تھی کہ سکندر کو را۔بسن کی جیب سے برآمد ہونے والے ریوالور سے شوٹ کیا گیا تھا جتنی گولیاں ریوالور کے چیمبر میں تھیں اتنی ہی سکندر کی لاش سے برآمد ہوئی تھیں لیکن اس بات کی تصدیق ہو جانے کے بعد کہ خود را۔بسن کسی زہریلے سانپ کے زہر کے سبب موت کا شکار ہوا ہے حالات نے پیچیدگی اختیار کر لی تھی۔ میڈیکل آفیسر نے نہایت یقین اور وثوق کے ساتھ اس بات کی تصدیق کی تھی لیکن خود اسے بھی اس بات پر حیرت تھی کہ را۔بسن کے جسم پر نہ تو کہیں سانپ کے کاٹنے کا کوئی نشان ملا تھا نہ ہی انجکشن لگانے کی کوئی علامت نظر آئی تھی جو اس خیال کو تقویت پہنچا سکتی کہ ممکن ہے کسی تیسرے دشمن نے را۔بسن کو درمیان سے ہٹانے کی خاطر اسے سانپ کے زہر کا انجکشن لگا کر موت کی گہری نیند سلایا ہو۔

یہ سوال بھی الجھن کا باعث بنا ہوا تھا کہ را۔بسن نے سکندر کو ٹھکانے لگانے کے بعد اپنے کیبن کی سمت جانے کی بجائے جہاز کے اس حصہ کا رخ کیوں اختیار کیا جو کچن سے متعلق اور دوسرے نچلے درجے کے ملازموں کے لئے مخصوص تھا ایک مفروضہ یہ بھی تھا کہ

را۔بسن جب قتل کی واردات کے بعد اپنے کیبن کی طرف واپس جا رہا تھا اس وقت اسموک روم سے نکلنے والے کسی مسافر کی نگاہ اس پر پڑ گئی ہو اور را۔بسن نے خود کو اس کی نظروں سے محفوظ رکھنے کی خاطر اسٹور روم کے عقب میں پناہ لینے کی ٹھان لی ہو لیکن اس صورت میں بھی سانپ کا قاتل زہر اس کے جسم میں داخل ہونے کا سوال باقی رہ جاتا ہے۔

جہاز کا کپتان ڈیوڈ بروم' چیف آفیسر جوزف اور میڈیکل آفیسر کے درمیان ہونے والی گفتگو کو نہایت توجہ سے سن رہا تھا لیکن اس کے ذہن کے گوشے میں جاوید کا خیال ابھر رہا تھا جس نے مارتھا کی روح سے گفتگو کا واقعہ بیان کیا تھا۔ ڈیوڈ بروم کا ایک خیال یہ بھی ہے کہ ممکن ہے پرنس فیصل اور جاوید کو بحری عقاب پر رونما ہونے والے اس پراسرار حادثے کا علم کسی طور ہو گیا ہو اور انہوں نے محض اپنی معلومات میں اضافہ کی خاطر اسے ایک نیا رنگ دیکر بیان کرنا ضروری سمجھا ہو لیکن سکندر اور را۔بسن کی موت کے بعد وہ بڑی سنجیدگی سے ان پراسرار اموات کے بارے میں غور کر رہا تھا۔

نو سال پہلے مارتھا اور فرانس کی موت عجیب و غریب حالات کے پیش نظر واقع ہوئی تھی مارتھا حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے مری تھی لیکن فرانس کی موت کا سبب کسی سانپ یا بچھو کا قاتل زہر قرار دیا گیا تھا۔ موت سے قبل فرانس اور ایک سیاہ فام حبشی کے درمیان ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ گئی تھی سیاہ فام مسافر نے پیش گوئی کی تھی فرانس چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر پراسرار حالات سے دو چار ہو کر موت کا شکار ہو جائے گا اور ایسا ہی ہوا تھا۔ فرانس کی موت کے بعد سیاہ فام مسافر جہاز سے غائب پایا گیا تھا فرانس کے جسم پر بھی سانپ کے کاٹنے یا انجکشن کے ذریعے زہر کو جسم میں منتقل کرنے کا کوئی نشان نہیں مل سکا تھا۔

سکندر اور را۔بسن کی موت کا واقعہ بھی نو سال پیشتر پیش آنے والے حادثے سے بڑی حد تک مطابقت رکھتا تھا ایک روز پیشتر سیاہ فام مسافر لوکارٹا دیوانگی کا شکار ہوا تھا اور را۔بسن کی موت بھی کسی سانپ کے قاتل زہر کی کہانی دہرا رہی تھی۔ لوکارٹا کی دیوانگی کا سکندر اور را۔بسن کی پراسرار موت سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ ڈیوڈ بروم کا ذہن اس سوال پر بڑی سنجیدگی سے غور کر رہا تھا لیکن اس نے چیف آفیسر یا میڈیکل آفیسر کو اپنے خیال سے آگاہ کرنا مناسب نہیں سمجھا اس طرح حالات کی سنگین صورت حال جہاز کے مسافروں اور عملے کے افراد دونوں کے لئے زیادہ پریشان کن ثابت ہو سکتی تھی۔

خاصی دیر تک جہاز کے تین ذمہ دار افراد سر جوڑے بیٹھے تبادلہ خیالات کرتے رہے

لیکن کوئی آخری نتیجہ اخذ نہ کر سکے پھر ڈیوڈ بروم کے مشورے پر مونیکا کو طلب کیا گیا جو را۔سن کی موت کی وجہ سے حد درجہ پریشان دکھائی دیتی تھی' جوزف نے اسے مناسب الفاظ میں تسلی دی پھر کچھ توقف کے بعد دریافت کیا۔

"مس مونیکا' کیا آپ گزشتہ رات پیش آنے والے حادثے پر کوئی روشنی ڈال سکتی ہیں۔"

" را۔سن کی دردناک موت نے میرے ہوش و حواس بھی کم کر دیئے ہیں۔" مونیکا نے اداس لہجے میں کہا۔" سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ سب کچھ کیوں اور کس طرح رونما ہوا۔۔۔"

"کیا آپ سکندر نامی بٹلر کی موت کے بارے میں کچھ بتا سکیں گی۔" ڈیوڈ بروم نے اس کے چہرے کے تاثرات کا بغور جائزہ لیتے ہوئے دریافت کیا۔ "میرا مطلب ہے کہ کوئی ایسی بات جو سکندر اور آپ کے کزن کے مابین کسی جھگڑے یا دشمنی کی نشاندہی کر سکے۔"

" سکندر اور را۔سن کے درمیان کوئی دشمنی نہیں تھی۔۔۔ میرا یہی خیال ہے۔" مونیکا نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔

"کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ مسٹر را۔سن گزشتہ رات کس مقصد سے کیبن سے باہر گئے تھے۔" میڈیکل آفیسر نے پوچھا۔

" اس نے کوئی وجہ نہیں بتائی تھی۔"

" پھر ریوالور کی موجودگی کا کیا مطلب اخذ کیا جائے۔"

چیف آفیسر نے قدرے خشک انداز میں کہا۔"کیا آپ نے مسٹر را۔سن کو ریوالور لے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔"

"نہیں" مونیکا نے تیزی سے جواب دیا۔

"کیا مسٹر را۔سن عام حالات میں بھی ریوالور جیب میں رکھ کر کیبن سے باہر نکلنے کے عادی تھے" ڈیوڈبروم نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔" میری بات سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ بٹلر کے جسم سے برآمد ہونے والی گولیاں اسی ریوالور سے چلائی گئی ہیں جو آپ کے کزن کے لباس سے برآمد ہوا ہے۔"

"کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ قتل کسی اور نے کیا ہو اور۔۔۔۔"

" اور ریوالور آپ کے کزن کی جیب میں رکھ دیا ہو۔" ڈیوڈبروم نے اس کا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔" ایسی صورت میں بھی دو سوال پیدا ہوتے ہیں کسی دوسرے شخص کو بیک

وقت جہاز کے ایک ادنیٰ بٹلر اور آپ کے کزن کو موت سے ہمکنار کرنے کی کیا ضرورت تھی اور پھر اگر ریوالور آپ کے کزن کی جیب میں موجود نہیں تھا تو تیسرے شخص کے پاس کس طرح پہنچ گیا۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ان باتوں پر بہتر طور پر روشنی ڈال سکتی ہیں' ویسے کیا آپ جہاز پر موجود کسی ایسے مسافر یا مسافروں سے واقف ہیں جو موجودہ واردات کے ذمہ دار سمجھے جا سکیں۔"

"میں کوئی بات یقین سے نہیں کہہ سکتی۔" مونیکا نے الجھے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

"ایسی صورت میں ہم صرف ایک ہی نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں۔" چیف آفیسر نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔" ممکن ہے آپ کو اصل وجہ کا علم نہ ہو لیکن بٹلر کا قتل مسٹر را۔سن نے ہی کیا ہے اور بعد میں وہ خود بھی ناگہانی حادثے کا شکار ہو گئے۔"

"مونیکا نے تیز نظروں سے چیف آفیسر کو گھورا' تیور بتا رہے تھے کہ اسے چیف آفیسر کے فیصلے سے اختلاف تھا' ایک ثانئے کو اس کے ہونٹ ایسے انداز میں کھلے جیسے وہ کچھ کہنا چاہتی ہو لیکن پھر اس نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لئے۔

" کیا آپ کسی سے خوف زدہ ہیں۔" ڈیوڈبروم کی تجربہ کار نظروں نے مونیکا کے تاثرات کو بھانپتے ہوئے کہا۔۔۔

" جی نہیں۔۔۔"

" لوکارنا کی دیوانگی کے بارے میں آپ کا ذاتی خیال کیا ہے۔"

" مسٹر ڈیوڈ۔۔۔" مونیکا نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے قدرے تلخ آواز میں جواب دیا۔" آپ کا سوال قطعی غیر متعلق ہے۔"

" مجھے افسوس ہے محترمہ لیکن۔۔۔"

" سوری مسٹر ڈیوڈ۔۔۔" اس بار مونیکا نے کپتان کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔"میں فی الحال آپ کے کسی سوال کا جواب دینا پسند نہیں کروں گی مجھے آپ کی طرف سے اپنے کزن کی موت اور موت واقع ہونے کی وجوہات کا سرٹیفکیٹ درکار ہے' باقی فیصلہ میں اپنے وکیل کے مشورے کے بعد ہی کر سکوں گی۔"

" آپ مطمئن رہیں مس مونیکا۔" میڈیکل آفیسر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔" تفتیش مکمل ہونے کے بعد مطلوبہ سرٹیفکیٹ آپ کو فراہم کر دیا جائے گا۔"

" بہت شکریہ آپ حضرات کا۔" اس نے سرد مہری سے کہا پھر تیزی سے پلٹی اور

لمبے لمبے قدم اٹھاتی کیبن سے باہر چلی گئی۔

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو یہ لڑکی ضرور کسی اہم بات سے واقف ہے لیکن کسی وجہ سے اپنی زبان نہیں کھول رہی۔"

"میں آپ کے خیال سے متفق ہوں ڈاکٹر---" چیف آفیسر نے ہاتھ ملتے ہوئے جواب دیا---"لیکن افسوس کہ ہم اسے زبان کھولنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔"

کپتان ڈیوڈ بروم نے کسی خیال کا اظہار نہیں کیا کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں، شاید وہ جلد بازی میں کوئی آخری فیصلہ نہیں کرنا چاہتا تھا---!!

○

فیصل اور جاوید نے شنکر کے کیبن میں قدم رکھا تو چیف آفیسر جوزف وہاں پہلے سے موجود تھا، شنکر آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا اس کی ٹھوس اور گمبھیر آواز کیبن میں گونج رہی تھی۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ آنے والے کل کے بارے میں کسی غیبی کتاب کا مطالعہ کر رہا ہو، جوزف پوری توجہ سے اس کی بات سن رہا تھا۔

"میری آنکھیں تاریکی میں بہت دور تک دیکھ رہی ہیں---- میں نے بھی یہی کہا تھا کہ کالی طاقتیں موت کا ناٹک رچانے کو تلی بیٹھی ہیں، بٹلر اور را۔سن کی موت اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی اور اب---- اب میں ان طوفانوں کو دیکھ رہا ہوں جو جہاز کی طرف بڑھ رہے ہیں----- بحری عقاب آنے والے طوفان میں تنکے کی طرح ہچکولے کھائے گا۔ تباہی اور موت کا طوفان بھی کالی طاقتوں کی پیداوار ہوگا-------

میری جوتش ودیا میں کوئی کھوٹ نہیں ---- کھوٹا اور کھرا بہت جلد سامنے آ جائے گا۔"

شنکر نے اپنا جملہ مکمل کر کے آنکھیں کھول دیں، فیصل اور جاوید کو دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر ابھرنے والی مسکراہٹ بے حد پراسرار اور معنی خیز تھی، اس نے مہذب انداز میں دونوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا، جوزف نے رسمی طور پر دونوں سے علیک سلیک کی پھر شنکر سے مخاطب ہو کر بولا۔

"میرے محترم، کیا آپ یہ نہیں بتا سکتے کہ کالی طاقتیں ہمیں نقصان پہنچانے پر کیوں آمادہ ہیں اور ہم ان سے کس طرح چھٹکارا پا سکتے ہیں۔"

"دھیرج سے کام لو میرے دوست ---- سمے کا انتظار کرو، میں تمہیں وچن دیتا ہوں

کہ تمہارا جہاز بچانے کی خاطر میں پوری پوری کوشش کروں گا---- لیکن ابھی کوئی بات پورے وشواس سے نہیں کہی جا سکتی۔"

"بٹلر اور را۔سن کی پراسرار موت کے بارے میں آپ کی جوتش ودیا کیا کہتی ہے۔" جوزف نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ "ہمیں مسافروں کو مطمئن کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی مناسب جواب تو بہرحال دینا پڑے گا۔"

"میں تمہاری پریشانی سمجھ رہا ہوں، مجھے سب کچھ معلوم ہے میرے دوست، کالی طاقتوں نے جو جال پھیلایا ہے میری نظریں اس کے ایک ایک پھندے اور شکار کو دیکھ رہی ہیں۔ بٹلر اور را۔سن کی موت کا کارن بھی میرے علم میں ہے لیکن ابھی زبان کھولنے کا سمے نہیں آیا تم انتظار کرو، میں تمہاری سہائتا اوش کروں گا---"

"مس مونیکا نے ہم سے اپنے کزن کی موت کا سرٹیفکیٹ طلب کیا ہے۔" جوزف نے سنجیدگی سے کہا۔ "آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر ہم نے حقیقت حال کا پروانہ اس کے ہاتھ میں تھما دیا تو ہماری کمپنی کی ساکھ تباہ ہو جائے گی اور------"

"اس سندری کا بندوبست بھی بہت جلد ہو جائے گا-----" شنکر نے خلا میں گھورتے ہوئے جواب دیا۔

"میں ----- میں سمجھا نہیں۔"

"تم اب جا سکتے ہو میرے دوست----" شنکر نے اس بار بیزاری کا اظہار کیا۔ "میں پھر کسی وقت تم سے بات کروں گا۔"

چیف آفیسر کو شنکر کا روکھا لہجہ گراں گزرا لیکن اس نے ضبط کا مظاہرہ کیا خاموشی سے اٹھا اور فیصل اور جاوید پر ایک سرسری نظر ڈالتا ہوا رخصت ہو گیا۔ شنکر کی نگاہیں اب فیصل پر جمی ہوئی تھیں۔

"ہمارا قیام کیبن نمبر انیس اور بیس میں ہے۔ جاوید نے گفتگو کی ابتدا کی۔ ہم آپ سے کچھ دریافت کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔"

"میں جانتا ہوں میرے متر" شنکر نے جاوید سے کہا۔ "تم جوتش پر یقین نہیں رکھتے اور میرا امتحان لینے آئے ہو۔"

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے میرے عزیز۔" جاوید نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "اگر ہمیں آپ کی مستقبل بینی پر شبہ ہوتا تو ہم بلاوجہ اپنا وقت کبھی برباد نہ کرتے، بات دراصل یہ ہے کہ ہم---"

" اتنی جلدی بھی کیا ہے۔۔۔۔" شنکر نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔" ابھی تو ہم نے ایک دوسرے کا شبھ نام جاننے کی کوشش بھی نہیں کی۔۔۔۔کچھ دیر آرام سے بیٹھو کچھ جل پان کی بات ہو جائے پھر باقی باتیں بھی ہوتی رہیں گی۔"

" آپ تکلف سے کام لے رہے ہیں۔" جاوید نے کہا۔" ہم یہاں دعوت شیراز اڑانے کی خاطر نہیں آئے ہمیں آپ سے کچھ بہت ہی اہم باتیں دریافت کرنی ہیں' ایسی باتیں جن کا تعلق مستقبل سے ہے اور ممکن ہے کہ آپ کی جوتش ودیا۔۔۔۔"

" تم کس کارن یہاں آئے ہو' کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟ تم نے یہ سفر کیوں شروع کیا ہے؟ اس کا انت کیا ہو گا؟ راستے کی کٹھنائیاں اور کالی شکتیوں کے کھیل تماشے کیا گل کھلائیں گے؟۔۔۔۔ شنکر سب کچھ جانتا ہے بالک۔۔۔۔" شنکر نے یکلخت گہری سنجیدگی سے کہا پھر باری باری دونوں کو گھورتا ہوا بولا۔" تم سوال کرو گے یا میں جواب دینا شروع کروں۔۔۔ اور کہاں سے شروع کروں جہاں سے تم نے سفر کا آغاز کیا ہے یا جہاں تم جانے کا ارادہ رکھتے ہو۔۔۔۔ شنکر کی نگاہیں تمہارے دل و دماغ کا ایکسرے کر چکی ہیں کل جو بیت چکا ہے اور کل جو آنے والا ہے میری آنکھیں سب دیکھ رہی ہیں' وہ بھی جو تم جانتے ہو اور وہ بھی جو ابھی تک تمہارے علم میں نہیں ہے۔۔۔ بولو بالک۔۔۔۔ کہاں سے شروع کروں؟۔۔۔۔۔کیا جاننا پسند کرو گے؟؟"

" اگر آپ کو میرے دوست کی کوئی بات گراں گزری ہے تو میں معذرت خواہ ہوں۔۔۔۔" فیصل نے سلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔" میں یہاں آپ کا امتحان لینے نہیں آیا اپنے سفر کے بارے میں چند ایک ضروری باتیں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"جواب میں شنکر نے اپنی آنکھیں بند کر لیں' اس کے چہرے کے تاثرات بار بار تبدیل ہو رہے تھے کبھی اس کی پیشانی یکلخت شکن آلود ہو جاتی' کبھی وہ سختی سے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا لیتا اور کبھی مٹھیاں زور زور سے بھینچنے لگتا خاصی دیر تک وہ ان ہی کیفیتوں سے دو چار رہا پھر اس نے آنکھیں کھول دیں' کچھ دیر تک خلاء میں گھورتا رہا پھر فیصل کو دیکھ کر بولا۔

" تم نے بہت کچھ گنوا دیا ہے میرے دوست تم اپنے پیچھے جو دھن دولت چھوڑ آئے تھے اسے تمہارے دشمنوں نے تباہ کر دیا ہے' سکندر اور را بسن کی موت نے کالی شکتیوں کو پاگل کر دیا ہے وہ تمہیں کوئی کشٹ (تکلیف) نہیں دے سکے تھے اس لئے تمہارے دفتروں' کارخانوں اور تمام بیوپار کو جلا کر راکھ کے ڈھیر میں بدل دیا ہے۔"

" لیکن سکندر اور را بسن کی موت کا میری ذات سے کیا تعلق ہے۔" فیصل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" تھا ایک سمبندھ جسے تم نہیں جان سکو گے پرنتو میں جانتا ہوں۔" شنکر نے کہا۔"تمہارے دشمن نہیں چاہتے کہ تم اپنا سفر جاری رکھو' وہ قدم قدم پر تمہاری راہ میں رکاوٹیں ڈال رہے ہیں لیکن کامیاب نہیں ہو رہے۔۔۔۔ اس کارن انہوں نے تمہارے پیچھے تمہارا سب کچھ پھونک ڈالا۔۔۔ تمہارے دشمنوں کی کیول (صرف) ایک ہی آشا ہے تمہاری موت مگر ایک شکتی ہے جو تمہاری سہائتا کر رہی ہے۔"

" مجھے نفع اور نقصان کی کوئی پروا نہیں۔" فیصل نے ہاتھ ملتے ہوئے جواب دیا۔"میں جو ارادہ کر کے گھر سے نکلا ہوں اس پر قائم رہوں گا اس وقت تک جب تک میں اپنے دشمنوں کو موت کے گھاٹ نہیں اتار دیتا یا پھر وہ اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہیں ہو جاتے۔۔۔"

" میرے متر' شنکر تمہارے بارے میں سب کچھ جانتا ہے۔" شنکر نے ٹھوس لہجے میں کہا پھر توشی سے اس کی ملاقات سے لے کر اس کی ماں کی دردناک موت تک کے تمام واقعات کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے بولا۔" شوالا اس دھرتی پر تمہارا بدترین دشمن ہے اسے عقرب دیوتا کی سہائتا پر بہت زیادہ گھمنڈ ہے' وہ اپنے جیون کی آخری سانس تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گا' توشی کو اپنے من مندر میں سجانے کی خاطر وہ شاکا کے خون سے بھی اپنے ہاتھ رنگ سکتا ہے۔"

"کیا شوالا اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا۔" جاوید نے سنجیدگی سے دریافت کیا شنکر نے جس انداز میں اس کے اور فیصل کے ماضی کے اوراق کی ایک ایک سطر پڑھ کر سنائی تھی اس نے جاوید کو اس کی پراسرار صلاحیتوں کا گرویدہ بنا دیا تھا۔

" کل کیا ہو گا میں یہ بھی جانتا ہوں لیکن شاید تم میرے کہے کا وشواس نہیں کرو گے۔" شنکر نے بڑے گمبھیر لہجے میں کہا پھر خلاء میں گھورتے ہوئے بولا۔ "میری آنکھیں گھپ اندھیروں کے اس پار بہت کچھ دیکھ رہی ہیں' تمہارے بھوش میں کیا لکھا ہے مجھے معلوم ہے' تم اپنے ارادوں میں اوش سپھل (ضروری کامیاب) ہو گے پرنتو اس کے لئے تم دونوں کو بہت پاپڑ بیلنے پڑیں گے' تمہیں تمہاری کھوئی ہوئی مایا اور دھن دولت سے بھی زیادہ حاصل ہو گا۔۔۔۔تم ایک ایسی شکتی پراپت (حاصل) کر لو گے جس کے بعد تمہاری زبان سے نکلا ہوا ہر شبد (لفظ) بڑا ٹھوس اور وزن دار ہو گا تم جو چاہو گے لیکن۔۔۔۔" شنکر کچھ

کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن کیا---" فیصل نے تیزی سے پوچھا شنکر کی اچانک خاموشی اسے الجھا رہی تھی۔

"کچھ پانے کیلئے منش کو کچھ کھونا بھی پڑتا ہے۔"

"مجھے کھل کر بتاؤ شنکر میں تمہاری بات کا مقصد نہیں سمجھ سکا----"

"سمے کا انتظار کرو میرے دوست۔" شنکر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔" میں تمہارے ساتھ ہوں اور ہو سکتا ہے کہ ہمارا تمہارا ساتھ بہت دور تک رہے پرنتو ایک بات دھیان میں رکھنا اگر تم نے کبھی میرے ساتھ چھل کپٹ کرنے کی کوشش کی تو پھر تم آسانی سے اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکو گے---- یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میری ناراضگی تم دونوں کو شوالا بچھائے ہوئے جال میں اس طرح پھانس دے کہ تمہارے سارے سپنے ادھورے کے ادھورے ہی رہ جائیں----"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ ہم اپنے مطلوبہ جزیرے تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔" جاوید نے دریافت کیا۔

"شنکر کی زبان سے نکلی ہوئی بات پتھر کی لکیر ہوتی ہے میرے متر---- اس سے میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

جاوید نے شنکر کو مزید کریدنے کی خاطر پہلو بدلا لیکن فیصل نے اسے اشارے سے منع کر دیا پھر وہ شنکر کے کیبن میں زیادہ دیر نہیں رکے تھے----!

○

خلاف توقع اس وقت ہال میں زیادہ چہل پہل نہیں تھی لوکارٹا کی جنونی کیفیت کے فوراً بعد سکندر اور را.سن کی موت کی خبر نے مسافروں کے درمیان بے چینی کی لہر پھونک دی تھی۔ اکثر مسافروں نے یہ طے کر لیا تھا کہ وہ اگلی بندرگاہ سے بحری سفر ترک کر کے اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کی خاطر بری یا پھر ہوائی سفر اختیار کریں گے' ان کے خیال میں بحری عقاب کا سفر کسی لمحے بھی ان کے لئے مزید پریشانیاں کھڑی کر سکتا تھا' کچھ مسافر اس بات پر کف افسوس مل رہے تھے کہ انہوں نے پچھلی بندرگاہ پر ہی اپنا سفر کیوں نہیں ترک کر دیا' چند ایک مسافر ایسے بھی تھے جنہوں نے برملا اس سفر کو سب کے لئے منحوس قرار دیا تھا' البتہ غیر ملکی سیاح اور مسافروں کے خیال میں جو حادثات رونما ہوئے تھے وہ بھی ایڈونچر کا ایک

حصہ تھے۔

ڈائننگ ہال میں مسافروں کی تعداد خاصی کم تھی۔ جہاز کے عملے نے مسافروں کی پریشانیوں کو دور کرنے کی خاطر بٹلر اور را.سن کی موت کو قطعی طور پر ایک اتفاقیہ قدرتی حادثہ قرار دینے کی کوشش کی تھی لیکن انہیں اپنے مقصد میں زیادہ کامیابی نہیں ہوئی تھی' تلے اوپر ہونے والے واقعات کی پراسرار نوعیت نے مسافروں کو خوف زدہ کر رکھا تھا۔

شنکر اس وقت بھی نہایت اطمینان سے اپنی میز پر تنہا بیٹھا کھانے میں مصروف تھا بظاہر وہ دوسروں سے قطعی لاتعلق نظر آرہا تھا لیکن اس کی نظریں بار بار اس میز کی سمت اٹھ رہی تھیں جس پر روپا' مونیکا کے ساتھ موجود تھی' ایک آدھ بار اس نے فیصل اور جاوید کی طرف بھی دیکھا جو مغربی گوشے کی میز پر بیٹھے کسی مسئلے پر بہت سنجیدگی سے گفتگو کرنے میں مصروف تھے۔

حسب معمول مغربی موسیقی کی آواز ڈائننگ ہال میں لگے ہوئے مائیک کے ذریعے نشر ہو رہی تھی' غیر ملکی مسافر اور سیاح ہال میں گونجنے والی موسیقی سے یقیناً لطف اندوز ہو رہے تھے لیکن دوسرے مسافروں کے چہرے بتا رہے تھے کہ انہیں اس بے وقت کی راگنی سے بھی شدید ذہنی کوفت ہو رہی تھی۔

کھانے کے بعد مشروبات کا دور شروع ہوا شنکر نے اپنے لئے بلیک کافی کا آرڈر دیا تھا۔ سفید لباس میں ملبوس بیرے پھرتی سے مسافروں کا آرڈر سرو کرنے میں مصروف تھے' کچھ افراد کھانا کھانے کے بعد ہی اٹھ کر ڈائننگ ہال سے رخصت ہو گئے تھے لیکن نصف سے زیادہ میزیں اس وقت بھی آباد نظر آ رہی تھیں۔ پھر شنکر نے مونیکا اور روپا کو اپنی میز کی طرف آتے دیکھا تو سنبھل کر بیٹھ گیا۔

"کیا ہم کچھ دیر کے لیے آپ کے ساتھ بیٹھ سکتے ہیں؟" مونیکا نے قریب آکر نہایت مہذب مگر سپاٹ لہجے میں شنکر کو مخاطب کیا۔" ہمیں آپ سے کچھ باتیں دریافت کرنی ہیں۔"

شنکر نے اثبات میں جنبش دی تو دونوں اس کے سامنے والی نشستوں پر بیٹھ گئیں' شنکر کی دور بین نظریں مونیکا کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں جو بظاہر را.سن کی موت سے بہت زیادہ متاثر معلوم ہوتی تھی کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر مونیکا نے گفتگو کی ابتدا کی۔

"میں آپ سے را.سن کی پراسرار موت کے سلسلے میں پوچھنا چاہتی ہوں' میرا خیال ہے کہ اس کی موت کو محض حادثاتی نہیں کہا جا سکتا' ممکن ہے اس نے کسی ذاتی رنجش کی

بنا پر۔۔۔ جس کا مجھے سرے سے کوئی علم نہیں' سکندر کو شوٹ کیا ہو لیکن جس انداز میں وہ خود موت کا شکار ہوا ہے وہ میرے نزدیک قطعی ان نیچرل ہے۔"

"آپ کیا معلوم کرنا چاہتی ہیں۔" شنکر نے روپا اور مونیکا کو باری باری دیکھتے ہوئے خشک لہجے میں کہا۔

"را.سن کا قاتل کون ہے۔"

"نہلے پر دہلا۔" شنکر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ را.سن کسی شکتی کے اشارے پر ناچ رہا تھا پرنتو وہ یہ بھول گیا تھا کہ اس کے مقابلے پر بھی کچھ کالی طاقتیں کام کر رہی تھیں۔ وہ موت کا نہیں حالات کا شکار ہوا ہے۔"

"کیا آپ مجھے ان مجرموں کے نام بتا سکتے ہیں؟"

"سندری ۔۔۔" شنکر نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے جواب دیا۔ "جو لوگ بھوش کا حال بتا سکتے ہیں وہ من کے بھیتر بھی جھانک سکتے ہیں کیا تم کو خبر نہیں کہ را.سن سے تمہارا اصل سمبندھ کیا تھا؟۔۔۔ تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ تم دونوں نے یہ سفر کس کارن اختیار کیا تھا۔۔۔ لوکارتا غریب بھی تمہارے گورکھ دھندوں میں پھنس کر اندھیرے میں شکار ہو گیا اور جہاز کا بٹلر سکندر بھی۔۔۔"

"میں آپ سے پھر کسی وقت ملوں گی۔" مونیکا نے جلدی سے بات کاٹنے کی کوشش کی روپا کی موجودگی میں وہ بات کو آگے نہیں بڑھانا چاہتی تھی اس کا خیال تھا کہ شنکر محض را.سن کی موت پر روشنی ڈالے گا لیکن نکا اس کی توقعات سے کہیں زیادہ "پہنچا ہوا" ثابت ہو رہا تھا۔

"سندر چہرے اور کومل شریر دونوں شنکر کی کمزوری ہیں۔۔۔" شنکر نے اس بار کسی انسان کے لہجے میں بے تکلفی سے سرگوشی کی۔ "تم دونوں سندر ہو اور اکیلی بھی ۔۔۔ کیا ہم تینوں بے تکلف دوست نہیں بن سکتے' یدھ اور پریم (محبت اور جنگ) میں سب چلتا ہے' پاپ اور پن کی باتوں میں کیا دھرا ہے۔"

"مسٹر شنکر۔۔۔" مونیکا نے سرد لہجے میں جواب دیا۔ "تم نے میرے بارے میں غلط نتیجہ اخذ کیا ہے۔"

"سوچ لو ۔۔۔ شنکر کا ہاتھ تھام کر تم زیادہ محفوظ ہو گی' دوسری صورت میں تمہارا انت (انجام) را.سن سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔" شنکر نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ "میں چاہوں تو جہاز کے کپتان کو تم دونوں کے بارے میں بہت کچھ

بتا سکتا ہوں' تمہارا اصل روپ کیا ہے تم کون ہو' بحری عقاب پر تم دونوں کے کارن جو رام کہانی شروع ہوئی ہے اگر جہاز کے مسافروں کو اس کی خبر ہو گئی تو کھوٹا اور کھرا سب کھل کر سامنے آجائے گا۔"

"نہیں ۔۔۔ تم ایسا نہیں کرو گے۔۔۔" روپا نے گھبرائے ہوئے انداز میں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔۔۔ "میں تمہارے ساتھ ہر قسم کا سمجھوتا کرنے کو تیار ہوں۔"

"مجھے وشواس تھا روپا رانی کہ تم سمجھداری سے کام لو گی۔" شنکر نے روپا سے کہا پھر للچائی نظروں سے مونیکا کو دیکھتے ہوئے بولا تمہارا کیا فیصلہ ہے مونیکا دیوی۔۔۔ کیا تم شنکر کی دشمنی مول لینا پسند کرو گی؟"

"تمہاری دوستی کی خاطر مجھے کیا کرنا ہو گا۔" مونیکا نے ہونٹ چباتے ہوئے دریافت کیا۔ "میری آگیا کا پالن کرنا ہوگا میرے ہر اشارے پر ناچنا ہو گا اور میرے ساتھ بھی وہی سمبندھ پیدا کرنا ہو گا جو را.سن کے ساتھ تھا۔" شنکر نے دو ٹوک انداز میں جواب دیا۔

"تم ۔۔۔ تم مجھے بلیک میل کرنا چاہتے ہو؟"

"مونیکا پلیز ۔۔۔" روپا نے اسے سہمے ہوئے لہجے میں سمجھانے کی کوشش کی۔ "ہمیں عقلمندی سے کام لینا چاہیے۔"

"اگر میں تمہاری بات ماننے سے انکار کر دوں تو۔۔۔" مونیکا نے روپا کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے براہ راست شنکر سے سوال کیا۔

"وہ جو کھوٹے بیوپار کا دھندا کرتے ہیں' گھاٹے کو پورا کرنے کی خاطر اپنا جیون بھی داؤپر لگا دیتے ہیں۔" شنکر نے سرسراتی آواز میں کہا۔ "تمہارے سندر شریر پر جو میل ہے وہ وہ میری آنکھوں سے اوجھل نہیں ہے مونیکا رانی ۔۔۔ آخری بار سوچ بچار کر لو۔۔۔ انکار کی صورت میں تمہاری چنڈال چوکڑی (فساد کرنے والے گروہ) کا کھیل ختم ہو جائے گا' کیا تم پسند کرو گی کہ چیف آفیسر جوزف اور اس کے کارندے تمہارے کیبن کی تلاشی لیں۔۔۔"

"نہیں ۔۔۔" مونیکا سمندر کی جھاگ کی مانند بیٹھ گئی۔ "میں۔۔۔ میں تمہارے ساتھ دوستی کا ہاتھ ملانے پر آمادہ ہوں۔"

"مجھے وشواس تھا کہ تم دونوں سمجھداری سے کام لو گی۔" شنکر معنی خیز انداز میں مسکرایا پھر سرگوشی میں بولا۔ "دوستی کا جشن منانے کی خاطر تم دونوں کیا پسند کرو گی' شیری' وہسکی یا بیئر۔۔۔"

روپا اور مونیکا نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا روپا اس وقت بڑی خوبی سے اپنی اداکارانہ صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کر رہی تھی لیکن مونیکا کے چہرے کے تاثرات سے بیزاری ٹپک رہی تھی' شاید وہ دل ہی دل میں اس وقت کو گالیاں دے رہی تھی جب اس نے شنکر کی جوتش ودیا کو آزمانے کے سلسلے میں سوچا تھا اور انجام کار پوری طرح اس کے جال میں پھنس کر رہ گئی تھی۔

"کس و چار میں گم ہو مونیکا رانی۔۔۔" شنکر نے بے تکلفی کی حدود کو پھلانگتے ہوئے کہا۔ "تم نے اپنے پریمی کی بات کا جواب نہیں دیا۔"

لیکن اس سے پہلے کہ مونیکا اس کی بات کا کوئی جواب دیتی' مائیک سے نشر ہونے والی مغربی موسیقی کی سحر آگیں دھن یکلخت دم توڑ گئی پھر ایک کرخت آواز ڈائننگ ہال میں بیٹھے ہوئے مسافروں کی قوت سماعت سے ٹکرانی شروع ہوئی۔

"بحری عقاب کے بدنصیب مسافرو! میری بات پوری توجہ اور دھیان سے سنو' لوکارٹا کی دیوانگی اور سکندر اور راسن کی موت نے ایک ایسی طاقت سے ٹکرانے کی کوشش کی ہے تم جس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔۔۔ تم لوگ بے قصور ہو لیکن اس کے باوجود تمہیں ہولناک تباہی سے دو چار ہونا پڑے گا۔۔۔ میں اپنے دشمنوں کو اپنی لازوال قوتوں کا تماشا دکھانا چاہتا ہوں میری وارننگ اچھی طرح ذہن نشین کرلو۔۔۔ عنقریب تمہارا جہاز شدید طوفانوں میں گھرا ہو گا' تم موت سے پناہ مانگنے کے لئے تڑپو گے لیکن میرا قہر تم کو فرار کا موقع نہیں دے گا۔۔۔ تمہارے درمیان میرے دشمن بھی موجود ہیں ان کے ساتھ ساتھ تمہیں بھی اذیت ناک حالات سے دو چار ہونا پڑے گا ۔۔۔ یہ میرا اور مقدس دیوتاؤں کا اٹل فیصلہ ہے۔ اسے دنیا کی کوئی قوت نہیں ٹال سکتی ۔۔۔" اعلان ختم ہوا تو مسافروں کے درمیان بھگدڑ مچ گئی جہاز کے عملے کے ذمہ دار افراد مسافروں کو صبر سے کام لینے کی تلقین کر رہے تھے' ہر طرف افراتفری کا عالم تھا لیکن ننکا کے ہونٹوں پر اس وقت بھی ایک پراسرار مسکراہٹ پھیل کر بتدریج گہری ہو رہی تھی۔۔۔!

○

تین چار دنوں تک بحری عقاب کے مسافروں کے درمیان افراتفری کا عالم برقرار رہا پھر رفتہ رفتہ کیفیت نارمل ہونے لگی لیکن ایک سوال ابھی تک ہر فرد کے ذہن میں کلبلا رہا تھا وہ کون سی نادیدہ طاقت تھی جس نے جہاز کے نجی اور ذاتی نشریاتی رابطوں کو روک کر اپنا

اعلان نشر کیا تھا۔۔۔ اس اعلان کا مقصد کیا تھا' کیا وہ محض چند لوگوں کو خوف زدہ کرنا چاہتے تھے یا جہاز کے بے گناہ مسافروں اور عملے کے افراد کو بھی اپنی شیطانی قوتوں کا نشانہ بنانے کے خواہشمند تھے۔

کپتان ڈیوڈبروم اور چیف آفیسر جوزف نے لوگوں کو یہ کہہ کر مطمئن کرنے کی کوشش کی تھی اکثر لاسلکی نظام میں ایک فری کوئنسی دوسری فری کوئنسی سے ٹکرا جاتی ہے برقی لہروں کا نظام آپس میں شرارتاً" بھی ٹکراؤ کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے' ممکن ہے وہ اعلان کسی دوسرے جہاز سے زیادہ طاقت ور نشریاتی نظام سے کیا گیا ہو اور اعلان کرنے والوں نے جان بوجھ کر بحری عقاب کے مسافروں کو خوف زدہ کرنے کی خاطر ان کی فری کوئنسی کو استعمال کیا ہو' ہر چند کہ یہ باتیں دل کی تسلی کے لئے کہی گئی تھیں لیکن وقت کے ساتھ ساتھ بیشتر لوگوں نے خود کو بہلانے کی خاطر اسی پر یقین کر لیا البتہ بحری عقاب کے عملے کے لیے بھی وہ اعلان بے حد پریشان کن تھا اور ابھی تک جہاز کے انجینئر اور ریڈیو کنٹرول ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ دار اس اچانک نشر ہونے والے اعلان کے بارے میں کوئی نتیجہ اخذ نہیں کر سکے تھے۔

اس وقت فیصل کے کیبن میں بھی اس پراسرار دھمکی پر بحث ہو رہی تھی جہاز کے سیکنڈ آفیسر تیمور نے شنکر کے حوالے سے یہ بات کہی تھی کہ ڈائننگ ہال میں مائیک کے ذریعے نشر ہونے والا اعلان ایک ایسے شخص نے کیا ہے جو پراسرار قوتوں کا مالک ہے لیکن ننکا نے نہ اس شخصیت کا نام ظاہر کیا تھا نہ ہی اس اعلان پر کوئی ذاتی تبصرہ کیا تھا البتہ اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ بحری عقاب کو تباہی سے بچانے کی حتی الامکان کوشش ضرور کرے گا۔ جاوید کو نظروں کے اشارے سے خاموش رہنے کی تاکید کرتے ہوئے سنجیدگی سے تیمور سے دریافت کیا۔

"تمہارے موسمی خداؤں کا کیا خیال ہے کیا انہوں نے کسی آنے والے طوفان کی پیش گوئی کی ہے۔"

"شنکر کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔" جاوید نے پوچھا۔ "کیا وہ حقیقتاً ایسی قوتوں کا مالک ہے کہ کسی ممکنہ طوفان سے بحری عقاب کو محفوظ رکھ سکے گا۔"

"اس کا فیصلہ تو آنے والا وقت ہی کر سکتا ہے البتہ مسٹربروم نے جس خیال کا اظہار کیا ہے وہ یقیناً تمہارے لئے دلچسپ ہو گا۔"

"وہ کیا۔۔۔"

"کیپٹن نے یہ بات نہایت سنجیدگی سے کہی ہے کہ شنکر اس کی پچاس سالہ زندگی میں سب سے زیادہ حیرت انگیز اور پراسرار شخصیت کا مالک ثابت ہو رہا ہے' اس کا ذاتی خیال ہے کہ اگر کسی طرح شنکر کو اگلی بندرگاہ سے اتار دیا جائے تو تابڑ توڑ رونما ہونے والے حادثے ختم ہو سکتے ہیں۔"

"گویا شنکر کی شخصیت مسٹر ڈیوڈ کے نزدیک منحوس ترین ہے۔" فیصل نے کہا پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ "کیا جہاز کا کپتان اتنا با اختیار ہوتا ہے کہ کسی مسافر کو اس کی منزل مقصود سے پہلے سفر ترک کر دینے پر مجبور کر سکے۔"

"کسی مناسب وجہ کے بغیر ایسا کرنا تو کہ ممکن نہیں لیکن میرا خیال ہے کہ اگر کیپٹن چاہے تو اس کا جواز پیدا کر سکتا ہے۔" تیمور نے کہا۔ "مثلاً" اگر وہ میڈیکل آفیسر کے ذریعے کوئی رپورٹ مرتب کرا لے جس کے پیش نظر کسی ایک مسافر کی جہاز پر موجودگی دوسرے مسافروں کے لئے کسی اعتبار سے خطرے کا سبب بن سکتی ہے اس مسافر کو کسی بھی بندرگاہ پر اتار جا سکتا ہے۔"

"کیا تمہارا کیپٹن شنکا کے خلاف ایسا اقدام کر سکے گا؟" جاوید نے سوال کیا۔

"میرا خیال ہے وہ ایسا نہیں کرے گا۔" تیمور نے کہا---- ممکن ہے میرا اندازہ غلط ہو لیکن قیاس یہی ہے کہ کیپٹن بھی شنکر کی شخصیت سے خوف زدہ ہے۔"

"کیا مطلب ----" جاوید نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔ "کیا عملے کے دوسرے افراد بھی شنکر کی ذات سے متاثر ہیں۔"

"ہاں ایک اعتبار سے چیف آفیسر کو جہاز کا انچارج سمجھا جاتا ہے۔" تیمور نے مسکراتے ہوئے کہا----"جس وقت مسٹر بروم نے شنکر کی شخصیت کو بحری عقاب کے لئے منحوس قرار دیا تھا اس وقت مسٹر جوزف بھی وہاں موجود تھے کپتان کی بات پر نہ صرف یہ کہ چیف آفیسر نے اپنی ناگواری کا اظہار کیا بلکہ دبی زبان میں یہ بھی کہہ دیا کہ وہ شنکر کے خلاف کوئی بات سننے کو تیار نہیں۔"

"بہت خوب' گویا شنکر کی شخصیت آج کل تمہارے عملے کے درمیان بھی موضوع بحث بنی ہوئی ہے۔ فیصل نے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔

"اور میرا خیال یہ ہے کہ شنکر کی جوتش ودیا آجکل بہت رنگین حالات سے گزر رہی ہے۔" جاوید نے کہا۔ "رابسن کی کزن مونیکا کے علاوہ کیبن نمبر پانچ میں سفر کرنے والی حسین روپا بھی شنکر پر بہت مہربان نظر آ رہی ہے۔"

"تمہیں زیادہ اعتراض کس کے مہربان ہونے پر ہے----" فیصل نے برجستہ دریافت کیا۔ "روپا یا مونیکا"

"کیا مطلب ----" تیمور نے معنی خیز نظروں سے جاوید کو گھورتے ہوئے پوچھا۔ "کیا جناب بھی ان دونوں لڑکیوں میں سے کسی ایک پر مائل بہ کرم ہیں۔"

"یہ دل والوں کی باتیں ہیں۔" جاوید نے ڈھٹائی سے جواب دیا۔ "تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گی۔"

کچھ دیر تک جاوید اور تیمور کے درمیان دلچسپ جھڑپ جاری رہی پھر فیصل نے موضوع بدلنے کی خاطر پوچھا۔

"ہم کیپ ٹاؤن کب پہنچیں گے۔"

"اس وقت ہمارا جہاز موزم بیق چینل سے گزر رہا ہے۔" تیمور نے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے کہا۔" اگر حالات سازگار رہے اور کوئی خلاف توقع حادثہ نہ آیا تو ----"

"خلاف توقع حادثے سے تمہاری مراد کہیں وہ اعلان تو نہیں جو ڈائننگ ہال میں سنا گیا تھا۔" جاوید نے ٹوکتے ہوئے کہا۔ پھر یکلخت کسی فوری خیال کے پیش نظر چونکتے ہوئے بولا۔ "کیا یہ ممکن نہیں ہو سکتا کہ وہ اعلان خود شنکر کی شیطانی قوتوں نے کیا ہو' اس طرح وہ جہاز کے مسافروں کو بھی اپنی شخصیت سے متاثر کر سکتا ہے اور ایک فرضی طوفان کو ٹالنے کا دعویٰ کر کے مزید شہرت بھی حاصل کر سکتا ہے۔"

"میرے نزدیک سفلی' جادو اور کالی قوتیں محض ایک ڈھونگ ہیں جو دوسروں کو بیوقوف بنانے کی خاطر رچائے جاتے ہیں' ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں---- اگر ہو بھی تو کم از کم میں ان توہمات کو بالکل نہیں ----"

پھر اچانک بجلی چلے جانے سے جاوید اپنا جملہ مکمل نہ کر سکا----

"یہ کیا ہوا----" جاوید نے تعجب کا اظہار کیا۔" کیا اب بحری جہازوں پر بھی لوڈشیڈنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔"

"میرا خیال ہے کہ جنریٹر نے کام کرنا ----آ آ آ----" یکلخت ایک ہول ناک دھماکے کے ساتھ جہاز نے اچانک ہچکولا کھایا تو تیمور اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا' اندھیرے میں کسی چیز سے ٹکرا کر فرش پر الٹ گیا----

"یا اللہ ----خ خ ----خیر ----" جاوید کی آواز گھپ اندھیرے میں ابھر کر گھٹتی چلی گئی۔

بجری عقاب پر اچانک چیخ و پکار کی آوازوں نے قیامت صغرا کی کیفیت پیدا کر دی' طوفان کی شدتوں نے اتنی برق رفتاری سے سر ابھارا تھا کہ کسی کو سنبھلنے کا موقع نہ مل سکا' زندگی اور موت کے تصور نے بڑی سنگین صورت اختیار کر لی تھی .بحری عقاب چند لمحہ پیشتر سمندر کی پرسکون موجوں پر رواں دواں تھا۔ اور اب کسی حقیر تنکے کی مانند بپھری ہوئی موجوں کے زیر وبم پر ہچکولے کھا رہا تھا۔

فیصل نے اپنے بستر کے آہنی سرہانے والے پائپ کو بڑی مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا' تیمور کے بعد اس نے جاوید کی گھٹی گھٹی آوازوں کو سنا تو اس کے اوسان بھی خطا ہونے لگے' اس نے آواز دے کر اپنے ساتھیوں کی پوزیشن معلوم کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی۔ جہاز اچانک لہروں پر بلند ہو کر یکلخت جھٹکے کھاتا ہوا نیچے آیا تو پائپ پر اس کی گرفت برقرار نہ رہ سکی بستر سے قلا بازی کھا کر وہ فرش پر گرا اور اندھیرے میں لڑھکتا ہوا نشیب کی طرف جانے لگا' اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر تاریکی میں اس کا سر پوری شدت سے کسی ٹھوس شے سے ٹکرایا' اس کی کھوپڑی میں متعدد ستارے ایک لمحے میں طلوع ہو کر غروب ہو گئے' بس ایک ثانئے کو اسے نادیدہ طاقت کی جانب سے دی جانے والی دھمکی کا خیال آیا۔۔۔۔۔۔ پھر اس کا ذہن بھی گھپ اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔۔۔۔۔!!

بے ہوشی کا وقفہ کتنا طویل رہا؟ فیصل کو اس کا مطلق کوئی علم نہیں تھا۔ سر کی چوٹ اس قدر شدید تھی کہ وہ پل بھر میں دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر رہ گیا تھا۔

اب اس کا ذہن آہستہ آہستہ شعوری طور پر بیدار ہو رہا تھا وہ بحری عقاب کے کیبن میں بیٹھا اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک ایسے متوقع طوفان کے سلسلے میں گفتگو کر رہا تھا جس کا اعلان ڈائننگ ہال میں بیٹھے افراد نے مائک پر سنا تھا۔ تیمور کے بیان کے مطابق شنکر نے بڑے وثوق سے کہا تھا کہ طوفان کی دھمکی ایک نادیدہ قوت کی جانب سے نشر کی گئی تھی۔ جاوید اس وقت شرارت کے موڈ میں تھا۔ اس کے اور تیمور کے درمیان مونیکا اور روپا کی باتیں ہو رہی تھیں جو سکندر اور راجن کی موت کے بعد سے شنکر کے اردگرد منڈلاتی نظر آ رہی تھیں فیصل بظاہر ان دونوں کی باتوں میں شریک تھا لیکن اس کا ذہن شوالا اور شاکا کے بارے میں غور کر رہا تھا۔ ذاتی طور پر وہ ان نایدہ قوتوں کی پراسرار' حیرت انگیز اور ہولناک وارداتیں دیکھ چکا تھا۔

پہلی بار بلیومون میں توشی یا ترشولی کے ساتھ تاش کھیلتے وقت اس کے پتے حیرت انگیز طور پر تین ستے بن گئے تھے یقینی طور پر کسی پراسرار قوت نے اس کی مدد کی تھی۔ اس کے بعد اپنی خواب گاہ میں اس نے شوالا کو گرجتے سنا تھا۔ شوالا نے اسے کھلے الفاظ میں وارننگ دی تھی کہ اگر اس نے ترشولی کا پیچھا نہ چھوڑا تو کالی طاقتیں اسے مکمل تباہی اور بربادی سے دوچار کر دیں گی۔ اس وقت ایک بزرگ کی بروقت مداخلت نے اسے شوالا کے عتاب سے محفوظ کر لیا تھا۔ بزرگ نے اسے دبی زبان میں نصیحت کی تھی وہ جن راستوں پر چل رہا ہے اسے ترک کر دے ورنہ اس کا انجام خوفناک ہوگا۔

فیصل کا ذہن بتدریج بیدار ہو رہا تھا۔ اسے وہ واقعہ یاد آیا جب ایک ٹرک نے اسے کچل ڈالنے کی خطرناک کوشش کی تھی لیکن ایک دیوانے (مجذوب) نے درمیان میں آ کر گندی قوتوں کی ناپاک سازش کو ناکام بنا دیا تھا۔ جاتے ہوئے وہ کار کی پچھلی سیٹ پر سفید دانوں والی تسبیح چھوڑ گیا تھا جس کے بارے میں بڑے میاں کے آستانے پر ملنے والے

بزرگ نے اسے نصیحت کی تھی کہ وہ متبرک تسبیح کو ایک لمحے کے لئے بھی خود سے علیحدہ نہ کرے۔

اسے بنجارنوں کے لباس میں ملبوس سڈول جسم' درمیانہ قد اور سانولی رنگت والی ناگری بھی یاد آ رہی تھی جس نے ترشولی کی سہیلی ہونے کا دعویٰ کیا تھا' اس کے چہرے پر بائیں جانب بچھو کی شکل کا جلا ہوا نشان بھی موجود تھا جو اس بات کی ترجمانی کرتا تھا کہ وہ بھی عقرب دیوتا کی پجارنوں میں سے ایک ہے۔

ناگری نے فیصل کے خواب میں آ کر اسے آخری بار تنبیہہ کی تھی کہ وہ جتنی جلدی ممکن ہو ترشولی کا خیال ذہن سے جھٹک کر نکال دے۔ دوسری صورت میں اسے ناقابل تلافی نقصانات کی دھمکی دی گئی تھی۔ ناگری نے کھلے الفاظ میں کہا تھا کہ اگر اب بھی اس نے ترشولی کا تعاقب کیا تو اسے شوالا کے غضب ناک اور ہولناک انتقام سے دنیا کی کوئی قوت نہیں بچا سکے گی۔ فیصل نے جواب میں اسے مروجہ قوانین اور پولیس سے خوفزدہ کرنے کی کوشش کی تھی اس کا جواب سن کر ناگری کے تیور یکلخت بدل گئے تھے۔ اس نے فیصل سے کہا تھا کہ مقدس شوالا کا عتاب اس پر قہر بن کر ٹوٹے گا۔ پھر وہ بھیانک انداز میں قہقہہ لگاتی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تھی آنکھ کھلنے پر فیصل نے ماں کی کربناک چیخوں کی آواز سنی تھی وہ دیوانہ وار دوڑتا ہوا ماں کی خواب گاہ میں داخل ہوا لیکن شوالا کی ناپاک قوتیں اپنا کام دکھا چکی تھیں۔ اس نے اپنی بوڑھی ماں کو فرش پر ماہی بے آب کی طرح تڑپتا دیکھا۔ اس کے منہ سے گاڑھا گاڑھا خون ابل رہا تھا۔ فیصل کی نگاہیں خوف اور دہشت کے ملے جلے تاثرات سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اس نے ماں کو طبی امداد کی خاطر برق رفتاری سے شہر کے سب سے بڑے اسپتال پہنچایا لیکن وہ جانبر نہ ہو سکی۔ ماں کی موت کا وہ منظر اس کے دل و دماغ میں جیسے نقش ہو کر رہ گیا تھا۔ انتقام کی آگ اس کے وجود کے اندر الاؤ کے مانند بھڑکتی رہی پھر وہ زندگی کی تمام خوشیاں اور کاروباری مصروفیات کو پس پشت ڈال کر شوالا کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا۔ اس نے طے کر لیا تھا کہ یا تو شوالا اور شاکا کے منحوس وجود کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دے گا یا خود فنا ہو جائے گا۔

بحری عقاب کے سفر کے دوران رونما ہونے والے حادثات بھی اس کے ذہن میں یکے بعد دیگرے ابھر رہے تھے اسے بخوبی علم تھا کہ کالی طاقتیں اس کو سفر سے روکنے کی کوشش کریں گی۔ شنکر نے اسے بتایا تھا کہ سکندر اور رابسن کی موت نے مخالف قوتوں کو بھڑکا دیا تھا وہ فیصل کو نقصان پہنچانے میں ناکام ثابت ہوئیں تو انہوں نے اس کے تمام کاروبار

اور جائیداد کو جلا کر راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر دیا پھر ایک ہولناک طوفان کی دھمکی دی اور اس کے بعد........

فیصل کے ذہن کے پردوں پر گزرے واقعات اسکرین پر متحرک تصویر کی مانند ابھرتے اور تبدیل ہوتے رہے۔ آہستہ آہستہ اس کا ذہن پوری طرح بیدار ہو گیا۔ اس کا سر پھوڑے کی مانند دکھ رہا تھا اس نے آنکھ کھولے بغیر اپنی پوزیشن کا تصور کیا۔ وہ اس وقت بحری عقاب پر نہیں تھا کہیں ننگے فرش پر چت پڑا تھا اس کے گرد کچھ افراد بھی یقینی طور پر موجود تھے جن کی سرگوشیاں اور آوازیں اس کی قوت سماعت سے ٹکرا رہی تھیں۔

"ایک لمحے تک وہ دم سادھے پڑا ان آوازوں کو سنتا رہا پھر اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھول دیں سب سے پہلے اس کی نظر شنکر پر پڑی جو تیمور کے ساتھ اس کے قریب بیٹھا تھا۔"

"خدا کا شکر ہے کہ تمہیں ہوش آ گیا تیمور نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔"

"ہم........ ہم کہاں ہیں؟" فیصل نے نحیف آواز میں پوچھا۔

"تم اپنے ذہن پر کوئی بوجھ مت ڈالو۔" تیمور نے جواب دیا۔ "فی الحال تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔"

"جاوید .... فیصل نے جاوید کے بارے میں دریافت کیا اسے قریب نہ پا کر نہ جانے کیوں اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگی تھیں۔"

"وہ بھی خیریت سے ہے۔" تیمور نے تیزی سے کہا۔ "ڈاکٹر نے اسے آرام کا مشورہ دیا ہے۔"

"ڈاکٹر ...."

"ہاں ...." تیمور نے وضاحت کی۔" جو لوگ بخیرو عافیت ہمارے ساتھ اس جزیرے تک پہنچے ہیں ان میں بحری عقاب کا میڈیکل آفیسر بھی شامل ہے۔"

"جزیرہ ...." فیصل نے حیرت سے پلکیں جھپکاتے ہوئے شنکر کی سمت دیکھا۔ "یہ کون سا جزیرہ ہے۔"

"دھیرج سے کام لو میرے دوست۔" شنکر نے ٹھوس آواز میں کہا۔ "بھگوان کی کرپا ہے کہ ہم سمندری جانوروں کا بھوجن (خوراک) نہیں بنے' آگے کیا ہوگا اس کے لئے ہمیں سمے کا انتظار کرنا ہوگا۔"

فیصل نے آہستہ سے نظریں گھما کر دیکھا' وہ کسی جزیرے کا ویران حصہ تھا جہاں وہ

کھلے آسمان کے نیچے ننگی زمین پر موجود تھے۔ شنکر اور تیمور کے علاوہ تیس پینتیس افراد اور بھی تھے۔ ان میں ملکی اور غیر ملکی افراد کے علاوہ چار پانچ عورتیں بھی شامل تھیں جنہیں وہ بحری عقاب پر دیکھ چکا تھا' خشکی کا وہ مختصر سا حصہ بنجر اور ویران نظر آ رہا تھا لیکن اس کے اطراف چاروں طرف گھنے درختوں کا جنگل بھی دکھائی دے رہا تھا۔ فیصل کی نظریں جاوید کو تلاش کر رہی تھیں ہجوم میں اسے روپا اور مونیکا بھی نظر آئیں جو ایک سمت سہمی سمٹی بیٹھی تھیں۔ کچھ دوسرے مسافر بھی تھے جو فرسٹ کلاس میں اس کے ساتھ والے کیبنوں میں سفر کر رہے تھے۔ لیکن جاوید ابھی تک اسے لوگوں کے درمیان میں کہیں نظر نہ آیا فیصل کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں ایک ہولناک تصور برف کی ٹھنڈی لہر کی مانند اس کے ذہن کو ماؤف کر رہا تھا۔

"میں تمہارے من کا حال سمجھ رہاہوں۔ شنکر نے کہا تم شاید اپنے متر (دوست) کو دیکھ رہے ہو۔"

"ہاں......... کہاں ہے؟" فیصل نے قدرے بے چینی سے دریافت کیا۔"

"تمہارے بہت قریب۔" تیمور نے کہا۔ "گردن گھما کر پشت کی جانب دیکھو۔"

"فیصل نے تیزی سے زاویہ بدل کر پشت کی جانب دیکھا جاوید قریب ہی محو خواب تھا جہاز کا میڈیکل آفیسر اور دو تین دوسرے افراد اس کے قریب موجود تھے فیصل ایک ثانئے کے لئے جاوید کو دیکھتا رہا پھر ہمت کر کے اٹھ بیٹھا۔ شنکر اور تیمور نے ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھنے میں مدد کی تھی۔ فیصل نے ایک بار پھر قرب و جوار کا جائزہ لیا۔ وہ جس حصے میں موجود تھے' اسے غالبا خاص طور پر درختوں اور جھاڑ جھنکار کاٹ کر بیضوی شکل میں لایا گیا تھا اطراف سے گھنے درختوں کا وجود اور بنجر زمین پر جگہ جگہ کٹے ہوئے درختوں کی جڑیں اور صاف کئے گئے جھاڑ جھنکاڑ کے نشانات اس کے خیال کی تصدیق کر رہے تھے۔ اس کا ذہن بڑی تیزی سے حالات کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ جسمانی کمزوری کے باوجود وہ خود کو پہلے سے بہت بہتر محسوس کر رہا تھا۔"

"ہمیں یہاں آئے کتنا وقت گزر چکا ہے۔" اس نے تیمور سے دریافت کیا۔ "بحری عقاب پر کیا بیتی۔"

"رات کے اندھیرے میں طوفان کی اچانک یلغار نے ہمیں جس طرح اپنی لپیٹ میں لیا تھا اس وقت سوچنے سمجھنے کا ہوش کسے تھا۔ تیمور نے کہا میں بھی شاید بے ہوش ہو گیا تھا ہوش آنے پر میں نے خود کو لائف بوٹ پر دوسرے بہت سارے مسافروں کے درمیان پایا

تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ قدرت نے ہماری رہنمائی کی اور ہم اس جزیرے تک پہنچ گئے رہا تمہارا سوال تو تم مکمل چھتیس گھنٹوں کے بعد ہوش میں آئے ہو البتہ جاوید ہوش میں تھا ابھی کچھ دیر پہلے اس کی آنکھ لگی ہے۔ میڈیکل آفیسر کا خیال ہے کہ اسے اندرونی چوٹیں آئیں ہیں لیکن خطرے کی کوئی بات نہیں ہے۔"

"کیا یہ جزیرہ غیر آباد تھا' میرا مطلب ہے کہ ...."

"پریشان مت ہو میرے دوست۔ شنکر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا ہمت سے کام لو .... سے کا انتظار کرو' جو ہو گا بہتر ہی ہو گا۔"

"کیا مطلب..............؟ فیصل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ "کیا ہم کسی خطرے سے دوچار ہیں۔"

"شاید .... تیمور نے مدھم لہجے۔" میں جواب دیا اس جزیرے پر غیر مہذب سیاہ فام لوگ موجود ہیں' وہی ہمیں ہانک کر یہاں تک لائے ہیں ...."

اشاروں اشاروں میں ہمیں صرف اسی کھلے حصے تک محدود رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔ ان کے تیور بتا رہے تھے کہ اگر ہم نے ان کے کہنے پر عمل نہ کیا تو وہ ٹھوس لکڑی سے بنائے گئے تیز دھار نیزوں سے ہمارے جسم چھلنی کر دیں گے۔"

"لیکن اس وقت وہ کہاں ہیں۔" فیصل نے ایک بار پھر چاروں طرف نظر دوڑاتے ہوئے سوال کیا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ اس وقت بھی گھنے درختوں اور جھاڑیوں میں چھپے بیٹھے ہماری حرکات و سکنات کا میں جائزہ لے رہے ہوں گے۔" تیمور نے نچلا ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ ان کے بڑے سرجوڑے بیٹھے ہمارے بارے میں کوئی آخری فیصلہ کر رہے ہیں۔"

تمہارا علم کیا کہتا ہے ...." فیصل نے شنکر سے دریافت کیا۔

"تم نے جس کارن سفر کیا ہے وہ اوش پورا ہوگا۔" شنکر نے ٹھوس آواز میں کہا۔

"میری آنکھیں بہت دور تک دیکھ رہی ہیں' ہم ابھی اپنی منزل سے دور ہیں' پرنتو وہاں تک پہنچنے سے ہمیں کوئی شکتی روک نہیں سکتی لیکن ...."

"لیکن کیا .... تیمور نے اسے وضاحت طلب نظروں سے گھورا۔"

"میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ منش کو کچھ حاصل کرنے کے لئے کچھ کھونا بھی پڑتا ہے ہمیں بھی انسانوں کی بھینٹ دینی پڑے گی' دیوی دیوتاؤں اور کالی طاقتوں کو راضی کرنے کی

خاطر ہمیں بہت کچھ بلیدان کرنا ہوگا۔"

"میں .... میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔" تیمور نے پہلی بار سہمے ہوئے انداز میں کہا۔ "کیا سیاہ فام لوگ ہمیں مار ڈالیں گے۔"

شنکر نے جواب دینے کی خاطر ہونٹوں کو جنبش دی تھی لیکن کہیں دور سے اچانک ابھرنے والی ڈھول کی آواز نے سب ہی کی توجہ اپنی سمت مبذول کر لی تھی' روپا اور مونیکا کے علاوہ دوسری عورتیں بھی خوفزدہ انداز میں بھاگتی ہوئی مردوں کے درمیان آ کر بیٹھ گئیں۔ ان سب کی سہمی ہوئی نظریں اسی جانب مرکوز تھیں جدھر سے ڈھول کی آواز .... ڈھب' ڈھب .... کے انداز میں بلند ہونی شروع ہوئی تھی۔

سب ہی کے چہروں پر موت کا ہولناک تصور کپکپا رہا تھا لیکن ننکا اس وقت بھی بے حد پرسکون نظر آ رہا تھا!!

ان کے درمیان ایک سوگوار سی خاموشی طاری تھی جوں جوں ڈھول کی آوازیں قریب آ رہی تھیں ان کے دلوں کی دھڑکنیں بھی تیز ہوتی جا رہی تھیں یہ بات طے تھی کہ وہ جزیرے کے باسی ہی تھے جو باقاعدہ ڈھول تاشے کے ساتھ ان کے پاس آ رہے تھے شاید انہوں نے بدنصیب جہاز کے مسافروں کے حق میں کوئی آخری فیصلہ کر لیا تھا۔ موت یا زندگی کا فیصلہ۔

"میرا خیال ہے کہ شاید جزیرے کا سردار ہمارے پاس آ رہا ہے شنکر نے سنجیدگی سے فیصل سے کہا۔ "ایک بات دھیان میں رکھنا سمے نے ہمارا سب کچھ چھین لیا ہے لیکن ہماری شکتی اب بھی ہمارے ساتھ ہے۔"

"تمہارا خیال ٹھیک ہے لیکن کیا ہم بے دست و پا ان سیاہ فام وحشی درندوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔" فیصل کے بجائے تیمور نے پوچھا۔

"اس کا فیصلہ آنے والا سمے کرے گا' پرنتو ہمیں دشمنوں کے سامنے اپنی کمزوری کا اظہار نہیں کرنا ہے۔

ان کے درمیان آئندہ پیش آنے والے حالات کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی' جاوید ابھی تک محو خواب تھا دوسرے تمام افراد شنکر کے اشارے پر سمٹ کر ایک ساتھ اکٹھا ہو گئے ڈھب ڈھب .... ڈھبا ڈھب کی آواز تیزی سے قریب آ رہی تھی پھر یکلخت وہ آواز بند ہو گئی اس کے کچھ دیر بعد تقریباً دس بارہ سیاہ فام لوگ جن ک چہروں پر سفید رنگ سے نقش و نگار بنے ہوئے تھے نیزہ تانے سامنے آ گئے' ان کے چہرے دن کی روشنی'

کے باوجود بڑے بھیانک اور خوفناک دکھائی دے رہے تھے ان کی حریص نظریں تیزی سے قیدیوں کے گرد منڈلا رہی تھی' ایک جگہ رک جانے کے باوجود وہ آہستہ آہستہ اپنے قدموں پریوں اچھل رہے تھے جیسے سردار کی جانب سے اشارہ ملتے ہی پلک جھپکتے میں محصور قیدیوں پر ٹوٹ پڑنے کو تیار ہوں۔

شنکر کے علاوہ تیمور اور فیصل کی نگاہیں بھی ان کے سردار پر جمی ہوئی تھیں جو سب سے آگے سینہ تانے کھڑا تھا' اس کے سینے پر ہڈیوں کی مالا جھول رہی تھی اور سر پر لکڑی سے بنا ہوا تاج نظر آ رہا تھا اپنے ساتھیوں کے مقابلے میں وہ زیادہ تومند نہیں تھا لیکن اس کے تیور سب سے زیادہ خطرناک دکھائی دے رہے تھے۔ صورت شکل اور رنگت کے اعتبار سے بھی وہ مقامی باشندہ نہیں لگ رہا تھا اس نے ہاتھ میں نیزے کے بجائے ڈور تھام رکھی تھی جس کا دوسرا سرا کتے اور بھیڑیے سے ملتے جلتے جانور کے گلے میں دائرے کی صورت میں پڑا تھا۔ اپنے مالک کی طرح وہ درندہ بھی قہر آلود نگاہوں سے اپنے سامنے موجود افراد کو دیکھ رہا تھا اس کی زبان منہ سے بار بار نکل کر لپلپا رہی تھی' شاید وہ بھوکا تھا اور آدم خور بھی۔

کچھ دیر تک وہ نگاہوں نگاہوں میں ایک دوسرے کو تولتے رہے پھر سردار کے اشارے پر ایک ادھیڑ عمر سیاہ فام نیزے پر گرفت مضبوط کئے محتاط انداز میں قدم بڑھاتا شنکر اور فیصل سے چار پانچ قدم کے فاصلے پر پہنچ کر رک گیا۔ ایک ثانئے تک وہ باری باری انہیں دیکھتا رہا پھر اس نے مقامی زبان میں کچھ بولنا شروع کیا۔ بحری عقاب کے مسافر دم سادھے بیٹھے اپنی قسمت کا فیصلہ سننے کے منتظر تھے۔ ادھیڑ عمر والا سیاہ فام جو زبان بول رہا تھا وہ ان کی سمجھ سے بالا تر تھی' شنکر پوری توجہ سے اسے دیکھ رہا تھا پھر اس کی زبان سے بھی اسی قسم کی آوازیں نکلنی شروع ہو گئیں شاید وہ سیاہ فام شخص کی زبان سمجھ کر اسی زبان میں اس سے گفتگو کر رہا تھا۔ تیمور اور فیصل کے علاوہ دوسرے افراد بھی شنکر کو حیرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر تک ان دونوں کے درمیان بات چیت ہوتی رہی پھر ادھیڑ عمر سیاہ فام پلٹ کر اپنے ساتھیوں کے قریب چلا گیا۔

"تمہارے درمیان کیا گفتگو ہو رہی تھی۔" فیصل نے سرگوشی کی۔

"وہ ہم سے جزیرے تک پہنچنے کی تفصیل دریافت کر رہا تھا۔" شنکر نے مدہم آواز میں جواب دیا۔ لکڑی کے تاج والا شخص ان کا سردار ہے۔ اس نے اپنے نائب کو تفصیل معلوم کرنے کی خاطر بھیجا تھا۔"

"مجھے وہ مقامی باشندہ نہیں لگ رہا۔" تیمور نے آہستہ سے کہا لیکن ننکا نے کوئی

جواب نہیں دیا۔ ادھیڑ عمر والا سیاہ فام اپنے سردار سے گفتگو کرنے کے بعد دوبارہ ان کی سمت واپس آ رہا تھا۔

شنکر اور سیاہ فام کے درمیان دوبارہ گفتگو شروع ہوئی' سوال جواب کا سلسلہ کچھ دیر جاری رہا پھر اچانک سیاہ فام کے تیور خطرناک ہوگئے ' اس نے سخت لہجے میں کوئی بات کہی جواب میں شنکر کا لہجہ بھی تیز ہو گیا جس نے سیاہ فام کے غصے کو اور بھڑکا دیا۔۔ اس نے نیزے پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے حقارت ہی سے اس کی بات کا جواب دیا' اس کے جواب میں سیاہ فام کے تیور اور خطرناک ہوگئے۔ اس نے برق رفتاری سے دو قدم پیچھے ہٹ کر اپنا نیزہ تان لیا لیکن اس سے پیشتر کہ وہ شنکر پر حملہ کرتا سردار کی تیز آواز ابھری اور سیاہ فام کا غصہ جھاگ کی مانند بیٹھ گیا۔ پھر وہ سرجھکائے سردار کی طرف واپس لوٹ گیا۔ شنکر بدستور سینہ تانے اپنی جگہ کھڑا تھا۔

"کیا بات تھی فیصل نے پوچھا۔ "تمہاری کس بات نے اسے قابو سے باہر کر دیا تھا۔"

"سردار ہمیں اپنے جزیرے میں پناہ دینے کو تیار ہے لیکن اس کے عوض وہ ہم سے اپنی پسند کے پانچ آدمی بطور یرغمال طلب کر رہا ہے۔ شنکر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا پانچ آدمیوں کے علاوہ اس نے ایک عورت کا مطالبہ بھی کیا ہے لیکن میں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔

"پھر.............. تیمور نے دھڑکتے ہوئے دل سے دریافت کیا۔ اس نے کیا جواب دیا۔"

"وہ مجھے دیوتاؤں کے عتاب سے ڈرانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر ہم نے اس کا مطالبہ پورا نہ کیا تو وہ ہمیں ایک ایک کر کے راگھو کے حوالے کر دے گا۔"

"راگھو کون ہے؟" فیصل کے ساتھ کھڑے ہوئے برطانوی نژاد مسافر ولیم نے سوال کیا۔

"راگھو اس آدم خور درندے کا نام ہے جس کی ڈور سردار نے تھام رکھی ہے۔" شنکر نے کہا۔ نائب مجھے بتا رہا تھا کہ راگھو حیرت انگیز اور ناقابل یقین طاقت کا مالک ہے' اپنے سے چار گنا بڑے جانور کو بھی پل بھر میں شکار کر سکتا ہے۔

"نان سنسس" ولیم نے نفرت کا اظہار کیا' پھر اس جانور کو دیکھتے ہوئے بولا۔ اگر یہ اندازہ غلط نہیں تو یہ جرمن اسیشن اور بلڈ ہاؤنڈ کراس بریڈ کے سوا اور کچھ نہیں۔"

"فضول باتوں سے پرہیز کرو مسٹر ولیم۔" شنکر نے ناگواری کا اظہار کیا۔ "ہم یہاں کتوں پر تحقیق کرنے کی غرض سے نہیں آئے ہیں۔"

"تم.......... تم بھی میرے لئے حیرت انگیز ہو۔" ولیم نے شنکر کو گھورتے ہوئے کہا۔ بحری عقاب پر تمہاری گفتگو کا انداز کچھ اور تھا لیکن اس وقت تم نہایت روانی سے اردو بول رہے ہو.......... اور کتنی زبانیں آتی ہیں تمہیں۔"

"ضرورت پڑنے پر میں اس دھرتی پر بولی جانے والی تمام بھاشاؤں میں بات کر سکتا ہوں۔"

"تمہارا کیا خیال ہے۔" فیصل نے اصل مقصد کی طرف آتے ہوئے کہا۔ "کیا سردار ہمارے انکار کر دینے سے اپنا مطالبہ واپس لے لے گا۔"

شنکر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی نظریں اب سردار پر جمی ہوئی تھیں جو اسے خونخوار نظروں سے گھورتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ "میرا مشورہ ہے کہ ہمیں صلح پسندی کی راہ اختیار کرنی چاہئے۔" تیمور نے سرگوشی کی۔ "مزید رسہ کشی کی صورت میں سیاہ فام وحشی درندے ہمیں نیزوں سے چھلنی بھی کر سکتے ہیں۔"

شنکر بدستور خاموش رہا سردار اس کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ اس کی نگاہیں شنکر کے وجود کا جائزہ لے رہی تھیں۔ شاید وہ اس کی طاقت کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔ راگھو کی خوفناک نظریں ولیم کو گھور رہی تھیں' انداز ایسا ہی تھا جیسے اس نے اپنے بارے میں ولیم کی کہی ہوئی بات سن لی ہو اور اب اسے شکار کرنے کے امکانات پر غور کر رہا ہو' اس کی زبان بدستور منہ سے باہر لٹک رہی تھی۔ "تم نے ہمارا مطالبہ تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے؟" سردار نے تھوڑے توقف کے بعد سفاک لہجے میں شنکر سے سوال کیا وہ مقامی زبان ہی میں بات کر رہا تھا لیکن بولنے کا انداز غمازی کررہا تھا کہ وہ دوسری زبانوں پر بھی دسترس رکھتا ہے۔

"ہاں.........." شنکر نے سنبھل کر جواب دیا۔ وہ مطالبہ تمہارے نائب کی طرف سے تھا اس لئے میں نے اس کی بات رد کر دی۔

"اور اب.............. اب تمہارا کیا جواب ہے۔"

"میں سردار کے ہر حکم کو ماننے کے لئے تیار ہوں۔" شنکر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں سردار کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے ساتھی جزیرے پر کسی قسم کا ہنگامہ کرنے سے گریز کریں گے۔"

"ہنگامہ کرنے کی صورت میں تمہارے ساتھیوں کا انجام کیا ہوگا؟ کیا تم اس کا تصور کر سکتے ہو؟" سردار کے لہجے میں طنز کے ساتھ حقارت بھی تھی۔

"کچھ فیصلے اس قدر اچانک اور مجبوری میں کئے جاتے ہیں کہ اس کا انجام قبل از وقت نہیں سوچا جاتا۔" شنکر نے سپاٹ آواز میں کہا۔

"تم مجھے دلیر ہونے کے ساتھ ساتھ عقلمند اور دور اندیش بھی معلوم ہوتے ہو لیکن ہمارے جزیرے پر جو قانون رائج ہے تم اس سے ناواقف ہو' میں تمہیں محتاط رہنے کا مشورہ دوں گا بصورت دیگر تمہارے ساتھیوں کی موت عبرتناک ہوگی۔"

"میں کوشش کروں گا کہ ہمارے درمیان دوستی کی فضا قائم رہے لیکن میں تمام لوگوں کی ضمانت نہیں دے سکتا۔"

"تمہارے اپنے ساتھیوں کی کیا تعداد ہے۔"

"میں نے ابھی تک تعداد کا صحیح اندازہ نہیں لگایا۔" شنکر نے کہا پھر جلدی سے وضاحت کرتے ہوئے بولا "ساتھیوں سے میری مراد صرف ان لوگوں تک محدود ہے جو میرے اشاروں پر چلنے کو تیار ہوں۔"

"لیکن تم نے جس جزیرے پر قدم رکھا ہے وہاں صرف پوما کا حکم چلتا ہے۔" سردار نے اپنے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے کرخت لہجہ اختیار کیا۔ "پوما کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ یہاں قانون کی حیثیت رکھتا ہے یہاں ہواؤں کا رخ بھی پوما کے اشارے کا محتاج ہے' جزیرے کے کسی غیر آباد اور ویران گوشے میں بھی اگر کوئی پتا کھڑکتا ہے تو اس کی خبر سب سے پہلے پوما کو ہوتی ہے۔"

"میں اس بات کا خیال رکھوں گا کہ سردار پوما کو ہماری کسی بات سے ناراض ہونے کا موقع نہ مل سکے۔" شنکر نے نرم آواز میں جواب دیا۔

"تمہارے پانچ آدمی ہمارے پاس بطور ضمانت رہیں گے۔" پوما نے قریب کھڑے ہوئے افراد پر نظر ڈالتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ آدمیوں کا انتخاب میرا نائب کرے گا۔ لیکن عورت میری پسند کی ہوگی۔ اس کے بعد تمہیں پورے جزیرے میں گھومنے پھرنے کی مکمل آزادی ہوگی۔ لیکن اس شرط پر کہ تمہیں ہماری آبادی سے دور رہنا ہوگا اور اس بات کا خیال بھی رکھنا ہوگا کہ پوما اپنے کسی آدمی کی دل شکنی برداشت کرنے کا عادی نہیں ہے۔" پھر پوما نے شنکر کے جواب کا انتظار کئے بغیر اپنے نائب کو اشارے سے قریب بلا کر آدمیوں کے انتخاب کا حکم دیا' شنکر کی نگاہیں بدستور پوما پر مرکوز تھیں وہ اپنے علم کے زور

سے سردار کی شخصیت کو پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

پوما کے نائب نے جن لوگوں کا انتخاب کیا ان میں دو غیر ملکی اور تین ایشین تھے' پانچوں افراد چیخ چیخ کر احتجاج کر رہے تھے لیکن سیاہ فام لوگ انہیں بے دردی سے گھسیٹ کر لے گئے' پوما کی نظریں اب عورتوں پر منڈلا رہی تھیں' تیمور اور فیصل کے علاوہ دوسرے تمام افراد بھی بری طرح سہمے نظر آ رہے تھے' اچانک پوما نے ہاتھ اٹھاکر مونیکا کی جانب اشارہ کیا' مونیکا نے ہذیانی انداز میں چیخنا شروع کر دیا لیکن بوڑھے نائب نے لپک کر اسے بالوں سے پکڑ لیا پھر انتہائی بے رحمی سے کھینچتا ہوا گھنے درختوں کے اس پار لے گیا' شنکر بدستور پوما کی خونخوار آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔

"اب تم لوگ جزیرے پر گھومنے پھرنے کے لئے آزاد ہو۔" پوما نے سپاٹ اور خشک آواز میں کہا پھر راگھو کی طرف دیکھنے لگا جو بدستور ولیم کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"میں سردار کی اس فیاضی پر خوشی کا اظہار کرتا ہوں۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔

"اپنے ساتھیوں کو بتا دینا کہ آپس میں گفتگو کرتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ یہاں ہواؤں کے بھی کان ہوتے ہیں' پوما کی قوت سماعت بہت حساس ہے' پل بھر میں وہ تمام باتوں سے واقف ہو جاتا ہے اور یہ صلاحیت صرف پوما میں نہیں۔ راگھو میں بھی ہے۔" پوما نے سرد اور سفاک لہجے میں کہا پھر اس نے ہاتھ میں دبی ہوئی ڈور کو چھوڑ دیا اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ سب ہی کے لئے عبرتناک تھا۔

راگھو نے آزاد ہوتے ہی بجلی کی سی پھرتی سے جست لگائی اور ولیم کو زمین پر رگیدتا چلا گیا' ولیم کے حلق سے محض ایک کربناک چیخ خارج ہو سکی اس کے زمین پر گرتے ہی راگھو نے اپنے نوکیلے دانتوں سے اس کا ٹینٹوا جکڑ لیا تھا' ولیم کی آنکھیں دہشت کے مارے حلقوں سے ابلی پڑ رہی تھیں' اس نے موت کے اذیتناک چنگل سے چھٹکارا پانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے کی کوشش کی لیکن راگھو نے پل بھر میں دو شدید جھٹکے دے کر اسے زندگی کی قید سے آزاد کر دیا اور اس کی لاش کو کسی آدمخور درندے کی ہی مانند گھنی جھاڑیوں کی سمت گھسیٹ کر لے گیا' پوما نے شنکر کو گھورتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب تمہیں اور تمہارے آدمیوں کو میری حیرت انگیز قوتوں کا اندازہ ہوگیا ہوگا۔ تمہارے ساتھی نے راگھو کے لئے جن ہتک آمیز خیالات کا اظہار کیا تھا اس کا علم راگھو کو ہو گیا تھا۔ میں نے اسی لئے راگھو اور تمہارے ساتھی کے درمیان دیوار بننے کی کوشش نہیں کی۔"

"کیامیں سردار سے کسی وقت اکیلے میں ملاقات کر سکتا ہوں۔" شنکر نے پوما کی بات نظرانداز کرتے ہوئے سوال کیا۔"

"کیوں ...." پوما نے اسے وضاحت طلب نظروں سے گھورا' اس کے تیور میں درندوں کی سی کاٹ موجود تھی۔

"ہو سکتا ہے کہ میں سردار کی کوئی ایسی پریشانی دور کر سکوں جس کی وجہ سے سردار کی راتوں کی نیند اور دن کا چین حرام ہوگیا ہے۔" شنکر کا لہجہ معنی خیز تھا' پوما اس کی بات سن کر یوں چونکا جیسے شنکر نے اس کی کسی دکھتی ہوئی رگ پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔ ایک لمحہ تک وہ شنکر کو عجیب نظروں سے دیکھتا رہا پھرکچھ کہے بغیر تیزی سے واپس پلٹ گیا۔

پوما کے جانے کے بعد شنکر' فیصل اور تیمور وغیرہ کو تفصیل بتانے لگا' بحری عقاب کے دوسرے مسافر بھی قریب آ گئے' ولیم کے دردناک انجام نے ان کے اعصاب کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا' راگھو کی حیرت انگیز اور پراسرار صلاحیت نے ان کے رہے سہے اوسان بھی خطا کر دیئے تھے' سب ہی کے ذہن میں بس ایک سوال گونج رہا تھا...... ان کا اپنا انجام کیاہوگا؟

○

ساحلی علاقے کے قریب وہ پہاڑی سلسلوں کے اندر ایک ایسا غار تلاش کرنے میں کامیاب ہو گے تھے جہاں سرچھپایا جاسکتا تھا' غاراندر سے تنگ تھا لیکن سامنے کی جانب خاصا کشادہ تھا' چٹان کا ایک حصہ اوپر کی طرف سائبان کی طرح خاصا آگے تک نکلا ہوا تھا جس کے سائے تلے وہ دھوپ کی تمازت سے بھی بچ سکتے تھے لیکن وہ ٹکڑا اگر اتفاقاً گر جاتا تو ان کے لئے غار کومقبرے میں بھی تبدیل کر سکتا تھا۔

پوما کے بیان کے مطابق وہ جزیرے میں آزادی سے گھوم پھر سکتے تھے۔ لیکن ولیم کا انجام دیکھ لینے کے بعد وہ زبان کھولنے سے بھی خائف نظر آ رہے تھے' غار تک پہنچنے کے لئے انہیں گھنے درختوں کے درمیان سے گزرنا پڑا راستے میں انہیں کہیں کوئی سیاہ فام نظر نہیں آیا لیکن ننکا کا خیال تھا کہ وہ پوشیدہ طریقوں سے یقیناً ان کی نگرانی کر رہے ہوں گے' پوما نے انہیں اس بات کی سختی سے تاکید کی تھی کہ وہ آبادی والے حصے کی طرف بغیر اجازت جانے سے گریز کریں لیکن ابھی تک انہیں کسی قسم کی آبادی کے نشان دور دور تک نظر نہیں آئے تھے۔ البتہ پھل دار درخت دیکھ کر انہیں اس بات کا اطمینان ہو گیا تھا کہ کم ازکم

وہ بھوکے نہیں مریں گے۔

جاوید کو ہوش آ چکا تھا وہ اپنے قدموں سے چل پھر رہا تھا لیکن اس کے چہرے سے ابھی تک نقاہت ظاہر ہو رہی تھی' فیصل نے مختصر طور پر اسے پیش آنے والے حالات سے آگاہ کر دیا تھا' شنکر کے مشورے پر وہ سب جتھے کی صورت میں ساتھ ساتھ چلتے ہوئے غار تک پہنچے تھے' حفظ ماتقدم کے طورپر عورتوں کو درمیان میں رکھا گیا تھا' مردوں کے مقابلے میں عورتیں بری طرح خوفزدہ تھیں لیکن روپا نے حالات کا زیادہ اثر قبول نہیں کیا تھا' شنکر کی طرح وہ بھی لاپرواہ دکھائی دے رہی تھی۔

مردوں نے غارکو دن کے اجالے ہی میں تھوڑا بہت صاف کر لیا تھا بحری عقاب کوپیش آنے والے حادثے اورپھر سیاہ فام لوگوں کے ساتھ ہونے والی باتوں نے سب ہی کے کس بل نکال دیئے تھے' ان کے چہروں سے تھکن ظاہر ہو رہی تھی' غار کے کشادہ حصے میں خاموش بیٹھے وہ ایک دوسرے کی شکل دیکھ کر وقت گزار رہے تھے پھر گفتگو کی ابتداء ایک امریکی باشندے نے کی۔

"کیا ہم اسی طرح چپ چاپ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے؟"

"اس کے علاوہ ہم اور کر بھی کیا سکتے ہیں۔" اس کے ساتھ بیٹھی ہوئی عورت نے حسرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ "ولیم کا انجام ہم اپنی نظروں سے دیکھ چکے ہیں۔"

"میرے خدا .... کس قدرہولناک تھا وہ منظر۔" ایک دوسرے مسافر نے دبی زبان میں کہا۔

"کوئی درندہ انسانوں کی بولی سمجھ لے' میرے نزدیک یہ ناممکن ہے۔" امریکی باشندے نے کہا ولیم اور راگھو کے درمیان کم و بیش پچاس فٹ کا فاصلہ ضرور رہا ہوگا' اتنی دور سے اس کی آواز نہیں سنی جا سکتی تھی اور ایسی صورت میں جبکہ اس نے نہایت مدھم آواز میں اپنے خیال کا اظہار کیا تھا۔

"پھر .... تمہارا کیا خیال ہے ایک اورمسافر نے سہمی سہمی آواز میں کہا کیا راگھو نے پوما کے ہاتھ سے رسی چھوٹتے ہی اس بدنصیب پر جست نہیں لگائی تھی۔"

"ممکن ہے اس نے کسی مخصوص اشارے کے تحت ایسا کیا ہو۔"

"لیکن ولیم ہی کیوں؟" عورت نے سوال کیا۔ "اس کے ساتھ ہمارے دوسرے ساتھی بھی موجود تھے۔"

"میں تم سب کو محتاط رہنے کا مشورہ دوں گا ایک بوڑھے مسافر نے کہا ہمیں ان باتوں

سے گریز کرنا چاہئے جس کے لئے تنبیہہ کی گئی ہے وقت گزارنے کی خاطر ہم دوسری باتیں بھی کر سکتے ہیں مثلاً یہ کہ ہمیں آئندہ کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کرنا ہوگا؟

"اگر تمہارا اشارہ فرار ہونے کے کسی منصوبے سے ہے تو اس خیال کو ذہن سے نکال دو۔" ایک برطانوی مسافر نے بڑے وثوق سے کہا۔ میں سیاحی کا دعویٰ نہیں کرتا۔ لیکن میں نے افریقہ کے جزیروں کے بارے میں بہت گہرا اور وسیع مطالعہ کیا ہے' یہ اپنے جال میں پھنسے ہوئے شکار کو فرار کا موقع نہیں دیتے' بالکل آکٹوپس ہی کی طرح اپنے زہریلے چنگل میں دبوچ کر تڑپا تڑپا کر مار ڈالتے ہیں۔"

"کیا تم ہمیں اپنی کتابی معلومات سے خوفزدہ کرنے کی کوشش کرنا چاہتے ہو۔" ایک اور مسافر نے ناگوار لہجے میں برطانوی باشندے سے کہا۔ "اگر موت ہی ہمارا مقدر ہے تو پھر سیاہ فام وحشی درندے ہی کیوں ہم چٹانوں کی بلندی پر چڑھ کر سمندر میں بھی چھلانگ لگا سکتے ہیں۔"

"میں تمہیں مقدس مریم کا واسطہ دیتی ہوں' ایسی ہولناک باتیں مت کرو۔" ایک ادھیڑ عمر کی عورت نے بیزاری کا اظہار کیا۔ "تم مرد ہو' اگر ہماری حفاظت کی کوئی تدبیر اختیار نہیں کر سکتے تو ہمیں خوفزدہ بھی مت کرو۔"

"ہمیں اپنے ان پانچ ساتھیوں کے بارے میں بھی غور کرنا چاہئے جنہیں بطور یرغمال لے جایا گیا ہے۔" بوڑھے مسافر نے کہا۔ "کیا وہ لوگ ہمارے ساتھیوں کے ساتھ کوئی اچھا سلوک کریں گے؟"

"اس بیچاری لڑکی کے بارے میں بھی سوچو جسے بالوں سے جکڑ کر ہم سے چھین لیا گیا ہے۔" ادھیڑ عمر عورت بولی۔ "کیا وہ غیر مہذب جنگلیوں کے درمیان زندہ رہ سکے گی۔"

"مقدس مریم ہی کے حضور گڑگڑا کر دعا کرو کہ ہم ان کے عتاب سے محفوظ رہیں۔" برطانوی مسافر نے کہا۔ "میری معلومات کے مطابق تاریک براعظم میں کچھ قبیلے آج بھی ایسے آباد ہیں جو انسانوں کے گوشت کو نہایت رغبت سے اپنے دسترخوان کی زینت بناتے ہیں۔"

"تم .... کیا تم اپنی منحوس زبان بند نہیں رکھ سکتے؟"

"تم کہتے ہو تو میں خاموش ہوا جاتا ہوں لیکن حقائق کی پردہ پوشی کرنا خود کو فریب دینے کے عین مترادف ہے۔" برطانوی مسافر نے سپاٹ آواز میں جواب دیا پھر اٹھ کر دور جا بیٹھا۔

دوسری جانب شنکر' فیصل اور تیمور' جاوید اور میڈیکل آفیسر کے درمیان بیٹھا کسی گہری سوچ میں غرق تھا' کبھی وہ آنکھیں بند کر لیتا تو اس کی کشادہ پیشانی پر لاتعداد آڑی ترچھی سلوٹیں ابھر آتی تھیں۔ کبھی وہ آنکھیں کھول کر خلاؤں میں جھانکنے لگتا' یوں جیسے وہ آنے والے کل کے بارے میں غور کر رہا ہو۔ مستقبل میں جھانک کر آئندہ پیش آنے والے حالات جاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

"تمہاری جوتش ودیا کیا بتاتی ہے۔" جاوید نے اسے کریدنے کی خاطر پوچھا۔ "کیا ہم اب بھی اپنی منزل مقصود تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے ...."

"ہاں .... میں نے جو کہا تھا وہ اوش پورا ہوگا۔" شنکر کے لہجے میں اعتماد جھلک رہا تھا۔"

"موجودہ حالات کے بارے میں تمہارا علم کیا کہتا ہے۔" میڈیکل آفیسر نے دریافت کیا۔ کیا ہم پوما اور اس کے ساتھیوں سے نجات حاصل کر سکیں گے۔ کیا راگھو ہمارے فرار کے راستے میں دیوار ثابت نہیں ہو گا۔

"تم شاید بھول رہے ہو میرے دوست کہ سردار پوما نے ہمیں محتاط رہنے کا مشورہ دیا تھا' اس نے کہا تھا کہ یہاں ہواؤں کے بھی کان ہوتے ہیں' کیا عجب ہے کہ وہ اس وقت بھی ہماری باتیں سن رہا ہو۔

میڈیکل آفیسر شنکر کا جواب سن کر خوفزدہ ہو گیا' شاید وہ پوما کی نصیحت فراموش کر بیٹھا تھا چنانچہ اس نے جلدی سے بات بناتے ہوئے کہا۔ "میں نے سردار کی شان میں کوئی گستاخی تو نہیں کی۔"

"پریشان مت ہو میرے متر۔" شنکر نے نہایت اطمینان سے کہا۔ "میں نے تم سب کے چاروں طرف اپنے جنتر منتر کی ایک ایسی چادر تان دی ہے جسے سردار پوما کی شکتی نہیں توڑ سکتی۔"

"میں نہیں سمجھا ڈاکٹر نے پوچھا کیا ہم اس وقت ان کی نظروں سے اوجھل ہوں گے۔"

"زیادہ گہرائی میں اترنے کی کوشش مت کرو ڈاکٹر .... کیول اتنا جان لو کہ جب تک شنکر نہ چاہے کوئی اس کے جنتر منتر کا توڑ نہیں کر سکتا۔"

"وہ ہمارے آدمیوں کو اور مونیکا کو کس مقصد سے لے گئے ہیں تیمور نے سنجیدگی سے پوچھا۔"

"دھیرج سے کام لو۔میں نے کہا تھا کہ منش کو کچھ حاصل کرنے کے لئے کچھ کھونا پڑتا ہے۔"

"کیا ...." جاوید نے چونکتے ہوئے کہا۔ "کیا وہ ہمارے ساتھیوں کو مار ڈالیں گئے؟"

"سمے کا انتظار کرو' ابھی کوئی بات پورے وشواس سے نہیں کہی جا سکتی۔"

"سردار پوما کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔" فیصل نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔" کیا وہ تمہیں کوئی مقامی باشندہ لگتا ہے۔"

نہیں .... شنکر نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا "وہ اس جزیرے کا باسی نہیں ہے' میری نگاہیں بہت دور تک دیکھ چکی ہیں۔"

"میرا ذاتی خیال ہے کہ وہ کسی سفید نسل کا نمائندہ ہے لیکن اس کے باوجود سیاہ فام وحشیوں پر حکومت کر رہا ہے۔" تیمور نے کہا۔ "ممکن ہے کہ اس نے مقامی لوگوں پر قابو پانے کے لئے دھماکہ خیز اسلحہ کااستعمال کیا ہو' میری معلومات کے مطابق گمنام اور دور دراز جزیروں پر بسنے والے اگرچہ رسم و رواج کے اعتبار سے درندہ صفت ہوتے ہیں لیکن دھماکہ خیز چیزوں سے بری طرح خوف کھاتے ہیں' پوما جس روانی سے مقامی زبان بول رہا تھا اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اس جزیرے پرایک طویل عرصے سے مقیم ہے۔"

"میں تمہارے اندازے کی تردید نہیں کروں گا لیکن میری ناقص رائے میں سردارپوما بلیک میجک میں بھی یقیناً مہارت رکھتا ہوگا۔" ڈاکٹر نے اپنے خیال ظاہرکرتے ہوئے کہا۔ "غیر مہذب دنیا کے لوگ جادو ٹونے پر بھی اندھا اعتقاد رکھتے ہیں۔"

"تم نے پوما کے بارے میں اپنے علم کے زور سے بھی کچھ معلوم کیا ہے۔" فیصل نے شنکر سے پوچھا۔

"میں نے اس کی ایک ایسی کمزوری پکڑلی ہے جو اسے میرے چرنوں پر ڈنڈوت کرنے پر مجبور کر دے گی۔" شنکر معنی خیز' لہجے میں بولا۔

"مجھے شبہ ہوا تھا۔" فیصل نے کہا۔ "تم نے سردار پوما سے گفتگو کرتے وقت آخر میں کوئی ایسی بات کہی تھی جس کو سن کر وہ چونکا تھا پھر کوئی جواب دیئے بغیر واپس چلا گیا تھا۔"

"ہاں' میں نے اس کی ایک دکھتی رگ کو دبوچ لیا ہے۔"

"پھر بھی تمہیں محتاط رہنا ہوگا۔" فیصل نے سنجیدگی سے مشورہ دیا۔ "جو شخص غیر

مہذب وحشی درندوں پر حکومت کر رہا ہے وہ اتنی آسانی سے ہمارے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر آمادہ نہیں ہوگا۔"

"اس کا جواب بھی آنے والا سمے دے گا۔" شنکر کے ہونٹوں پر بڑی پر سرار مسکراہٹ ابھری تھی لیکن زیادہ دیر برقرار نہ رہ سکی' ایک گرجدار آواز نے سب کی توجہ اپنی جانب مبذول کر لی تھی۔"

شنکر کے علاوہ فیصل اور اس کے دوستوں نے بھی تیزی سے پلٹ کر آواز کی سمت دیکھا پھر ان کے چہرے فق ہو گئے۔ ان سے بمشکل دس بارہ گز کے فاصلے پر سردار پوما کا نائب سینہ تانے کھڑا شنکر کو عجیب نظروں سے ٹکٹکی باندھے گھور رہا تھا' وہ تنہا نہیں تھا اس کے ساتھ خونی اور آدم خور درندہ راگھو بھی تھا۔

راگھو کی خون آلود زبان اس کے منہ سے باہر لٹک رہی تھی اور اس کی خونخوار نظریں بھی شنکر پر جمی ہوئی تھیں۔



سردار پوما کے نائب کی نگاہوں سے قہر و غضب کی چنگاریاں نکل رہی تھیں' وہ نفرت اور حقارت بھری نظروں سے شنکر کو گھور رہا تھا شاید اس کا دل ابھی تک اس کی طرف سے صاف نہیں ہوا تھا' شنکر نے اس سے مرعوب ہونے کی کے بجائے بڑے تلخ اور خشک انداز میں گفتگو کی تھی' سیاہ فام نائب کے تیور غمازی کر رہے تھے کہ وہ پوما کی موجودگی کے باعث بڑی مشکلوں سے اپنا غصہ ضبط کر رہا تھا' اس وقت بھی اس کے تیور خطرناک تھے' شاید وہ اپنا حساب چکتا کرنے کی غرض سے تنہا آیا تھا۔ ممکن ہے اس کے دوسرے ساتھی کہیں قریب ہی درختوں اور چٹانوں کی آڑ میں گھات لگائے بیٹھے ہوں' بظاہر صرف راگھو اس کے ساتھ تھا۔

کچھ دیر تک وہ ایک دوسرے کو نگاہوں نگاہوں میں تولتے رہے' شنکر اس وقت بھی لا پرواہ نظر آرہا تھا' اس کی تیز نظریں پوما کے نائب سے ٹکراتی رہیں پھر اچانک شنکر نے راگھو کی نگاہوں میں نگاہیں ڈال کر اسے گھورنا شروع کیا' راگھو بار بار اپنے پنجوں سے زمین کھرچ رہا تھا' انداز ایسا ہی تھا جیسے کسی بھی لمحے جست لگا کر شنکر کو دبوچ لے گا' غار کے سنگلاخ فرش پر بیٹھے ہوئے لوگوں نے آہستہ آہستہ سمٹنا شروع کر دیا' وہ راگھو سے حد درجہ خوفزدہ تھے اس لئے براہ راست اس کی نگاہوں میں نہیں آنا چاہتے تھے' ہر شخص کا یہی خیال تھا کہ ولیم کے بعد اب شنکر راگھو کی درندگی کا دوسرا شکار ہوگا لیکن ایسا نہیں ہوا۔

اچانک راگھو کے تیور میں بتدریج نرمی آنی شروع ہوئی اس کے پنجوں کا مشینی انداز بھی تھم گیا' پھر اس نے اپنی مکروہ اور خون آلود زبان منہ کے اندر کرلی اور چہرہ آسمان کی جانب بلند کرکے گھٹے گھٹے انداز میں حلق سے عجیب و غریب آوازیں نکالنے لگا شاید وہ کسی بد روح کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا تھا۔ راگھو کے بدلے ہوئے تیور دیکھ کر پوما کا نائب بھی الجھ کر رہ گیا تھا' شنکر بدستور ان دونوں کو گھورے جا رہا تھا اس کے ہونٹ متحرک نظر آ رہے تھے' غالباً وہ دشمنوں پر کوئی منتر آزما رہا تھا' راگھو کے حلق سے گھٹی گھٹی آوازیں بلند ہوتا شروع ہوئیں تو شنکر کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ پھیل کر گہری ہونے لگی پھر اس سے پیشتر کہ پوما کا نائب کچھ کہتا شنکر نے ازخود بلند آواز میں اسے مخاطب کیا۔

"کیا میں تمہاری آمد کا مقصد دریافت کر سکتا ہوں۔" اس کے لہجے میں شکایت کا عنصر شامل تھا۔ "سردار پوما نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ہماری آزادی میں خلل انداز نہیں ہوگا' راگھو کی موجودگی ہمارے ساتھیوں کے لئے پریشانی کا باعث ہے اور میں اسے پسند نہیں کرتا۔"

"سردار نے تمہیں طلب کیا ہے۔" نائب نے خشک آواز میں کہا۔ "میں تمہیں یہی پیغام دینے آیا تھا' تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا۔"

کیا تم اس درندے کے ساتھ تنہا جاؤ گے۔" روپا نے تیزی سے شنکر کے قریب آتے ہوئے کہا۔ "مجھے اس کے ارادے اچھے نہیں نظر آتے۔"

"تم پریشان مت ہو روپا رانی۔" شنکر نے دوسروں کی موجودگی کا خیال کئے بغیر روپا کی خوبصورت آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "جب تک تمہارے من میں شنکر کا پیار زندہ ہے دنیا کی کوئی شکتی تمہارے پریمی کو شکست نہیں دے سکتی۔"

"نائب سے دریافت کرو۔" فیصل نے کہا "کیا ہم بھی تمہارے ساتھ چل سکتے ہیں۔"

"گھبراؤ نہیں میرے دوست' میرا تمہارا ساتھ بہت دور تک رہے گا' میں نے تم سے یہی کہا تھا اور شنکر کا کہا کبھی جھوٹ نہیں ہوتا۔"

"لیکن میں تمہیں اکیلا نہیں جانے دوں گی۔" روپا نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا بات ہے۔" نائب نے بلند آواز میں شنکر سے دریافت کیا۔ "کیا کھسر پھسر کر رہے ہو۔"

"میرے ساتھی مجھے تمہارے ساتھ تنہا جانے سے منع کر رہے ہیں۔" شنکر نے صاف گوئی سے کام لیا۔ "کیا میں دو ایک کو ساتھ لے سکتا ہوں۔"

"نہیں.........." نائب نے تیزی سے کہا۔ "سردار نے صرف تمہیں طلب کیا ہے اس لئے تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا' اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ ضد چھوڑ دیں' سردار پوما بے پناہ قوتوں کا مالک ہے' اس کا ایک اشارہ تم سب کو موت کی ابدی نیند سلا دینے کے لئے کافی ہوگا۔ گابا کی بات پر اعتماد کرو' تمہیں سردار کی مرضی کے بغیر کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔"

"گابا.........." شنکر نے اسے ٹٹولنے کی خاطر پوچھا۔ "کیا تمہیں معلوم ہے کہ سردار پوما نے مجھے کیوں یاد کیا ہے۔"

"نہیں.........." نائب جس نے اپنا نام گابا ظاہر کیا تھا سنجیدگی سے کہا۔ "ہم صرف سردار کے حکم کی پیروی کرتے ہیں' اس سے صلاح مشورے کا حق صرف لوبیتا کو حاصل ہے۔"

"لوبیتا......؟" شنکر نے دریافت کیا۔" کیا وہ بھی سردار کا کوئی نائب یا مشیر خاص ہے۔"

نہیں.......... لوبیتا ہمارا مذہبی پیشوا ہے۔" گابا نے کہا پھر قدرے تلخ آواز میں بولا۔

"کہیں ایسا تو نہیں کہ تم مجھے باتوں میں الجھا کر وقت ضائع کرنے کی کوشش کر رہے ہو ایک بات یاد رکھو' سردار کے جسم پر دو نہیں ہزاروں پراسرار آنکھیں موجود ہیں۔ جن کے ذریعے وہ جزیرے کے تمام حصوں کی نگرانی کرتا ہے' اس کے کان زمین کے اندر رینگنے والے کیڑوں کی سرسراہٹ کی آوازیں سننے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں۔"

"وہ حیرت انگیز قوتوں کا مالک ہے......... تمہارے دلوں میں کیا ہے' وہ یہ بھی معلوم کر سکتا ہے۔"

"مجھے تمہارے ساتھ کتنی دور جانا ہوگا......... میری واپسی کتنی دیر بعد ہوگی۔"

"تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"اپنے ساتھیوں کو مطمئن کرنے کے لئے۔" شنکر نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "تمہارے ساتھ راگھو کی موجودگی نے میرے ساتھیوں کو خوفزدہ کر دیا ہے۔"

"تمہاری واپسی کا انحصار سردار کی مرضی پر ہے' اپنے ساتھیوں کو بتاؤ کہ راگھو بھی ہماری طرح سردار کی مرضی کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتی' البتہ کسی اچانک خطرے سے دوچار ہونے کی صورت میں ہم فوری کارروائی کے لئے آزاد ہوتے ہیں' سردار کا یہی حکم ہے لیکن تم یہ سب کچھ کیوں دریافت کر رہے ہو؟"

جواب میں شنکر کے چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ ابھر آئی اس نے گابا کو اپنی باتوں کے سحر میں پھانس کر بہت ساری کام کی باتیں دریافت کر لی تھیں' پوما کی نظریں اگر پورے جزیرے میں دیکھنے کی صلاحیت رکھتیں اور اس کے کان اگر ہر آہٹ کو سن سکتے تو پھر کسی اچانک پیش آنے والے خطرے کے وقت اسے اپنے ساتھیوں کو فوری کارروائی کی اجازت دینے کی کیا ضرورت تھی؟...... اگر گابا کے بیان کے مطابق وہ حیرت انگیز قوتوں کا مالک ہوتا تو اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے بھی دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار سکتا تھا؟ شنکر کے ذہن میں فوری طور پر یہی خیال آیا تھا کہ سردار پوما یقیناً بہت چالاک اوردوراندیش واقع ہوا ہے جس نے سیاہ فام لوگوں کے دلوں پر پوری طرح اپنی دھاک جما رکھی ہے۔ لیکن وہ جزیرے کا سردار کس طرح بن بیٹھا؟ یہ بات غور طلب تھی۔

شنکر نے روپا اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو سمجھا بجھا کر ساتھ چلنے سے باز رکھا پھر وہ

سربلند کئے لمبے لمبے قدم اٹھاتا گابا کے قریب چلا گیا' اس نے راگھو پر نظر ڈالی اور یہ محسوس کر کے مسکرا دیا کہ اب راگھو جیسا آدمخور درندہ بھی اس سے نگاہیں ملانے سے کترا رہا تھا' اس نے بدروحوں کے ذریعے راگھو کو اس قدر خوفزدہ کر دیا تھا' کہ اب اس کی جانب سے کوئی خطرہ باقی نہیں رہ گیا تھا کچھ دیر تک وہ خاموشی سے گابا کی رہنمائی میں قدم آگے بڑھاتا رہا پھر اس نے دبی زبان میں پوچھا۔

"گابا کیا تم مجھے اس جزیرے کا نام بتا سکتے ہو؟"

"اس جزیرے کا اپنا کوئی نام نہیں' ہم اسے سردار کے نام ہی سے منسوب کرنے کے عادی ہیں۔"

"سردار پوما سے پہلے یہاں کون تھا................"

"ماکا................ لیکن یہ کوئی آٹھ سال پہلے کی بات ہے۔"

"کیا ماکا اب بھی اس جزیرے پر موجود ہے؟"

"نہیں .... اسے ہماری دیرینہ رسم کے عین مطابق پوما کے سردار منتخب ہونے کے بعد دیوتاؤں کے نام پر بھینٹ چڑھا دیا گیا تھا۔"

"میرا خیال ہے کہ ماکا کا تعلق اسی جزیرے پر آباد قبیلے سے تھا۔"

"ہاں..............."

"سردار پوما نے تمہارے جزیرے پر کب قدم رکھا تھا؟"

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو اس واقعہ کو بیس سال سے زیادہ ...." گابا جواب دیتے دیتے چونک کر خاموش ہو گیا پھر اس نے پلٹ کر غصے سے شنکر کو گھورا۔ "کیا تم اپنی زبان بند نہیں رکھ سکتے۔" اس کے لہجے میں جھلاہٹ کے علاوہ خوف بھی شامل تھا۔

"جب تک تم میرے ساتھ گفتگو کرو گے سردار تمہاری آواز نہیں سن سکے گا۔" شنکر نے اسے یقین دلانے کی کوشش کی۔

"اپنی منحوس زبان بند ہی رکھو۔" گابا نے نیزے پر اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "اگر تم نے اب گابا کو بہکانے کی کوشش کی تو تمہارا انجام تمہارے ساتھی سے بھی زیادہ اذیت ناک ہوگا۔"

شنکر نے جواب میں خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا' وہ پوری توجہ سے راستوں کو ذہن نشین کرنے کی کوشش کر رہا تھا' تقریباً ایک میل تک وہ گھنے درختوں اور جھاڑیوں کے درمیان نظر آنے والے راستے سے گزرتے رہے پھر آبادی کا علاقہ شروع ہو گیا' شنکر ان کے

مکانوں کو حیرت بھری نظروں سے دیکھتا رہا جنہیں بارانی علاقوں میں بسنے والوں کے طرز پر بانس اور لکڑی کے تختے باندھ کر گول دارے کی شکل میں تعمیر کیا گیا تھا' باہر کی جانب سے انہیں بڑے بڑے پتوں اور سوکھی گھاس سے ڈھانپا گیا تھا' مکانوں کے قریب کھڑے ہوئے مرد عورتیں اور بچے انہیں گھور گھور کر دیکھ رہے تھے' گابا نے آبادی کے قریب پہنچ کر اپنا رخ بائیں جانب موڑ دیا' یہ علاقہ گھنی جھاڑیوں کا تھا جس کے درمیان بس اتنی جگہ تھی کہ ایک آدمی آسانی سے گزر سکتا تھا' گابا آگے آگے تھا' شنکر درمیان میں تھا اور راگھو ان دونوں کے پیچھے تھا۔

گابا نے جھاڑیوں کے درمیان واقع راستے پر قدم اٹھانے سے پہلے ہی شنکر کو تاکید کر دی تھی کہ وہ ان جھاڑیوں سے بچ کر چلنے کی کوشش کرے' اس کے بیان کے مطابق اگر جھاڑیوں کا کوئی کانٹا جسم میں چبھ جائے تو جسم کا وہ حصہ مفلوج بھی ہو سکتا تھا شنکر نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا تھا لیکن اسے یقین تھا کہ اس راستے کو جان بوجھ کر اختیار کیا گیا ہے' شاید اس طرح سردار پوما اور اس کے ساتھی شنکر کو باور کرانا چاہتے تھے کہ بغاوت کی صورت میں مخدوش حالات کا شکار بھی ہو سکتے ہیں۔

جھاڑیوں کے درمیان تقریباً سو گز کا فاصلہ طے کرنے کے بعد گابا نے نشیب میں اترنا شروع کر دیا' اس راستے کو انسانی ہاتھوں نے زمین کھود کر سرنگ کے طور پر بنایا تھا' شنکر حیرت بھری نگاہوں نے اس زمین دوز سرنگ کو دیکھ رہا تھا' وہاں روشنی کا کوئی انتظام نہیں تھا جیسے جیسے وہ آگے بڑھتے گئے تاریکی بھی بڑھتی گئی پھر اتنا گھپ اندھیرا ہو گیا کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھنے سے بھی قاصر ہو گئے۔ شنکر کا ذہن اب قدموں کی پیمائش سے فاصلے کا شمار کئے جا رہا تھا۔

پوما نے اس کا استقبال نہایت سرد مہری سے کیا۔ تہہ خانے میں وہ تنہا نہیں تھا اس کے ساتھ ایسا طویل العمر بوڑھا بھی موجود تھا جس کے جسم کا گوشت ہڈیوں کا ساتھ چھوڑتا جا رہا تھا' بظاہر وہ ہڈیوں کا پنجر نظر آ رہا تھا لیکن اس کی آنکھوں میں درندوں جیسی چمک موجود تھی اس کے گلے میں متعدد مالائیں جھول رہی تھیں۔ کانوں میں ہاتھی دانت کے بڑے بڑے بالے نظر آ رہے تھے۔

گابا نے تہہ خانے میں پہنچنے کے بعد جس انداز میں سینے پر ہاتھ مار کر اور گردن کو خم دے کر بوڑھے کی تعظیم کی تھی اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ جزیرے میں ایک اہم حیثیت کا حامل تھا' شنکر کو چھوڑ کر گابا وہاں زیادہ دیر نہیں رکا' پوما کا اشارہ ملتے ہی الٹے قدموں واپس لوٹ گیا راگھو بھی اس کے ساتھ ہی چلا گیا تھا۔

شنکر نے تہہ خانے کا سرسری جائزہ لیا' ہر چند کہ مہذب دنیا میں بسنے والوں کے مقابلے میں وہ زمین دوز کمرہ نہایت کمتر درجہ کا تھا لیکن اسے غار کی ساخت پر جس انداز میں کاٹ چھانٹ کر تعمیر کیا گیا تھا اس کے پیچھے بھی کسی مہذب دنیا کے باسی کا ہاتھ نظر آ رہا تھا شنکر دیدہ دانستہ وہاں کی آرائشی چیزوں میں جو انسانی کھوپڑیوں اور جانوروں کی کھالوں کے علاوہ سمندر کے کنارے ملنے والے نوادرات پر مشتمل تھیں دلچسپی لے رہا تھا لیکن اس کی نظریں اس وقت بھی اس بوڑھے کی طرف سے غافل نہیں تھیں جو انتہائی توجہ سے ٹکٹکی باندھے اسی کی جانب گھور رہا تھا' کچھ دیر تک مکمل خاموشی طاری رہی پھر پوما کی آواز ابھری وہ شنکر سے مخاطب تھا۔

"کیا تمہیں علم ہے کہ میں نے تمہیں یہاں کیوں طلب کیا ہے؟"

"نہیں ...." شنکر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

تم پہلے شخص ہو جسے میں نے مقدس لوبیتا کے مشورے کے بعد اپنی رہائش گاہ میں قدم رکھنے کا شرف بخشا ہے' ورنہ بیرونی دنیا سے تعلق رکھنے والے افراد صرف ساحل تک محدود رہتے ہیں۔

"میں اس اعزاز کو سردار پوما کی جانب سے اپنے لئے ایک بیش قیمت انعام سمجھوں گا۔" شنکر نے کہا پھر لوبیتا کی جانب دیکھ کر بڑے ادب سے بولا۔ "مقدس لوبیتا کا اقبال بلند ہو جس نے سردار سے میری یہاں تک رسائی کی سفارش کی اور مجھے قابل اعتماد سمجھا۔"

تم نے پہلی ملاقات میں مجھ سے تنہائی میں ملنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ پوما نے کہا۔

"ہاں' مجھے خوب یاد ہے۔" شنکر نے جواب دیا۔" میں نے کہا تھا کہ شاید میں سردار کی کوئی ایسی پریشانی دور کر سکوں جس نے راتوں کی نیند اور دن کا چین حرام کر دیا ہو۔"

"تمہیں میری کسی پریشانی کا اندازہ کس طرح ہو گیا۔"

"میرا اشارہ براہ راست سردار کی ذات کی سمت نہیں تھا۔" شنکر نے نہایت سادگی سے جواب دیا مجھے علم ہے کہ ساحلی علاقوں میں بسنے والے اکثر کسی ایسے موذی مرض کا شکار

ہو جاتے ہیں جو ان کے نزدیک ناقابل علاج ہوتا ہے' میں بنیادی طور پر طبیب یا ڈاکٹر نہیں ہوں پھر بھی بزرگوں کی دعا سے جھاڑ پھونک کے کچھ ایسے طریقوں سے واقف ہوں جو مردوں میں بھی جان ڈال سکتے ہیں۔"

پوما نے فوری طورپر کوئی جواب نہیں دیا' اس کی نگاہوں میں الجھن اور جھلاہٹ کے ملے جلے تاثرات نظر آ رہے تھے' جن نظروں سے وہ شنکر کو دیکھ رہا تھا اس سے صاف ظاہر تھا کہ یا تو وہ اس سے خوش نہیں ہے یا پھر اسے اس کے بیان پر شبہ ہو گیا تھا' بوڑھا لوبیتا بدستور کسی بت کی طرح بے حس وحرکت کھڑا شنکر کو گھور رہا تھا پھر اس نے پہلی بار پوما سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میری نظریں ابھی تک اس کے دل و دماغ کی گہرائیوں تک نہیں پہنچ سکیں ممکن ہے اس نے اپنے ارد گرد کوئی حصار باندھ رکھا ہو یا پھر غیر معمولی قوت ارادی کا مالک ہو لیکن ایک بات بہرحال یقینی ہے کہ یہ شخص پراسرار قوتوں کا مالک ہے اور اس مرض یا سحر کا علاج یا توڑ کر سکتا ہے جس نے زاریا کو مفلوج کر رکھا ہے۔"

"اور اگر یہ ناکام ہو گیا؟"

"ناکامی کی صورت میں اسے بھی دیوتاؤں کی بھینٹ چڑھا دیا جائے گا۔"

لوبیتا اور پوما ایک مختلف زبان میں گفتگو کر رہے تھے ان کا خیال تھا کہ وہ ان کی گفتگو نہیں سمجھ رہا لیکن حقیقت اس کے برعکس تھی اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے وہ ان کی باتوں کو بخوبی سمجھ رہا تھا' اسے اس بات کی بھی خوشی تھی کہ لوبیتا کی نظریں اس حصار کو توڑنے میں ناکام رہی تھیں جو شنکر نے اپنے اطراف قائم کر رکھا تھا لیکن اسے اس بات پر حیرت بھی تھی کہ لوبیتا نے پوما کو اس امر کا یقین کیوں دلایا تھا کہ وہ زاریا کا علاج کر سکتا ہے۔

"میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ شخص ہماری توقع سے کہیں زیادہ چالاک اور عیار واقع ہوا ہے۔"

"کیا سردار پوما نووارد کی طرف سے کوئی ایسا خطرہ محسوس رہے ہیں جو؟"

"پوما نے زندگی میں ہارنا نہیں صرف جیتنا سیکھا ہے۔" پوما نے یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا' اس کے تیور پل بھر میں خطرناک ہو گئے' لوبیتا کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے بولا۔ "خطرات سے کھیلنا میری عادت ہے' اگر یہ شخص زاریا کے سلسلے میں ناکامی سے دوچار ہوا تو اس کا اور اس کے ساتھیوں کا انجام تم سب کی توقع سے کہیں زیادہ خطرناک ہو گا۔"

"میں سردار کو صبر اور دوراندیشی سے کام لینے کا مشورہ دوں گا۔" لوبیتا نے سنجیدگی سے کہا۔ "اس کے ساتھی ہمارے لئے سونے کے کسی ذخائر سے کم نہیں ہیں۔"

"تم اب جا سکتے ہو۔" پوما نے کچھ سوچتے ہوئے کہا پھر لوبیتا کے جانے کے بعد اس نے شنکر کو ایک بار پھر معنی خیز نظروں سے گھورا جو بظاہر زمین دوز کمرے کی بناوٹ میں دلچسپی لے رہا تھا۔ چند ثانئے تک وہ اسے تیز نظروں سے گھورتا رہا پھر خشک لہجے میں بولا۔

"کیا تم کسی ایسی لڑکی کا علاج کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوئے جو آدھے دھڑ سے مفلوج ہو گئی ہو؟"

اگر مرض پیدائشی ساعتوں سے لاحق ہے تو میں معذرت کا اظہار کروں گا' دوسری صورت میں ہو سکتا ہے کہ میں سردار کی خدمت کر کے سرخرو ہونے کا اعزاز حاصل کر سکوں۔"

"میں تمہیں خدمت کا موقع ضرور دوں گا لیکن میری ایک بات ذہن نشین کر لو جو کچھ تم نے یہاں دیکھا ہے یا دیکھو گے۔"

اس کا ذکر صرف اور صرف اپنی ذات تک محدود رکھنا' اگر تم نے اپنے ساتھیوں کے سامنے اس سلسلے میں زبان کھولی تو تمہارا انجام بخیر نہیں ہو گا۔"

"میں سردار کو اپنی وفاداری کا یقین دلاتا ہوں۔"

پوما نے جواب میں اسے ساتھ آنے کا اشارہ کیا پھر وہ آگے پیچھے چلتے ہوئے تہ خانے کے اس حصے میں آ گئے جسے زیادہ بہتر طور پر سجایا گیا تھا۔ یہاں پہنچ کر شنکر نے ایک نہایت حسین و جمیل لڑکی کو دیکھا جو آرام دہ بستر پر دراز تھی۔ اس نے اپنے جسم پر سینے تک کمبل ڈال رکھا تھا۔ مونیکا بھی لڑکی کے قریب ہی موجود تھی شنکر کو دیکھ کر وہ تیزی سے اس کی طرف لپکی لیکن پوما کے درمیان میں آ جانے سے خوفزدہ ہو کر رک گئی پھر پوما نے تالی بجائی تو دو مقامی عورتیں دوڑتی ہوئی نمودار ہوئیں اور پوما کے اشار پر مونیکا کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لے گئیں۔

شنکر پوری توجہ سے بستر پر لیٹی ہوئی لڑکی کو دیکھ رہا تھا صورت شکل اور رنگت کے اعتبار سے وہ انگریز لگ رہی تھی' اس کی عمر بیس بائیس سال کے درمیان تھی' اس کے چہرے پر جوانی کا احساس دمک رہا تھا لیکن اس کی حسین آنکھوں میں حسرت کی پرچھائیاں رقص کر رہی تھیں' اس نے شنکر کو محض ایک نظر دیکھا پھر اپنی نگاہیں پھیر لیں۔

"یہ زاریا ہے۔" پوما نے دبی زبان میں کہا۔ "تمہیں اسی کا علاج کرنا ہے۔"

جواب میں شنکر نے آنکھیں بند کر لیں پھر اس کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہلنے لگے وہ اپنے بیروں (موکلوں) کے ذریعے زاریا کی بیماری کا سبب معلوم کرنے کی کوشش کر رہا تھا' پوبا اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھتا رہا ایک دوبار اس نے دلی زبان میں اسے مخاطب کیا لیکن ننکا بدستور اپنے شیطانی عمل میں محو تھا' انداز بتا رہا تھا جیسے اسے تہ خانے میں اپنے سوا کسی دوسرے کی موجودگی کا مطلق احساس ہی نہیں خاصی دیر تک اس کے ہونٹ متحرک رہے پھر یکلخت اس نے آنکھیں کھول دیں جو انگاروں کی مانند دہک رہی تھی۔ لیکن اس کے ہونٹوں پر ایک پراعتماد مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

"میں تمہیں کیا سمجھوں۔" پوبا نے شنکر کو آنکھ کھولتے دیکھ کر سوال کیا۔ "کیا تم طبیب ہو یا تمہیں جادو ٹونے میں بھی دخل ہے؟"

"سردار کا شبہ اپنی جگہ درست ہے؟ شنکر نے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے جواب دیا۔" لیکن میری خاموشی کا مقصد جادو ٹونا نہیں تھا' میں مقدس زاریا کے حق میں بزرگوں سے سیکھا ہوا عمل پڑھ رہا تھا۔"

"اب تمہارا کیا جواب ہے۔ کیا تم زاریا کا علاج کر سکو گے؟"

"ہاں..........." شنکر نے بڑے وثوق سے جواب دیا۔

"مجھے یقین ہے کہ میں مقدس زاریا کو دوبارہ اس کے قدموں پر کھڑا کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا لیکن اس کے لئے میں دو شرائط پیش کروں گا۔"

"وہ کیا.........؟"

"سردار پوبا کو مجھے اس حادثے کی تفصیل بتانی ہو گی جس نے مقدس زاریا کے آدھے جسم کو مفلوج کر دیا ہے اور دوسری شرط یہ ہے کہ علاج کے دوران تہ خانے کے اس حصے میں میرے اور مقدس زاریا کے سوا کوئی تیسرا فرد موجود نہیں ہو گا۔"

"اگر میں تمہاری دوسری شرط ماننے سے انکار کر دوں تو.........؟" پوبا نے شنکر کو گھورتے ہوئے سپاٹ آواز میں پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ سردار ایسا نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ اسے مقدس زاریا بہت عزیز ہے۔"

"میں اس علاج کی نوعیت جاننا چاہوں گا جو صرف تنہائی میں کیا جا سکتا ہے۔" پوبا نے مشکوک انداز میں کہا' اس کی نظریں بدستور شنکر کے چہرے پر مرکوز تھیں۔

"میں بزرگوں کے بتائے ہوئے جس عمل کو پڑھوں گا اس کے لئے تنہائی بہت

ضروری ہے۔ شنکر نے نہایت ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ "کسی تیسرے شخص کی موجودگی مقدس زاریا کے حق میں خطرے کا باعث ثابت ہو گی۔"

"ناکامی کی صورت میں تمہارا انجام کیا ہو گا .... کیا تمہیں علم ہے؟"

"شنکر موت سے نہیں ڈرتا ...." شنکر نے پہلی بار قدرے بگڑے ہوئے تیور سے کہا۔ موت اور زندگی صرف اس کے اختیار میں ہے جس نے آتما کو شریر میں داخل ہونے کا حکم دیا تھا پرنتو میں سردار پوبا کو یقین دلاتا ہوں کہ ناکامی کی صورت میں اسے تکلیف نہیں کرنی پڑے گی' شنکر خود اپنے ہاتھوں سے بھی اپنا گلا کاٹنے کی شکتی رکھتا ہے۔"

"کیا میں جان سکتا ہوں کہ تمہارا تعلق کس مذہب سے ہے۔" پوبا نے ہاتھ ملتے ہوئے سوال کیا۔

"وہ جو جیون سے اپنا رشتہ توڑ لیتے ہیں اور دھرتی کے گورکھ دھندوں کو تیاگ (کنارہ کش) دیتے ہیں ان کا کوئی دین دھرم نہیں ہوتا۔ وہ کیول (محض) انسانوں کی خدمت کو اپنا دھرم سمجھتے ہیں۔" شنکر نے اس بار بزرگوں جیسے انداز میں جواب دیا۔

سردار پوبا نے ایک نظر زاریا پر ڈالی پھر خلاء میں گھورنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن تھی۔ شاید وہ ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر سکا تھا کہ شنکر کی پیش کردہ شرائط کو قبول کر لے یا اسے کسی عبرت ناک موت سے ڈرا دھمکا کر زاریا کے علاج پر مجبور کرے۔۔۔ کچھ دیر تک وہ چپ چاپ کھڑا موقع اور حالات کی نزاکت پر غور کرتا رہا پھر اس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میں بہت جلد تمہیں اپنے آخری فیصلے سے آگاہ کروں گا۔"

جیسی سردار کی مرضی۔ شنکر نے لاپروائی سے شانے اچکاتے ہوئے جواب دیا پھر پوبا کے ساتھ ساتھ قدم ملا کر چلنے لگا۔



وہ لکڑی سے بنا ہوا ایک طویل القامت مجسمہ تھا جسے مختلف رنگوں سے رنگا گیا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ فضا میں دائیں بائیں پھیلے ہوئے تھے اور ان پر انسانی کھوپڑیاں لٹک رہی تھیں۔ جزیرے کے سیاہ فام باسی اسے اپنا سب سے بڑا دیوتا سمجھتے تھے' لوبیتا کے بیان کے مطابق وہی جزیرے پر بسنے والوں کی قسمت کا فیصلہ کرتا تھا اور ان کے لئے رزق فراہم کرنے

کی ذمہ داری بھی اس کی تھی۔ بیماری اور دکھ کے حالات میں بھی لکڑی کا وہی دیوتا ان کے لئے سب سے بڑا مسیحا تھا اور جزیرے پر جو آفتیں اورعذاب نازل ہوتے تھے انہیں بھی دیوتا کی ناراضگی اور خفگی سے منسوب کیا جاتا تھا۔

فضا میں معلق ہاتھوں کے علاوہ مجسمے کے قدموں میں بھی کچھ انسانی کھوپڑیاں ترتیب سے موجود تھیں۔ جزیرے کے غیر مہذب اور سیاہ فام جنگلی لوگوں کا عقیدہ تھا کہ لکڑی کا دیوتا' انسانی قربانیوں کے پیش کرنے سے راضی رہتا ہے چنانچہ وہ آسمانی آفتوں کے علاوہ خوشی کے موقعوں پر بھی نہایت فراخدلی سے دیوتا کو خوش کرنے کی خاطر انسانوں کی بھینٹ پیش کرتے تھے پھران کی کھوپڑیوں کو حسب مراتب یا تو دیوتا کے پھیلے ہوئے ہاتھوں پر لٹکا دیا جاتا تھا یا قدموں میں ڈال دیا جاتا تھا۔

بھینٹ دینے کے موقع پر جزیرے کے بیشترلوگ دیوتا کے سامنے موجود ہوتے تھے اور پورے جذبے سے قربانی کی اس قدیم رسم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے' مروجہ طریقے کے مطابق قربانی دینے والوں کی تعداد ہمیشہ ایک سے زیادہ ہوتی تھی جنہیں دیوتا کے سامنے ایک مخصوص فاصلے پر تناور درختوں کے ساتھ باندھ دیا جاتا تھا پھرایک اندھی لڑکی کو مجسمے کے قدموں کے پاس چھوڑ دیا جاتا تھا۔ قربانی کے لئے پیش کئے جانے والے انسانوں کی پشت پر لوبیتا کے مخصوص آدمی ڈھول بجانے کا کام سرانجام دیتے تھے۔ ڈھول کی آواز کے ساتھ ہی اندھی لڑکی کا شیطانی رقص شروع ہو جاتا تھا۔ رسم شروع ہونے سے پیشتر لوبیتا بذات خود ایک تیز دھار خنجر لڑکی کے ہاتھ میں تھما دیتا تھا لڑکی رقص کے دوران اس مقدس خنجر کو بار بار چومتی رہتی تھی۔ پھر وہ پوری شدت سے رقص کرتے کرتے درختوں کے قریب جاتی اوربندھے ہوئے انسانوں میں سے جو بھی اس کی زد میں آ جاتا اس کے جسم میں خنجر اتار دیتی' اس کے بعد اندھی لڑکی کا رقص ختم ہو جاتا تھا اور باقی رسم کی ادائیگی لوبیتا اور اس کے ساتھی سرانجام دیتے تھے۔

اس وقت بھی جبکہ سورج نصف سے زیادہ غروب ہو چکا تھا جزیرے کے بیشتر افراد "لکڑی دیوتا" کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ ان کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے ان کی نظریں بحری عقاب کے ان پانچ بدنصیب مسافروں پرجمی ہوئی تھیں جو درخت کے ساتھ بندھے ہوئے تھے گابا اور پوما نے انہیں بطور یرغمال حاصل کیا تھا لیکن اب ان میں سے کسی ایک کو مجسمے کے سامنے قربان کیا جانا تھا' سیاہ فام لوگوں کے عقیدے کے مطابق لکڑی کا دیوتا اجنبی اور نووارد کی قربانی کو ہمیشہ پسندیدہ نظروں سے دیکھتا تھا۔ ایسے موقعوں پر

بھینٹ چڑھنے والے نووارد کے خون کو انتہائی متبرک اور مقدس سمجھا جاتا تھا اور جزیرے کے سب سے کمسن بچے کو بطور خاص اس خون سے غسل کرایا جاتا تھا' ان کا اعتقاد تھا کہ ایسے خون سے غسل پانے والے لڑکے نہ صرف یہ کہ بہت خوش نصیب اور ذہین ہوتے تھے بلکہ طویل العمر بھی ہوتے تھے' لوبیتا کے بیان کے مطابق اس کی طویل العمری کا راز بھی یہ تھا کہ اسے ایک نووارد کے خون سے غسل دیا گیا تھا۔ آج ایک طویل عرصے کے بعد خون سے غسل دینے کی رسم ادا کی جانی تھی سیاہ فام باشندے اس بچے کو بڑی حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے جو غسل کے لئے منتخب کیا گیا تھا اور لکڑی کے دیوتا کے قدموں میں پڑا ہاتھ پاؤں چلا رہا تھا۔

سورج کے غروب ہوتے ہی مخصوص لوگوں نے مشعلیں روشن کر لی اس کے ساتھ ہی ڈھول بجنا شروع ہوگیا' ہجوم نے مقامی زبان میں دیوتاؤں کی شان میں قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا تھا' اس کے بعد ایک اندھی لڑکی کو دیوتا کے مجسمے کے قریب لے جا کر چھوڑ دیا گیا' لڑکی نے اپنے اندازے کے مطابق زمین پر بیٹھ کر دیوتا کے سامنے ڈنڈوت کیا پھر آہستہ سے اٹھی اور جنگلیوں کے مخصوص انداز میں ناچنا شروع کر دیا۔

تناور درختوں کے ساتھ بندھے ہوئے مسافروں کے چہرے پر مشعل کی کپکپاتی روشنی موت کا بھیانک رقص پیش کر رہی تھی' ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں' لڑکی کے ہاتھ میں دبا ہوا خنجر جس انداز میں لہرا رہا تھا اس سے انہوں نے یہی نتیجہ اخذ کیا تھا کہ پانچوں میں سے کسی ایک کی موت یقینی ہے چنانچہ وہ اپنے عقیدے کے مطابق دل ہی دل میں زندگی کی دعائیں مانگ رہے تھے۔

سردارپوما اپنے مذہبی پیشوا لوبیتا اورنائب گابا کے ساتھ ایک اونچے ٹیلے پر بیٹھا قربانی کی اس وحشت ناک رسم کو دیکھ رہا تھا' مشعلوں کی روشنی کی کپکپاہٹ اور ایک مخصوص انداز میں بجنے والے ڈھول کی آواز نے ماحول کو بڑا ہولناک بنا دیا تھا' پھر جیسے جیسے ڈھول کی آواز تیز ہوتی گئی۔ اندھی لڑکی کا رقص بھی جنونی کیفیتوں سے دوچار ہوتا گیا۔ وہ دیوانہ وار رقص کرتی ہوئی آہستہ آہستہ درختوں سے بندھے ہوئے بدنصیب مسافروں کی طرف بڑھ رہی تھی جیسے جیسے درمیانی فاصلہ کم ہوتا جا رہا تھا مسافروں کے چہرے زرد سے زرد تر ہوتے جا رہے تھے پھر اس وقت ان کی سانس بھی حلق کے اندر گھٹنے لگی جب لڑکی ان کے سروں پر پہنچ گئی' اب وہ ان سے بمشکل دو گز کے فاصلے پر جنونی انداز میں رقص کرنے میں محو تھی' اس کے ہاتھ پیر مشینی انداز میں حرکت کر رہے تھے' مقامی لوگوں کے مذہبی گیت میں بھی رقص

کی مناسبت سے تیزی اور شدت پیدا ہوتی جا رہی تھی۔

اچانک لڑکی نے ناچتے ناچتے اندازے سے ایک شکار پر حملہ کیا لیکن خنجر درخت کے قریب سے گزر گیا' اس کا وار خالی گیا تو درخت سے بندھے ہوئے شخص نے اطمینان کا سانس لیا' اندھی لڑکی اچھل کر ایک قدم پیچھے ہو گئی' اس نے دوبارہ رقص شروع کر دیا۔ وہ ڈھول کی آواز سے اپنے شکار کی اصل جگہ کا تعین کر رہی تھی' اس کے رقص میں ایک بار پھر شدت پیدا ہو گی' پہلی ناکامی کے احساس نے اس کے جنون کو ہوا دے کر بھڑکا دیا تھا' اس کے کان پوری توجہ سے ڈھول کی آواز پر جمے ہوئے تھے' اچانک وہ رقص کرتے کرتے دوبارہ جھپٹی' اس بار اس کا نشانہ خطا نہیں ہوا۔ اس کے ہاتھ میں دبا ہوا خنجر ایک غیر ملکی مسافر کے پیٹ میں دستے تک اترتا چلا گیا۔ غیر ملکی کے حلق سے ایک کربناک چیخ بلند ہوئی جو سیاہ فام لوگوں کے خوشی کے نعروں میں دب کر رہ گئی۔ اندھی لڑکی کا رقص ختم ہوگیا۔ لوبیتا کے مخصوص لوگوں نے تیزی سے لپک کر دیوتا کی مقدس بھینٹ کو درخت سے آزاد کیا اور کھینچتے ہوئے دیوتا کے قریب لے آئے جہاں کمسن بچہ مقدس غسل کے لئے پہلے سے موجود تھا' بچے کے قریب پہنچ کر انہوں نے اس کو ہاتھوں پر اٹھا کر سر سے بلند کر لیا پھر دو سیاہ فام نیزے لئے آگے بڑھے اور اس کے پیٹ کو چھیدنا شروع کر دیا' غیر ملکی نے یکے بعد دیگرے کئی جھٹکے لئے پھر ساکت ہو کر جھول گیا لیکن اس کے جسم سے فوارے کی شکل میں ابلنے والا خون جزیرے کے سب سے کمسن بچے کو غسل دینے کی بھیانک اورہولناک رسم کی ادائیگی کر رہا تھا' ہجوم نے اس خوشی پر دیوتا کی خوشنودی کے لئے ناچنا شروع کردیا' جزیرے کا مذہبی پیشوا لوبیتا سردار پوما سے کہہ رہا تھا۔

"مجھے یقین ہے کہ ایک نووارد کی قربانی ہمارے دیوتا کو قبول ہو گی ...."

"جزیرے میں بھٹکے ہوئے مسافروں کی آمد ہمارے لئے ہمیشہ نیک شگون ثابت ہوئی ہے۔" گابا نے اظہار خیال کیا میرا خیال ہے کہ اب ہم بہت دنوں تک آسمانی آفتوں اوربلاؤں سے محفوظ رہیں گے۔"

"باقی چار آدمیوں کے لئے سردار کا کیا فیصلہ ہے۔" لوبیتا نے ان مسافروں کی طرف اشارہ کیا جو بدستور درخت سے بندھے کھڑے پھٹی پھٹی نظروں سے موت اور زندگی کا خوفناک اور ناقابل یقین ناٹک دیکھ رہے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ انہیں ملحقہ قبیلے کے تاجروں کے حوالے کرکے خوراک کا ذخیرہ حاصل کر لیا جائے۔" گابا نے جلدی سے کہا۔

"اتنی جلدی ٹھیک نہیں ...." لوبیتا کچھ سوچ کر بولا ہماری جانب سے اگر پہل ہوئی تو وہ اپنی مرضی کا سودا کریں گے۔ دوسری صورت میں ان کی ضرورت کے پیش نظر منہ مانگا حساب کرسکتے ہیں۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ انہیں ہمارے جزیرے میں نوواردوں کی نئی کھیپ کی آمد اور ان کی تعداد کا علم ہو چکا ہوگا۔" پوما نے سنجیدگی سے سوال کیا۔" میرا خیال ہے کہ ابھی تک انہیں اطلاع نہیں ہوئی ورنہ وہ پہلی فرصت میں ہم سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتے۔" گابا نے جواب دیا۔ میرا مشورہ ہے کہ ہمیں مسافروں کی تعداد پوشیدہ رکھنی چاہئے پوما نے اٹھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "اگر انہیں تعداد کا علم ہو گیا تو وہ رسد اور طلب کے اصول پر بولی لگانے میں کنجوسی کا مظاہرہ کریں گے۔"

"میں سردار پوما کی ذہانت کی داد دیتا ہوں۔" گابا نے تعریفی انداز میں جواب دیا

"میں پوری کوشش کروں گا کہ انہیں نوواردوں کی تعداد کا علم نہ ہو سکے۔"

"ایک بات اورذہن نشین کرلو پوما نے ٹھوس آواز میں کہا۔" "اگر مسافروں کو اس بات کی بھنک مل گئی کہ ہم انہیں ایک ایک کر کے آدم خود قبیلے کے لوگوں کے حوالے کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو وہ زندگی پر موت کو ترجیح دینا زیادہ پسند کریں گے۔ خاص طورپر ہمیں شنکر سے ہوشیار رہنا ہوگا۔"

"لوبیتا نے خلاؤں مٰں گھورتے ہوئے کہا "میرا علم کہتا ہے۔ "کہ وہ پراسرار اور حیرت انگیز قوتوں کا مالک ہے سردار پوما نے لوبیتا کوگھور کر دیکھا پھر کچھ جواب دئے بغیر لمبے لمبے قدم اٹھاتا اپنی زمین دوز رہائش گاہ کی سمت روانہ ہو گیا.........!!

○

وہ سو فیصد ترشولی ہی کی آواز تھی جو فیصل کے کانوں میں رہ رہ کر گونج رہی تھی۔

فیصل نے نظریں گھما کر دیکھا' اس کے تمام ساتھی گہری نیند میں خراٹے لے رہے تھے ایک لمحے تک وہ ترشولی کی آواز کی سمت پر غور کرتا رہا۔ پھرآہستہ سے اٹھا اور دبے قدموں آواز کی طرف قدم اٹھانے لگا' چاند کی کرنیں جزیرے کو روشنی بخش رہی تھیں' قد آور درخت ہوا سے سرگوشیوں میں راز و نیاز کر رہے تھے فیصل' ترشولی کی آواز کا تعاقب کرتا ہوا ساحلی علاقے کے اس حصے تک پہنچ گیا جہاں ترشولی دونوں ہاتھ پھیلائے اس کے انتظار میں کھڑی

تھی۔

ایک طویل عرصے کے بعد فیصل نے ترشولی کو نگاہوں کے سامنے دیکھا تو اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ ترشولی کا خوبصورت بدن چاند کی روشنی میں کندن کی مانند دمک رہا تھا' دراز زلفیں سیاہ ناگنوں کی طرح ہوا کے دوش پر لہرا رہی تھیں' آنکھوں میں بلا کی مستی تھی آج وہ غازے اور لپ اسٹک کے عارضی نکھار کے بغیر ہی جنگل کی حور نظر آ رہی تھی' فیصل نے قریب جا کر اس کے مرمریں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا تو وہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "مجھے یقین تھا پرنس .... تم اپنی ترشولی کو کبھی فراموش نہیں کرو گے' مجھے بڑی شدت سے تمہارا انتظار تھا۔"

"مجھے وہ لمحے یاد ہیں جب تم مجھ سے رخصت ہوئی تھیں۔" فیصل نے کہا۔ "تم نے کہا تھا کہ اگر شوالا کی سیاہ قوتیں مجھے بخش دیں تو میں تمہارے تعاقب کا خیال ذہن سے نکال دوں۔ لیکن ایسا نہیں ہوا ترشولی......... شوالا کی گندی قوتوں نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا' اس نے میری بے قصور ماں کو موت کے گھاٹ اتار دیا پھر میرے تمام کاروبار' مال و اسباب کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا' میں اپنا سب کچھ لٹانے کے بعد تمہارے تعاقب میں نکلا تھا اور اب دنیا کی کوئی قوت ہمیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکتی۔

"میں تمہارے جذبوں کی قدر کرتی ہوں پرنس اسی لئے تو تمام بندشیں توڑ کر تم سے ملنے یہاں تک چلی آئی ہوں۔"

ترشولی کے معصوم لہجے میں حسرتوں کا طوفان اُمڈ رہا تھا' اس نے فیصل کی نظروں میں جھانکتے ہوئے محبت کا اعتراف کیا پھر ہونٹ کاٹتے ہوئے بولی۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ زندگی کی آخری سانسوں تک تمہارا انتظار کروں گی لیکن حالات نے مجھے بے بس کر دیا تھا اپنی محبت کی خاطر میں تمہاری زندگی کو داؤ پر نہیں لگانا چاہتی اس لئے تم سے یہ درخواست کرنے آئی ہوں کہ یہیں سے واپس لوٹ جاؤ........"

"ترشولی......" فیصل نے حیرت کا اظہار کیا۔ "یہ تم کہہ رہی ہو......؟"

ہاں پرنس' تم شوالا کی قوتوں سے ناواقف ہو' ابھی اسے اس بات کا علم نہیں ہوا ہے کہ تم یہاں تک آ گئے ہو' عظیم شاکا نے اس کی نگاہوں کے سامنے اپنی پراسرار قوتوں کا جال بن رکھا ہے لیکن جس روز یہ سحر ٹوٹ گیا اس روز شوالا کے عتاب سے تمہیں دنیا کی کوئی قوت پناہ نہیں دے سکے گی میں تمہیں واپسی کا مشورہ دے رہی ہوں۔

"اب یہ ناممکن ہے میری روح۔" فیصل نے جذباتی انداز میں کہا۔ "اب صرف

موت ہی ہمیں ایک دوسرے سے جدا کر سکتی ہے۔"

"حالات کی نزاکت کو سمجھنے کی کوشش کرو پرنس۔"

ترشولی نے پیار سے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ شوالا کو عقرب دیوتا کی حمایت حاصل ہے' دنیا کی کوئی شے اس کی دسترس سے باہر نہیں' وہ ناممکن کو ممکن بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے' وہ لازوال قوتوں کا مالک ہے' اگر میں نے اسے ناراض کر دیا تو عظیم شاکا کی برسوں کی ریاضتیں اکارت ہو جائیں گی' دیوتاؤں نے اسے جو کچھ دیا وہ چھن جائے گا' شوالا کا قہر عظیم شاکا کو برباد کر دے گا اور ...."

"اور تمہیں میرے پیار اور میری بربادیوں کے مقابلے میں عظیم شاکا زیادہ عزیز ہے۔"

"ہاں پرنس .... وہ میرا باپ ہے' میں اپنے پیار کی خاطر اسے تباہیوں کے غار میں نہیں دھکیل سکتی۔"

"پھر شوالا کی موت کا انتظار کرو۔" فیصل نے سفاک لہجے میں جواب دیا۔ "تمہیں حاصل کرنے کی خاطر میں اس کی بے پناہ قوتوں سے بھی ٹکرا جاؤں گا۔"

"ضد مت کرو پرنس .... تم شوالا کو نہیں جانتے' اسے مقدس دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل ہے۔"

"ترشولی ...." اچانک ایک گرجدار آواز ابھری تو ترشولی کے علاوہ فیصل بھی چونک اٹھا' اس نے پلٹ کر دیکھا' اس کی نظروں کے سامنے ایک سیاہ فام نحیف و لاغر بوڑھا کھڑا تھا جس کی آنکھیں ہر چند کہ حلقوں کے اندر دھنسی ہوئی تھیں لیکن ان سے سفاکی اور درندگی جھلک رہی تھی' اس کے جسم پر مختلف رنگوں سے قدیم زمانے کے حشرات الارض کی خوفناک تصاویر بنی ہوئی تھیں' گلے میں ہڈیوں کی مالائیں' مردہ جانوروں کی سال خوردہ اور بے ہنگم کھوپڑیاں اور ہاتھی دانت کے بڑے بڑے کڑے لٹک رہے تھے' اس نے ایک حقارت بھری نظر فیصل پر ڈالی پھر ترشولی سے بولا۔ "تو نے عظیم شاکا سے عہد کیا تھا کہ دوبارہ کبھی اپنے محبوب سے نہیں ملے گی۔ اپنا وعدہ توڑ کر تو نے دیوتاؤں کو ناراض کر دیا ہے۔ شوالا کا قہر اب تیرے علاوہ عظیم شاکا کو بھی برباد کر دے گا۔"

"میں یہاں پرنس کو واپسی کا مشورہ دینے آئی تھی" ترشولی نے کہا عظیم شاکا کی سربلندی کی خاطر ترشولی جہنم کی آگ میں بھی چھلانگ لگا سکتی ہے۔"

"تو پھر تو واپس چلی جا .... پرنس کو راستے سے ہٹانے کا کام عظیم شاکا سرانجام دے گا۔" شاکا غصے کی شدت سے کانپتا ہوا بولا پھر اس نے پلٹ کر فیصل کو غضب

ناک نظروں سے دیکھا' اس کی آنکھوں سے شعلے ابل رہے تھے اور ان شعلوں کے درمیان موت کا شیطانی رقص جاری تھا۔

فیصل نے اپنی صفائی میں زبان کھولنی چاہی لیکن اس کی قوت گویائی جیسے سلب ہو کر رہ گئی تھی' شاکا کی نگاہوں میں ایسا سحر تھا جس نے فیصل کو مکمل طور پر مفلوج کر دیا تھا' وہ شاکا کی نگاہوں کی سحر آلود گہرائیوں میں ڈوبتا چلا گیا' اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی حقیر تنکے کی طرح سمندر کے بھنور میں پھنس کر رہ گیا تھا' اس کا ذہن بری طرح چکرا رہا تھا پھر شاکا کی ٹھوس آواز اس کے لاشعور میں صدائے بازگشت بن کر گونجنے لگی۔

"ترشولی کا مقدس باپ عظیم شاکا تم سے مخاطب ہے۔ تم نے ترشولی سے پیار کیا ہے' اسے ٹوٹ کر چاہا ہے' تم اسے ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتے ہو .... تمہیں علم ہے کہ تمہارا اور ترشولی کا ملاپ زندگی میں نہیں ہو سکتا اس لئے تم ترشولی کو حاصل کرنے کی خاطر موت کی گود میں پناہ لو گے .... موت جو انسان کو زندگی کی تمام پریشانیوں سے آزاد کر دیتی ہیں' موت جو روحوں کے ملاپ کو جنم دیتی ہیں .... تم موت کو گلے لگانے کے بعد ترشولی کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اپنا لو گئے' پھر شوالا اور مقدس دیوتاؤں کی عظیم قوتیں بھی تمہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکیں گی۔ ترشولی کو حاصل کرنے کی خاطر تمہیں زندگی کی قربانی دینی ہوگی۔ تم کسی کو اپنے ارادے سے باخبر کئے بغیر پہاڑ کی کسی چوٹی پر پہنچ کر اپنے وجود کو سمندر کی اتھاہ گہرائیوں کے حوالے کر دو گے۔ تم زندگی بچانے کی خاطر ہاتھ پیر نہیں ہلاؤ گے' تمہیں موت کو ہر قیمت پر گلے لگانا ہے۔ موت' جسے حاصل کرنے کے بعد ترشولی تمہاری آغوش میں ہوگی ترشولی کا حصول تمہاری زندگی کا مقصد ہے اور اس مقصد کی' خاطر تمہیں اپنی زندگی کو موت کے حوالے کرنا ہے۔"

"ہاں.......... ترشولی کا حصول میری زندگی کا مقصد ہے اور اس مقصد کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر میں اپنے وجود کو سمندر کی بپھری ہوئی موجوں کے حوالے کر دوں گا۔"

فیصل نے شاکا کی آنکھوں میں چکراتے ہوئے اپنے آپ سے کہا پھر مشینی انداز میں پلٹا اور خلا میں گھورتا ہوا ان پہاڑیوں کی جانب بڑھنے لگا جو ساحل کے ساتھ ساتھ سر اٹھائے کھڑی تھیں.......!!

کتاب پرمٹ لکھیں
کتاب پر لکھنے والے سے قیمت وصول کی جائیگی

فیصل کی نگاہیں پوری طرح کھلی ہوئی تھیں' وہ خلا میں گھورتا ہوا ساحلی پہاڑیوں کی طرف قدم اٹھا رہا تھا' اس کے ذہن میں عظیم شاکا کے جملے صدائے بازگشت بن کر گونج رہے تھے۔ "ترشولی کا حصول تمہاری زندگی کا مقصد ہے' اور اس مقصد کی خاطر تمہیں اپنی زندگی کو موت کے حوالے کرنا ہے----"

وہ پوری طرح شاکا کی ساحرانہ قوتوں کے زیر اثر تھا' اس کے قدم مشینی انداز میں بڑھ رہے تھے' اس کی نگاہوں کے سامنے ترشولی کا حسین اور خوبصورت وجود تھا جو دونوں ہاتھ پھیلائے اسے اپنے حصار میں لینے کو مضطرب تھی' کانوں میں شاکا کے جملوں کی تکرار کا سلسلہ جاری تھا' ترشولی کو پالینے کا خیال اس کے دل و دماغ پر اس بری طرح حاوی تھا کہ موت کا بھیانک تصور بھی اس کے آگے کوئی حقیقت نہیں رکھتا تھا۔

پہاڑیوں کے دامن میں پہنچ کر وہ ایک لمحے کو رکا پھر اس کے قدم ناہموار اور مخدوش راستوں پر اس طرح نپے تلے انداز میں اٹھنے لگے جیسے وہ ان راستوں سے پوری طرح واقف ہو' سمندر کا شور اور ہواؤں کی تیزی بھی اس کے راستے میں مخل نہیں ہو رہی تھی پر پیچ اور پتھریلے راستوں کو طے کرتا ہوا وہ ایک بلند مقام تک چلا گیا' اب وہ ایک ایسی جگہ کھڑا تھا جہاں سے محض پندرہ بیس قدم کے فاصلے پر پہاڑی چوٹی کا وہ حصہ جو سمندر کی جانب نکلا ہوا تھا ختم ہو جاتا تھا' اس کے ذہن میں بدستور ترشولی کو ہمیشہ کیلئے پالینے کا خیال مچل رہا تھا' ترشولی کا تصور اس وقت بھی اس کی نگاہوں کے سامنے تھا' وہ ہاتھ پھیلائے اسے اپنی جانب آنے کا اشارہ کر رہی تھی' اس کے حسین بال فضا میں ناگنوں کی طرح لہرا رہے تھے' اس کا جسم چاند کی روشنی میں قیامت ڈھا رہا تھا' اس کی نگاہیں فیصل کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

ایک ثانئے تک وہ ترشولی کو پیار بھری نظروں سے تکتا رہا پھر عظیم شاکا کی ٹھوس آواز اس کی قوت سماعت سے ٹکرائی۔

"اگر تم ترشولی کو ہمیشہ کیلئے اپنا بنانا چاہتے ہو تو آگے بڑھو اور اس کے خوبصورت

وجود کو اس طرح اپنے سینے کی گہرائیوں میں سمیٹ لو کہ پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے تم سے جدانہ کر سکے ـــــــ ان لمحوں کی قدر کرو پرنس' اگر یہ ساعتیں گزر گئیں تو شوالا تمہارے راستے کی دیوار بن جائے گا ـــــ وقت ضائع نہ کرو ـــــ تیز تیز قدم اٹھاؤ ـــــ دیکھو' ترشولی تمہیں اپنی سمت بلا رہی ہے۔"

فیصل کی نظریں بدستور ترشولی پر مرکوز تھیں' شاکا کا جملہ ختم ہوا تو وہ خلاء میں گھورتا ہوا قدم آگے بڑھانے لگا' موت اور زندگی کا فاصلہ بتدریج کم ہو رہا تھا پھر یکلخت اس کے قدم رک گئے' یوں جیسے کسی نادیدہ طاقت نے اس کے پیروں میں بیڑیاں ڈال دی ہوں' ترشولی کے ہاتھوں کی جنبش بھی تھم گئی' اس کی آنکھوں میں پیار کی جگہ خوف اور دہشت کے ملے جلے تاثرات ابھرے پھر اس کا وجود دھوئیں کی طرح بل کھاتا ہوا فضا میں تحلیل ہو گیا۔ فیصل کے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں' ترشولی کا تصور نگاہوں سے اوجھل ہوا تو اس کی مضطرب نگاہیں بھٹکنے لگیں' اس لمحے ایک آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"ہوش سے کام لو صاحبزادے' تم جسے حقیقت سمجھ رہے ہو وہ ایک بھیانک خواب ہے ـــــ"

فیصل نے پلٹ کر دیکھا' اس کی نگاہوں کے سامنے وہی سن رسیدہ بزرگ سر تا پا سفید لباس میں ملبوس کھڑے تھے جن سے وہ دو بار پہلے بھی مل چکا تھا۔

"آپ ـــــ" فیصل نے حیرت کا اظہار کیا۔

"سیاہ سفید کے فرق کو پرکھنے کی تمیز پیدا کرو فیصل میاں' ساحرانہ قوتیں تمہاری بربادی کی خواہاں ہیں۔"

بزرگ کی نگاہوں سے جمال اور جلال کی ملی جلی کیفیتیں عیاں تھیں۔

"وہ ـــــ وہ ابھی کچھ دیر پہلے میری نظروں کے سامنے تھی' آپ کی آواز نے اسے میری نگاہوں سے اوجھل کر دیا۔" فیصل نے کہا۔ "یہ سب کیا ہے ـــــ؟"

"تم نے جو کچھ دیکھا وہ محض فریب نظر تھا ـــــ وہ جو گندی اور پلید قوتوں کے مالک ہیں تمہیں موت کی وادیوں میں دھکیلنے کی خاطر خوبصورت جال بن رہے ہیں ـــــ اب بھی وقت ہے' میں ایک بار پھر تمہیں واپسی کا مشورہ دوں گا۔"

"وہ میری ماں کا قاتل ہے۔" فیصل نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔ "میری ماں کی کربناک چیخیں میرے کانوں میں گونج رہی ہیں' میں ان درد بھری آوازوں کو فراموش نہیں کر سکتا۔"

"جو کچھ ہوا اس میں قدرت کی مرضی شامل تھی اور اس کی مرضی کے آگے انسان کو سر تسلیم خم کر دینا چاہئے۔" بزرگ نے سمجھانے کی کوشش کی۔ "اس کی مصلحتیں وہی جانتا ہے ـــــ میں تمہیں صبر کی تلقین کروں گا۔"

"محترم ـــــ" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "آپ نے ایک بار اعتراف کیا تھا کہ آپ کو میری رہبری اور مدد کا کام سونپا گیا ہے۔"

"ہاں ـــــ میں نے غلط نہیں کہا تھا۔"

"پھر آپ میری رہبری فرمایئے ـــــ مجھے میرے دشمنوں تک پہنچانے میں میری مدد کیجئے۔"

"ضد مت کرو ـــــ" بزرگ نے کہا۔ "کل کیا ہونے والا ہے یہ تم نہیں جانتے۔"

"میں جانتا ہوں۔" فیصل نے تیزی سے جواب دیا۔ "یا تو میں اپنے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار دوں گا یا خود فنا ہو جاؤں گا۔"

"جان بوجھ کر اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کرنا اور دیدہ و دانستہ غلط راستوں پر قدم اٹھانا عقلمندی کے منافی ہے۔" بزرگ نے نرم آواز میں کہا۔ "تم نے جس راستے پر قدم اٹھایا ہے وہ تمہارے تصور سے بھی کہیں زیادہ پرپیچ اور خطرناک ہے' میں اس کے انجام کے بارے میں زبان کھولنے سے قاصر ہوں لیکن میری مانو تو یہیں سے واپس پلٹ جاؤ۔"

"کیا آپ میری رہنمائی کے فرائض انجام دینے سے خوف زدہ ہیں؟"

"سمجھنے کی کوشش کرو فیصل میاں ـــــ میں کفر کی راہوں پر تمہاری رہبری کے فرائض انجام دینے سے قاصر ہوں۔"

"پھر مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجئے ـــــ اگر میرے مقدر میں موت ہی رقم ہے تو پھر آپ کی رہنمائی بھی میرے کس کام آئے گی؟"

"میں بڑے میاں کے آستانے کا ایک ادنیٰ خادم ہوں' مجھے جو ذمہ داری سونپی گئی ہے میں اسے آخری دم تک نبھانے کی کوشش کروں گا۔" بزرگ نے آسمان کی سمت ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "کاش میں تمہیں بتا سکتا کہ تم نے کس راستے پر قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے۔"

"محترم ـــــ کیا آپ کو علم ہے کہ میرے دشمنوں نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔" فیصل نے قدرے ناگوار لہجہ اختیار کیا۔ "مجھے ماں کے سائے سے محروم کرنے کے بعد

انہوں نے میرا باقی سب کچھ بھی تباہ کر دیا اور آپ مجھے صبر اور واپسی کی تلقین کر رہے ہیں۔"

جواب میں سن رسیدہ بزرگ کے چہرے پر ایک ثانئے کے لئے جلال کی کیفیت طاری ہوئی پھر انہوں نے جیب سے ایک تسبیح نکال کر فیصل کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں نے تم کو نصیحت کی تھی کہ مجذوب کے اس انمول تحفے کی جان سے زیادہ حفاظت کرنا۔"

"مجھے اپنی کوتاہی کا احساس ہے لیکن طوفان کی شدتوں نے مجھے غافل کر دیا تھا۔" فیصل نے تسبیح کو لے کر حفاظت سے جیب میں رکھتے ہوئے جواب دیا۔

"تم اب بھی غفلت اور گمراہی کا شکار ہو' طوفان کی شدتیں ابھی ختم نہیں ہوئیں' ان کی تباہ کاریوں کا سلسلہ بہت دور تک تمہارا تعاقب کرے گا لیکن افسوس---- تم اسے دیکھ نہیں سکتے-----"

"کیا آپ یہ بھی نہیں بتا سکتے کہ طوفان کی شدتوں کا انجام کیا ہوگا---- فتح کس کی ہو گی کامرانی میرے قدم چومے گی یا طاغوتی قوتیں سرفراز ہوں گی۔"

جواب میں بزرگ نے خاموشی اختیار رکھی' فیصل مستقبل کے بارے میں بزرگ کو کریدنا چاہتا تھا لیکن پھر بزرگ نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھاما اس کی قوت گویائی جیسے سلب ہو کر رہ گئی------اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پاؤں زمین سے اوپر اٹھ رہے ہوں' وہ خود کو ہواؤں کے دوش پر تیرتا محسوس کر رہا تھا پھر اس کی یہ کیفیت اس وقت ختم ہوئی جب بزرگ نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ فیصل نے اپنے اطراف کا جائزہ لیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے درمیان غار کے سنگلاخ فرش پر لیٹا ہوا تھا۔

"میرے محترم ----- یہ دھوپ چھاؤں کا کھیل آخر کب تک جاری رہے گا۔ آپ میری حفاظت بھی کرتے ہیں اور میری رہبری سے گریزاں بھی ہیں۔"

"میں تمہارے حق میں ہمیشہ نیک ساعتوں کا خواہش مند رہوں گا۔" بزرگ نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "اب تم آرام کرو لیکن ایک بات کا خیال رہے میرے سلسلے میں تم اپنی زبان ہمیشہ بند ہی رکھنا۔"

پھر اس سے پیشتر کہ فیصل مزید کوئی بات کہتا سن رسیدہ بزرگ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے------!

○

سردار پوما کی عقابی نظریں شنکر پر جمی ہوئی تھیں----- زمین دوز کمرے میں اس وقت ان دونوں کے سوا کوئی نہیں تھا' پوما کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ کسی ذہنی خلفشار میں مبتلا ہے' شاید وہ ابھی تک شنکر کے بارے میں کوئی آخری فیصلہ نہیں کر سکا تھا' زاریا اس جزیرے پر اس کی سب سے عزیز ہستی تھی' اگر اس کے علاج کا مسئلہ درپیش نہ ہوتا تو شاید وہ شنکر کو کبھی اپنی رہائش گاہ تک آنے کی اجازت نہ دیتا' وہ زاریا کو ہر قیمت پر صحت مند اور تندرست دیکھنے کا خواہش مند تھا لیکن ننکا نے اس کے علاج کے سلسلے میں جو شرائط پیش کی تھیں وہ دونوں ہی پوما کے لئے قابل غور تھیں' اسی ذہنی کشمکش نے اسے الجھا دیا تھا۔ وہ کسی آدم خور درندے کی مانند سنگلاخ زمین پر ٹہل رہا تھا' کبھی وہ شنکر کو تجسس بھری نظروں سے گھورنے لگتا اور کبھی ان انسانی کھوپڑیوں کو تکنے لگتا جو دیواروں پر جمی ہوئی تھیں۔

شنکر خاموش بیٹھا پوما کے چہرے کے بدلتے تاثرات کا جائزہ لے رہا تھا' غار میں داخل ہونے سے پہلے ہی اس نے ایک آزمودہ منتر کا جاپ کر کے خود کو کسی ممکنہ ماورائی قوتوں کے حملے سے محفوظ کر لیا تھا' وہ پوما کے دل کی کیفیت بھانپ چکا تھا چنانچہ اس نے ٹھوس آواز میں گفتگو کی ابتدا کی۔

"کیا میں سردار کی طویل خاموشی کا سبب دریافت کر سکتا ہوں۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ زاریا دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑی ہو سکتی ہے۔" پوما نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے سوال کیا۔

"مجھے معلوم ہے کہ ناکامی کی صورت میں میری کھوپڑی بھی سردار کی خواب گاہ کی زینت بنا دی جائے گی۔" شنکر نے زیر لب مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے کہ تمہارا انجام تمہاری توقع سے زیادہ بھیانک اور خطرناک ثابت ہو۔" پوما کا لہجہ سرد تھا اس کے تیور خطرناک ہوتے جا رہے تھے شاید وہ شنکر کو مرعوب کرنے کی خاطر بار بار کینچلی بدل رہا تھا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔" شنکر یکلخت سنجیدہ ہو گیا----"آج تک شنکر نے جو سوچا اور چاہا ہے وہی پورا ہوا ہے' میری جوتش ودیا مجھے دھوکا نہیں دے سکتی' میں نے دیوی دیوتاؤں کو خوش رکھنے کی خاطر بڑے پاپڑ بیلے ہیں' مجھے وشواس ہے کہ کالی کی شکتیاں مجھے کبھی نراش نہیں کریں گی۔"

"اگر تم ستاروں کی چال سے قسمت کا حال دریافت کر سکتے ہو تو زاریا کی بیماری کا

سبب بھی معلوم کر سکتے ہو۔" پوما نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔

"مجھے کیول اتنا معلوم ہے کہ زاریا کے سندر شریر کو کسی پاپی کے شراپ (بددعا) نے مفلوج کیا ہے۔" "اور تم اس حادثے کی تفصیل جاننا چاہتے ہو۔"

"ہاں------"

"مگر کیوں------؟"

"ایک کارن (وجہ) یہ بھی ہے کہ جب تک ہم ایک دوسرے پر وشواس نہیں کریں گے ہمارے درمیان دوستی کا سمبندھ مضبوط نہیں ہوگا۔" شنکر نے معنی خیز لہجے میں جواب دیا پھر دبی زبان میں بولا۔ "کیا سردار کسی خاص وجہ سے حادثے کی تفصیل پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے۔"

"نہیں' ایسی بات نہیں ہے لیکن میں اجنبیوں پر اعتماد کرنے کے اصول کے خلاف ہوں۔" پوما نے تیزی سے جواب دیا پھر کچھ دیر تک خاموش رہنے کے بعد اس نے کہنا شروع کیا۔ "آج سے آٹھ سال پہلے کی بات ہے جب ایک مسافر بردار طیارہ ہمارے جزیرے کے قریب گر کر تباہ ہو گیا تھا' طیارے کے بیشتر مسافر جل کر راکھ ہو گئے تھے' صرف تین مسافر زندہ بچے تھے' ان میں سے ایک زاریا بھی تھی جسے ماکلا نے تلاش کیا تھا' ماکلا مجھ سے پہلے جزیرے کا سردار تھا وہ زاریا کو اپنی رانی بنانا چاہتا تھا لیکن زاریا مجھ سے زیادہ مانوس ہو گئی تھی چنانچہ زاریا کے حصول کی خاطر میں نے ماکلا سے جنگ کا اعلان کر دیا تمہیں میرے سر پر لکڑی کا جو یہ بے ہنگم تاج نظر آرہا ہے یہ اس بات کی ضمانت ہے کہ میں نے ماکلا کو زیر کر لیا تھا' جزیرے کی دیرینہ رسم کے مطابق یہ تاج میرے سر پر رکھنے سے پیشتر ماکلا کو دیوتاؤں کے مقدس نام پر بھینٹ چڑھا دیا گیا لیکن مرتے مرتے اس بدبخت نے کالے جادو کے زور سے زاریا کے نچلے دھڑ کو مفلوج کر دیا------ میں نے اور میرے تمام ساتھیوں نے اس جادو کو توڑ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن آج تک کسی کو کامیابی نہیں ہوئی۔"

"کیا ماکلا نے کبھی بیرونی دنیا کا سفر بھی کیا تھا۔" شنکر نے تفصیل سننے کے بعد پوچھا۔

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا لیکن ایک بار وہ بہت دنوں کے لئے جزیرے سے غائب ضرور رہا تھا۔ پوما نے جواب دیا پھر چونک کر بولا۔ "مگر تم نے خاص طور پر ماکلا کے بیرونی دنیا کے سفر کے بارے میں کیوں دریافت کیا۔"

"میرا خیال ہے کہ ماکلا نے کالے جادو کے علاوہ بھی کچھ عمل سیکھ لئے تھے جن کا علم جزیرے کے لوگوں کو نہیں ہے اس لئے وہ اس جنتر منتر کا توڑ نہیں کر سکے جو ماکلا نے انتقامی

جذبے کے تحت مرتے وقت زاریا پر کیا تھا۔"

"شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" پوما نے مختصر جواب دیا پھر معنی خیز نظروں سے شنکر کو دیکھنے لگا' شاید وہ اس کی قوت کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اپنی معلومات کی خاطر میں سردار سے ایک بات اور دریافت کرنا چاہتا ہوں۔" شنکر نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "کیا جزیرے کی سرداری کے منصب کے لئے کوئی شخص بھی طاقت کے بل بوتے پر اعلان جنگ کر سکتا ہے۔"

"نہیں------" پوما نے چونکتے ہوئے نہایت سرد مہری سے کہا۔ "سردار کے عہدے کو حاصل کرنے کیلئے کچھ مخصوص شرائط ہوتی ہیں لیکن تم یہ جسارت کبھی نہ کرنا ورنہ راگھو کے تیز دانت تمہارے جسم کی بوٹیاں اڑا دیں گے۔"

"سردار کا انداز غلط ہے۔" شنکر نے لا پروائی سے جواب دیا۔ "میں اس جزیرے پر اپنی مرضی سے نہیں آیا' ایک اتفاقی حادثے نے مجھے اور میرے چند ساتھیوں کو تمہارا مہمان بنا دیا ہے لیکن میں زیادہ عرصے تک تمہیں میزبانی کی زحمت نہیں دوں گا۔"

جواب میں پوما کا اچانک بلند ہونے والا قہقہہ نہایت خوفناک اور مضحکہ خیز تھا' اچانک کچھ دیر تک وہ دیوانوں کی طرح قہقہہ لگاتا رہا پھر اس نے شنکر کو قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے حقارت سے کہا۔

"پوما کی ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو------ اس جزیرے پر تمہاری حیثیت ان بے زبان کیڑے مکوڑوں سے زیادہ مختلف نہیں ہے جنہیں پوما کے ایک اشارے پر نہایت بے دردی سے قدموں تلے روندا جا سکتا ہے۔"

"لوبیتا کی طرح میں بھی سردار پوما کو صبر اور دور اندیشی سے کام لینے کا مشورہ دوں گا۔" شنکر کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"کیا مطلب------"

"میں اور میرے ساتھی تمہارے لئے سونے کے کسی ذخائر سے کم نہیں ہیں۔"

"تم------ تم کتنی زبانیں جانتے ہو۔" پوما نے حیرت سے اچھل کر دریافت کیا' وہ پلکیں جھپکائے بغیر شنکر کو کینہ توز نظروں سے گھور رہا تھا۔

"میں ہر وہ زبان جانتا ہوں جو اس دھرتی پر بولی جاتی ہے۔"

"مجھے پہلے ہی شبہ تھا کہ تم وہ نہیں جو نظر آتے ہو۔"

"یہی جملہ میں سردار کے لئے بھی استعمال کر سکتا ہوں۔" شنکر نے سرسراتے لہجے

میں کہا۔

"تم ----- تم اب اس جزیرے سے زندہ واپس نہیں جا سکو گے۔" پوما کے لہجے میں سفاکی آگئی' اس کے تیور یکلخت خطرناک ہو گئے تھے۔

"اگر میں مر گیا تو پھر زاریا کا علاج کون کرے گا----" شنکر نے زہرخند سے جواب دیا۔

"زاریا سے پہلے میں تمہارا علاج ضروری سمجھتا ہوں۔" پوما کسی آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑا' اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے ہاتھ فضا میں بلند کئے' اچانک آگ کے شعلے کوندتے ہوئے شنکر کی جانب لپکے لیکن اس حصار سے ٹکرا کر ٹھنڈے پڑ گئے جو شنکر نے اپنے گرد قائم کر رکھا تھا' پوما نے پینترا بدل کر دوسرا وار کیا' اس بار سنگلاخ فرش سے ان گنت زہریلے ناگ نمودار ہو کر شنکر کے اطراف دائرے کی شکل میں پھیل گئے اور پھن پھیلائے خطرناک انداز میں اپنا گھیرا تنگ کرنے لگے لیکن ان کا انجام بھی پوما کی مرضی کے خلاف ہوا' حصار کی زد میں آنے کے بعد وہ بھی کھولتے ہوئے پانی کی صورت اختیار کر کے یکے بعد دیگر زمین میں جذب ہوتے چلے گئے۔

پوما کی شعلہ بار نگاہیں شنکر پر مرکوز تھیں' دوبار ناکامی سے دو چار ہونے کے بعد اس نے غصے کے عالم میں تین بار زور زور سے تالی بجائی تو راگھو خونخوار انداز میں دوڑتا ہوا سامنے آگیا لیکن شنکر پر نظر پڑتے ہی وہ کسی بے ضرر پالتو جانور کی طرح دم ہلانے لگا۔

"میں سردار کو ایک بار پھر صبر اور دور اندیشی سے کام لینے کا مشورہ دوں گا۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔"راگھو کی موت سیاہ فام لوگوں کی نظروں میں تمہارا وقار کم کر دے گی----"

"پوما نے زندگی میں ہارنا نہیں---- صرف جیتنا سیکھا ہے۔" وہ بل کھا کر بولا۔

"جزیرے میں تمہارا وجود میرے لئے خطرناک ہے اور پوما خطروں سے کھیلنے کا عادی ہے---- میں دردناک زندگی پر جواں مردی اور بہادری کی موت کو ترجیح دینا پسند کروں گا۔"

"میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ مجھے جزیرے کا سردار بننے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تم پوما کے اوپر اپنی برتری کا اظہار کرنے کی کوشش نہیں کرو گے۔"

"تم اگر چاہو تو میری زبان پر وشواس کر سکتے ہو۔" شنکر نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔" میں وچن دیتا ہوں کہ جب تک تم پہل نہیں کرو گے تمہیں کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کروں گا لیکن ایک شرط پر۔"

"وہ کیا----" پوما نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"تم اور تمہارے ساتھی میرے مخصوص دوستوں کو پریشان نہیں کریں گے۔"

"کیا تم مجھے ان کے نام بتانا پسند کرو گے۔"

"جواب میں شنکر نے فیصل' جاوید' تیمور اور روپا کے نام گنوا دیئے' پوما تھوڑی دیر اپنی جگہ کھڑا بل کھاتا رہا پھر آہستہ آہستہ اس کی پیشانی کی سلوٹیں اور چہرے کا تناؤ کم ہو تا گیا' راگھو دوبارہ اس کا اشارہ پا کر واپس جا چکا تھا۔

"کیا تمہیں علم ہے کہ لوبیتا نے تمہارے ساتھیوں کے بارے میں سونے کے ذخائر والی بات کیوں کہی تھی۔"

"میرا خیال ہے کہ تم زاریا کے علاج والی بات فراموش کر رہے ہو۔" شنکر نے اس کا جملہ نظرانداز کرتے ہوئے قدرے بے تکلفی سے کہا۔

"کیا یہ ضروری ہے کہ تمہاری دوسری شرط بھی پوری کی جائے۔ میرا مطلب ہے کہ کیا تم ماکلا کے سحر کا توڑ میری موجودگی میں نہیں کر سکتے۔"

"ہمارے لئے اب ضروری ہے کہ ایک دوسرے پر اعتماد کریں' کھنچاؤ اور شک و شبے کی فضا تلخیوں کو جنم دے سکتی ہے۔" اس بار شنکر نے انگریزی میں جواب دیا تو سردار پوما کی پیشانی ایک بار پھر شکن آلود ہو گئی' اس کی نگاہوں میں حقارت و الجھن کا ملا جلا احساس ابھر آیا۔

"تم----میرے بارے میں کہاں تک جان چکے ہو۔" اس نے شنکر کو خشمگیں نظروں سے گھورا۔

"تم اس جزیرے کے باسی نہیں ہو لیکن اپنی دور اندیشی اور بہادری کی وجہ سے سردار کے عہدے پر فائز ہو' میں نے اس سے زیادہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔"

"تم نے ابھی کہا کہ اس جزیرے پر تمہارا قیام زیادہ دنوں نہیں رہے گا۔" پوما نے اسے ٹٹولنے کی کوشش کی۔

"کیا تم نے فرار کا منصوبہ بنا رکھا ہے۔"

"ہماری منزل یہ نہیں جہاں ہم اتفاقاً آگئے ہیں۔" شنکر نے کہا۔"مجھے وشواس ہے

میں بہت جلد اپنی منزل کا سراغ لگا لوں گا۔"

"کیا پوما تمہاری کوئی مدد کر سکتا ہے۔"

"مایوسی کی صورت میں ہمیں تمہاری مدد کی ضرورت بھی پیش آ سکتی ہے۔"

"سردار کی حیثیت سے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہارے مخصوص ساتھیوں کے ہ دوستی کا برتاؤ کیا جائے گا لیکن اس شرط پر کہ تم دوسروں کے معاملے میں کوئی مداخلت ں کرو گے۔" پوما نے سنجیدگی سے کہا۔ "گابا اور اس کے ساتھی جزیرے کے خطرناک ں میں شمار کئے جاتے ہیں' میں ان کی ضمانت نہیں دے سکتا لیکن تمہارے ساتھیوں کے ہ ان کا ٹکراؤ نہ ہونے پائے' میں اس کا خیال رکھوں گا۔"

"میں بھی سردار کو اپنی وفاداری کا وشواس دلاتا ہوں پرنتو گابا یا اس کے ساتھیوں نے میرے ساتھ ٹھٹھول کرنے کی حماقت کی تو انہیں اس کی سزا ضرور بھگتنی پڑے گی۔"

"مجھے منظور ہے------" پوما نے کہا۔ "مناسب ہو گا کہ ہم آئندہ بھی ایک رے سے انگریزی میں گفتگو کریں لیکن صرف تنہا ہونے کی صورت میں دوسروں کی دگی میں ہماری بات مقامی زبان ہی میں ہو گی۔"

"مقدس زاریا کے سلسلے میں تم نے کیا فیصلہ کیا ہے۔"

"سردار پوما کو تمہاری دوسری شرط بھی منظور ہے۔" اس نے شنکر کو سپاٹ نظروں گھورتے ہوئے کہا۔ "آؤ میرے ساتھ-----"

شنکر خاموشی سے اٹھ کر پوما کے ساتھ قدم بڑھانے لگا' بظاہر اس کے چہرے پر الجھن شانی کی کوئی علامت نہیں تھی لیکن وہ پوما کی نگاہوں کو بھانپ چکا تھا' وقتی طور پر وہ اس بھی شنکر کو اپنے راستے سے ہٹانے کے امکانات پر غور کر رہا تھا' شنکر کی پراسرار یں پوما کے دل و دماغ میں کلبلانے والی سازشی باتوں کو کھلی کتاب کی مانند پڑھ رہی ۔ وہ دل ہی دل میں اس کی حماقتوں پر مسکراتا رہا-----!

○

وہ ایک مختصر سی عبادت گاہ تھی جہاں طویل العمر لوبیتا کسی جانور کی کھال پر آلتی پالتی بیٹھا کسی گہری سوچ میں غرق نظر آ رہا تھا' گابا اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا دھی لڑکی عبادت گاہ کے بائیں جانب گھاس پھوس پر محو خواب نظر آ رہی تھی۔ لوبیتا ائیں جانب پتھروں کے چولہے کے نیچے الاؤ روشن تھا' چولہے پر ایک بڑا کڑھاؤ چڑھا تھا

جس کے اندر تیل کھول رہا تھا' آگ کے شعلوں کی کپکپاتی روشنی نے ماحول کو بڑا پراسرار بنا رکھا تھا' گابا کی نظریں لوبیتا پر مرکوز تھیں اور لوبیتا کی نگاہیں عبادت گاہ کے دروازے سے باہر تاریکی میں کچھ تلاش کر رہی تھیں' اس کی آنکھوں میں اس وقت بھی درندوں جیسی چمک موجود تھی۔

"گابا-----" طویل خاموشی کے بعد بوڑھے لوبیتا کی کھڑکھڑاتی ہوئی آواز عبادت گاہ میں گونجی۔ "میں نے کچھ دیر کیلئے عبادت گاہ کے چاروں طرف گھپ اندھیروں کا جال پھیلا دیا ہے' اب ہم اپنے ساتھیوں کی نظروں سے بھی اوجھل ہو چکے ہیں' تم اب کھل کر اپنا مدعا بیان کر سکتے ہو۔"

"مقدس لوبیتا کی عمردراز ہو------ مجھے یقین تھا کہ لکڑی دیوتا کا عظیم پجاری مجھے تنہائی میں بات کا موقع ضرور دے گا۔"

"وقت کم ہے گابا------ میں سردار کو اپنی طرف سے مذہبی وفاداریوں کا یقین دلا چکا ہوں پھر بھی تم میرے دیرینہ ساتھی ہونے کے علاوہ پوما کے نائب بھی ہو اس لئے میں نے تمہیں ایک موقع فراہم کر دیا ہے۔"

"گابا اس اعزاز کو ہمیشہ یاد رکھے گا۔" گابا نے کہا پھر پہلو بدل کر بولا۔ "میں اس وقت شنکر اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں مقدس لوبیتا کی رائے معلوم کرنا پسند کروں گا----- ممکن ہے میرا اندازہ غلط ہو لیکن میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ شنکر ایک جیتی جاگتی اور چلتی پھرتی بد روح ہے جس کی موجودگی جزیرے کے لوگوں کے سکون کو برباد کر دے گی۔"

"ہاں -----میرا علم بھی یہی کہتا ہے کہ جزیرے میں اس کی آمد کوئی نیک شگون نہیں ہے لیکن ابھی تک میری نظریں اس کی گہرائیوں کی انتہا تک نہیں پہنچ سکیں۔"

"اور سردار اسے زاریا کے علاج کی خاطر استعمال کر رہا ہے۔"

"ہاں ----" لوبیتا نے خلاء میں گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "میں اپنے تجربے اور ساحرانہ قوتوں کی بنیاد پر پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ دراز قد نووارد زاریا کو دوبارہ اس کے قدموں پر کھڑا کرنے میں کامیاب ہو جائے گا' ماکلا کی پراسرار طاقت نے زاریا کے گرد جو جال تان رکھا تھا اب اس کے ٹوٹنے کا وقت قریب آتا جا رہا ہے----"

"شنکر کی کامیابی اسے سردار سے زیادہ قریب کر دے گی۔" گابا نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"میں تمہارا مقصد نہیں سمجھ سکا۔"

"میں مقدس لوبیتا سے درخواست کروں گا کہ وہ شنکر کو جزیرے کے لوگوں کی بہتری اور سلامتی کی خاطر ناکامی سے ہمکنار کر دے' اس طرح سردار بھی اس کا دشمن بن جائے گا اور ہمارا کام زیادہ آسان ہو جائے گا۔"

"ہاں ---- تم شاید ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن اگر سردار کو حالات کا علم ہو گیا تو لوبیتا کی برسوں کی وفاداری داغدار ہو جائے گی۔"

"اگر مقدس لوبیتا کو اپنی ساکھ کا خیال ہے تو پھر مجھے شنکر کا کام تمام کرنے کی اجازت دی جائے۔"

"تم ------" لوبیتا نے ایک نظر گابا پر ڈالی پھر اپنے گلے سے ہڈیوں کی ایک مالا اتار کر کڑھاؤ میں ابلتے تیل میں ڈال دی' اچانک عبادت گاہ میں کربناک اور گھٹی گھٹی چیخیں بلند ہونی شروع ہو گئیں پھر روشنی کا ایک تیز جھماکا ہوا اور مالا ابلتے تیل سے نکل کر دوبارہ لوبیتا کے قدموں میں آگری' لوبیتا نے پھٹی پھٹی نظروں سے مالا کو دیکھا پھر گابا سے مخاطب ہو کر بولا"میں ---میں تمہیں شنکر کے سائے سے بھی محتاط رہنے کا مشورہ دوں گا' تم نے اگر اس کی راہ میں حائل ہونے کی کوشش کی تو تمہارا انجام بڑا بھیانک ہو گا۔"

"کیا مقدس لوبیتا بھی اس کا بال بیکا کرنے سے قاصر ہے۔"

"ہاں---- وہ دراز قد اجنبی لازوال قوتوں کا مالک ہے۔" لوبیتا نے دوبارہ خلاء میں دیکھتے ہوئے کہا۔"میرا علم کہتا ہے کہ وہ ہمارے درمیان زیادہ دن نہیں رکے گا---- میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک ایسی طاقت کی تلاش میں ہے جسے حاصل کرنے کے بعد وہ ناقابل تسخیر بن جائے گا۔"

"کیا ہم وہ طاقت نہیں اپنا سکتے۔" گابا نے تیزی سے سوال کیا' اس کی نگاہوں میں تجسس جاگ اٹھا تھا۔

"ٹھہرو' مجھے دیکھنے دو------ میری نظریں تاریکی کا سینہ چیرنے میں کامیاب ہو رہی ہیں---- وہ طاقت ایک بہت بڑے اور قوی ہیکل دیوتا کے قدموں کے نیچے دفن ہے لیکن ------ دیوتا کے پجاری بھی اس دفینے کے راز سے ناواقف ہیں-----" شنکر کے قدم اس کی جانب بڑھ رہے ہیں' وہ اس طاقت کے انمول خزانے کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے---- لیکن یہ کیا ------ ایک اور انسانی ہیولا اس کا راستہ کاٹ رہا ہے------ اس کے قدم قوی ہیکل دیوتا کے قریب پہنچ کر رک گئے ہیں----- خوفناک

بلاؤں نے اس اجنبی کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے------ اس پر یلغار کر رہی ہیں مگر ------ وہ بھی اس سے خوفزدہ نظر آ رہی ہیں---- دیوتا کے عقب سے ایک شیش ناگ پھن پھیلائے سامنے آ رہا ہے---- یہ ---- یہ دھواں کیسا ہے؟ ------ ہر چیز دھندلانے لگی ہے اور----- اور------"

اور پھر اندھی لڑکی ایک خوفناک چیخ مارتی ہوئی ہڑبڑا کر اٹھی تو لوبیتا نے بھی گھبرا کر آنکھیں کھول دیں' اس کی آنکھوں سے خوف جھانک رہا تھا اور چہرے پر پسینے کے قطرے جھلملا رہے تھے' وہ پوری جان سے یوں لرز رہا تھا جیسے یخ بستہ ہواؤں نے اچانک اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہو۔"مقدس لوبیتا کا اقبال بلند ہو---- کیا میں یہ سمجھوں کہ-----"

لیکن لوبیتا جواب دینے کے بجائے تیزی سے سجدے میں گر گیا اور گڑگڑا کر دیوتاؤں سے عافیت کی دعائیں مانگنے لگا' اندھی لڑکی کے چہرے سے بھی خوف اور دہشت کے ملے جلے تاثرات عیاں تھے' گابا نے بدلتے حالات کا جائزہ لیا تو آہستہ سے اٹھا اور خاموشی سے الٹے قدموں عبادت گاہ سے باہر نکل گیا----!

○

زاریا کی حسین آنکھوں میں اس وقت بھی حسرت ویاس کی پرچھائیاں تیر رہی تھیں' حسب معمول وہ اپنے بستر پر دراز تھی' اس کا نچلا دھڑ کمبل میں روپوش تھا' شنکر اور پوما کو ایک ساتھ دیکھ کر اس نے کچھ کہنے کی خاطر ہونٹوں کو جنبش دی لیکن پھر اپنا ارادہ ملتوی کر دیا' مونیکا اس کے قریب ہی ہاتھ باندھے کھڑی شنکر کو شکایت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"زاریا------" پوما نے اسے مقامی زبان میں مخاطب کیا۔"تم کو اس نووارد پر اعتماد کرنا پڑے گا' مقدس لوبیتا نے بھی یقین دلایا ہے کہ تم اب بدبخت ماکلا کے سحر سے بہت جلد آزاد ہو جاؤ گی۔"

"اور اس کے بعد ------" زاریا نے بجھے ہوئے لہجے میں کہا۔"مجھے بھی ان سیاہ فام جنگلیوں کے درمیان زندگی گزارنی ہو گی جو تہذیب اور انسانیت کے نام سے بھی قطعی ناآشنا ہیں---کیا یہ تصور ہی میرے لئے موت سے کم اذیت ناک نہیں ہے۔"

"تمہیں سردار پوما کی رفاقت حاصل ہو گی اس لئے یہاں کا کوئی فرد تمہاری جانب نگاہ بھی نہیں اٹھا سکے گا۔"

"تم شاید گابا کو بھول رہے ہو۔۔۔۔" زاریا ہونٹ چلاتے ہوئے بولی۔"تم ماکلا کے نائب تھے اور وہ تمہارا۔۔۔۔ کیا تمہاری طرح وہ بھی میرے حصول کی خاطر موت اور زندگی کی خوفناک جنگ لڑنے پر آمادہ نہیں ہو سکتا۔۔۔"

"کیا تمہیں گابا کی طرف سے کوئی خطرہ لاحق ہے؟۔۔۔۔" پوما نے بگڑے ہوئے تیور سے پوچھا۔۔۔۔

"ہاں ۔۔۔۔ میں نے متعدد بار اس کی منحوس نظروں میں اپنے لئے خطرناک عزائم کی جھلکیاں دیکھی ہیں۔" زاریا نے نفرت سے کہا۔"شاید وہ ایک مفلوج عورت کی خاطر کوئی خطرہ مول لینے کو تیار نہ ہو لیکن میرے صحت مند ہونے کے بعد۔۔۔"

"نہیں ۔۔۔۔" پوما نے کسی زہریلے سانپ کی طرح بل کھاتے ہوئے تیزی سے کہا۔' گابا اس کی جرات نہیں کر سکتا۔"

"ہو سکتا ہے ماکلا نے بھی تمہارے سلسلے میں یہی اندازہ قائم کر رکھا ہو لیکن انجام کیا ہوا۔"

"اس کے باوجود پوما تمہیں صحت مند دیکھنے کا خواہش مند ہے۔"

"کیا سردار پوما گابا کے سلسلے میں' مجھے خدمت کا کوئی موقع دے سکتا ہے۔" شنکر نے سپاٹ لہجے میں گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

"تم ....." پوما کے بجائے زاریا نے چونک کر حیرت سے پوچھا۔" تم گابا کے سلسلے میں کیا کر سکتے ہو......؟"

"اگر مقدس زاریا کا اشارہ ہو تو میں گابا کو سردار کے سامنے پالتو کتے کی طرح دم ہلانے پر مجبور کر سکتا ہوں۔"

"نہیں ....." پوما نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ " تم ہمارے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرو گے۔"

"میں سردار کے حکم کا پابند ہوں لیکن اس وقت تک جب تک گابا مجھے للکارنے یا نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کرتا۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم ماکلا کے سحر کا توڑ کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔" زاریا نے گفتگو کا رخ تبدیل کرتے ہوئے شنکر سے دریافت کیا۔ " ناکامی کی صورت میں میری سزا کیا ہو گی ..... سردار پوما مجھے بتا چکا ہے۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔

کچھ دیر تک ان کے درمیان گفتگو ہوتی رہی پھر دوسری شرط کے مطابق پوما' مونیکا کو

ساتھ آنے کا اشارہ کر کے غار سے باہر نکل گیا لیکن جاتے جاتے اس نے جن نظروں سے شنکر کو دیکھا تھا اس میں ایک بار پھر یہی تنبیہہ موجود تھی کہ زاریا کو اس کے پیروں پر کھڑا کرنے کے سلسلے میں اگر اسے مایوسی ہوئی تو پھر اس کا انجام پوما کی مرضی پر منحصر ہو گا۔

پوما کے جانے کے بعد شنکر کے چہرے پر یکلخت گہری سنجیدگی طاری ہو گئی' اس نے آنکھ بند کر کے کچھ پڑھنا شروع کر دیا' زاریا کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں' خاصی دیر تک ماحول پر ایک پراسرار سناٹا طاری رہا پھر شنکر نے دوبارہ آنکھیں کھولیں تو وہ انگاروں کی مانند جل رہی تھیں' زاریا نے ان نگاہوں کی سرخی دیکھی تو نہ جانے کیوں لرز کر رہ گئی۔ اس نے اپنی توجہ مبذول کرنی چاہی لیکن وہ شنکر کی آنکھوں کے سحر میں ڈوبتی چلی گئی' شنکر پلکیں جھپکائے بغیر اسے ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا' اس کے ہونٹ متحرک تھے' دل ہی دل میں وہ کسی آزمودہ منتر کا جاپ کر رہا تھا پھر اس نے جھک کر زمین سے ایک چٹکی مٹی اٹھا کر اس پر پھونکا اور اسے زاریا کے جسم پر چھڑک دیا' دوسرے ہی لمحے زاریا اس طرح کپکپانے لگی جیسے وہ بستر کے بجائے بجلی کے ننگے تاروں پر لیٹی ہو' اس کی آنکھیں بدستور شنکر پر جمی ہوئی تھیں اور جسم شدید جھٹکے کھا رہا تھا۔

شنکر کے ہونٹوں کی جنبش تیز ہو گئی' وقت تیزی سے گزرتا رہا پھر زاریا نے بڑے کربناک انداز میں چیخنا شروع کر دیا' انداز ایسا ہی تھا جیسے کوئی اس کا گلا گھونٹنے کی کوشش کر رہا ہو' اب اس کی نگاہوں میں وحشت اور درندگی کے تاثرات پھیل کر گہرے ہونے لگے تھے' شنکر پوری توجہ سے زاریا کے چہرے کی بدلتی کیفیتوں کا جائزہ لے رہا تھا' کچھ دیر پہلے وہ شنکر کو ایک مسیحا کی حیثیت سے بڑی اپنائیت سے دیکھ رہی تھی لیکن اب ان نگاہوں میں قہروغضب تھا' حقارت اور نفرت کا جذبہ کارفرما تھا' زاریا کے چہرے کی رنگت بتدریج تبدیل ہو رہی تھی' اس کی گھٹی گھٹی چیخوں کا سلسلہ کچھ دیر جاری رہا پھر وہ اس طرح اٹھ کر بیٹھ گئی کہ اس کے نچلے جسم کو زیادہ جنبش نہیں ہوئی لیکن اوپر کا دھڑ سیدھا ہو گیا' وہ قہر آلود نظروں سے شنکر کو گھورے جا رہی تھی۔

شنکر کے ہونٹ کسی منتر کا جاپ کرتے رہے پھر اس نے جھک کر زمین سے دوبارہ مٹی اٹھائی اور اس پر بار بار تھوڑے تھوڑے توقف سے پھونکنے لگا' زاریا کی نگاہوں سے اب شعلے ابل رہے تھے' وہ کسی آدم خور درندے کی مانند شنکر کو گھور رہی تھی پھر جب شنکر نے مٹی والی چٹکی فضا میں بلند کی تو زاریا کے حلق سے ایک دہشت ناک چیخ بلند ہوئی۔

"نہیں ..... نہیں ..... تو مجھے اس سندری کا شریر چھوڑنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔"

زاریا کے ہونٹوں سے ایک کرخت مردانہ آواز بلند ہوئی تو شنکر کے ہونٹوں پر ایک فاتحانہ تبسم جاگ اٹھا' ایک ثانئے تک وہ زاریا کی آنکھوں میں وحشت کا خوفناک رقص دیکھتا رہا پھر اس نے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے ٹھوس آواز میں کہا۔

"تو نے اس سندری کے شریر کو کس کارن جکڑ رکھا ہے۔"

"تجھے ان باتوں سے کیا سمبندھ۔" زاریا مردانہ انداز میں بولی۔ "میں کہتا ہوں چلا جا یہاں سے ......"

"کیا تو مجھے اپنا نام نہیں بتائے گا۔"

"سمے برباد مت کر مورکھ ....." جواب میں زاریا کے تیور اور خطرناک ہو گئے۔

"جیون پیارا ہے تو میرے راستے سے دور ہو جا۔"

"ماکلا کہاں ہے ....." شنکر نے تیز آواز میں پوچھا۔

"مم ..... میں ..... میں کسی ماکلا کو نہیں جانتا۔"

"پرنتو میں تجھے جانتا ہوں ......" شنکر نے زاریا کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

"ماکلا نے تیری گندی آتما کو مرگھٹ سے اپنے قبضے میں کیا تھا اور پھر تو نے اسی کے حکم پر اس سندری کے سندر پیروں پر بیٹھک جما رکھی ہے" میں تیری آتما کو آزاد کر سکتا ہوں پرنتو اس شرط پر کہ اب تو ماکلا کی آگیا کا پالن نہیں کرے گا....."

"وہ ......وہ مہان شکتیوں کا مالک ہے' اگر میں نے اس کی آگیا کا پالن نہ کیا تو اس کا کاشٹ مجھے نرک (جہنم) میں بھی سکون کا سانس نہیں لینے دے گا۔"

"بڑا گھمنڈ ہے تجھے ماکلا کی مہان شکتیوں پر۔"

"ہاں ...... اس کی شکتی اپرم پار ہے۔"

"ماکلا کہاں ہے ....." شنکر نے تیور بدل کر کہا۔ "سیدھی طرح اگل دے نہیں تو تیری پلید آتما اسی دھرتی پر بھٹکتی رہے گی۔"

"مجھے نہیں معلوم ....." زاریا نے خوف زدہ انداز میں جواب دیا۔

"تو ..... اور کالی کے سیوک کے ساتھ ٹھٹھول کر رہا ہے .... لے سنبھل۔" شنکر نے گرج کر کہا پھر چٹکی کی مٹی زاریا پر اچھال دی' دوسرے ہی لمحے زاریا قلا بازی کھا کر بستر سے فرش پر گری اور اس طرح تڑپنے لگی جیسے کسی مچھلی کو پانی سے نکال کر خشکی پر ڈال دیا گیا ہو' ماحول ایک بار پھر گھٹی گھٹی کربناک چیخوں سے گونجنے لگا' شنکر کے ہونٹوں نے دوبارہ کسی جنتر منتر کا ورد شروع کر دیا تھا' وہ بار بار ہاتھ فضا میں بلند کر کے زاریا کی طرف جھٹک

رہا تھا.....اس کے تیور خطرناک سے خطرناک تر ہوتے جا رہے تھے۔

زاریا کچھ دیر تک تڑپتی رہی پھر اس کا جسم ساکت ہو گیا' اب وہ فرش پر چت پڑی خالی خالی نظروں سے چھت کو گھور رہی تھی اس کے جسم پر جگہ جگہ خراشیں نظر آ رہی تھیں۔ شنکر نے کچھ دیر تک اپنا عمل جاری رکھا۔ پھر اس نے زاریا کی طرف غور سے دیکھا' اس کی زلف برہم تھی اور خوبصورت جسم فرش پر بکھرا ہوا بہت حسین نظر آ رہا تھا۔ شنکر کی آنکھوں میں نشے کی کیفیت پیدا ہونے لگی' اس نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے زاریا کو آواز دی تو وہ یوں چونک اٹھی جیسے کچی نیند سے بیدار ہوئی ہے' ایک نظر اس نے شنکر پر ڈالی پھر اپنی بے ترتیبی کا احساس ہوا تو جلدی سے سمٹ کر بیٹھ گئی۔

"زاریا ...." شنکر نے لڑکھڑاتی آواز میں اسے مخاطب کیا۔ "تیرا سندر شریر اب کالی طاقتوں کی قید سے آزاد ہو چکا ہے۔ اٹھ' اپنے پیروں پر کھڑی ہو جا ......"

زاریا نے حیرت سے شنکر کو دیکھا پھر وہ وہ ڈرتے ڈرتے آہستہ آہستہ سے اٹھ کر اپنے پیروں پر کھڑی ہوئی تو اس کا چہرہ خوشی کے احساس سے دمک اٹھا' چہرے پر ایک بھرپور تبسم کا خمار چھلکا تو اس کے معصوم حسن کو چار چاند لگ گئے۔

"تم ...... تم واقعی بہت عظیم ہو ..... یو آر رئیلی گریٹ۔"

"کیا مقدس زاریا اپنے سیوک کو کسی انعام کا مستحق نہیں سمجھتی۔" شنکر نے مدھم اور معنی خیز لہجے میں کہا۔

"تم ...... تم کیا انعام چاہتے ہو۔" زاریا کے لہجے میں پہلی بار خود سپردگی کا احساس جاگ اٹھا۔

"میں تیرا پجاری ہوں ...... تیرے سندر شریر کی پوجا کر کے اپنے من کو شانت کرنا چاہتا ہوں۔"

زاریا نے شنکر کی آنکھوں میں دیکھا پھر کسی معمول کی طرح آہستہ آہستہ اس کی جانب قدم اٹھانے لگی' شنکر کی ساحرانہ قوتوں نے اسے پوری طرح اپنے حصار میں لے رکھا تھا' اس کا اور زاریا کے حسین وجود کا درمیانی فاصلہ بتدریج گھٹ رہا تھا لیکن پھر سردار پوما کی گرجدار آواز کمرے میں گونجی تو شنکر کے علاوہ زاریا بھی چونک اٹھی۔

شنکر نے کسی زخمی ناگ کی مانند بل کھا کر چاروں طرف دیکھا' پوما کی وعدہ خلافی نے اس کے تیور بدل دیئے تھے لیکن پوما اسے کہیں نظر نہیں آ رہا تھا' کمرے میں اس کے اور زاریا کے علاوہ کوئی اور نہیں تھا ...... پھر اچانک پوما کے قہقہوں کی آوازیں درو دیوار سے

پسوتے ہیں.....

شنکر نے بڑی سختی سے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا لیا.....!!



پوما کے قہقہوں کی آواز زمین دوز کمرے کے دریودار سے بلند ہو رہی تھی اور شنکر کسی ایسے آدم خور درندے کی مانند کھڑا اپنے ہونٹ چبا رہا تھا جس کا شکار اس کے جال میں آتے آتے اچانک نکل گیا ہو' اس کی نظریں بدستور زاریا کے حسین وجود پر مرکوز تھیں لیکن کان قہقہوں کی آوازوں کو سن رہے تھے۔

"یہ آوازیں کس سمت سے بلند ہو رہی ہیں۔" زاریا نے حیرت سے پوچھا۔

"سردار پوما کو غالباً علم ہو گیا ہے کہ تم ماکلا کے گندے سحر سے نجات پا چکی ہو۔" شنکر سپاٹ لہجے میں بولا۔ "وہ تمہارے صحت مند ہونے پر اپنی خوشی کا اظہار کر رہا ہے......"

"اور تم.........." زاریا نے بڑی اپنائیت سے شنکر کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "کیا تم کو اپنی کامیابی کی خوشی نہیں ہے۔"

"میں مقدس زاریا کو اس کے صحت مند ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔" شنکر نے ہاتھ ملتے ہوئے جواب دیا۔

"صرف مبارکباد.........؟" زاریا نے مسحور کن لہجے میں کہا۔ "ابھی کچھ دیر پہلے تم نے کچھ اور خواہش کا اظہار کیا تھا.......... شاید تم نے زاریا سے کسی انمول انعام کی فرمائش کی تھی.........."

"سیوک کا سب سے بڑا انعام سردار پوما کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔" شنکر نے اشارے سے زاریا کو محتاط رہنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے وشواس ہے کہ سردار مقدس زاریا کو اس کے قدموں پر کھڑا دیکھ کر خوشی سے پھولا نہیں سمائے گا۔"

"تمہارا کیا خیال ہے۔" زاریا نے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے دریافت کیا۔ "کیا ماکلا کی گندی طاقتیں مجھے دوبارہ پریشان کرنے کی کوشش نہیں کریں گی.......... کیا وہ آسانی سے میرا پیچھا چھوڑ دے گا۔"

"ہاں.......... جب تک سیوک اس جزیرے پر موجود ہے ماکلا کی گندی آتما دوبارہ

تمہارے اجلے شریر پر میلی نظر ڈالنے کی حماقت نہیں کرے گی۔"

"شنکر.........." اچانک سردار پوما کی آواز سنائی دی۔ "کیا میں زاریا کو دیکھ سکتا ہوں۔"

"کیوں نہیں.........." شنکر نے بلند مگر روکھی آواز میں جواب دیا۔ پھر اس کی نگاہیں اس سمت دیکھنے لگیں جدھر سے پوما رخصت ہوا تھا۔ بظاہر اس کا چہرہ کسی قسم کے اندرونی جذبات کی ترجمانی سے یکسر عاری تھا لیکن دل ہی دل میں وہ بری طرح پیچ و تاب کھا رہا تھا اگر اس نے ماکلا کے جادو کا توڑ کرنے سے پہلے کمرے کے چاروں طرف اپنے منتر کے بیروں کو تعینات کر دیا ہوتا تو پوما کے فرشتوں کو بھی اس کی تنہائی میں مخل ہونے کی جرات نہیں ہو سکتی تھی۔ جس وقت پوما نے اس کی دوسری شرط قبول کی تھی اسے اسی وقت پوما کی نیت پر شبہ ہو گیا تھا' اس کی پراسرار آنکھوں کی مخفی قوتوں نے پوما کے دل و دماغ میں کلبلانے والی سازشی باتوں کو بھانپ لیا تھا لیکن پھر زاریا کے حسن کی رعنائیوں میں گم ہونے کے بعد وہ اس بات کو فراموش کر بیٹھا تھا کہ پوما بھی کالے جادو میں دسترس رکھتا تھا اور فاصلوں کی قید کے باوجود اس کی نظریں زاریا کو دیکھ سکتی تھیں۔ اسی ایک معمولی سے بھول کی وجہ سے شنکر چاہنے کے باوجود زاریا کو اپنی آغوش کی زینت بنانے سے قاصر رہا تھا اور اس وقت دل ہی دل میں اپنی ناکامی پر پچھتا رہا تھا۔

پوما کچھ دیر بعد کمرے میں داخل ہوا تو اس کی نظریں زاریا کو اپنے قدموں پر کھڑا دیکھ کر چمک اٹھیں۔ اس نے شنکر کو تعریفی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

" مجھے امید تھی کہ تم ماکلا کی ساحرانہ قوتوں کے جال کو توڑنے میں ناکام نہیں ہو گے لیکن اتنی جلدی اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ گے مجھے اس کی بھی توقع نہیں تھی۔"

" شنکر نے سردار کو یقین دلایا تھا کہ وہ مقدس زاریا کے علاج میں کوئی کسر نہیں چھوڑے گا لیکن.........." شنکر کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

"لیکن کیا.........؟" پوما نے سنجیدگی سے وضاحت چاہی۔

" سردار پوما نے مجھ کو وچن دیا تھا کہ وہ علاج کے دوران میرے جاپ میں کوئی خلل نہیں ڈالے گا۔"

" تم .... کہنا کیا چاہتے ہو ...."

" ایک سردار کی حیثیت سے تمہیں اپنے دیئے ہوئے وچن پر قائم رہنا چاہئے تھا۔" شنکر نے تیکھے لہجے میں کہا۔

" شنکر ...." سردار کے چہرے کے نقوش یکلخت تلخ ہو گئے "کیا تمہیں اس بات کا احساس ہے کہ تم کس سے بات کر رہے ہو۔"

" میں سردار کو اس کی وعدہ خلافی کا احساس دلانا چاہتا ہوں.........." شنکر نے تیزی سے کہا۔ " عمل کے دوران اگر میرا گیان دھیان ڈانوا ڈول ہو جاتا تو مقدس زاریا کی زندگی خطرے میں بھی پڑ سکتی تھی۔"

" تم پوما کی آنکھوں میں دھول نہیں ڈال سکتے۔" سردار نے نفرت سے کہا۔ " میں تمہارے ارادے اسی وقت بھانپ گیا تھا جب تم نے تنہائی میں زاریا کا علاج کرنے کی شرط رکھی تھی۔"

" ہو سکتا ہے سردار کو سیوک کے بارے میں غلط فہمی ہوئی ہو ...."

" نہیں.........." پوما نے حقارت سے جواب دیا۔ " میری نظریں اس وقت بھی تمہارے اوپر تھیں جب تم نے زاریا کو اپنی آنکھوں کے سحر میں مبتلا کر کے اس کے سندر شریر کی پوجا کرنے کی خاطر قریب آنے کی دعوت دی تھی ...."

" پوما ...." زاریا نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ " میں نہیں سمجھ سکی کہ تم کس قسم کی باتیں کر رہے ہو ہمیں مسٹر شنکر کا شکر گزار ہونا چاہئے۔"

"تم فکر مت کرو ڈارلنگ۔" پوما نے شنکر کو گھورتے ہوئے جواب دیا۔ " میں مسٹر شنکر کو انعام سے ضرور سرفراز کروں گا .... ایسا انعام جو اس کی حیثیت کے عین مطابق ہو۔"

" میرا اندازہ اگر غلط نہیں تو سردار کے ارادے اس وقت کچھ اچھے نہیں دکھائی دیتے۔" شنکر نے معنی خیز انداز میں کہا۔ "کیا میں یہ سمجھوں کہ ...."

" تم کچھ سمجھنے کی کوشش مت کرو۔" پوما نے تیزی سے کہا۔ " میرے ارادے کیا ہیں اس کا اندازہ تمہیں بہت جلد ہو جائے گا' ویسے تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ تم نے میری طاقت کا غلط اندازہ لگایا ہے .... یا یوں سمجھ لو کہ میں نے زاریا کے علاج کی خاطر جان بوجھ کر تمہارے ساتھ رعایت برتی تھی لیکن تم نے میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچانے کی کوشش کر کے اپنے حق میں اچھا نہیں کیا۔"

" میں سردار کو محتاط انداز گفتگو اختیار کرنے کا مشورہ دوں گا۔" شنکر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

" تم بڑھ رہے ہو شنکر .... اپنی اوقات میں رہنے کی کوشش کرو۔" پوما

کے تیور خطرناک ہو گئے۔ " یہ مت بھولو کہ اس جزیرے پر میری حیثیت سردار کی ہے اور میرا ایک اشارہ سیاہ فام حبشیوں کو تمہارا جسم چھلنی کرنے پر مجبور کر دے گا۔"

" پوما .... میں تم سے درخواست کروں گی کہ مسٹر شنکر کے ساتھ ...."

" تم درمیان میں مت بولو زاریا۔" پوما نے زاریا کا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔ " میں مسٹر شنکر کو بتاؤں گا کہ انہوں نے تمہارے سلسلے میں میری غیرت کو للکار کر اپنی عبرت ناک موت ہی کو دعوت دی ہے"۔

" تمہاری باتیں مجھے ہنسنے پر مجبور کر رہی ہیں۔" شنکر نے لاپروائی سے جواب دیا پھر بگڑے ہوئے تیور سے بولا۔ "کیا تم مجھ سے یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرو گے کہ دیوتاؤں نے تمہارے حق میں کیا فیصلہ صادر کیا ہے........"

" اس سے پہلے میرا فیصلہ سن لو ...." پوما کے لہجے میں سفاکی آ گئی۔ " میں تمہیں زاریا کے صحت مند ہونے کے جشن کے موقع پر لکڑی دیوتا کے حضور بھینٹ چڑھاؤں گا ...." پھر پوما نے اپنا جملہ ختم کرنے کے بعد زور سے تالی بجائی تو آٹھ دس نیزہ بردار سیاہ فام افراد نے کمرے میں داخل ہو کر پل بھر میں شنکر کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔

" میں سردار کو اس کے فیصلے پر نظرثانی کا مشورہ دینے کی جسارت کرتا ہوں۔" شنکر نے لاپروائی سے کہا۔

" لے جاؤ اسے ...." پوما نے تحکمانہ انداز میں اپنے آدمیوں کو حکم دیا تو وہ ٹڈی دل کی طرح شنکر پر ٹوٹ پڑے۔ چار آدمیوں نے بڑھ کر اسے دونوں جانب سے جکڑ لیا' باقی لوگوں نے نیزے تان لئے' وہ پوری طرح جارحانہ کارروائی پر آمادہ دکھائی دے رہے تھے ....

شنکر نے ایک لمحے کو سردار پوما کو تیکھی نظروں سے دیکھا پھر معنی خیز انداز میں مسکراتا ہوا سیاہ فام افراد کے درمیان گھرا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا .... زاریا نے آگے بڑھنے کی کوشش کی لیکن پوما اس کے راستے میں حائل ہو گیا' اس کی آنکھوں سے درندگی جھانک رہی تھی !!

وہ سب ہی الاؤ کے گرد گھیرے کی شکل میں بیٹھے سردی سے بچنے کی کوششوں میں مصروف تھے' یخ بستہ ہوا کے جھونکوں نے سرشام ہی سے انہیں فکر مند کر دیا تھا' ان کے پاس سوائے جسم پر نظر آنے والے لباس کے اور کوئی اثاثہ نہیں تھا' اگر وہ کھلے میدان میں ہوتے تو شاید یہی سردی ان کے لئے ناقابل برداشت ہو جاتی لیکن غار کی بدولت وہ بڑی حد تک محفوظ تھے پھر بھی جب ہوا کا کوئی تیز و تند جھونکا ان کے جسموں سے ٹکراتا تو انہیں یوں محسوس ہوتا جیسے بدن میں جا بجا نشتر سے چبھ رہے ہوں۔

الاؤ کی تیز روشنی ویرانے میں دور تک لپکتی اور کپکپاتی نظر آ رہی تھی' ہوا کی شائیں شائیں اور سمندر کی بپھری ہوئی موجوں کے شور نے فضا کو سحر آلود کر دیا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے طاغوتی قوتوں نے اچانک ان پر یلغار کر دی ہو اور ان کے ستے ہوئے چہروں کو دیکھ کر شیطانی انداز میں رقص کرتی پھر رہی ہوں لوگوں کا خیال تھا کہ گزرتے موسم نے ایک آخری کروٹ لی ہے لیکن برطانوی باشندے نے اس تغیر کو بھی آسیبی رنگ دینے کی کوشش کی تھی' وہ بڑی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

" مقدس پیغمبروں کی رحمتیں ہمارے سروں پر سایہ فگن رہیں' میں نے بزرگوں سے یہی سنا ہے کہ جب بھٹکے ہوئے مسافروں پر کوئی آسمانی آفت نازل ہونے والی ہوتی ہے تو بدروحیں اسی طرح موسم پر اثرانداز ہو جاتی ہیں .... ایسے وقت میں ہمیں خداوند بزرگ و برتر سے اپنے گناہوں کی توبہ کرنی چاہئے۔"

"کیا تم ہمیں خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔" ایک مسافر نے ناگوار انداز میں اسے گھورا۔

" موت برحق ہے میرے عزیز .... میں تمہیں خوفزدہ کرنے کی کوشش نہیں کر رہا لیکن ذرا غور کرو ' اگر آسمانی بلاؤں نے ہمارے گرد اسی انداز میں اپنا گھیرا تنگ کرنے کا سلسلہ جاری رکھا تو ہماری موت ...."

" تم اپنی زبان بند نہیں رکھ سکتے تو اٹھ کر ساحل کی طرف نکل جاؤ۔" ایک دوسرے مسافر نے برطانوی باشندے کو نفرت سے مخاطب کیا۔ " میں نے سنا ہے کہ اگر نرم ریت پر سمندر کے کنارے گھٹنے ٹیک کر کوئی دعا کی جائے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔"

" اگر ہواؤں نے اپنا رخ تبدیل نہ کیا تو کیا ہم سردی کی اس شدت سے خود کو محفوظ رکھ سکیں گے۔" امریکی عورت نے کہا۔ " مجھے تو یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے صبح تک

میرے جوڑ اور پٹھے اکڑ کر برف کے تودے میں تبدیل ہو چکے ہوں گے۔"

" میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے جسم کے کھلے حصوں کو مالش کرتے رہنے کا مشورہ دوں گا۔" بحری عقاب کے میڈیکل آفیسر نے کہا۔ " دواؤں اور لباس کی عدم موجودگی میں ہمیں موسمی اثرات سے خود کو بچانے کی خاطر روایتی طریقوں پر عمل کرنا ہوگا۔"

"تمہارا کیا خیال ہے ڈاکٹر.........." ایک سہمے ہوئے شخص نے ڈاکٹر سے دریافت کیا۔ "کیا سردی کی یہ شدت یوں ہی ساری رات جاری رہے گی؟"

"میں انسانوں کا ڈاکٹر ہوں میرے دوست' موسم کے مزاج کی تشخیص میرے بس میں نہیں پھر بھی میرا خیال ہے کہ ہوا کی تیزی میں کمی آتے ہی ہم سکون سے رات بسر کر سکیں گے۔"

"مجھے اس وقت اپنے ساتھیوں کا خیال آ رہا ہے۔"

ایک عمر رسیدہ مسافر نے کہا۔ "خدا جانے وہ کس حال میں ہوں گے۔"

"ہو سکتا ہے کہ وہ ہم سے بہتر حال میں ہوں۔" دوسرے اس لئے ظاہر ہے کہ خیر سگالی کے جذبے کے پیش نظر انہیں کوئی تکلیف پہچانے کی کوشش نہیں کی جائے گی۔"

"تم جنگلیوں سے انسانیت کی توقع رکھتے ہو۔ مجھے تو شبہ ہے کہ اب تک ان سیاہ فام وحشی درندوں نے ہمارے ساتھیوں کو........"

"تمہیں مقدس مریم کا واسطہ.........." امریکی خاتون نے تیزی سے کہا۔ "ایسے ناخوشگوار موسم میں اتنی بھیانک باتوں سے پرہیز کرو' ہمیں ایک دوسرے کو مطمئن رکھنے کی خاطر تسلی دینے کی ضرورت ہے۔"

ان کے درمیان موسم کی شدت پر گفتگو کا سلسلہ جاری تھا لیکن فیصل اس وقت بھی بڑی سنجیدگی سے ترشولی' شاکا اور شوالا کے بارے میں غور کر رہا تھا' اگر سفید ریش بزرگ نے بروقت اس کی مدد نہ کی ہوتی تو شاید وہ چٹانوں کی بلندی سے چھلانگ لگانے کے بعد سمندر کی موجوں میں گم ہو کر کسی آبی جانور کا شکار بن چکا ہوتا' زندہ رہنے کی صورت میں وہ ان باتوں کو خواب سمجھ کر ذہن سے جھٹک سکتا تھا لیکن مجذوب کی وہ تسبیح جسے بزرگ نے واپس کرنے کے بعد جان سے زیادہ عزیز رکھنے کی تاکید کی تھی اس وقت بھی اس کی جیب میں موجود تھی۔ تسبیح کی واپسی کے بعد وہ ترشولی سے اپنی ملاقات' عظیم شاکا کی مجرمانہ سفارش اور بزرگ سے ہونے والی گفتگو کو محض خواب سمجھ کر فراموش نہیں کر سکتا تھا۔

حالات کے پیش نظر اس نے شنکر کی پراسرار صلاحیتوں سے استفادہ حاصل کرنے کی

ٹھان لی تھی' جاوید نے بھی تفصیل سننے کے بعد اسے یہی مشورہ دیا تھا' فیصل نے اسے پوری روداد سنا دی تھی البتہ سن رسیدہ بزرگ کی ہدایت کے مطابق ان کے ذکر کو درمیان سے حذف کر گیا تھا' اس کا ذاتی خیال بھی یہی تھا کہ شنکر کی پراسرار قوتیں شوالا اور شاکا کے مقابلے میں اس کے لئے کار آمد ثابت ہو سکتی تھیں' بحری عقاب پر ملاقات کے وقت شنکر نے جس انداز میں آنکھ بند کر کے اس کے ماضی اور حال کے واقعات کو بیان کیا تھا وہ یقیناً حیرت انگیز تھا' فیصل کے مستقبل کے بارے میں بھی اس نے عجیب و غریب پیش گوئی کی تھی' اس نے کہا تھا کہ انہیں اپنے ارادوں میں کامیابی حاصل کرنے کی خاطر بڑے پاپڑ بیلنے پڑیں گے لیکن جیت بہرحال ان کی ہی ہوگی۔

شنکر کے بیان کے مطابق فیصل کو مستقبل میں ایک ایسی قوت حاصل ہونے والی تھی جس کے حصول کے بعد وہ لازوال طاقتوں کا مالک بنجائے گا' وہ جو چاہے گا وہ پورا ہو گا' اس کے لئے دھن دولت کی کوئی کمی نہیں ہوگی' اس کی زبان سے نکلی ہوئی ہر بات پوری ہو گی اور دنیا کی کوئی طاقت اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گی لیکن اس کے ساتھ ساتھ شنکر نے اسے یہ باور کرانے کی بھرپور کوشش بھی کی تھی کہ لازوال قوتوں کے حصول اور شوالا کو نیچا دکھانے کی خاطر اسے قدم قدم پر شنکر کی ضرورت پیش آئے گی' کامیابی کی منزلیں طے کرنے کے لئے شنکر کا ساتھ فیصل کے لئے ہر قیمت پر لازم تھا' شنکر نے کھلے لفظوں میں یہ بھی کہا تھا کہ اگر اس نے چھل کپٹ سے کام لینے کی کوشش کی اور شنکر کو فراموش کرنے کی حماقت کی تو اس کی ناراضگی فیصل اور جاوید کو شوالا کے بچھائے ہوئے جال میں پھانس دے گی اور ان کے خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکیں گے۔

فیصل نے جاوید کے مشورے کے بعد طے کر لیا تھا کہ وہ بزرگ کی شخصیت کو درمیان سے نکالنے کے بعد شنکر کو ترشولی سے اپنی ملاقات اور عظیم شاکا کے سازشی منصوبے پر عمل کرنے کی پوری کہانی سنا دے گا لیکن نکا اس وقت ان کے درمیان موجود نہیں تھا' سردار پوما نے کسی ضرورت کے تحت اسے طلب کیا تھا اور وہ جلد واپسی کا وعدہ کر کے چلا گیا تھا' اس نے دبی زبان میں اقرار کیا تھا کہ سردار کی کوئی کمزوری اور دکھتی رگ اس کے ہاتھ میں آ گئی ہے لیکن اس نے تفصیل بتانے سے گریز کیا تھا۔

" تمہارا کیا خیال ہے........" جاوید نے دبی زبان میں فیصل سے پوچھا۔ "کیا شنکر کی واپسی میں زیادہ وقت نہیں گزر گیا۔"

" ممکن ہے وہ سردار کے ساتھ مذاکرات میں مشغول ہو۔" فیصل کے بجائے تیمور

نے جواب دیا۔ " یہ بھی ہو سکتا ہے کہ موسم کی اچانک تبدیلی کے پیش نظر سردار نے اس کی واپسی کا معاملہ صبح تک کے لئے ملتوی کر دیا ہو۔"

" اور یہ بھی ممکن ہے کہ حالات نے کوئی مخدوش صورت اختیار کر لی ہو۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا مطلب........." تیمور نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" شنکر کی شخصیت ہمارے درمیان ایک سفیر کی حیثیت رکھتی ہے' وہ مقامی زبان بڑی روانی سے بولتا ہے چنانچہ ہماری ترجمانی بھی کر سکتا ہے' ایسی صورت میں اگر سردار پوما کی جگہ میں ہوتا تو شاید میں بھی شنکر کو اچھی نظروں سے نہ دیکھتا۔"

" میں تمہارا مطلب سمجھ رہا ہوں لیکن میرا خیال ہے کہ سردار پوما' شنکر کو تر نوالے کی طرح آسانی سے ہضم نہیں کر سکے گا۔" جاوید نے اظہار خیال کیا۔

" یہ ایک علیحدہ بات ہے لیکن ان دونوں کا ٹکراؤ بھی بعید از قیاس نہیں۔"

" اگر ایسا ہوا تو ہم زیادہ مشکلات سے دو چار ہو جائیں گے۔" تیمور نے کہا۔ " شنکر کی وجہ سے ہم کم از کم سردار کے ساتھ مفاہمت اور دوسرے امور کے سلسلے میں تبادلہ خیالات کر سکتے ہیں لیکن شنکا کے نہ ہونے کی صورت میں ہم ایک دوسرے کی زبان سمجھنے سے قاصر ہوں گے۔"

" یہی بات سردار کو گراں گزر رہی ہو گی۔" فیصل بولا۔ " بہر حال ہمیں وقت کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے ہر قیمت پر شنکر کا ساتھ دینا ہو گا۔"

" اگر شنکر کی واپسی میں دیر ہوئی تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔" جاوید نے پوچھا۔

" یہ حالات پر منحصر ہو گا مگر یہ بات طے ہے کہ شنکر کا وجود اس وقت ہمارے درمیان ریڑھ کی ہڈی کی طرح اہم ہے۔"

فیصل نے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ " ہم جلد بازی میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے لیکن ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا بھی ہمارے لئے خودکشی کے مترادف ہو گا۔"

" کیا شنکر نے تمہیں بتایا تھا کہ سردار اسے بار بار کس مقصد کے تحت طلب کر رہا ہے۔" تیمور نے دریافت کیا۔

" نہیں .... لیکن میرا خیال ہے کہ سردار کو اس بات کا علم ضرور ہو گا کہ شنکر بھی اپنے اندر کچھ پراسرار قوتیں رکھتا ہے' ایسی صورت میں سردار پوما کی پہلی کوشش یہی ہو گی کہ وہ شنکر کی قوت کا اندازہ لگانے کی کوشش کرے تاکہ ٹکراؤ کی صورت میں کھل

کر نہ صرف یہ کہ اپنا دفاع کر سکے بلکہ شنکر کو زیر بھی کر سکے .... ہماری عام زندگی میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے کہ ایک فریق دوسرے فریق کی کمزوریاں تلاش کرنے اور بوقت ضرورت اس پر حاوی آ جانے کے منصوبے بناتا رہتا ہے ...."

" محبت اور جنگ میں تمام حربوں کااستعمال جائز ہے اس لئے ہم سردار پوما یا شنکر میں سے کسی ایک کو مورد الزام بھی نہیں ٹھہرا سکتے۔" جاوید نے لاپروائی سے کہا۔

ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔" تیمور نے فیصل سے پوچھا۔ " تمہارے ذہن میں اس وقت اچانک یہ خیال کیوں آیا کہ شنکر اور سردار کے درمیان ٹکراؤ بھی ہو سکتا ہے ...."

بہت سی باتوں کی کوئی توجیہہ نہیں پیش کی جا سکتی لیکن زبان سے نکلی ہوئی بات اکثر حیرت انگیز طور پر درست ثابت ہوتی ہے .... شنکر اور سردار پوما کے بارے میں تم میرے شے کو چھٹی حس کی بیداری سے بھی تعبیر کر سکتے ہو .... یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میرا اندازہ قطعی طور پر غلط ثابت ہو اور ...."

لیکن فیصل اپنی بات مکمل نہ کر سکا' روپا نے جو ان لوگوں کے قرب ہی بیٹھی تھی اچانک بلند آواز میں بولنا شروع کیا تو سب ہی اس کی جانب متوجہ ہو گئے' وہ عجیب پراسرار انداز میں پتھرائی ہوئی نظروں سے خلاء میں گھور رہی تھی اور اس کی آواز فضا میں آہستہ آہستہ بلند ہو رہی تھی ....

" نہیں .... یہ کبھی نہیں ہو سکتا' جب تک تمہاری روپا رانی کے سندر شریر اور آتما کا سمبند باقی ہے دھرتی کی کوئی شکتی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی .... پجارن اپنے دیوتا کے چرنوں پر اپنا جیون بلید ان کر سکتی ہے......... تم کیول دیوتا نہیں......... روپا رانی کے پریمی بھی ہو......... نہیں......... میں تمہاری کسی آ گیا کا پالن نہیں کروں گی......... پریم کا انت صرف شریر کا ملاپ نہیں .... جیون کی بھینٹ بھی بن سکتا ہے......... میں دیکھوں گی کہ تمہیں کون دشٹ (ظالم) نقصان پہنچا سکتا ہے......... تم سے کے بھید بھاؤ کے کارن اپنے ہونٹوں پر تالے ڈال سکتے ہو لیکن روپا یہ سب کچھ برداشت نہیں کر سکتی .... میں .... میں آ رہی ہوں۔"

روپا کے چہرے پر تناؤ کی کیفیت طاری تھی' اس کے تیور بتدریج تبدیل ہو رہے تھے وہ بڑے ٹھوس اور فیصلہ کن انداز میں اپنے جملے ادا کر رہی تھی پھر وہ یکلخت خاموش ہو گئی' اس نے اپنی آنکھیں بند کیں تو اس انداز میں' اس کا جسم ایک جانب ڈھلک گیا جیسے اس

کے جس اور روح کا رشتہ اچانک منقطع ہو گیا ہو ....

بہت سارے افراد بیک وقت روپا کی کیفیت کا اندازہ لگانے کی خاطر اس کی جانب لپکے تھے جس میں بحری عقاب کا ڈاکٹر پیش پیش تھا ....!



شنکر کو پتھر کے ایک ستون سے جکڑ کر باندھا گیا جو جھونپڑی کے اندر شاید اسی مقصد کے تحت بنایا گیا تھا' زمین دوز کمرے میں اس جھونپڑی تک منتقل ہونے کے وقفے کے دوران مقامی لوگوں کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہوتا گیا تھا' اس وقت بھی دس بارہ نیزہ بردار وحشی اسے اپنے گھیرے میں لئے پوری طرح چاق و چوبند نظر آ رہے تھے' ان کی شعلہ بار نگاہیں شنکر کو حقارت بھرے انداز میں گھور رہی تھیں' وہ شاید اوپر سے ملنے والے کسی دوسرے حکم کے منتظر تھے ورنہ ان کے تیور بتا رہے تھے کہ اگر بات ان کے اختیار میں ہوتی تو شاید اب تک وہ اس کا جسم چھلنی کر چکے ہوتے۔

وہ جھونپڑی عام رہائشی جھونپڑیوں کے مقابلے میں خاصی وسیع و عریض تھی' اسے آبادی سے ہٹ کر اس مقام پر تعمیر کیا گیا تھا جہاں سے گھنے جنگلات کا سلسلہ شروع ہوتا تھا' وہاں جس قسم کے ہتھیار اور ساز و سامان موجود تھا اس کو دیکھنے کے بعد شنکر نے یہی نتیجہ اخذ کیا تھا کہ اس جھونپڑی کو باغیوں اور سزا یافتہ لوگوں کے لئے جیل خانے یا پھر ٹارچر سیل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہوگا۔ اگر وہ مہمان خانہ ہوتا تو پھر اسے ستون سے جکڑ کر بے بس کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

شنکر کا ذہن بڑی سرعت سے کام کر رہا تھا' زاریا کے علاج کے سلسلے میں سردار پوما نے وقتی طور پر جو سمجھوتہ کیا تھا وہ غالباً لوبیتا کے مشورے پر کیا گیا تھا' لوبیتا اس کی طاقت کا صحیح اندازہ لگانے سے قاصر رہا تھا لیکن اس نے کافی غور خوض کے بعد یہ بات بڑے یقینی انداز میں کہی تھی کہ وہ زاریا کو اس سحر سے نجات دلانے میں کامیاب ہو جائے گا جس کے ذریعے ماکلا نے اس کے نچلے جسم کو مفلوج کر دیا تھا۔ شنکر نے اپنی پر اسرار قوتوں کے ذریعے جان لیا تھا کہ سردار پوما اس کے گرد سازش کا کوئی نہ کوئی جال ضرور پھیلائے گا لیکن حالات اس قدر اچانک پلٹا کھائیں گے یہ بات اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی' وہ جس انداز میں حالات کا شکار ہوا اس میں کچھ تو اس کی اپنی کوتاہی تھی اور کچھ زاریا کے قیامت انگیز

حسن کی کشش تھی جس نے اسے سوچنے سمجھنے کی مہلت نہیں دی تھی' خوبصورت اور دلکش خدوخال کی عورتیں اس کی سب سے بڑی کمزوری تھیں اور وہ اس وقت اسی کمزوری کا شکار ہوا تھا۔

وہ حالات سے خوفزدہ نہیں تھا' اگر چاہتا تو اپنی طاغوتی قوتوں کے ذریعے ان وحشیوں سے پل بھر میں گلو خلاصی حاصل کر سکتا تھا لیکن اس نے دیدہ و دانستہ خود کو حالات کے سپرد کر دیا تھا' اگر وہ اپنی رہائی کی خاطر دوسروں کو موت کے گھاٹ اتار دیتا تو اس کے اپنے ساتھی بھی خطرے میں پڑ سکتے تھے' ایک ہی وقت میں وہ چومکھی لڑنے سے قاصر تھا' اس کے علاوہ خاموش تماشائی بن کر وہ سردار پوما کی طاقت کا اندازہ بھی لگانا چاہتا تھا تاکہ اس کا جوابی حملہ اس قدر بھرپور اور ہولناک ہو کہ دشمنوں کو سنبھلنے کا موقع نہ مل سکے۔ زاریا کا حسین جسم اس کے حصار میں آتے آتے رہ گیا تھا' اس ناکامی کے تصور نے اس کے انتقامی جذبوں کو ہوا دے کر اور بھڑکا دیا تھا' سردار پوما کا وجود اس کی آنکھوں میں کسی شہتیر ہی کی مانند چبھ رہا تھا۔

بہت دیر تک وہ آنکھیں بند کئے حالات کا جائزہ لیتا رہا پھر لوبیتا کی آواز اس کی قوت سماعت سے ٹکرائی تو اس نے آنکھیں کھول دیں' لوبیتا اس کے سامنے کھڑا اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا' اس کے دیکھنے کا انداز بتا رہا تھا جیسے اسے اپنی چشم بصیرت پر شبہ ہو رہا تھا' وہ تنہا نہیں تھا' اس کے ساتھ چار دلکش مقامی عورتیں بھی تھیں جن کے جسم پر سفید اور نیلے پیلے رنگوں سے دہشت ناک حشرات الارض کی تصاویر اور دیگر نقش و نگار بنے ہوئے تھے' ان کے گلے میں لکڑی دیوتا سے مشابہ ہاتھی دانت کی بنی ہوئی بے ڈھنگی مورتیاں لٹک رہی تھیں' شاید وہ مورتیاں اس بات کی نشاندہی کرنے کی خاطر ان کے گلوں میں ڈالی گئی تھیں کہ وہ مذہبی فرضوں کی ادائیگی میں لوبیتا کی مدد کرتی تھیں اور عام عورتوں کے مقابلے میں زیادہ اہمیت کی حامل تھیں۔

شنکر نے ایک نظر میں لوبیتا کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیا پھر انتہائی لاپروائی سے ان چاروں عورتوں کو دیکھنے لگا جو لوبیتا کے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑی شنکر کو گھور رہی تھیں' وہ تاریک براعظم کے وحشی قبیلے سے تعلق رکھتی تھیں اس لئے انہیں اپنی قدر و قیمت اور حسن کی اہمیت کا احساس نہیں تھا۔ اگر ان کا تعلق مہذب دنیا سے ہوتا تو شاید وہ اس طرح کھلے عام مردوں کے روبرو آنے سے گریز کرتیں اور اگر اس انداز میں جلوہ نما ہوجاتیں تو شاید مردوں کے ہوش و حواس خبط ہو جاتے لیکن اس وقت دونوں فریق ایک دوسرے کی موجودگی

سے قطعی بے نیاز تھے' ان کے نزدیک ایک ہی انداز میں ایک ساتھ رہتے رہتے قدر و منزلت کا احساس فنا ہو گیا تھا لیکن ننکا کی نگاہیں ان کے خوبصورت جسم پر بھٹک رہی تھیں' کچھ دیر کے لئے وہ پھر اس حقیقت کو فراموش کر بیٹھا کہ سردار پوما کے وحشی اس کے جسم کو نیزوں سے چھلنی کرنے کے لئے بے تاب کھڑے ہیں اور پوما نے اسے اپنی زمین دوز رہائش گاہ سے رخصت کرتے وقت بڑی حقارت اور نفرت سے یہ بات باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ اسے زاریا کے صحت مند ہونے کے جشن کے موقع پر لکڑی دیوتا کے چرنوں میں بھینٹ چڑھا دیا جائے گا .... لیکن جب جزیرے کے مذہبی پیشوا لوبیتا کی آواز اس کے کانوں میں گونجی تو اس نے یوں چونک کر اس کی سمت دیکھا جیسے کوئی حسین خواب دیکھتے دیکھتے اچانک بیدار ہو گیا ہو۔

" شنکر .... کیا تمہیں اس بات کا اعتراف کرنے میں کوئی پس و پیش ہے کہ تم نے سردار پوما کے ساتھ عہد شکنی کر کے ایک سنگین جرم کا ارتکاب کیا ہے.............. " لوبیتا ٹھوس آواز میں بول رہا تھا لیکن اس کی نگاہوں میں رقص کرنے والی بے چینی اس بات کی شاہد تھی کہ وہ جس فرض کی ادائیگی کر رہا تھا اس میں اس کے اپنے ارادے کو کوئی دخل نہیں تھا۔

" کیا میں یہ سمجھوں کہ مقدس لوبیتا کو میرے اوپر فرد جرم عائد کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔" شنکر نے لاپروائی سے دریافت کیا۔

" میں بحث کرنے نہیں آیا .... صرف تمہارا جواب سننا چاہتا ہوں۔"

" عہد شکنی میری جانب سے نہیں سردار پوما کی طرف سے ہوئی تھی۔" شنکر نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ " سردار نے مجھے یقین دلایا تھا کہ جب تک زاریا کو ماکلا کے سحر سے نجات نہیں مل جاتی وہ ہماری تنائی میں دخل انداز نہیں ہو گا۔"

" سردار اپنے عہد پر قائم تھا لیکن.............." لوبیتا کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا پھر تھوڑے وقفے سے بولا۔ " کیا تم اس حقیقت کو جھٹلا سکو گے کہ مقدس زاریا کو اس کے پیروں پر کھڑا کرنے کے بعد تمہاری نیت اس کی طرف سے خراب ہو گئی تھی۔"

" اگر خوبصورت چہروں کی پوجا کرنا پاپ ہے تو میں تمہاری بات سے انکار نہیں کروں گا۔"

" کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے جو جرم کیا ہے اس کی سزا کس قدر سنگین ہے۔"

" ہاں .... سردار پوما نے مجھے تمہارے لکڑی دیوتا کے چرنوں پر بھینٹ

چڑھانے کا فیصلہ کیا ہے۔"

" ہمارے قانون کے مطابق تم اگر چاہو تو اپنی صفائی پیش کر سکتے ہو۔"

" ہمارا قانون تمہارے قانون سے مختلف ہے۔" شنکر نے بدستور لاپروائی کا مظاہرہ کیا۔

" وہ کیا .... "

" جس شخص کو موت کا حکم سنایا جاتا ہے اس کی آخری خواش بھی ضرور دریافت کی جاتی ہے۔"

" لوبیتا اس جزیرے کا مذہبی رہنما ہے .... موت سے پہلے یہاں بھی تمہاری آخری خواہش ضرور پوری کی جائے گی۔"

" کیا لوبیتا کو وشواس ہے کہ وہ اپنا دیا ہوا وچن پوا کر سکے گا۔"

" تم .... کیا تم لوبیتا کا امتحان لینے کی کوشش کر رہے ہو؟"

" مجھے مقدس لوبیتا کے امتحان سے زیادہ زاریا کی سندرتا عزیز ہے۔" شنکر نے نشیلی آواز میں کہا۔ " لکڑی دیوتا کے چرنوں میں بھینٹ چڑھنے سے پہلے میں مقدس زاریا کے سندر اور کومل شریر کی پوجا کرنا پسند کروں گا۔"

" تم .... " لوبیتا مٹھیاں بھینچ کر بولا۔ " تم سردار پوما کے قہر و غضب کو للکار رہے ہو۔"

" سمے کا انتظار کرو لوبیتا۔" اس بار شنکر کا لہجہ بھی سرد ہو گیا۔

" کون کتنے پانی میں ہے اس کا فیصلہ آنے والا وقت کرے گا۔"

" تم اگر چاہو تو میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔" شنکر کے تیور بدلتے دیکھ کر لوبیتا سمندر کی جھاگ ہی کی طرح بیٹھ گیا' نرم لہجے میں بولا۔ " سردار پوما کے روبرو اگر تم مقدس زاریا سے معافی مانگ لو تو میں تمہارے لئے رحم کی سفارش کر سکتا ہوں۔"

" مقدس لوبیتا .... " شنکر نے اس کی نظروں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔ " تمہارا علم میرے بارے میں کیا کہتا ہے..............؟"

" میرا علم .... " لوبیتا نے مختصراً" کہا پھر اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگا۔ اس کی پیشانی پر ان گنت آڑھی ترچھی سلوٹیں ابھر آئی تھیں۔

" میں تمہارے من کی حالت دیکھ رہا ہوں۔" شنکر نے سرسراتی آواز میں کہا۔ "تمہارے بھیتر کی طاقتیں میرے بھوش کے بارے میں بہت دور تک دیکھنے کے لئے تڑپ

رہی ہیں' پرنتو ایک بات یاد رکھو .... ابھی تم نے یا تمہارے بڑوں نے اتنی شکتی پرایت نہیں کی جو میری گردن میں بل ڈال سکے' کل کیا ہونے والا ہے میری آنکھیں وہ بھی دیکھ رہی ہے .... تمہاری دھرتی پر ایک نیا سورج ابھر رہا ہے .... تم بھی اپنے من کے اندر جھانک کر دیکھو .... کیا وہاں دھوئیں کے بادل نہیں منڈلا رہے ہیں؟ .... گھور اندھیروں کے دوسری طرف کیا ہے؟.............. دیوی دیوتاؤں کی کیا مرضی ہے؟ .... تم .... تم ابھی کچھ نہیں دیکھ سکتے .... سمے کا انتظار کرو.............."

"سردار پوما کی یہ خوبصورت کنیزیں تمہیں تمہاری زندگی کا آخری غسل دینے کی خاطر بھیجی گئی ہیں۔" لوبیتا نے تھوک نگلتے ہوئے عورتوں کی طرف اشارہ کیا۔ "لکڑی دیوتا کے قدموں میں بھینٹ چڑھنے سے پہلے تمہاری جسمانی پاکیزگی ضروری ہے۔"

"کیا یہ غسل سب کی موجودگی میں ہوگا..............؟" شنکر نے مسکراتے ہوئے سوال کیا پھر خمار آلود نظروں سے چاروں عورتوں کو دیکھنے لگا۔

"میں تمہیں دوراندیشی اور مصلحتوں سے کام لینے کا مشورہ دوں گا۔" لوبیتا نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"جب حسن بے نقاب ہو اور عشق بے تاب ہو تو دوراندیشی ہوا ہو جاتی ہے۔" شنکر نے ایک سرد آہ بھر کر جواب دیا۔" میں غسل کا منتظر ہوں مقدس لوبیتا .... اگر لکڑی دیوتا کے چرنوں میں جیون بلیدان کرنے کی رسم اتنی سندر ہے تو شنکر سارا جیون بھینٹ دینے کو تیار ہے .... تم ان سندر اور الہڑ ناریوں کو غسل کا اہتمام کرنے کا حکم دو" .... شنکر نے لڑکھڑاتی آواز میں کہا پھر آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں بند کر لیں .... اس کے چہرے پر سکون اور اطمینان جھلک رہا تھا لیکن لوبیتا .... اس کے تیور بتا رہے تے کہ وہ کسی گہری سوچ میں گم ہے۔

○

زاریا کا حسن آج قابل دید تھا۔

سردار پوما کے حکم پر جزیرے کی بے شمار حسینوں اور نازنینوں نے اسے جشن صحت کے موقع کے لئے بطور خاص تیار کیا تھا' اس کے جسم کو مغربی لباس کی قید سے آزاد کر کے

مقامی انداز میں بنایا سوارا گیا تھا' مقامی لباس میں اس کے حسن کی رنگت کئی گنا زیادہ بڑھ گئی تھی لوگ اسے رشک کی نظروں سے دیکھ رہے تھے' اسے جزیرے کی رسومات کے عین مطابق پوری توجہ سے آراستہ کیا گیا تھا جسم کے ایک ایک عضو کو جڑی بوٹیوں سے رگڑ رگڑ کر کندن کیا گیا تھا۔ اس کے بدن پر بہترین نقش و نگار حسین رنگوں سے اجاگر کئے گئے تھے' اس کا وجود مشک و عنبر جیسی خوشبوؤں میں مہک رہا تھا اور ذہنوں کو مسحور کر رہا تھا۔ اس کی زیبائش اور آرائش میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا گیا تھا۔

سردار پوما کے حکم پر آج جزیرے کے تمام چھوٹے' بڑے' بچے' بوڑھے اور نوجوان لکڑی دیوتا کے سامنے نیم دائرے کی صورت میں حلقہ بنائے کھڑے تھے مومی شمعوں کی روشنی ان کے چہروں پر دمک رہی تھی' مخصوص افراد ڈھول تاشے پیٹ پیٹ کر اپنے مقامی انداز میں خوشیوں کے گیت الاپ رہے تھے' سیاہ فام وحشی اور نوخیز لڑکیاں رقص و سرود کی محفلوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی تھیں' لوبیتا کے مذہبی حلقے کے افراد ان کے درمیان کوئی مخصوص مشروب تقسیم کرتے پھر رہے تھے وہ یقیناً کوئی نشہ آور عرق تھا جو ان کے چہروں اور نگاہوں سے مستی بن کر چھلک رہا تھا اور رفتہ رفتہ انہیں مدہوش کر رہا تھا۔

سردار پوما حسب معمول ایک بلند مقام پر بیٹھا تھا' زاریا قیامت بنی اس کے بائیں جانب بیٹھی تھی اس کی پشت پر جزیرے کی حسین ترین لڑکیاں کھڑی تھیں' شاید اس طرح پوما نے زاریا کے حسن کی دلکشی اور نیرنگیوں کو مزید نمایاں کرنے کی کوشش تھی' پس منظر میں نیلگوں سیاہی کارفرما ہو تو پیش منظر کی گلابی مائل سفیدی دو آتشہ بن جاتی ہے' زاریا بھی اس وقت دیکھنے والوں کے دل و دماغ پر بجلی بن کر کوند رہی تھی........ پوما کے داہنی جانب لوبیتا اور اس کے دوسرے کارندے موجود تھے۔

چاروں سمت کسی میلے کا سماں طاری تھا' وقت کے ساتھ ساتھ ہنگاموں میں اضافہ ہو رہا تھا' ہجوم کا جوش و خروش بڑھتا جا رہا تھا ایک طرف وہ شنکر کی پراسرار قوتوں کے گن گا رہے تھے جس نے ماکا کے سحر کو توڑ کر زاریا کو دوبارہ اس کے قدموں پر ایستادہ ہونے کا موقع عطا کیا تھا اور دوسری طرف وہی لوگ شنکر کو لکڑی دیوتا کے قدموں میں بطور قربانی پیش کئے جانے کے منظر کی دید کے لئے بے تاب بھی نظر آ رہے تھے لیکن لوبیتا اس وقت بھی مضطرب دکھائی دے رہا تھا' اس کی آنکھوں سے بے چینی جھلک رہی تھی' اس کی نگاہیں بار بار اس سمت اٹھ رہی تھیں جدھر گابا اور اس کے ساتھی شنکر کو لینے کے لئے گئے تھے۔

ایک جانب لوگوں کا اشتیاق بڑھ رہا تھا' وہ دیوتا کے قدموں میں انسانی بھینٹ کا تماشا

دیکھنے کے لئے بے چین تھے اور دوسری جانب شنکر بڑی لاپروائی سے، بینہ تانے گابا اور اس کے ساتھیوں کے ہمراہ قدم بڑھاتا چلا آرہا تھا' گابا اس کے ساتھ ساتھ تھا' اس کے باقی ساتھی نیزہ تانے اطراف میں بکھرے ہوئے تھے' ان کی چوکس نظریں شنکر پر اور گرفت نیزوں پر جمی ہوئی تھی' گابا کے چہرے پر بڑی پراسرار خاموشی طاری تھی' خاصی دیر تک وہ شنکر کے ساتھ قدم ملائے چلتا رہا پھر قربان گاہ جب قریب آنے لگی تو اس نے دبی زبان میں شنکر کو مخاطب کیا۔

"کیا تمہیں علم ہے کہ سردار پوما نے تمہارے حق میں کیا فیصلہ کیا ہے۔"

"ہاں............" شنکر نے لاپروائی کا مظاہرہ کیا۔ "تمہارے سردار نے مجھے لکڑی دیوتا کی بھینٹ چڑھانے کا حکم دیا ہے۔"

"کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا؟" گابا نے سرگوشی کی تو شنکر چونک اٹھا۔

"کیا مطلب ...." اس نے گابا کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"گابا کی نظریں تمہارے دل میں جھانک رہی ہیں۔" وہ مدھم لہجے میں بولا "میں جانتا ہوں کہ تم لازوال قوتوں کے مالک ہو' میرا علم کہتا ہے کہ تم ہمارے درمیان کچھ دن کے مہمان ہو سردار تمہارا بال بھی بیکا نہیں کرسکے گا۔"

"بہت خوب ...." شنکر نے شانے اچکائے۔ "گویا تم بھی اب شنکر کے اندر جھانکنے کی کوشش کر رہے ہو .... میری مانو تو اپنا سے برباد نہ کرو' تمہارے فرشتے بھی میرے بارے میں کچھ دریافت کرنے سے قاصر ہی رہیں گے۔"

"تم اگر گابا کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانے کا وعدہ کرو تو وہ تمہارے بہت کام آ سکتا ہے۔"

"تم .... اور شنکر کی سہائتا کرو گے؟" شنکر نے مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ "کہیں تم کھلی آنکھوں سے سپنے دیکھنے کے عادی تو نہیں ہو۔"

"ہاں .... میں اس جزیرے میں تمہاری رہنمائی اس مقام تک کر سکتا ہوں جس کی تلاش میں تم نے ایک طویل سفر طے کیا ہے۔"

"کیا مطلب............؟" شنکر نے سنجیدگی سے گابا کی طرف دیکھا۔

"میں جانتا ہوں میرے دوست کہ تم ایک ایسی طاقت کی تلاش میں ہو جس کو حاصل کرنے کے بعد کوئی شخص بھی ناقابل تسخیر بن سکتا ہے۔"

"اچھا ...." شنکر چونک اٹھا۔ "تم اس طاقت کے بارے میں اور کیا جانتے

ہو............؟"

"تم جس طاقت کی تلاش میں ہو وہ ایک قوی ہیکل دیوتا کے قدموں تلے دفن ہے .... وہ جو دن رات دیوتا کی سیوا اور اس کی پوجا میں لگے ہیں وہ بھی اس راز سے واقف نہیں جو تمہاری پراسرار نظروں نے پالیا ہے اور تم ...."

"گابا ...." شنکر نے سرسراتی آواز میں اس کا جملہ درمیان سے اچکتے ہوئے سرگوشی کی۔ "کیا تم وہاں تک میری رہنمائی کر سکتے ہو۔"

"ہاں .... بشرطیکہ تم مجھے برابر کا شریک بنانے کا وچن دو۔"

شنکر نے فوراً" ہی کوئی جواب نہیں دیا' اس کی نظریں گابا کے چہرے پر مرکوز تھیں' فوری طور پر وہ گابا کے سلسلے میں کوئی آخری فیصلہ کرنے سے گریز کر رہا تھا' اس کے ذہن میں ایک سوال بڑی سرعت سے ابھرا۔ "اگر گابا کو اس قوت کے بارے میں علم تھا جس کا حصول کسی بھی انسان کو ناقابل تسخیر اور ہفت اقلیم کی دولت کا مالک بنا سکتا تھا تو پھر اسے کسی اور کو شریک بنانے کی کیا ضرورت تھی؟ .... کیا گابا کے ساتھ بھی وہی مشکل درپیش تھی جس کے پیش نظر شنکر نے پرنس فیصل کو مجبوراً" اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے اپنا آلہ کار بنایا تھا............؟"

"وقت مت برباد کرو میرے دوست ...." گابا نے شنکر کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے تیزی سے سرگوشی کی۔ "مجھے علم ہے کہ سردار تمہیں دیوتا کے قدموں میں بھینٹ چڑھانے میں کامیاب نہیں ہو گا لیکن اگر اس بھینٹ کی رسم کا پہلا مرحلہ مکمل ہو گیا تو شاید تم تمام زندگی تاریکیوں میں بھٹکتے رہو گے .... پھر شاید میں بھی تمہارے کسی کام نہ آ سکوں ...."

"میں .... تمہارا اشارہ نہیں سمجھا۔" شنکر نے الجھتے کہا۔ "پہلے مرحلے سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"بھینٹ کی رسم سے پہلے مقدس لوبیتا تمہاری آنکھوں پر ایک متبرک محلول لگائے گا جس کی تیز خوشبو موگرے کو تمہاری طرف متوجہ کردے گی۔ انسانی آنکھ موگرے کی سب سے پسندیدہ خوراک ہے' خوشبو کی مہک پاتے ہی وہ کسی آدم خور پرندے کی مانند تمہاری سمت جھپٹے گا اور پھر تم اپنی بینائی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاؤ گے' لوبیتا نے بطور خاص موگروں کی کئی جوڑیاں اپنے پاس محفوظ رکھی ہیں ورنہ یہ پرندہ تقریباً ناپید ہی ہوتا جا رہا ہے۔" گابا نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔ لکڑی دیوتا ایسی قربانیوں کو زیادہ پسندیدہ

نظروں سے دیکھتا ہے جو بھینٹ چڑھنے سے پیشتر آنکھوں سے محروم ہوں .... ذرا سوچو .... موگرے کا شکار ہونے کے بعد ...."

"ایک منٹ ...." شنکر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"اگر میں تم کو برابر کا شریک بنا لوں تو کیا تم مجھے موگرے کے اذیت ناک حملے سے نجات دلا سکو گے ...."

"ہاں .... میں تم کو ایک ایسا طریقہ بتا سکتا ہوں جس پر عمل کرنے کے بعد تم اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتے ہو۔"

"کیا سردار پوما کی دوربین نظریں تمہاری سازش کو نہیں دیکھ سکیں گی۔" شنکر نے کہا۔ "مجھے اچھی طرح یاد ہے .... ایک بار تم نے مجھے باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ سردار پوما کی نگاہیں پورے جزیرے کے چپے چپے کو دیکھ سکتی ہیں اور اس کے کان دلوں کی گہرائیوں میں دھڑکنوں گونج سننے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔"

"ہاں .... میں نے تم سے غلط بیانی نہیں کی تھی لیکن تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ میں نائب کی حیثیت رکھتا ہوں۔"

"گویا اگر میں تمہارے ساتھ دوستی کا وعدہ کر لوں تو تم سردار کے اعتماد کو دھوکا دینے پر تیار ہو جائے گے؟"

"میرے پاس وقت کم ہے ...." گابا نے اس بار قدرے عجلت میں کہا۔ "میں تمہارا آخری فیصلہ سننا چاہتا ہوں .... گابا کو شریک بنا کر تم کامیاب ہو سکتے ہو' دوسری صورت میں شاید تمہارے خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکیں۔"

"مجھے .... مجھے تمہاری شرط منظور ہے ...." شنکر نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا تو گابا کی نگاہیں خوشی سے چمک اٹھیں۔

ٹھیک اسی وقت روپا کی آواز کی لہریں شنکر کی قوت سماعت میں گونجنے لگیں........

"تم سے کے بھید بھاؤ کے کارن اپنے ہونٹوں پر تالے ڈال سکتے ہو لیکن روپا یہ سب کچھ برداشت نہیں کر سکتی........ میں ...... میں آ رہی ہوں۔"

روپا کی آواز سن کر شنکر نے خلاؤں میں جھانکا پھر اس کے ہونٹوں پر ایک معنی خیز مسکراہٹ پھیل کر گہری ہوتی چلی گئی۔

"مجھے یقین تھا کہ تم میری پیشکش کو قبول کر لو گے۔"

گابا نے کہا لیکن ایک بات کا خیال رکھنا' اگر تم نے کسی موقع پر گابا کے اعتماد کو ٹھیس پہنچانے کی کوشش کی تو بہت خسارے میں رہو گے۔"

"شنکر نے زندگی میں نفع نقصان کے بارے میں کبھی سنجیدگی سے غور نہیں کیا' موجودہ صورتحال ہی کو لے لو' بدعہدی کا ثبوت سردار پوما نے دیا تھا اور خسارہ مجھے برداشت کرنا پڑ رہا ہے' اسے تم کیا کہو گے۔" شنکر نے نہایت مطمئن لہجے میں جواب دیا' روپا کی آواز نے اس کے اعتماد کو بحال کر دیا تھا۔ چنانچہ اس نے آنکھ بند کر کے اپنی پراسرار قوتوں کو سمیٹا اور گابا کے دل کا حال معلوم کرنے لگا' اسے معاملے کی تہہ تک پہنچنے میں زیادہ دشواری پیش نہیں آئی' گابا کی عیاری پلک جھپکتے میں بے نقاب ہو گئی۔ وہ لوبیتا کی فراہم کردہ معلومات کا سہارا لے کر شنکر کو دوستی پر آمادہ کر رہا تھا' ایک لمحے کو شنکر کے دل میں یہ خیال بڑی سرعت سے ابھرا کہ وہ گابا کو اپنی مہان شکتیوں کا نشانہ بنا کر بساط کا رخ پلٹ دے لیکن اس نے جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اس کی ودیا اسے بتا رہی تھی کہ گابا اس کے مطلوبہ مقام تک رہنمائی کرنے میں اس کے لئے کارآمد ثابت ہو سکتا تھا لہٰذا وہ خون کا گھونٹ پی کر مصلحتاً چپ ہی رہا' گابا اسے شیشے میں اتارنے کی خاطر کہہ رہا تھا۔

"میری بات غور سے سنو سردار کے ایماء پر لوبیتا جب تمہاری آخری خواہش کے بارے میں دریافت کرے تو تم........."

"نہیں........." شنکر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"میں نے تم سے صرف منزل مقصود تک رہنمائی کی خاطر اور اس کے بعد حاصل ہونے والی لازوال طاقت کے سلسلے میں شرکت کی ہے۔ موگرے کی طرف سے ہونے والے حملے کا تدارک میں خود کروں گا۔"

"کیا تم ایسا کر سکو گے..........؟"

"شنکر تنہا بھی سینکڑوں پر بھاری ہے........ اس کا اندازہ تمہیں بہت جلد ہو جائے گا۔"

"میں تمہیں کسی حماقت اور جلد بازی سے کام لینے کے سلسلے میں دور اندیشی کا مشورہ دوں گا۔" گابا نے سنجیدگی سے کہا۔ "پراسرار قوتیں ایک وقت میں پورے جزیرے پر بسنے والوں کی مشترکہ قوتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں' سردار پوما نے تیوری پر بل ڈال کر آنکھ جھپکی تو پلک جھپکنے کی دیر میں سینکڑوں نیزے تمہارے جسم کے آر پار ہو جائیں گے۔"

"گابا.................." شنکر نے اس کی بات کو یکسر نظرانداز کرتے ہوئے سرگوشی کی۔

"کیا تم پوما کی جگہ سردار کی گدی پر بیٹھنا پسند کرو گے؟"

"شاید اب تم گابا کے ساتھ کوئی دلچسپ مذاق کرنا چاہتے ہو۔"

"سمے کا انتظار کرو .... اس کا فیصلہ بھی بہت جلد ہو جائے گا۔"

شنکر نے کھلے میدان میں قدم رکھا تو تمام نظریں اسی کی جانب گھورنے لگیں' سردار پوما کی نگاہوں میں انتقام کے شعلے بھڑکنے لگے' لکڑی دیوتا کے مخصوص پجاریوں نے اپنے مذہبی گیت کو زیادہ بلند آواز میں الاپنا شروع کر دیا' نوجوان مرد اور عورتوں نے لعنت لعنت کی تکرار شروع کر دی لیکن دو افراد ایسے بھی تھے جن کے تاثرات دوسروں سے مختلف تھے' ایک زاریا تھی جو شنکر کو رحم طلب نظروں سے دیکھ رہی تھی شاید اس لئے کہ وہ اس کا محسن تھا اور دوسری شخصیت لوبیتا کی تھی جس کی نگاہوں میں اس وقت بھی الجھن اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات موجود تھے' اس کا دل گواہی دے رہا تھا کہ شنکر کی پراسرار قوتوں کو شکست دینا سردار پوما کے بس کی بات نہیں ہوگی' متعدد بار اس نے جسارت کرنے کی کوشش کی کہ وہ سردار کو اپنی ذہنی کیفیتوں سے آگاہ کر دے' اسے شنکر کو بھینٹ چڑھانے کا ارادہ بدل دینے کا مشورہ دے لیکن کوئی اندرونی اور نادیدہ قوت ایسی تھی جو اسے اس کے ارادوں سے باز رکھے ہوئے تھی۔

شنکر گابا کے اشارے پر لکڑی دیوتا کے سامنے زمین پر سفید رنگ سے بنے ہوئے وسیع دائرے کے درمیان پہنچ کر رک گیا' اس نے بدستور سینہ تان رکھا تھا اور گردن اکڑا رکھی تھی' وہ دلچسپ نظروں سے ہجوم کی بے چینی دیکھ رہا تھا جن کا جوش و خروش ہر لمحہ بڑھتا جا رہا تھا۔ پھر یکلخت سردار نے اپنی جگہ کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ فضا میں بلند کئے تو مجمع پر گہرا سکوت طاری ہو گیا' دیوتا کے مخصوص پجاریوں نے اپنا مذہبی گیت بند کر دیا' اب سب

کی نظریں سردار کی سمت لگی ہوئی تھیں' پوما کسی جنگجو فاتح کی مانند ہجوم پر نظر دوڑاتا رہا پھر اس کی ٹھوس آواز بلند ہونی شروع ہوئی۔

میرے عزیز دوستو' بزرگو' نوجوانو' اور جانثارو' آج ایک طویل مدت کے بعد دیوتا کے قدموں میں ایک نووارد کو بھینٹ چڑھانے کی رسم ادا کی جائے گی۔ تم سب اس بات کے گواہ ہو کہ لکڑی دیوتا کے حضور جب بھی بھینٹ پیش کی گئی ہے اس نے جزیرے کے باسیوں کو اپنی عظیم اور ناقابل شکست قوتوں سے سرفراز کیا ہے اور ہماری پریشانیاں ٹل گئی ہیں' آج یہ قربانی زاریا کے جشن صحت کے سلسلے میں پیش کی جا رہی ہے .... تم سب جانتے ہو کہ پوما کو سرداری کا منصب کس طرح حاصل ہوا ہے' ہم طاقت کے پجاری ہیں اور طاقت کے سامنے سر جھکانا اپنا فرض سمجھتے ہیں .... زاریا کے حصول کی خاطر میں نے ماکلا کو تم میں سے بہت سارے لوگوں کی موجودگی میں للکارا تھا' پوما حق پر تھا اس لئے دیوتا نے اسے ماکلا کے مقابلے میں فتح سے ہمکنار کیا تھا لیکن ماکلا نے بعد میں اپنی طاغوتی قوتوں کے ذریعے زاریا کے حسین جسم کو مفلوج کر دیا' اس کی بدروح مقدس زاریا کے جسم پر قابض رہی .... پھر شنکر کی پراسرار قوتوں نے زاریا کو ماکلا کے سحر سے نجات دلائی' میں طاقت کا پجاری ہوں اس لئے شنکر کی قوتوں کو سلام کرتا ہوں شنکر نے مقدس زاریا کے سلسلے میں بدنیتی کا ثبوت پیش کر کے میرے انتقام کے جذبے اور تم سب کی غیرت کو للکارا ہے' زاریا میرا انتخاب ہے' تمہارے سردار کی پسند ہے اس لئے اس وقت تک سب کے لئے قابل احترام ہے جب تک کوئی دوسرا طاقت کے بل بوتے پر اس کے حصول کا دعویٰ نہیں کرتا .... میں نے سردار کی حیثیت سے شنکر کو دیوتا کے قدموں پر بھینٹ چڑھانے کا فیصلہ کیا ہے .... کیا کسی کو پوما کے فیصلے سے انکار ہے.................."

"نہیں .... نہیں .... نہیں.................." مجمع نے یک زبان ہو کر کہا۔ "شنکر نے مقدس زاریا کو بری اور میلی نظروں سے دیکھ کر خود کو موت کا مستحق قرار دیا ہے .... دیوتا کے قدموں میں اس کی بھینٹ لازمی ہے۔"

"طاقت کے عظیم پجاریو .... مجھے یقین تھا کہ تم اپنے سردار کے فیصلے سے انکار نہیں کرو گے .... میں تمہاری خواہش کے عین مطابق مقدس لوبیتا سے درخواست کروں گا کہ وہ شنکر کی آنکھوں میں قرتوش کا متبرک محلول لگا کر بھینٹ کی رسم کے پہلے مرحلے کا آغاز کرے .... آج ایک مدت کے بعد مقدس موگرا کو اس کی

پسندیدہ غذا پھر نصیب ہو گی لیکن پیشتر اس کے کہ مقدس لوبیتا اپنے مذہبی فرض ادا کرے میں لوگوں سے طاقت کے نام پر دریافت کروں گا کہ کیا کوئی مرد میدان ایسا ہے جو مقدس زاریا کے حصول کے لئے مجھ سے موت اور زندگی کی جنگ لڑنے پر آمادہ ہو .... ماکلا نے بھی زاریا کے لئے یہی اعلان کیا تھا اور تم گواہ ہو کہ میں نے اسے اپنی پراسرار قوتوں کے زور پر شکست دی تھی .... آج میں بھی یہی اعلان کر رہا ہوں کہ اگر کوئی مجھ سے مقابلہ کرنا چاہے تو خم ٹھونک کر سامنے آئے .... میں جزیرے کی پرانی ریت کے مطابق تمام لوگوں کو دس منٹ تک غور و خوض کرنے کی مہلت دیتا ہوں ' اس کے بعد بھینٹ کی رسم کا آغاز ہو گا۔"

پوما اپنا جملہ مکمل کرنے کے بعد سینہ تانے کھڑا اپنے جسم کی نمائش کرتا رہا اس کی نظریں کسی بھوکے عقاب کی مانند ہجوم کے سروں پر منڈلا رہی تھیں' لوگوں نے اپنے ہونٹ سی لئے تھے' کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ زور سے سانس بھی لے سکتا' گابا بھی شنکر کے قریب خاموش کھڑا سردار کو خالی خالی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا مقدس زاریا کے حصول کی خاطر میں سردار کی پراسرار قوتوں کو للکار سکتا ہوں۔" شنکر نے بلند آواز میں کہا۔

"نہیں..............." پوما نے گرج کر جواب دیا" تمہارا انتخاب بھینٹ کی حیثیت سے کیا جا چکا ہے اس لئے تم طاقت کے مقابلے میں حصہ نہیں لے سکتے..............."

" شنکر .... میری مانگ کے سیندورا!" روپا کی لہراتی ہوئی آواز شنکر کے کانوں میں گونجی۔ "کیا تم اپنی پجارن کو ودھوا چھوڑ کر اس دنیا سے سدھار جاؤ گے......؟ دیکھو' تمہاری داسی اپنا سندر شریر چھوڑ کر تمہارے پاس آئی ہے .... مجھے آگیا دو کہ میں پوما کو ایسا کشٹ دوں کہ اس کی آتما بھی قیامت تک دھرتی اور آکاش کے درمیان بھٹکتی رہے۔"

"نہیں............" شنکر نے اسے خیالوں خیالوں میں مخاطب کیا۔ "تجھے میرے حکم کے بغیر کوئی چمتکار دکھانے کی ضرورت نہیں۔"

"سمے بیت گیا تو پچھتاوؤں سے کیا حاصل ہو گا۔ روپا نے بے چینی سے کہا۔ "تم نے کالی اور درگا کے نام پر بڑی تپسیا کی ہے' مجھے بتاؤ' تم خاموش کیوں ہو .... روپا جانتی ہے کہ اگر تم شیو کا نام لے کر ایک پھونک بھی مارو گے تو تمہارے بیری (دشمن) پل بھر میں بھسم ہو کر رہ جائیں گے۔

"روپا..............." شنکر نے اس کی بے چین آتما کو مخاطب کیا۔

"کیا تو پسند کرے گی کہ میں تیرے ہوتے زاریا جیسی سندری کے لئے پوما سے جنگ کروں' کیا تو کسی اور سندر نار کو اپنے پریمی کے قدموں میں برداشت کر سکے گی؟"

"نہیں............... اگر تو نے ایسا کیا تو سب سے پہلے میں اسی سندرتا کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دوں گی۔"

"من موہنی..............." شنکر نے کہا' ایک نظر گابا کو دیکھ .... "یہ تجھے کیسا لگتا ہے۔"

"میں .... تیرا مطلب نہیں سمجھی۔" روپا نے تڑپ کر کہا سے بیتا جا رہا ہے اور تجھے ٹھٹھول سوجھ رہا ہے۔"

" گابا اگر زاریا کو حاصل کرنے کی خاطر..............."

"تو چنتا نہ کر' روپا نے تیزی سے کہا' میں جا رہی ہوں .... جیسا تو چاہے گا ویسا ہی ہو گا۔"

" گابا..............." شنکر نے گابا سے سرگوشی کی۔ "کیا مقدس زاریا کا بے پناہ حسن تیرے اندر گدگدی نہیں پیدا کر رہا۔"

"کیا مطلب..............."

" زاریا کو ایک نظر بھر کر دیکھ .... یہ سنہری موقع ہاتھ سے نکل گیا تو پھر برسوں تجھے انتظار کرنا پڑے گا۔ ذرا غور کر گابا' زاریا کے ساتھ ساتھ تجھے جزیرے کی سرداری بھی نصیب ہو گی۔"

گابا نے کوئی جواب نہیں دیا' وہ خلاء میں گھور رہا تھا اور دوسری طرف پوما نے گنتی گننی شروع کر دی تھی ایک .... دو .... تین ...... چار......... پانچ .... چھ .... سات .... آٹھ ...... نو پھر قبل اس کے کہ وہ دس کہتا گابا نے چیخ کر کہا۔

" مقدس زاریا کے حصول کی خاطر میں طاقت کے نام پر تم سے مقابلے کو تیار ہوں۔"

گابا کی آواز سن کر ہجوم میں مکھیوں جیسی بھنبھناہٹ شروع ہو گئی' لوبیتا نے چونک کر گابا کو دیکھا' سردار پوما کی نظروں میں خون اتر آیا' شاید اسے گابا سے اس جسارت کی توقع نہیں تھی' اس نے ایک حقارت بھری نظر گابا پر ڈالی پھر ہجوم کے درمیان چھلانگیں بھرتا خم ٹھونک کر گابا کے مقابلے میں آگیا' دونوں نے اپنے اپنے نیزے سنبھال لئے ہجوم کے درمیان

ایک بار پھر گہرا سکوت طاری ہو گیا' سردار پوما کی توقع کے خلاف گابا نہایت بے جگری سے پھرتیلے پن کا مظاہرہ کررہا تھا۔ دونوں کے نیزے آپس میں ٹکراتے رہے' پھر اچانک گابا نے قلابازی کھائی اور فضا میں اڑتا ہوا پوما کی پشت پر پہنچ گیا' پوما نے سنبھلنے کی کوشش کی لیکن گابا نے حیرت انگیز قوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے کمر پر لاد کر اور سر سے بلند کرکے دوسری جانب چاروں خانے چت گرا دیا۔ پھر پلک جھپکتے میں اس کا نیزہ فضا میں بلند ہو کر نیچے آیا تو پوما کے حلق سے اذیت ناک چیخ بلند ہو کر دور تک فضا کے دوش پر لہراتی چلی گئی گابا کا نیزہ پوما کے سیدھے ہاتھ کو چھیدتا ہوا زمین میں دھنس گیا تھا اور پوما درد کی شدت سے بے بس پڑا بلبلا رہا تھا' یہ سب کچھ اتنی جلدی اور خلاف توقع ہوا کہ ہجوم ایک ثانئے کو دم بخود رہ گیا پھر لوبیتا نے گابا کی کامیابی کا اعلان کیا تو ہجوم پوما کو یکسر فراموش کرکے گابا کے حق میں نعرے بلند کرنے لگا۔

زاریا کے چہرے پر موت کی بھیانک سیاہی پھیل رہی تھی' شاید اسے پوما کی ناکامی منظور نہیں تھی' وہ معنی خیز اور پھٹی پھٹی نظروں سے کبھی پوما اور کبھی شنکر کو گھور رہی تھی' شنکر کی نظریں گابا پر مرکوز تھیں اور گابا کو خود بھی اپنی نگاہوں پر یقین نہیں آ رہا تھا' اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی بھیانک خواب دیکھتے دیکھتے اچانک ہوش میں آ گیا ہو .... اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ سردار پوما کی پراسرار قوتوں کو کبھی للکارنے کی جسارت کر سکے گا لیکن اس وقت ایک فاتح کی حیثیت سے سردار پوما کی چھاتی پر پاؤں رکھے سینہ تانے کھڑا لوگوں کے فلک شگاف اور پرجوش نعرے سن رہا تھا پھر اس کے کانوں میں شنکر کے آخری جملے گونجنے لگے .... اس کا دل گواہی دے رہا تھا کہ اس کی فتح میں اس کے اپنے ارادے سے زیادہ شنکر کی پراسرار قوتوں کا دخل شامل ہے .... اس نے آہستہ سے نظریں گھما کر دیکھا .... شنکر اپنی جگہ کسی مرد آہن کی طرح کھڑا معنی خیز انداز میں مسکرا رہا تھا .... اس کی نظریں اس وقت خوبصورت اور حسین زاریا پر جمی ہوئی تھیں .... !!

○

آہستہ آہستہ روپا کے گرد لوگوں کا ہجوم بڑھتا جا رہا تھا .... اس نے جس انداز میں خلاء میں گھورتے ہوئے بولنا شروع کیا تھا اور پھر جس طرح یکلخت خاموش ہو کر

سنگلاخ فرش پر ڈھلک گئی تھی اس نے قرب و جوار میں بیٹھے ہوئے بیشتر مسافروں کو اس کی جانب متوجہ کردیا تھا' ڈاکٹر نے سب سے پہلے قریب پہنچ کر اس کا معائنہ شروع کر دیا تھا' فیصل' جاوید اور تنویر بھی قریب کھڑے ہوئے صورتحال کو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے' لوگوں نے سردی کی شدت کو وقتی طور پر فراموش کر کے روپا کے بارے میں اظہار خیال شروع کر دیا تھا۔ ایک مسافر کہہ رہا تھا۔

" میرا خیال ہے کہ یہ سردی کی شدت کو برداشت نہیں کر سکی۔"

" لیکن ان جملوں کا کیا مقصد تھا جو اس کی زبان سے ادا ہو رہے تھے۔" دوسرے نے سوال کیا۔ "کیا تم اسے ہذیاتی کیفیت قرار دے سکتے ہو؟"

"نہیں..............." قریب موجود ایک اور مسافر نے کہا۔ " وہ کسی کو مخاطب کر کے اپنے فیصلے سے آگاہ کر رہی تھی۔"

"کون ہو سکتا ہے وہ ....؟"

" میرا خیال ہے اس نے اجل کے فرشتے کو سر پر منڈلاتے دیکھ لیا تھا۔ " ایک بوڑھے نے رائے زنی کی۔ " میں نے آخری جملے بہت واضح طور پر سنے تھے اس نے کہا تھا کہ میں یہ سب کچھ برداشت نہیں کر سکتی .... میں آ رہی ہوں۔"

" میرا اندازہ آپ حضرات کی رائے سے مختلف ہے۔"

برطانوی مسافر نے سنجیدگی سے سرگوشی کی۔ " اس غریب نے یقیناً ان بد روحوں کو دیکھ لیا ہوگا جو ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہیں اور پھر وہ اپنا ذہنی توازن برقرار نہ رکھی سکی .... یہ ہماری تباہی کی ابتداء ہے' ابھی ایک عورت طاغوتی طاقتوں کا شکار ہوئی ہے .... اس کے بعد ہم بھی ایک ایک کر کے ...."

" خدا کے لئے تم اپنی منحوس زبان بند رکھو" ایک تیسرے مسافر نے برطانوی باشندے کو حقارت سے گھورتے ہوئے کہا۔ " ایسی بدشگونی کی بات زبان پر نہیں لایا کرتے............... ہمیں بہرحال خداوند کریم سے اپنے گناہوں کی توبہ کرنی چاہئے' وہی ایسے آڑے وقت میں ہماری مدد کر سکتا ہے۔"

" اپنے اپنے عقیدے کی بات ہے" بوڑھا مسافر بولا۔

" موت کو قریب دیکھ کر ہر شخص کو خدا یاد آ جاتا ہے لیکن مصیبت ٹل جانے کے بعد ہم رفتہ رفتہ پھر گناہ کی طرف راغب ہونے لگتے ہیں۔ جو کچھ ہم پر بیت رہی ہے یہ سب ہمارے خراب اعمال کا نتیجہ ہے' اگر اب بھی ہماری آنکھوں کی پٹی نہ کھلی تو ہمارا انجام

یقیناً ہماری توقعات سے کہیں زیادہ مختلف اور عبرتناک ہو گا۔"

" دیکھو .... غور سے دیکھو۔" برطانوی باشندے نے اپنے قریب کھڑے ہوئے ساتھی سے سرگوشی کی۔ " میں ڈاکٹر کے چہرے پر مایوسی کے گہرے بادل منڈلاتے دیکھ رہا ہوں .... اس کے ہاتھ کی گرفت مرنے والی کی نبض پر ڈھیلی پڑ رہی ہے .... اب وہ اس کی دردناک موت کا اعلان کرنے والا ہے۔"

پھر ڈاکٹر روپا کا تفصیلی معائنہ کرنے کے بعد اپنے پیروں پر کھڑا ہوا تو ہجوم پر موت کی خاموشی طاری ہو گئی' سب ہی کی نگاہیں ڈاکٹر کے چہرے پر مرکوز تھیں۔

"تمہاری تشخیص کیا کہتی ہے۔" سب سے پہلے امریکن خاتون نے ڈاکٹر سے سوال کیا۔

"میں فوری طور پر کوئی بات یقین سے نہیں کہہ سکتا۔"

ڈاکٹر نے تھوڑے توقف کے بعد کچھ سوچتے ہوئے مدھم لہجے میں جواب دیا پھر بولا' "میرا خیال ہے کہ ہمیں اس انداز میں اسے گھیر کر نہیں کھڑا ہونا چاہئے ورنہ آکسیجن کی کمی اس کے لئے نقصان دہ اور جان لیوا بھی ثابت ہو سکتی ہے۔" پھر جب ڈاکٹر کے مشورے اور امریکی خاتون کے کہنے پر لوگ روپا سے دور ہو کر کھڑے ہو گئے تو فیصل نے قریب آتے ہوئے دریافت کیا۔

"کیا یہ لڑکی زندہ ہے ....؟"

"نہیں ...." ڈاکٹر نے آہستہ سے کہا۔ " اس کی نبض کی رفتار اور دل کی حرکت بند ہو چکی ہے۔"

"تم نے اس کی موت کا اعلان کرنے سے گریز کیوں کیا؟"

"اگر لوگوں کو فوری طور پر علم ہو گیا تو یہ دہشت کا شکار ہوجائیں گے' ایسی صورت میں سردی کی شدت ان کی قوت مدافعت کو کم کردے گی' اگرایسا ہوا تو ان میں سے بہت سارے لوگ حرکت قلب بند ہو جانے کا شکار بھی ہو سکتے ہیں' میں نے اسی غرض سے فوری طور پر دیدہ دانستہ لڑکی کی موت کا اعلان نہیں کیا۔"

"اوہ................" فیصل نے مختصراً" کہا پھر روپا کو دیکھنے لگا جو فرش پر چاروں خانے چت پڑی تھی' اس کے چہرے پر زندگی کی کوئی علامت نہیں تھی۔"

کو روپا سے اور دور ہٹانے کی کوششوں میں مصروف ہوا تو جاوید نے فیصل کے قریب آ کر پوچھا۔

"ڈاکٹر کا کیا کہنا................؟"

"اس نے روپا کی موت کی تصدیق کر دی ہے لیکن ہم فوری طور پر لوگوں کو اس خبر سے آگاہ نہیں کر سکتے' فیصل نے کہا پھر ڈاکٹر کے خیال کی وضاحت کرنے لگا۔

"ممکن ہے ڈاکٹر کا خیال اپنی جگہ درست ہو لیکن ...."

"لیکن کیا ....تم کچھ کہتے کہتے خاموش کیوں ہوگئے۔" فیصل نے جاوید کو کریدتے ہوئے پوچھا۔

"میں روپا کے جملوں پر غور کر رہا ہوں۔"

"کیا مطلب ....؟"

"ہو سکتا ہے میرا اندازہ غلط ہی ہو لیکن میرا خیال ہے کہ اپنی موجودہ کیفیت سے دوچار ہونے سے پیشتر وہ شنکر سے مخاطب تھی۔" جاوید نے روپا کو دیکھتے ہوئے گہری سنجیدگی سے کہنا شروع کیا۔ " شنکر کی واپسی میں دیر ہونے کے سبب ہم بھی پریشان تھے' ہمارا خیال تھا کہ سردار پوبا نے کسی خاص مقصد کے تحت شنکر کو روک لیا ہو گا .... ہو سکتا ہے اس وقت روپا بھی شنکر کے بارے میں سوچ رہی ہو اور وہ بھی اس نتیجے پر پہنچی ہو جس کا خدشہ ہمیں لاحق ہو رہا تھا................"

"پھر................"

"میں یقین سے اپنی بات کی وضاحت کرنے سے قاصر ہوں لیکن بحری عقاب پر آخری دنوں میں شنکر اور روپا کے درمیان جو ربط و ضبط بڑھا تھا اس کے پیش نظر کیا یہ ممکن نہیں کہ شنکر نے اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے روپا کو اپنا معمول بنا لیا ہو۔"

"میں تمہارا مقصد سمجھ رہا ہوں۔" تیمور نے جو پاس ہی کھڑا ان کی گفتگو سن رہا تھا جاوید سے کہا۔ " معمول بنانے والی بات قرین قیاس ہے لیکن تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ ڈاکٹر نے اس کی موت کی تصدیق کر دی ہے ...."

"ایک منٹ..........." فیصل نے چونکتے ہوئے جاوید کو دیکھا۔ "کیا تم یہ کہنا چاہ رہے ہو کہ روپا کی روح اس کے آخری جملے .... میں آ رہی ہوں............ کے ساتھ ہی جسم چھوڑ کر شنکر کی مدد کو چلی گئی ہے اور کسی بھی لمحے اپنے جسم میں واپس آ سکتی ہے۔"

"میں ایسی باتوں پر یقین کرنا حماقت سمجھتا ہوں لیکن اس وقت نہ جانے کیوں میرے دل میں یہی خیال ابھر رہا ہے کہ روپا دوبارہ زندہ ہو جائے گی۔" جاوید نے کہا پھر روپا کے

اکڑے ہوئے جسم کو گھورتا ہوا بولا۔ " اور اگر ایسا ہوا تو میں اسے اپنی زندگی اور اس پوری صدی کا سب سے اہم اور ناقابل یقین معجزہ کہوں گا.........."

"کہیں ایسا تو نہیں کہ تم اس وقت سنجیدگی سے ہمیں اپنی بذلہ سنجی کا یقین دلانے کی کوشش کر رہے ہو؟" تنویر نے اسے گھورتے ہوئے دریافت کیا۔

"نہیں.......... میں اس وقت پوری طرح سنجیدہ ہوں۔"

"شنکر پراسرار اور حیرت انگیز قوتوں کا مالک ہے.......... اس نے جس انداز میں بحری عقاب پر پیش گوئیاں کی تھیں وہ بھی اس بات کی دلالت کرتی ہیں کہ وہ ماضی اور حال میں دور تک جھانکنے کی صلاحیت رکھتاہے لیکن مستقبل کے بارے میں یقین سے کوئی بات کہنا یا کسی روح کو وقتی طور پر اس کے جسم سے نکال کر دوبارہ داخل کر دینا یہ امر ناقابل یقین ہے.........."

"ہو سکتا ہے وہ سفلی عمل کا بھی ماہر ہو" تیمور نے تیزی سے کہا۔ "اگر ایسا ہے تو پھر سب کچھ سوچا جا سکتا ہے........ میں نے بزرگوں سے اور اپنے ساتھی ملاحوں سے ایسے بے شمار واقعات سنے ہیں عقل سلیم جن کے بارے میں سوچنا بھی پسند نہیں کرتی۔"

"تم لوگ خواہ کچھ بھی کہو لیکن میرا ذہن ان باتوں کو.........." فیصل نے اپنا جملہ مکمل کرنا چاہا لیکن پھر اس کی نظروں نے جو منظر دیکھا اسے دیکھ کر وہ دم بخود رہ گیا' وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے روپا کو دیکھنے لگا جو آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھ رہی تھی' انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ طویل خواب سے بیدار ہوئی ہے' جاوید اور تنویر کے علاوہ ڈاکٹر بھی پتھر کے کسی بے جان مجسمے کی طرح بت بنا کھڑا روپا کو حرکت کرتے دیکھ رہا تھا........!!

○

دوسری صبح وہ بیدار ہوئے تو شنکر بھی ان کے درمیان موجود تھا۔ یخ بستہ ہواؤں کے سبب رات وہ بہت دیر سے سوئے تھے لیکن شنکر کی واپسی کس وقت ہوئی یہ بات کسی کے علم میں نہیں تھی۔ بحری جہاز کا میڈیکل آفیسر جس نے روپا کی موت کی تصدیق کی تھی شنکر کو دیکھ کر سب سے پہلے اس کے قریب گیا پھر وہ دونوں گفتگو کرتے ہوئے ساحل کے قریب ایک چٹان پر جاکر بیٹھ گئے' ڈاکٹر کچھ دیر تک شنکر سے اس کے بارے میں دریافت کرتا رہا پھر اس نے روپا کے سلسلے میں گزشتہ رات کی پوری تفصیل دہراتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"میرے محترم دوست' میں نے پوری توجہ اور ہوش و حواس کے ساتھ اس کا تفصیلی معائنہ کیا تھا' اس کی نبض اور دل کی دھڑکنیں بند ہو چکی تھیں لیکن پھر وہ دوبارہ زندہ ہو گئی.......... اچھا ہوا جو میں نے مصلحتاً اس کی موت کے اعلان میں جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کیا ورنہ اس کے ہوش میں آنے کے بعد یا تو لوگ میرے ڈاکٹر ہونے پر شبہ کرتے یا پھر اسے بھوت یا چڑیل سمجھ کر چیخنا چلانا شروع کر دیتے۔"

" یہ دھرتی ایک گورکھ دھندا ہے میرے عزیز۔" شنکر نے لاپرواہی سے جواب دیا۔ "بہت ساری باتیں ایسی ہوتی ہیں جسے تمہاری ڈاکٹری اور سائنس تسلیم نہیں کرتی لیکن ان باتوں کو جھٹلایا بھی نہیں جا سکتا۔"

" تم نے روپا کے بارے میں اپنے خیال کا اظہار نہیں کیا۔"

" تم کیاجاننا چاہتے ہو ...."

" کیا وہ حقیقتاً مرگئی تھی یا پھر.............." ڈاکٹر نے جان بوجھ کر اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ وہ وضاحت طلب نظروں سے شنکر کو دیکھ رہا تھا۔

" میری مانوتو اس چمتکار کو ایک سپنا سمجھ کر بھول جاؤ۔" شنکر نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ " جو کچھ تمہاری ودیا نے بتایا وہ بھی صحیح تھا اور جو تمہاری نظروں نے دیکھا وہ بھی جھوٹ نہیں ہے۔"

" میں نہیں سمجھا.............. کیا تمہارا خیال ہے کہ وہ خوبصورت لڑکی حبس دم کی ماہر ہے۔ " ڈاکٹر نے حیرت سے کہا پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ " اس کے آخری جملے ابھی تک میرے کانوں میں گونج رہے ہیں .... لیکن اس کے دل کی دھڑکنیں .... میں اس واقعے کو زندگی کی آخری سانسوں تک فراموش نہیں کر سکتا .... کیا تم مجھے بتانا پسند کرو گے کہ اس کی زندگی کا راز کیا تھا۔"

" کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا راز رہنا بہت ضروری ہوتا ہے ڈاکٹر ...." شنکر نے معنی خیز لہجے میں کہا۔ " اس سندر لڑکی کے معمے کو حل کرنے کا دھیان من سے نکال دو ورنہ خود بھی الجھ کر رہ جاؤ گے۔"

پھر جاوید اور فیصل کے آ جانے سے ڈاکٹر اور شنکر کے درمیان گفتگو کا سلسلہ جاری نہ رہ سکا کچھ دیر بعد ڈاکٹر رخصت ہو گیا تو فیصل نے موقع غنیمت جان کر شنکر کو توشی اور شما سے خواب کی کیفیت میں ملنے کی تمام روداد سنا ڈالی لیکن سن رسیدہ بزرگ کی ہدایت کے مطابق ان کے اور تسبیح کے تذکرے کو درمیان سے حذف کر گیا' شنکر پورے انہاک

فیصل کی ایک ایک بات کو ذہن نشین کرتا رہا' اس کی پراسرار نظریں فیصل کے چہرے پر مرکوز تھیں۔

" مجھے خوشی ہے میرے متر کہ تم نے مجھے اندھیرے میں نہیں رکھا۔" شنکر نے تفصیل سننے کے بعد کہا۔ " تم نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ کیول سنیاسی نہیں ہے' شاکا کی کالی شکتیاں تمہیں درمیان سے ہٹانا چاہتی ہیں اس کارن اس وشٹ نے ایک سندری کو ترشولی کا روپ دے کر تمہیں بھٹکانے کی خاطر تمہارے سامنے پیش کیا تھا .... پرنتو! ایک بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی .... تم شاکا کے بچھائے ہوئے جال سے کس طرح بچ نکلے.........؟"

"مجھے خود بھی حیرت ہے۔" .... فیصل نے جلدی سے بات بناتے ہوئے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا۔ " شاکا کی گندی قوتیں مجھے پہاڑ کی بلندیوں تک ضرور لے گئی تھیں لیکن اس کے بعد مجھے یوں لگا جیسے کسی نے مجھے جھنجھوڑ کر بیدار کردیا ہو .... اگر میں صرف دو تین قدم اور آگے بڑھ گیا ہوتا تو..........."

"کیا تم نے خواب میں کسی دیوانے کو بھی دیکھا تھا ....؟" شنکر نے اس کا جملہ کاٹتے ہوئے دریافت کیا' اس کی نظریں بدستور فیصل کے چہرے پر منڈلا رہی تھیں۔

"نہیں.........." فیصل نے کہا پھر چونک کر بولا۔ " تمہیں اچانک کسی دیوانے کا خیال کہاں سے آ گیا؟"

"تم شاید بھول رہے ہو میرے متر.......... ایک بار اسی پاگل دیوانے نے تمہیں موت کے منہ سے بچا لیا تھا.........."

"میں .... میں سمجھا نہیں ...."

"اس واقعے کو یاد کرو جب تمہاری کار ایک ٹرک سے ٹکراتے ٹکراتے بچ گئی تھی .... وہ دیوانہ درمیان میں اچانک ٹپک پڑا تھا۔"

"ہاں ' مجھے وہ حادثہ یاد ہے لیکن تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا؟" فیصل نے چونکتے ہوئے شنکر کو گھورا۔

"مجھے تمہارے بارے میں سب کچھ معلوم ہے۔" شنکر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "وہ بھی جو بیت چکا ہے اور وہ بھی جو کل پیش آنے والا ہے۔"

"شنکر.........." فیصل نے پہلو بدل کر سوال کیا۔ " میرا خیال ہے کہ تم اس وقت سے میرے اندر دلچسپی لے رہے ہو جب میں خان شہباز کی فرمائش پر پہلی بار توشی سے ملنے

بلیو مون گیا تھا۔"

"اب تم یہ بھی پوچھو گے کہ تمہارے دو ستے کس شکتی کے کارن تین ستے بن گئے تھے۔"

"کیا.........؟" فیصل حیرت سے اچھل پڑا۔ "کیا وہ تمہاری پراسرار قوت تھی جس نے توشی کے مقابلے میں مجھے جیت سے ہمکنار کیا تھا۔"

" جو کچھ گزر گیا اسے بھول جاؤ .... جو ہونے والا ہے اس کے بارے میں سوچو۔" شنکر کا لہجہ معنی خیز تھا۔

" روپا کل رات مر کر دوبارہ زندہ ہوئی ہے۔" جاوید نے سپاٹ آواز میں کہا۔ " اس نے مرنے سے پیشتر تم سے کچھ خیالی باتیں کی تھیں .... میرا خیال ہے کہ تم کسی مصیبت سے دو چار ہو گئے تھے اور وہ تمہیں اس پریشانی سے چھٹکارا دلانے کی خاطر اپنے حسین جسم کو چھوڑ کر تمہارے پاس چلی گئی تھی۔"

" میری ایک بنتی قبول کرو گے۔" شنکر نے جاوید کو بڑے پیار سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" کیا ...."

" ہمارے ساتھ آگے چل کر بھٹکنے کے بجائے یہیں سے لوٹ جاؤ۔" شنکر سنجیدہ تھا۔

" میں تمہاری واپسی کا بندوبست کر سکتا ہوں"۔

" تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔" جاوید نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے اپنا سوال دہرایا۔

" میں تمہاری بات سے انکار نہیں کروں گا۔" شنکر نے کہا۔ " پرنتو تم اس بات کا ذکر کسی اور کے سامنے نہیں کرو گے۔"

"گویا میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔"

" تم دوستوں کے دوست ہو اس لئے میں نے تم سے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں محسوس کی ورنہ میں بڑی آسانی سے تمہارے خیال کی تردید کر دیتا۔"

"کیا روپا سے تمہاری دوستی بحری عقاب کے سفر کے دوران ہوئی ہے یا تم ایک دوسرے سے پہلے سے واقف تھے؟" فیصل نے دریافت کیا۔

" دھیرج سے کام لو میرے متر ...." شنکر بولا۔ " ایک ہی بیٹھک میں سب کچھ کریدنے کی کوشش مت کرو' ہمارا ساتھ بہت دور تک رہے گا۔"

"کیا ہم اس جزیرے سے دور ہیں جہاں شاکا اور شوالا کا قیام ہے۔" فیصل نے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے پوچھا۔

"میں ابھی پورے وشواش سے کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن تمہیں ایک خوشخبری سنا رہا ہوں۔" اس بار شنکر نے مدھم آواز میں بڑی رازداری سے کہا۔ "گاپا اس جگہ تک ہماری رہنمائی کر سکتا ہے جس کے لئے میں نے برسوں دیوی دیوتاؤں کی پوجا کی ہے اور مرگھٹ کی راکھ شریر پر مل کر تمہارے پرکھوں کے قبرستان کے درمیان منڈل میں بیٹھ کر کٹھن جاپ اور کڑی تپسیا (ریاضت) کی ہے' میں نے دھرتی کے اندر دور تک جھانکنے کی کارن پلید قوتوں کو قابو کرنے کی خاطر گند کو بھی امرت جان کر حلق کے نیچے اتارا ہے' میری شکتی اپرم پار ہے' میں نے بڑے پاپڑ بیلے ہیں تب کہیں جا کر اندھیروں میں جھانکنے کی شکتی پراپت کی ہے پرنتو اب وہ سے بہت قریب آ گیا ہے جس کے سپنے میں ایک جنم سے دیکھ رہا تھا۔"

"کیا گاپا تمہاری مدد کرنے پر آمادہ ہو گیا ہے؟" فیصل نے حیرت سے کہا۔ "میرا مطلب ہے کہ اگر وہ خود کسی ایسے راز سے واقف ہے جس کی تمہیں تلاش ہے تو وہ تمہیں اصل مقام تک پہنچانے کی حماقت کیوں کرے گا؟"

"تم روپا رانی کو کیوں بھول رہے ہو ...." شنکر نے سرسراتے لہجے میں جواب دیا۔ "اگر اس کی آتما اپنا سندر شریر چھوڑ کر میری سائتا کو جا سکتی ہے تو کیا گاپا اپنے شریر سمیت میرے چرنوں میں نہیں آ سکتا ...."

"ہمیں بہرحال محتاط رہنا ہو گا۔" جاوید نے مشورہ دیا۔

"سردار پوما اس جزیرے پر تمہارا سب بڑا دشمن ہے' وہ آسانی سے گاپا کو تمہارے ساتھ شریک ہونے کی اجازت نہیں دے گا ...."

"سردار پوما ...." شنکر نے معنی خیز انداز میں جواب دیا۔ "وہ جو نرک (جہنم) کو سدھار جاتے ہیں دوبارہ دھرتی پر واپس نہیں آیا کرتے..............."

"کیا مطلب ...." جاوید اور فیصل نے ایک ساتھ سوال کیا۔

"جو شنکر کا پتہ کاٹنے کی کوشش کرتا ہے' وہ خود کٹ جاتا ہے۔" شنکر ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولا۔ "بس ایک رات درمیان میں رہ گئی ہے' اس کے بعد ہم ایک نئی منزل کی طرف سدھار جائیں گے .... گاپا کتنے پانی میں ہے' میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں' اس کا انت بھی سردار پوما سے مختلف نہیں ہوگا .... موگرا کو اس کا من پسند بھوجن بہت جلد ملے گا۔"

"موگرا ...." جاوید چونکا۔ "میں یہ نام پہلی بار سن رہا ہوں۔"

"یہ ایک آدم خور پرندہ جو انسان کی آنکھ بہت شوق سے کھاتا ہے............... گاپا نے یہی کچھ بتایا تھا۔"

"سردار پوما کا کیا بنا۔" فیصل نے دریافت کیا۔ "کیا وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے؟۔"

"ہاں .... وہ پاپی مر چکا ہے۔" شنکر نے حقارت سے کہا پھر جاوید کے اصرار پر پوما کی موت کی روداد سنانے لگا ....!

○

طویل العمر لوبیتا اس وقت بھی اپنی مختصر سی عبادت گاہ میں جانور کی کھال پر آلتی پالتی مارے بیٹھا کسی گہری سوچ میں ڈوبا نظر آ رہا تھا' اندھی لڑکی اس کے قریب ہی بیٹھی اپنی بے نور آنکھوں سے خلاء میں گھور رہی تھی' لوبیتا کے چہرے پر الجھن اور تفکرات کے ملے جلے تاثرات موجود تھے' بڑی دیر تک وہ اپنے خیالوں میں گم رہا۔ پھر اس نے لڑکی کو مخاطب کیا۔

"یوہیما' کیا تجھے علم ہے کہ گاپا نے زاریا کے حصول کی خاطر مقدس پوما کو للکارا تھا۔"

"ہاں' مجھے یہ بھی علم ہے کہ اب جزیرے پر مقدس گاپا کی حکمرانی ہے اور سردار پوما کو پرانی رسم کے مطابق لکڑی دیوتا کے قدموں میں بھینٹ چڑھا دیا گیا ہے۔"

"تیرا دل کیا گواہی دیتا ہے .... کیا گاپا ایک سردار کی حیثیت سے..............."

"مقدس گاپا کہو۔" یوہیما نے لوبیتا کی بات کاٹتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "ہماری رسم یہی ہے کہ مرنے والوں کو بھول جاتے ہیں اور زندوں کو ان کے مرتبوں اور عہدوں سے یاد کرتے ہیں۔ .... مقدس گاپا جیسا بھی سہی' ہمارا سردار ہے اور اس کے آگے سر جھکانا ہمارے اوپر فرض ہے۔"

"تو ٹھیک کہہ رہی ہے لیکن میرا علم کہتا ہے کہ پوما کی موت اور شکست میں کسی اور کا ہاتھ شامل ہے۔"

"وہی تو نہیں جس نے مقدس زاریا کو ماکلا کے سحر سے نجات دلائی تھی۔"

"ہاں .... وہی۔" لوبیتا نے کہا پھر توقف سے بولا۔ "کل کیا ہوگا یہ دیوتاؤں کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ ابھی ہمارے درمیان کشت و

خون کا سلسلہ جاری رہے گا۔"

"کیا مقدس گابا بھی ...."

" میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن مجھے اندھیروں کے باوجود زمین سے گرد و غبار کے بادل بلند ہوتے دکھائی دے رہے ہیں اور دھول کا اڑنا کوئی نیک شگون نہیں' ایسی علامتیں ہمیشہ تباہی و بربادی کا پیش خیمہ ثابت ہوئی ہیں۔"

" کیا ہمیں دیوتاؤں کو خوش کرنے کی خاطر دوبارہ کسی بھولے بھٹکے مسافر کی قربانی پیش کرنی ہوگی؟"

" بوہیما.................." لوبیتا کا لہجہ یکلخت تلخ ہو گیا .... " میں محسوس کر رہا ہوں کہ تجھے اجنبی لوگوں کی قربانی سے اب اکتاہٹ شروع ہو گئی ہے۔"

" مقدس لوبیتا کا حکم اور ڈھول کی مخصوص آواز میرے جسم کے اندر خون کی گردش تیز کردیتی ہے' جنونی رقص کرتے کرتے نووارد کے پیٹ میں چھرا گھونپ کر اس کے خون سے ہولی کھیلنا میرا فرض ہے لیکن ...."

" لیکن کیا ...."

" اب اس فرض کی ادائیگی کے وقت میرا ہاتھ کانپنے لگتا ہے اور میرا دل ...."

" اپنی گندی زبان بند کر لے بوہیما۔" لوبیتا کے لہجے میں سفاکی آ گئی۔ "کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے مجبوراً" تیری اندھی آنکھوں پر قرتوش کا محلول لگا کر موگرا کی آنکھوں سے پٹی کھولنی پڑے۔" آخری جملہ ادا کرتے وقت لوبیتا نے اس پنجرے کی جانب دیکھا جس میں باز اور شکرہ سے ملتا جلتا ایک موٹا تازہ پرندہ قید تھی اور اس کے سر اور آنکھوں پر سیاہ رنگ کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔

" رحم مقدس لوبیتا ....رحم" بوہیما نے سر تا پا لرزتے ہوئے جواب دیا۔

" میں نے تمہیں صرف اپنی دل کی کیفیات سے آگاہ کیا تھا' میں یقین دلاتی ہوئی کہ جب تک زندہ رہوں گی تمہارے حکم پر اپنا مذہبی فریضہ ادا کرتی رہوں گی۔"

لوبیتا نے قہر آلود نظروں سے بوہیما کو گھورا' شاید وہ اندھی لڑکی کو مزید سرزنش کرنے کی خاطر سخت الفاظ منتخب کر رہا تھا لیکن اسے موقع نہیں مل سکا' گابا نے اچانک عبادت گاہ میں قدم رکھا لوبیتا جلدی سے احتراماً کھڑا ہو گیا' اس نے جھک کر اپنے مخصوص انداز میں گابا کی عظمت کو سلام کیا لیکن اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ دل سے اسے

سردار ماننے کو آمادہ نہیں تھا۔

" لوبیتا ...." گابا نے جو اس وقت نشے کی حالت میں سرشار تھا اسے گھورتے ہوئے کہا۔ " میرا خیال تھا کہ تم ہماری رہائش گاہ پر آ کر مجھے اور زاریا کو مبارکباد پیش کرو گے اور اپنی مذہبی وفاداریوں کا یقین دلاؤ گے لیکن تم نے ایسا نہیں کیا .... کیوں؟"

" لوبیتا کو اپنی کوتاہی کا احساس ہے لیکن ...."

" ہم تمہیں معاف کرسکتے ہیں مگر ایک شرط پر۔" گابا نے لہراتے ہوئے کہا پھر راز دارانہ لہجے میں بولا۔ " تم نے ایک بار کہا تھا کہ شنکر ایک جیتی جاگتی اور چلتی پھرتی بدروح ہے جس کی موجودگی جزیرے کا سکون برباد کر سکتی ہے۔"

"مجھے یاد ہے............"

"تمہاری آنکھیں ایک بار تاریکی کا سینہ چیرنے میں کامیاب ہو گئی تھیں' تم نے بتایا تھا کہ طاقت کا وہ انمول خزانہ ایک قوی ہیکل دیوتا کے قدموں کے نیچے دفن ہے............ شنکر کے قدم اس کی جانب بڑھ رہے تھے لیکن ایک انسانی ہیولا اس کا راستہ کاٹ رہا تھا............ کیوں..... یاد ہے تمہیں؟"

ہاں .... مجھے یاد ہے ...." لوبیتا نے آہستہ آہستہ جواب دیا۔

"وہ سایہ میں ہوں ...." گابا نے مسکراتے ہوئے سینے پر ہاتھ مار کر کہا۔ " میں نے شنکر کو ایک خوبصورت فریب میں پھنسا لیا ہے' میں نے اسے باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ میں اسے قوی ہیکل دیوتا تک پہنچا سکتا ہوں بشرطیکہ وہ مجھے برابر کا شریک بنا لے' وہ مجھے اپنا شریک بنانے پر تیار ہو گیا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ طاقت کا وہ انمول خزانہ صرف میرے ہاتھ لگے۔"

"کیا مقدس گابا کو علم ہے کہ قوی ہیکل دیوتا تاریک براعظم کے کس حصے میں ہے؟" لوبیتا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں .... اس دیوتا کو عظیم شاکا نے اپنے جزیرے کے ایک تاریک غار میں چھپا رکھا ہے جہاں صرف مخصوص افراد اور بوڑھے پجاریوں کو جانے کی اجازت ہوتی ہے ...." گابا نے کہا۔ " ایک بار تمہارے دیرینہ سردار پوما نے مجھے یہ سب کچھ بتایا تھا۔"

"مقدس گابا نے اس طاقت کے خزانے کے حصول کے لئے کیا ترکیب سوچی ہے؟"

"پہلے نمبر پر شنکر کی موت .... لیکن' اس سے پہلے تمہیں اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے شنکر کے دل کے تاریک گوشوں میں جھانک کر یہ معلوم کرنا ہوگا کہ وہ طاقت کیا ہے' اس کا مصرف کیا ہے' اور اسے کس طریقے سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔"

"میں مقدس گابا کو محتاط رہنے کا مشورہ دوں گا۔" لوبیتا نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ "میں نے ایک بار پوما کو بھی درخواست کی تھی کہ اگر سردار نے شنکر کی راہ میں حائل ہونے کی کوشش کی تو اس کا انجام بڑا بھیانک اور عبرتناک ہو گا۔"

"بکو مت .... " گابا نے گرج کر کہا۔ " یہ مت بھولو کہ اس وقت تم مقدس گابا سے مخاطب ہو .... میں سردار ہونے کی حیثیت سے تمہیں حکم دیتا ہوں کہ شنکر کے سینے سے طاقت کے خزانے کا راز چوری کرو .... انکار کی صورت میں دردناک موت تمہارا مقدر ہوگی۔ کامیابی کی صورت میں گابا تمہیں انعام و اکرام سے سرفراز کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔"

"میرا علم کچھ اور کہتا ہے ...." لوبیتا نے سہمے ہوئے انداز میں کہا۔ " شنکر کو اس بات کا علم یقینی طور پر ہے کہ وہ بذات خود طاقت کے اس خزانے کو حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا لہٰذا اس نے کسی ایسے شخص کو ضرور منتخب کیا ہوگا جو خزانے تک پہنچ سکے................ بعد میں شنکر کی پراسرار قوت مطلوبہ خزانے کو منتخب شدہ فرد یا افراد سے حاصل کرنے کی کوشش کرے گی۔"

"تم شاید مجھے بہکانے یا پھر ٹالنے کی کوشش کر رہے ہو۔" گابا کے تیور تیکھے ہو گئے۔

"نہیں .... میں سردار کو حقیقت سے آگاہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔"

"تم .... تم شاید شنکر کی قوتوں سے خوفزدہ ہو۔"

"لوبیتا موت سے نہیں ڈرتا اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ موت برحق ہے لیکن جو کام ناممکن ہو اسے ممکن بنانا میرے اختیار میں نہیں ہے۔"

"پھر سوچ لو ...." گابا نے سفاک اور قہر آلود لہجہ اختیار کیا۔ " میرے حکم سے انکار کی صورت میں تمہارا انجام تمہاری توقعات سے کہیں زیادہ بھیانک اور ہولناک ہوگا۔"

"اگر لوبیتا کی مقدر میں دیوتاؤں نے یہی رقم کیا ہے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت مجھے میرے انجام سے نہیں بچا سکتی۔"

"میں تمہیں ایک آخری موقع اور دے رہا ہوں .... اچھی طرح غور کر

لو' زندگی دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ حسین اور قیمتی شے ہے۔"

"مقدس گابا اس وقت نشے کی کیفیت سے دوچار ہے' میں سردار کو مشورہ دوں گا کہ فیصلوں میں جلد بازی سے گریز کیا جائے۔"

"میں .... میں جزیرے کا سردار .... مقدس گابا تمہیں موت کا حکم سناتا ہے۔" گابا نے حلق کے بل چلاتے ہوئے کہا پھر وہ کچھ اور کہنا چاہتا تھا لیکن اس کو موقع نہ مل سکا' عبادت گاہ میں اچانک ایک ٹھوس اور سرد آواز سنائی دی۔

"مقدس گابا................ شنکر کی پراسرار قوتوں نے تجھے یاد کیا ہے .... وہ تیرے حق میں طاقت کے خزانے سے دست بردار ہونے کو تیار ہے لیکن ایک شرط پر .... تجھے اسی وقت شنکر سے ملنا ہوگا اور اس کے کہنے پر عمل کرنا ہوگا ...."

"ٹھیک ہے.......... مجھے یہ شرط منظور ہے .... میں آ رہا ہوں.........." گابا نے یکلخت سنجیدگی سے کہا پھر پلٹ کر واپس جانے لگا۔

"رک جا مقدس گابا .... رک جا' تو نے جو آواز سنی ہے وہ فریب کا ایک سنہری جال ہے' اگر تو اس جال میں پھنس گیا تو ...."

اچانک عبادت گاہ میں روشنی کا ایک گولا نمودار ہو کر لوبیتا سے ٹکرایا تو وہ اپنا جملہ نہ مکمل کر سکا' کسی کٹے ہوئے شہتیر کی مانند لڑکھڑاتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا' اندھی لڑکی نے زمین پر سجدہ ریز ہو کر دیوتاؤں کے حضور کوئی دعا پڑھنی شروع کر دی تھی'................ اور گابا........ وہ کسی معمول کی طرح خواب کی کیفیتوں سے دوچار خلاء میں گھورتا ہوا اس غار کی سمت قدم اٹھا رہا تھا جہاں شنکر اپنے مخصوص ساتھیوں کے سامنے سنگلاخ فرش پر آسن جمائے بیٹھا' آنکھیں بند کئے ایک آزمودہ منتر کے جاپ میں پوری طرح محو تھا........!!





فیصل اور جاوید خاموش بیٹھے شنکر کو دیکھ رہے تھے جو ان سے تھوڑے فاصلے پر آلتی پالتی مارے بیٹھا کوئی جاپ کر رہا تھا' روپا کو اس نے اپنی پشت پر بٹھا رکھا تھا لیکن اس دائرے سے باہر جو اس نے اپنے اطراف کھینچ رکھا تھا' یہ جگہ اس غار سے خاصی دور تھی جہاں ان کے دوسرے ساتھی موجود تھے۔

شنکر' روپا کے ساتھ باتیں کرتے سیر کے بہانے نکلا تھا' فیصل اور جاوید کو بھی اس نے ساتھ آنے کا اشارہ کیا تھا پھر وہ آپس میں گفتگو کرتے ہوئے ساحل کے کنارے کنارے خاصی دور تک نکل آئے' اس کے بعد شنکر نے حصار کھینچ کر کوئی جنتر منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ منڈل میں داخل ہونے سے پیشتر اس نے روپا کو اپنی پشت پر دائرے کے باہر بیٹھنے کی ہدایت کی تھی اور فیصل اور جاوید کو سختی سے تاکید کی تھی کہ جب تک وہ خود ان سے مخاطب نہ ہو وہ اس کے عمل میں خلل ڈالنے کی حماقت نہ کریں اور جو کچھ انہیں نظر آئے وہ اسے محض ایک خاموش تماشائی کی حیثیت سے دیکھتے اور سنتے رہیں پھر اس نے حصار میں داخل ہو کر آسن جمایا اور آنکھ بند کر کے پوری توجہ کے ساتھ کچھ پڑھنے لگا۔ فیصل اور جاوید اس کے عمل شروع کرنے کے بعد دیدہ و دانستہ کچھ دور آ گئے تھے تاکہ اگر وہ گفتگو کریں تو ان کی آواز شنکر کے عمل میں خلل نہ پیدا کر سکے۔

پھر سورج غروب ہونے کے بعد اندھیرا پھیل کر گہرا ہونے لگا' اگر چاند کی روشنی نہ ہوتی تو شاید وہ ایک دوسرے کی شکل بھی نہ دیکھ پاتے' روپا بدستور شنکر کی ہدایت کے مطابق عین اس کی پشت پر سنگلاخ فرش پر براجمان تھی' شنکر کا رخ جزیرے پر بسنے والوں کی سمت تھا' تاریکی میں اس کا وجود کسی پراسرار عفریت کی مانند ہی دکھائی دے رہا تھا۔ جاوید کی نظریں مستقل طور پر کبھی شنکر اور کبھی روپا کو دیکھ رہی تھیں پھر اس نے فیصل سے پوچھا۔

"کیا تمہیں علم ہے کہ شنکر اس وقت کس عمل کا ورد کر رہا ہے۔"

"نہیں ..... لیکن میرا اندازہ ہے کہ وہ غالباً" گاگا کو قابو کرنے کے سلسلے میں کسی جنتر منتر میں منہمک ہے۔"

"کیا جناب نے کبھی اس بات پر غور کرنے کی زحمت گوارا کی ہے کہ شنکر خاص طور پر ہمارے اوپر اس قدر مہربان کیوں ہے؟"

"ممکن ہے وہ بھی اس طاقت کی لالچ میں ہو جو بقول اس کے مجھے ملنے والی ہے اور جس کے حصول کے بعد میں جو مانگوں گا وہ ملے گا۔" فیصل نے لاپروائی سے جواب دیا۔

"بحری عقاب پر اس نے تمہاری موجودگی میں یہی بتایا تھا۔"

"میرا خیال کچھ اور ہے ....."

"وہ کیا ....."

"اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ شنکر سفلی علم میں بھی مہارت رکھتا ہے تو پھر یہ بات بھی طے ہے کہ وہ تمہیں محض ایک مہرے کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں ....."

"ممکن ہے میرا اندازہ غلط ہو لیکن میں نے یہی سنا ہے کہ سفلی کا عمل کرنے والے بہت سارے مدفون خزانوں کے راز سے واقف ہوتے ہیں لیکن وہ براہ راست اسے حاصل نہیں کر سکتے بلکہ کسی کو معمول بنا کر اسے پا سکتے ہیں۔" جاوید نے سنجیدگی سے کہا۔ "اگر شنکر نے یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ وہ اس وقت سے آپ کی تاک میں ہے جب آپ نے بلیومون میں توشی سے ملاقات کی تھی تو پھر آپ بھی میری بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ شنکر آپ کے ذریعے کوئی طاقت حاصل کرنا چاہتا ہے ..... اپنا مطلب پورا کر لینے کے بعد وہ کسی گرگٹ ہی کی طرح آنکھیں بدل لے گا۔"

"تم شاید ٹھیک سوچ رہے ہو۔"

"ایسی صورت میں کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ ہم اس وقت شنکر سے چھٹکارا حاصل کر لیں۔" جاوید نے سرگوشی کی۔ "اس وقت وہ پوری طرح اپنے عمل میں محو ہے' ہم اس کی غفلت سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔"

"تم شاید روپا کی موجودگی کو نظر انداز کر رہے ہو۔ اس کے علاوہ شنکر نے اپنے گرد حصار بھی کھینچ رکھا ہے۔" فیصل نے کہا۔ "اس کے باوجود اگر ہم کامیاب ہو گئے تو پھر کیا ہو گا.....؟ شنکر کی وجہ سے ہم کم از کم مقامی لوگوں سے گفت و شنید کر سکتے ہیں' اس کے بعد کیا صورت ہو گی؟ کیا ہم مکمل طور پر دشمنوں کے رحم و کرم پر نہ ہوں گے؟"

جاوید کچھ جواب دینا چاہتا تھا لیکن پھر اس کی نظریں بھی فیصل کے تعاقب میں اسی سمت اٹھ گئیں جدھر سے ایک انسانی ہیولا نمودار ہو کر شنکر کی سمت بڑھتا دکھائی دے رہا تھا'

دونوں اسے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہے تھے پھر قریب آنے پر جاوید نے اسے شناخت کر لیا۔

"اوہ ..... یہ تو گابا ہے' لیکن اس کے چلنے کا انداز بتا رہا ہے جیسے وہ خواب بیداری کی حالت سے دوچار ہو ....."

"میرا خیال ہے کہ اس وقت گابا ایک معمول کی طرح پوری طرح شنکر کی گرفت میں ہے ...... آؤ میرے ساتھ۔"

"پھر وہ دونوں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے شنکر سے قریب ہو گئے' روپا بھی گابا کو قریب آتا دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی لیکن ننکا کے ہونٹ بدستور مشینی انداز میں اپنے جنتر منتر کا ورد کرنے میں مصروف تھے' گابا خوابیدہ انداز میں حصار کے قریب پہنچ کر رک گیا تو شنکر نے اپنی آنکھیں کھول دیں جو تاریکی کے باوجود دہکتے انگاروں کی مانند سرخ ہو رہی تھیں۔

"تم ...... کون.....؟" شنکر نے ٹھوس لہجے میں سوال کیا۔

"میں ..... مقدس گابا ہوں ..... جزیرے کا نیا سردار۔"

"اور تم طاقت کے اس خزانے سے واقف ہو جس کا حصول کسی بھی انسان کو ناقابل تسخیر قوتوں کا مالک بنا سکتا ہے۔"

"ہاں ......" گابا نے مدہوشی کے عالم میں جواب دیا۔ "مجھے سردار پوما نے بتایا تھا کہ طویل القامت دیوتا کا مجسمہ عظیم شاکا نے اپنے جزیرے کے ایک تاریک غار میں چھپا رکھا ہے جہاں صرف مخصوص لوگوں کو جانے کی اجازت ہوتی ہے۔"

"مقدس لوبیتا نے اس خزانے کے بارے میں تمہیں کیا بتایا تھا؟"

"یہی کہ دیوتا کے پجاری بھی اس خزانے کے راز سے ناواقف ہیں جو دیوتا کے قدموں کے نیچے دفن ہے لیکن ننکا اس کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے۔" گابا نے بدستور خلاء میں گھورتے ہوئے کہا پھر لوبیتا کی بتائی باتیں دہراتا چلا گیا۔

"عظیم شاکا کا جزیرہ یہاں سے کتنی دور ہے ....."

"وہ جزیرہ یہاں سے تقریباً" دو کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔"

"کیا تم وہاں کے راستے سے واقف ہو......؟"

"ہاں ..... میں عظیم شاکا' مقدس شوالا اور اس جزیرے کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں جہاں طویل القامت دیوتا کا مجسمہ غار میں پوشیدہ ہے۔"

"مقدس گابا ......" شنکر نے بدستور گابا کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا " میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ تو اپنا جسم چھوڑ کر میرے پیچھے کھڑی ہوئی سندری کے شریر میں سما جا اور تجھے اس جزیرے کے بارے میں جو کچھ معلوم ہے وہ روپا کے سینے میں منتقل کر دے' یاد رکھ' اگر تو نے کوئی بات چھپانے کی کوشش کی تو تیرا انجام ہولناک ہو گا ......"

گابا کے چہرے پر ایک رنگ آکر گزر گیا' وہ بدستور خواب بیداری کی کیفیتوں سے دوچار تھا لیکن اس کے چہرے پر نظر آنے والے تاثرات اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ اسے شنکر کے حکم کی تعمیل میں پس و پیش ہے' کوئی نادیدہ قوت اسے روک رہی تھی' شنکر تیز نظروں سے گابا کے چہرے کے بدلتے رنگ کو دیکھتا رہا پھر اس نے تیز اور سرسراتے لہجے میں کہا .....

"گابا ..... کیا تو نے میرا حکم نہیں سنا.....؟ کیا میں لکڑی دیوتا کے نام پر تجھے جلا کر راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر دوں ....."

"نہیں ...... نہیں ...... میں جو کچھ جانتا ہوں وہ سب روپا کے سینے میں منتقل کر دوں گا۔ "گابا نے کہا پھر وہ مشینی انداز میں گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اور نہایت اطمینان سے لیٹ گیا دوسرے ہی لمحے فیصل اور جاوید نے روپا کو سرتاپاؤں لرزتے دیکھا جیسے اسے اچانک لرزہ دے کر بخار کی شدتوں نے گھیر لیا ہو' کچھ دیر تک وہ اپنی جگہ کھڑی کپکپاتی رہی پھر معمول پر آ گئی' اس کے بعد گابا آہستہ آہستہ دوبارہ اٹھنے لگا۔

"مجھے سچ سچ بتا گابا ...... کیا تو نے عظیم شاکا کے جزیرے اور تاریک غار میں پوشیدہ قوی ہیکل دیوتا کے بارے میں سب کچھ بتانے میں بخل سے کام نہیں لیا ...... یاد رکھ' اگر تو نے دھوکا دینے کی کوشش کی تو تیری آتما بھی کبھی سکون کا سانس نہیں لے سکے گی۔"

"گابا نے جو کچھ اسے معلوم تھا تیرے حکم پر روپا کے سینے میں منتقل کر دیا ہے۔"

"میری بات دھیان سے سن گابا ......" شنکر نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ "جب تو میرے بیروں (موکلوں) کی قید سے آزاد ہو گا تو سب کچھ بھول چکا ہو گا' تجھے خواب کی کیفیت کی کوئی بات یاد نہیں رہے گی ..... جواب دے' کیا تو میری بات سمجھ رہا ہے؟"

"ہاں ....." گابا نے خوابیدہ انداز میں جواب دیا "میں ہوش آنے پر سب کچھ بھول چکا ہوں گا' مجھے کچھ یاد نہیں رہے گا۔"

"شاباش۔" شنکر نے کہا۔ "اب تو واپس پلٹ جا ...... مقدس زاریا کا سندر شریر تیری راہ تک رہا ہو گا' زاریا کو دیکھنے کے بعد تو ہوش میں آ جائے گا ...... جا ...... واپس لوٹ جا۔"

اور شنکر کے حکم پر گویا کسی زر خرید غلام ہی جیسے انداز میں واپس لوٹ گیا' شنکر کے علاوہ جاوید اور فیصل بھی اسے دیکھتے رہے پھر جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو شنکر نے منڈل سے باہر نکل کر ایک زور دار پھونک مارتے ہوئے کہا۔

"تو ..... تو کہاں گم ہے روپا رانی ..... "

"مم ..... میں" روپا اس طرح چونکی جیسے کوئی خواب دیکھتے دیکھتے اچانک بیدار ہو گئی ہو۔ "میں شاید کچھ دیر کیلئے سو گئی تھی ..... لیکن اگر میں سو گئی تھی تو پھر میں کھڑی کس طرح ہوں ....."

"جوانی کی نیند ایسی ہی ہوتی ہے روپا رانی ....." شنکر معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے بولا۔ "اپنے ذہن پر بوجھ نہ ڈال ...... میں جو تیرے پاس ہوں۔"

"کیا .. کیا تم اپنا جاپ پورا کر چکے۔" روپا نے حیرت سے دریافت کیا پھر بولی۔

"اتنا گھور اندھیرا چھا گیا اور میں ......"

"تو سپنوں کی سیر کر رہی تھی اس لئے ہم نے تجھے چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا ...... کیوں پرنس فیصل۔"

"ہاں آں ...... ہاں ہاں۔" فیصل نے گڑبڑاتے ہوئے شنکر کی تائید کر دی۔ "تم سو گئی تھیں۔"

پھر وہ گفتگو کرتے ہوئے غار کی جانب روانہ ہو گئے' راستے میں فیصل نے شنکر سے سرگوشی کی۔

"تم ...... تم حقیقت میں کیا ہو ...... میں ابھی تک نہیں سمجھ سکا۔"

"میں ...... میں کیول تمہارا خادم ہوں پرنس ...... تمہارا سیوک' اس سے زیادہ سمجھنے کی کوشش ہی کیوں کرتے ہو......؟" شنکر نے بڑے معنی خیز لہجے میں جواب دیا پھر روپا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اس کے ساتھ میٹھی میٹھی باتیں کرنے لگا۔

جاوید اور فیصل ایک دوسرے کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھنے لگا ......!!

○

وہ کسی قسم کے ہنگامے کی آواز ہی تھی جسے سن کر شنکر بیدار ہوا تھا' پھر آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے سب ہی بیدار ہونے لگے' ان کی نگاہیں اس برطانوی باشندے پر مرکوز تھیں جو بدستور ادھیڑ عمر کی امریکن خاتون سے الجھ رہا تھا' وہ خاصی بلند آواز میں کہہ رہا تھا۔

"تم میری بات کو دیوانے کی بڑ سمجھ رہی ہو لیکن جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ حقیقت ہے' دو روز تک میں خاموش رہا لیکن اب میں چپ نہیں رہ سکتا اگر اسی طرح ہمارے ساتھی ایک ایک کر کے پراسرار طور پر غائب ہوتے رہے تو ایک دن تمہاری باری بھی آ سکتی ہے' سنجیدگی سے غور کرو ...... وہ ہمارے دوستوں کو خیر سگالی کے جذبوں کے تحت اغواء نہیں کر رہے ..... تم میری بات کا اعتبار کرو' وہ یقیناً آدم خور درندے ہیں جو ہمارے بچے کھچے ساتھیوں کو اپنے پیٹ کا ایندھن بنا رہے ہیں۔"

"ممکن ہے وہ تینوں کسی ضرورت کے پیش نظر ساحل کی سمت گئے ہوں۔" امریکی عورت نے سہمے ہوئے لہجے میں برطانوی باشندے کو سمجھانے کی کوشش کی۔ "تمہیں اتنی جلدی پریشان نہیں ہونا چاہیے۔"

"تم پریشانی کی بات کر رہی ہو اور میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ اس وقت وہ تینوں بدنصیب دشمنوں کی قید میں پڑے موت اور زندگی کے درمیان سسک رہے ہوں گے۔"

"تمہیں مقدس مریم کا واسطہ ..... ایسی ہولناک باتیں مت کرو۔"

پھر شنکر کے علاوہ فیصل' تیمور اور ڈاکٹر کو بھی صورت حال میں دلچسپی لینی پڑی' جاوید بدستور خواب خرگوش میں ڈوبا لمبے لمبے خراٹے لینے میں مصروف تھا۔ شنکر نے برطانوی باشندے سے پوچھا۔

"کیا تم سکون سے بات نہیں کر سکتے مجھے بتاؤ' تمہارے تین دوستوں کے ساتھ کیا حادثہ پیش آ گیا۔"

"تم سکون سے بات کرنے کی تلقین کر رہے ہو اور ہمارے ساتھی یکے بعد دیگرے غائب ہو رہے ہیں۔" برطانوی باشندے نے شنکر کو گھورتے ہوئے کہا۔ "میں کئی دنوں سے غور کر رہا ہوں کہ ہمارے ساتھیوں کی تعداد ایک ایک دو دو کر کے گھٹتی جا رہی ہے لیکن اب پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے' وہ سیاہ فام درندے میرے تین دوستوں کو اٹھا لے گئے ...... تم میری بات کا یقین کرو' ہم چاروں غار کے دہانے پر رات ایک ساتھ لیٹے تھے لیکن صبح میں بیدار ہوا تو وہ تینوں غائب تھے ..... ہم نے حالات کے پیش نظر آپس میں طے کیا تھا کہ کسی قیمت پر تنہا ادھر ادھر نہیں جائیں گے ...... میں اپنے ساتھیوں کی گمشدگی کو محض اتفاق نہیں سمجھ سکتا۔"

"ہو سکتا ہے تمہارے ساتھیوں نے فرار کا کوئی خفیہ منصوبہ بنایا ہو اور تمہیں بتائے بغیر......"

"نہیں ..... یہ ناممکن ہے۔" اس نے امریکن' عورت کو حقارت سے گھورتے ہوئے کہا پھر شنکر سے بولا۔ "میرا اندازہ غلط نہیں ہو سکتا ..... تم حیرت انگیز قوتوں کا کھوج نہیں لگا سکتے۔"

"میرا خیال ہے تم ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔" ایک ادھیڑ عمر مسافر نے کہا۔ "میں نے باقاعدہ اپنے ساتھیوں کی گنتی تو نہیں کی لیکن مجھے بھی شبہ ہے کہ دو ایک چہرے جو کل تک ہمارے درمیان موجود تھے اب نظر نہیں آ رہے' میں نے اس خیال سے اپنی زبان نہیں کھولی تھی کہ بلاوجہ خوف اور دہشت پیدا ہو گی لیکن اب ..... ہمیں خاموش نہیں رہنا چاہئے ورنہ دشمنوں کے حوصلے اور بڑھ جائیں گے۔"

"میرا مشورہ ہے کہ ہمیں سردار سے باقاعدہ باز پرس کرنی چاہئے۔" ڈاکٹر نے تجویز پیش کی۔

"میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تاریک براعظم میں کچھ قبیلے آج بھی ایسے آباد ہیں جو وحشیوں اور درندوں سے بھی بدتر ہیں' انسانی گوشت ان کی سب سے مرغوب غذا ہے ....." برطانوی باشندے نے دوسروں پر اپنی معلومات کا رعب جمانے کی خاطر سنجیدگی سے کہا۔ "یہ سیاہ فام آدم خور درندے ایک طرف بدنصیب مسافروں کو مزے لے لے کر اپنے دسترخوانوں کی زینت بناتے ہیں اور دوسری طرف ان کی ہڈیوں کا کاروبار کرتے ہیں۔"

"اب تم حماقت کا ثبوت پیش کر رہے ہو ....." فیصل نے کہا۔ "کیا وہ افراد جو ہڈیوں کی تجارت کی غرض سے آدم خور قبیلے کے درمیان آتے ہیں انہیں اپنی زندگیوں کا خطرہ لاحق نہیں ہوتا ....."

"کچھ بھی ہو ..... لیکن اب' ہمیں سردار سے احتجاج کرنا ہو گا۔" برطانوی شخص نے شنکر سے کہا۔

"میں تمہارے خیال کی تردید نہیں کروں گا۔" شنکر کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ "لیکن ہمیں کوئی آخری قدم اٹھانے سے پیشتر بہت کچھ سوچنا ہو گا۔"

"کیا ہمارے کسی آخری قدم اٹھانے تک وہ خاموش رہیں گے۔"

"پھر ..... تم کیا چاہتے ہو؟" شنکر نے اسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"ہمیں فوری طور پر ایک لمحہ ضائع کئے بغیر سردار کے روبرو پیش ہو کر اپنے ساتھیوں کی واپسی کا مطالبہ کرنا چاہئے ....."

"ٹھیک ہے ..... لیکن اگر اس نے تمہارے مطالبے کو رد کر دیا تو ..... تو تم کیا کر

سکو گے؟"

"میرا خیال ہے کہ ہماری اجتماعی موت انفرادی موت کے مقابلے میں زیادہ سہل اور آسان ہو گی۔"

"کیا تم صرف ایک رات اور صبر نہیں کر سکتے۔" شنکر نے تھوڑے توقف کے بعد کہا۔ "صرف آج کی رات اور گزر جانے دو' کل کا سورج طلوع ہونے کے بعد تمہیں مکمل آزادی ہو گی ....."

"لیکن' میرے تینوں ساتھی' کیا وہ درندے ......"

"صرف چوبیس گھنٹے کی بات ہے" ایک مسافر نے تیزی سے کہا۔ "ہمیں مسٹر شنکر کی بات مان لینی چاہئے۔"

"ہاں .... میں بھی تمہیں یہی مشورہ دوں گی۔" امریکی خاتون نے دبی زبان میں کہا۔ "ہمیں جلدبازی میں کوئی قدم اٹھانے سے گریز کرنا چاہئے۔"

برطانوی باشندے نے گھور کر امریکی خاتون کو دیکھا پھر خون کا گھونٹ پی کر خاموش ہو گیا' کچھ دیر بعد ہی شنکر نے تنہائی میں فیصل کو بلا کر اپنے فیصلے سے آگاہ کیا ..... "ہم آج رات کسی وقت اپنی نئی منزل کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔"

"اور کون کون ہو گا ہمارے ساتھ۔" فیصل نے انتہائی سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"میں' تم اور روپا ....."

"کیا مطلب' کیا تمہارا خیال ہے کہ میں جاوید اور تیمور کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دوں گا؟" فیصل نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔

"تم اور بھی جسے چاہو بڑے شوق سے ساتھ لے کر چل سکتے ہو لیکن ....." شنکر کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

"لیکن کیا ....."

"میں تمہارے علاوہ کسی اور کی زندگی کی ضمانت نہیں دے سکتا۔" شنکر سپاٹ آواز میں بولا "اس بات کا خیال رکھنا کہ جو لوگ ہمارے ساتھ چلیں گے ان کے علاوہ کسی اور کو ہماری روانگی کی اطلاع نہیں ہونی چاہئے۔"

"روپا کے بارے میں تمہارا کیا جواب ہے ..... کیا تم اس کی زندگی کی ضمانت بھی نہیں لے سکتے۔"

"میں پورے وشواس کے ساتھ نہیں کہہ سکتا ....." شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔

"سب کچھ سے کی بات ہو گی ...... یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں روپا رانی کو خود اپنے ہاتھوں موت کی گہری نیند سلا دوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ میرا کریا کرم ہونے کے بعد بھی زندہ رہے ....."

"یہ تمہارا ذاتی فیصلہ ہو گا لیکن جاوید اور تیمور میرے ساتھ چلیں گے' یہ میرا فیصلہ ہے۔"

"مجھے تمہارے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں۔" شنکر نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔

"ہمارے باقی ساتھیوں کا کیا بنے گا؟ ...... میرا اشارہ بحری عقاب کے دوسرے مسافروں کی طرف ہے۔"

"میں آج سورج ڈھلنے کے بعد گابا سے ضرور ملوں گا ...... ہو سکتا ہے یہ ہماری اور اس کی آخری ملاقات ہو۔" شنکر نے خلاء میں گھورتے ہوئے کہا پھر تیزی سے پلٹ کر غار کی سمت چلا گیا۔

فیصل بڑی سنجیدگی سے شنکر کی باتوں پر غور کرتا رہا......!!

○

گابا کسی زخمی آدم خور درندے ہی جیسے انداز میں ٹہل رہا تھا۔ زاریا ایک طرف خاموش بیٹھی اسے سہمی سہمی نظروں سے دیکھ رہی تھی' دروازے کے قریب ایک چبوترے نما اونچے پتھر پر لوبیتا گم صم بیٹھا گابا کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا بغور جائزہ لے رہا تھا' اس کے قریب ہی وہ پنجرا موجود تھا جس میں آدم خور پرندہ موگرا بند تھا' حسب دستور اس وقت بھی اس کے سر اور آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی لیکن وہ بار بار اس طرح دائیں' بائیں اچھل رہا تھا جیسے پنجرے کی تیلیاں توڑ کر نکل جانے کا خواہشمند ہو۔

"لوبیتا ....." گابا نے ٹہلتے ٹہلتے اچانک رک کر لوبیتا کو گھورتے ہوئے سوال کیا۔ "کیا تجھے علم ہے کہ میں نے کیوں تجھے بلایا ہے؟"

"میرا علم کہتا ہے کہ مقدس گابا کے ذہن میں کوئی گرہ الجھ کر رہ گئی ہے ...... کوئی ایسی گتھی جو کوششوں کے باوجود نہیں سلجھ رہی۔"

"پھر...... تو کس مرض کی دوا ہے۔" اس نے تیوری پر بل ڈال کر پوچھا۔

"مجھے افسوس ہے کہ گزشتہ رات میں بھی بے ہوش ہو گیا تھا ورنہ ......"

"ورنہ کیا ......" گابا نے حیرت سے دریافت کیا "کیا ہوا تھا گزشتہ رات ....."

لوبیتا نے جواب میں گابا کو سنجیدگی سے دیکھا پھر تھوڑے توقف کے بعد اس نے گزشتہ رات عبادت گاہ میں اپنے اور گابا کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو دہرا دی' اس آواز کے بارے میں بھی دبی زبان میں بتایا جو عبادت گاہ میں بلند ہوئی تھی' اسی آواز نے گابا کو شنکر کا پیغام دیا تھا' لوبیتا نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ وہ اس پیغام پر عمل نہ کرے' اس نے آواز کو فریب کا ایک سنہری جال قرار دیا تھا لیکن قبل اس کے کہ وہ اس سحر کا کوئی توڑ کرتا روشنی کا ایک گولا اچانک نمودار ہو کر اس سے ٹکرایا اور پھر اس کا ذہن گھپ اندھیروں میں ڈوب کر رہ گیا تھا۔

گابا حیرت اور الجھن کی تصویر بنا کھڑا لوبیتا کی باتیں سنتا رہا پھر جب لوبیتا خاموش ہوا تو اس کی پیشانی پر غور و فکر کی آڑی ترچھی لاتعداد سلوٹیں ابھر آئیں۔ اس نے ایک بار پھر اپنے ذہن پر زور ڈال کر گزشتہ رات کی باتیں یاد کرنے کی کوشش کی' اس کے ذہن نے مقدس لوبیتا کی عبادت گاہ تک اس کی رہنمائی کر دی' لوبیتا سے ہونے والی گفتگو بھی اس کے ذہن میں آہستہ آہستہ تازہ ہونے لگی لیکن اس کے بعد کب وہ عبادت گاہ سے رخصت ہوا اور کس وقت اپنی قیام گاہ میں آ کر محو خواب ہوا یہ اسے یاد نہیں آ رہا تھا' اس کے ذہن میں روشنی کے بعد یکلخت اندھیرا کوندنے لگا' وہ اس درمیانی وقفے کی باتیں یاد کرنے کی سرتوڑ کوشش کر رہا تھا لیکن کوئی ماورائی قوت ایسی تھی جو اسے تاریکی سے روشنی میں آنے سے روک دیتی تھی' خاصی دیر تک وہ اس درمیانی وقفے کے بارے میں ذہنی جمناسٹک کرتا رہا لیکن کامیاب نہ ہو سکا تو لوبیتا پر جھلا گیا۔

"لوبیتا ...... کیا میں یہ سمجھوں کہ تیری وفاداریاں میرے ساتھ وہ نہیں جو سردار پوما کے ساتھ تھیں۔"

"مقدس گابا کے ذہن میں یہ خیال کیوں کر ابھرا؟ ..... کیا میں اس کا سبب دریافت کر سکتا ہوں؟" لوبیتا نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"سبب؟ ..... کیا تجھے علم نہیں کہ میں عبادت گاہ سے نکل کر کہاں گیا تھا؟"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا لیکن میرا خیال ہے کہ سردار نے شنکر سے ملاقات کی ہو گی۔"

"اور ملاقات کے دوران ہمارے درمیان کیا گفتگو ہوئی تھی......؟"

"یہ بات خود مقدس گابا کا ذہن بھی یاد کرنے سے قاصر ہے۔" لوبیتا نے دبی زبان میں کہا۔ "شنکر نے یقیناً مجھے بے ہوشی سے ہمکنار کرنے کے بعد سردار کے ذہنی راستوں پر بھی

کالے علم کے پہرے بٹھا دیئے ہوں گے۔"

"تیرا کیا قیاس ہے ...... اس مردود نے میرے ساتھ کیا بات کی ہو گی؟" گابا نے بل کھاتے ہوئے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے قوی ہیکل دیوتا کے قدموں کے نیچے دبا ہوا ......"

"زبان بند رکھ ......" گابا نے گرج کر کہا "دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔"

"کیا مقدس گابا کو کوئی بات یاد نہیں ......"

"نہیں ...... ہو سکتا ہے شنکر نے تیرے کہنے کے بموجب مجھ پر کالے جادو کا پہرہ بٹھا دیا ہو لیکن تو گابا کو نہیں جانتا۔" گابا نے سرد اور سفاک لہجے میں کہا۔ "اب شنکر کے فرشتے بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکیں گے۔"

"میں سمجھا نہیں ......"

"میری بات غور سے سن ......" گابا نے سرسراتی آواز میں کہا "میں نے شنکر کو بلوایا ہے' اب اس کا بندوبست تجھے کرنا ہو گا' بوہیما رقص کے دوران قرتوش کا متبرک محلول اس کی آنکھوں پر لگائے گی اور تو موگرا کی آنکھوں کی پٹی کھول دے گا۔"

"میں ......میں سمجھ رہا ہوں سردار لیکن ......"

"لیکن کیا ......"

"میرا علم کہتا ہے کہ شنکر ہر قیمت پر وہاں تک پہنچ جائے گا' یہ اور بات ہے کہ وہ چیز اسے براہ راست حاصل نہیں ہو گی لیکن کوئی طاقت اس کا راستہ کھوٹا نہیں کر سکتی۔"

"تو ...... تو شاید اب بوڑھا ہو گیا ہے۔" گابا نے اسے قہر آلود نگاہوں سے گھورا پھر سفاک لہجے میں بولا۔ "تیرا مقام دیوتاؤں کی نظروں میں بہت بلند ہے اس لئے تجھے لکڑی دیوتا کے سیدھے ہاتھ پر جگہ ملے گی ..... تو شاید دنگولیوں کو بھول رہا ہے' میں بتاتا ہوں تجھے دنگولی کسے کہتے ہیں' ..... آدم خور سرخ چیونٹیاں جو عبادت گاہوں کے زیر زمین تہہ خانوں یا پھر اندھے کنوؤں میں خاص مقصد کیلئے پالی جاتی ہیں ..... بہت عرصہ بیت گیا لوبیتا' دنگولیوں کو بھی شاید انسانی گوشت کا مزہ یاد نہ رہا ہو ..... اب تو انہیں ان کی مرغوب غذا ....."

"رحم مقدس گابا ...... رحم۔" لوبیتا سرتاپا لرز اٹھا۔

"اب تیرا علم کیا کہتا ہے ......" گابا نے معنی خیز انداز میں پوچھا۔ "کیا شنکر کی منحوس آنکھیں موگرا کے نشانے سے محفوظ رہ سکیں گی۔"

"م ...... میں ..... میں پوری کوشش کروں گا' سردار کو میری وفاداری پر شبہ نہیں

ہونا چاہئے۔"

"بوہیما کہاں ہے ......"

"وہ باہر موجود ہے .....میں اسے سمجھا کر واپس آتا ہوں۔" لوبیتا نے آہستہ سے کہا پھر چبوترے سے اتر کر باہر چلا گیا۔

"تم اس قدر اداس اور خاموش کیوں ہو جان گابا۔" لوبیتا کے جانے کے بعد اس نے زاریا سے کہا۔ "آج خوشیاں منانے کا دن ہے اس لئے کہ آج میں شنکر کو اس کی ان آنکھوں سے محروم کر دوں گا جو گھپ اندھیروں میں بھی بہت دور تک دیکھنے کی طاقت رکھتی ہیں۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے؟"

"کیوں ..... تجھے شبہ کس لئے ہے؟" گابا کے لہجے میں درندگی آ گئی۔

"تم بھول رہے ہو کہ ماکلا کے سحر کو توڑنے میں تم بھی مایوسی کا شکار ہو گئے تھے لیکن نکا ....."

"شنکر ..... شنکر ..... بند کر لے اپنی زبان۔" گابا حلق کے بل چیخا لیکن دوسرے ہی لمحے چونک اٹھا پشت سے شنکر کی آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی۔ "شنکر حاضر ہے مقدس سردار ....."

"تم ....." گابا اتنی تیزی سے اچھل کر پلٹا جیسے اس کا جسم بجلی کے ننگے تاروں سے مس ہو گیا ہو' اس کی نگاہوں سے نفرت کے شعلے ابلنے لگے۔

"مقدس گابا نے مجھے یاد کیا تھا....؟" شنکر سپاٹ آواز میں بولا۔ "سیوک نے آنے میں دیر تو نہیں لگائی؟"

"کل رات تم نے میرے ساتھ دھوکے سے کام لیا ہے۔ اس نے سرد لہجے میں کہا۔ "جانتے ہو ہمارے قبیلے میں سردار کے ساتھ مکرو فریب کرنے کی کیا سزا ہے؟"

"تم شاید بھول رہے ہو کہ میرا تعلق تمہارے قبیلے سے نہیں ہے۔" شنکر کے تیور بدل گئے۔

"اس کے باوجود گابا تمہارے ساتھ کسی نرمی کا برتاؤ نہیں کرے گا۔"

"مجھے تمہاری حماقت پر ہنسی آ رہی ہے۔" شنکر نے سرد آواز میں کہا۔ "ابھی کچھ دیر پہلے تم نے مقدس لوبیتا کو کچھ اور ہدایت دی تھی ..... کیا سزا دینے سے پیشتر تم نے بوہیما کے رقص کا اہتمام کرنے کا ارادہ ترک کر دیا ہے؟"

"تم ...... گابا اب تجھے زندہ نہیں چھوڑے گا....."

گابا نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا پھر اس نے جست لگا کر شنکر پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن ننکا بے خبر نہیں تھا' جھکائی دے کر بڑی پھرتی سے اس نے گابا کے وار کو خالی جانے دیا پھر اس سے پہلے کہ گابا سنبھل کر دوسرے حملے کی تیاری کرتا شنکر نے دونوں ہاتھ زمین پر جما کر فضا میں بلند ہو کر لات چلائی تو گابا چکرا کر رہ گیا' بھرپور لات اس کے چہرے پر اتنی شدت سے پڑی کہ آنکھوں کے نیچے ہزاروں سورج طلوع ہو کر اچانک غروب ہو گئے' اس کے ہونٹ کے گوشے سے خون کی ایک لکیر بہہ کر کشادہ سینے پر گرنے لگی۔ زخمی ہونے کے بعد اس کا غصہ اور شدت اختیار کر گیا' اس نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر دوبارہ کسی چیتے کی مانند چھلانگ لگائی لیکن اس بار بھی اس کے ستارے گردش میں ہی رہے' شنکر نے زمین پر پھرتی سے چت لیٹ کر اسے ٹانگوں اور ہاتھوں پر روک کر اچھالا تو وہ اڑتا ہوا جا کر پشت کی دیوار سے ٹکرایا پھر شنکر نے جست لگا کر اٹھنے میں حیرت انگیز سرعت کا مظاہرہ کیا' گابا کراہتا ہوا کمر تھام کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ شنکر کی بھرپور ٹھوکر اس کی ٹھوڑی پر پڑی' گابا کے حلق سے بلند ہونے والی چیخ بڑی دردناک تھی لیکن وہ آسانی سے ہار تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھا' اس نے گرتے گرتے سنبھل کر جوابی حملہ کیا مگر اس بار بھی شنکر نے جھک کر اسے کمر کے ذریعے ضرب لگائی تو وہ اڑتا ہوا منہ کے بل فرش پر گرا' شنکر نے تیزی سے لپک کر چبوترے پر رکھا ہوا محلول اٹھا لیا۔

"نہیں ..... نہیں ....." گابا اس کے ارادے کو بھانپ کر پوری شدت سے چلایا۔ "تجھے لکڑی دیوتا کا واسطہ ..... متبرک قرتوش کو واپس رکھ دے ..... میں عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا تجھ سے دھوکا نہیں کروں گا۔

"میرے پاس سے کم ہے گابا ...... مجھے یہاں سے جانے سے پہلے قرتوش اور موگرا کا تماشا دیکھ لینے دے ...... "شنکر کے لہجے میں بلا کی سفاکی تھی' گابا نے اٹھ کر فرار ہونے کی کوشش کی لیکن ننکا نے لیٹ کر ٹانگ ماری تو وہ ایک بار پھر منہ کے بل سنگلاخ فرش پر اوندھ گیا پھر شنکر قلابازی کھا کر پلٹا تو گابا کی پشت پر سوار ہو گیا' قرتوش کی شیشی کھول کر اس نے سارے کا سارا محلول بڑی مہارت سے گابا کی دونوں آنکھوں پر مل دیا پھر وہ تیزی سے اچھل کر پنجرے کے قریب آ گیا۔

"رحم ..... رحم گابا تجھ سے رحم کی بھیک مانگتا ہے۔" گابا نے اٹھ کر بلبلاتے ہوئے کہا پھر زور سے چلایا ..... "لوبیتا ..... بدبخت تو کہاں مر گیا ......"

"لوبیتا اور بوہیما تک تیری آواز صبح تک نہیں پہنچے گی۔" شنکر نے کہا "اندر آنے سے پیشتر میں ان دونوں کو آرام کی نیند سلا آیا ہوں' اب تیرا مقدر میری مٹھی میں ہے ....."

"نہیں ...... نہیں ...... تو مجھ سے انتقام نہیں لے سکتا ....." گابا ہذیانی انداز میں بولا آیا۔ "یاد رکھ' اگر تو نے موگرا کو آزاد کر دیا تو گابا کی بینائی جاتی رہے گی اور جب میری آنکھیں سلامت نہ رہیں گی تو تجھے طاقت کے خزانے تک جانے کا راستہ کون بتائے گا ....."

"مرد بن ...... تو جزیرے کا مقدس سردار ہو کر ایک اجنبی سے رحم کی بھیک مانگ رہا ہے۔"

"شنکر ....." زاریا نے پہلی بار سہمی ہوئی آواز میں کہا۔ "اس کے ساتھ رحم کا برتاؤ نہ کرنا ..... یہ غدار ہے' اس نے سردار پوما کے ساتھ غداری کی ہے' پوما نے اسے لوگوں کی مخالفت کے باوجود اپنا نائب منتخب کیا تھا لیکن اس مار آستین نے اس کو ڈس لیا جس نے دودھ پلا کر اس کمینے کو پروان چڑھایا تھا ..... موگرا کو آزاد کر دے شنکر' زاریا تجھ سے درخواست کرتی ہے ..... گابا کو ایسی موت سے ہمکنار کر دے کہ اس کی روح بھی قیامت تک اس پر لعنت ملامت کرتی رہے ..... موت کے دیوتا کا راستہ مت روک شنکر ..... موگرا کو آزاد کر دے' میری بات غور سے سن' اگر متبرک قرتوش خشک ہو گیا تو موگرا کا نشانہ خطا بھی ہو سکتا ہے۔"

"زاریا ...... تو بھی گابا کیلئے موت طلب کر رہی ہے' میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" گابا نے چیخ کر کہا پھر جنونی انداز میں اچھل کر زاریا کا گلا دبوچ لیا لیکن اس سے پیشتر کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا شنکر نے پنجرے میں ہاتھ ڈال کر پہلے آدم خور پرندے کی آنکھوں سے پٹی کھولی پھر اسے دبوچ کر باہر نکالا اور ہاتھ لہرا کر گابا کی سمت اچھال دیا۔

موگرا گابا سے اڑتا ہوا ٹکرایا تو گابا کی گرفت زاریا کی گردن پر ڈھیلی ہو گئی' اس نے پلٹ کر خوفزدہ نظروں سے موگرا کو دیکھا جو غار کے چکر کاٹ کر برق رفتاری سے اس کی سمت جھپٹ رہا تھا' گابا کی آنکھیں حیرت سے پھٹی جا رہی تھیں پھر اس سے پہلے کہ اسے موقع کی سنگینی کا پوری طرح احساس ہوتا اور وہ اپنے اعصاب پر قابو پاتے ہوئے اپنا ہاتھ چہرے پر رکھتا موگرا کسی شکرے کی طرح جھپٹ کر اس کی بائیں آنکھ سے ٹکرایا پھر جو منظر شنکر نے دیکھا وہ انتہائی کربناک تھا' موگرا گابا کے چہرے سے ٹکرا کر پلٹا' تو گابا اپنی بائیں آنکھ سے محروم ہو چکا تھا' گوشت کا لوتھڑا اور خون کے قطرے اس کے رخسار پر ڈھلک رہے

تھے وہ پوری شدت سے دھاڑیں مار مار کر دردناک انداز میں چیخ رہا تھا اور جنونی انداز میں دونوں ہاتھ فضا میں لہرا لہرا کر موگرا کو پکڑنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ شنکر کی نگاہیں موگرا پر جمی ہوئی تھیں' اس نے فضا میں اڑتے ہوئے پنجوں میں دبی ہوئی آنکھ کو حلق کے نیچے اتارا پھر وہ دوسری بار برق رفتاری سے حملہ آور ہوا تو گابا اپنی دوسری آنکھ سے محروم ہو گیا۔ اب اس کی آنکھوں کی جگہ دو خون آلود اور ہیبت ناک گڑھے نظر آ رہے تھے اس کا چہرہ لہولہان ہو رہا تھا' شاید درد کی شدت نے حد سے تجاوز کر کے دیوانگی کی سرحدوں کو چھو لیا تھا یا پھر وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا۔

زاریا کسی خوفزدہ بچے کی مانند دیوار سے چپکی کھڑی سہمی سہمی نظروں سے کبھی موگرے کو اور کبھی گابا کو دیکھ رہی تھی' کچھ دیر پیشتر جو شخص سینہ ٹھونک کر خود کو مقدس گابا اور جزیرے کا بے تاج بادشاہ سمجھ رہا تھا اس وقت خود اپنے لہو سے ہولی کھیل رہا تھا۔ بہت دیر تک اس کی کربناک چیخ کی آوازیں حلق سے نکل نکل کر سنگلاخ دیواروں کے نشیب و فراز سے ٹکراتی رہیں پر وہ تیورا کر فرش پر گرا اور تڑپ تڑپ کر بے حال ہو گیا' اس کی چیخ و پکار بتدریج کم ہونے لگی تھی۔

"شنکر ......" زاریا نے خوفزدہ آواز میں پوچھا "کیا یہ مر رہا ہے۔"

"نہیں ...... درد کی شدت بڑھ کر اس کے لئے دوا بن رہی ہے' یہ ابھی بے ہوش ہو جائے گا پھر جب ہوش آئے گا تو اسے اپنی حماقت کا احساس ہو گا لیکن سمے اس کے ہاتھ سے نکل چکا ہو گا ...... تو بھی یہی چاہتی تھی ......"

"ہاں ...... لیکن ...... مجھے محسوس ہو رہا ہے' میرا دل سینے کی گہرائیوں میں کہیں ڈوب رہا ہے۔"

"تو کوئی چنتا نہ کر ...... پیں ...... تیرا شنکر تیرے پاس ہے ......" شنکر نے اسے مدہوش لہجے میں مخاطب کیا ...... "آ ...... میرے سینے کی کشادہ گہرائیوں میں چھپ جا ...... شنکر کے ہوتے موت بھی تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔"

پھر شنکر کی آواز کا سحر زاریا کو کسی معمول کی طرح کھینچ کر اس کے نزدیک لے آیا۔

دوسری جانب موگرا پنجرے کے قریب بیٹھا بڑی رغبت سے گابا کی داہنی آنکھ کو اپنی تیز اور خم دار چونچ کے ذریعے ٹکڑے ٹکڑے کر کے حلق کے نیچے اتارنے میں مصروف تھا ......!

○

عظیم شاکا اپنے تخت پر بیٹھا دور خلاؤں میں جھانک رہا تھا' جزیرے کا بوڑھا مگر تجربہ کار کاہن اعظم انگروما اس کے دائیں جانب موجود تھا' دونوں ہی کے چہرے اس بات کی ترجمانی کر رہے تھے کہ وہ کسی اہم گتھی کو سلجھانے میں محو ہیں' لکڑیوں سے تعمیر کیا ہوا وہ کمرہ سردار اور اس کے خاص مصاحبین کیلئے وقف تھا جہاں عام لوگوں کو بلا اجازت داخلے کی اجازت نہیں تھی چنانچہ اس وقت بھی کمرے کے باہر دو پہرے دار ہاتھ میں بھالا لئے پوری طرح مستعد نظر آ رہے تھے۔

شوالا اور ترشولی کے معاملے نے جو صورت اختیار کر رکھی تھی اس کے پیش نظر شاکا کا دستور بن گیا تھا کہ وہ جب بھی جزیرے کے کاہن اعظم یا اپنے کسی دوسرے اعتماد کے آدمی کے ساتھ ہوتا کمرے کو اندر سے سحر پھونک کر باہر کے لوگوں کی پہنچ سے محفوظ کر لیا کرتا تھا تاکہ اندر جو گفتگو ہو وہ باہر کسی کے علم میں نہ آ سکے اور اگر مقدس شوالا یا کوئی دوسرا مصاحب خاص پراسرار ماورائی قوتوں کے زور پر وہاں تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرتا تو اس کا علم شاکا کو ہو جایا کرتا تھا' اس وقت بھی انگروما کے آنے کے بعد شاکا نے کمرے کو اپنے مخصوص سحر سے محفوظ کر رکھا تھا۔

"انگروما ...... تیرا کیا خیال ہے' کیا شوالا' ترشولی کی ضد کو اسی طرح صبر و سکون سے برداشت کرتا رہے گا۔" شاکا نے تھوڑے توقف کے بعد جزیرے کے بوڑھے اور جہاں دیدہ کاہن اعظم سے سوال کیا۔

"مقدس شوالا کو عقرب دیوتا کی خوشنودی حاصل ہے' وہ بلاشبہ عظیم قوتوں کا مالک ہے۔" انگروما نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "جزیرے پر مروجہ قانون کی رو سے وہ اگر چاہے تو ترشولی کو زبردستی بزور قوت بازو بھی اپنی شریک حیات بنا سکتا ہے۔"

"یہ ناممکن ہے انگروما ...... عظیم شاکا کی زندگی میں شوالا اس کی بیٹی کو زبردستی اپنانے کا خیال دل میں نہیں لا سکتا ورنہ اس کا انجام پورے جزیرے کی تباہی کا سبب بھی بن سکتا ہے ...... شاکا سن رسیدہ ضرور ہو گیا ہے لیکن اس کی رگوں میں دوڑنے والے خون میں ابھی بے غیرتی کا رنگ شامل نہیں ہوا۔"

"میں نے تیرے ساتھ کم و بیش ساٹھ بہاریں دیکھی ہیں' انگروما نے پہلو بدل کر کہا "میں تیرے دل کی کیفیت سمجھ رہا ہوں لیکن کیا تو ترشولی کو مقدس شوالا کے بجائے ......"

"نہیں ......" شاکا تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا' اس کی آنکھوں سے سفاکی اور

درندگی جھلک رہی تھی' وہ ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔ "اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں اب تک پرنس فیصل کو کب کا موت کے گھاٹ اتار چکا ہوتا لیکن میں محسوس کر رہا ہوں کہ کچھ نادیدہ قوتیں اس کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔"

"کیا وہ قوتیں عظیم شاکا کی کالی طاقتوں سے بھی زیادہ ہیں ......" انگروما کی نظروں میں حیرت تھی۔

"شاید ایسا ہی ہے ورنہ ...." شاکا کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا پھر مدھم آواز میں بولا۔ "انگروما' کیا تجھے علم ہے کہ پرنس فیصل تاریک براعظم کے ایک جزیرے تک پہنچ چکا ہے۔"

"نہیں ......" انگروما حیرت سے اچھل پڑا۔

"اس بات کو صرف اپنی ذات تک محدود رکھنا۔" شاکا نے سرگوشی کی۔ "میں صرف تجھے بتا رہا ہوں کہ وہ آج کل پوما کے جزیرے پر قیام پذیر ہے۔ تیرے لئے یہ اطلاع بھی شاید حیرت کا باعث ہو کہ سردار پوما اب اس دنیا میں نہیں ہے' اس کی جگہ مقدس گاہا نے حاصل کر لی ہے ...... پوما کی موت میں پرنس فیصل کے ایک ساتھی شنکر کی طاغوتی قوتوں کا دخل ہے ..... وہ سیاہ رنگت کا دراز قد ہندو سفلی کے گندے علم میں بھی مہارت رکھتا ہے ..... ہو سکتا ہے وہی در پردہ پرنس کی مدد کر رہا ہو ..... میرا خیال ہے کہ پہلے مجھے شنکر کو عبرتناک سزا دینی ہو گی ...... پرنس کی موت کا مسئلہ بعد میں طے کر لیا جائے گا ....."

"شاکا ......" انگرومہ نے رازدارانہ لہجے میں پوچھا۔ "کیا تجھے یقین ہے کہ شوالا کو اس بات کا علم نہیں ہو گا کہ پرنس ترشولی سے محض دو کوس کے فاصلے پر ......"

"لیکن انگروما اپنی بات مکمل نہ کر سکا' شاکا نے کمرے کے گرد اپنے سحر کا جو جادو بچھا رکھا تھا اس سے کوئی بیرونی ماورائی طاقت ٹکرائی تو کمرے میں آگ کے شعلے سے لپکنے لگے۔ شاکا نے جلدی سے انگرومہ کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر وہ قہر آلود نظروں سے دروازے کی سمت دیکھنے لگا۔ اس کے ذہن میں فوری طور پر ایک ہی نام ابھرا تھا...... "شوالا......"

شاکا کا قیاس درست ثابت ہوا' آنے والا شوالا کے سوا کوئی اور نہیں تھا۔

حسب دستور شوالا نے اس وقت بھی اپنے کندھے پر کبونا کو بٹھا رکھا تھا' وہ ایک جنگلی بندر تھا لیکن شوالا کی سخت گیر طبیعت نے اسے بھی جلد رام کر لیا تھا اور اب وہ اس کے اشاروں پر ناچتا تھا' ڈیل ڈول کے معاملے میں بھی وہ شوالا سے کچھ کم نہیں تھا' عام طور پر وہ اس کے ساتھ اپنے ہاتھ پیروں پر اچھلتا پھرتا تھا لیکن شاکا کے سامنے شوالا اسے ہمیشہ کندھوں پر ہی چڑھائے رکھتا تھا شاید اس لئے کہ شاکا کبونا سے شدید نفرت کرتا تھا۔ شوالا کی جگہ اگر کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو وہ اس بندر کو پہلی نظر پڑتے ہی بھالا مار کر چھلنی کر ڈالتا لیکن شوالا کا معاملہ دوسروں سے مختلف تھا اس لئے کہ وہ جزیرے کا نائب سردار تھا اور اس لئے بھی کہ ترشولی کے معاملے نے شاکا کی پوزیشن جزیرے پر بسنے والوں کی نظروں میں زیادہ مستحکم نہیں رہنے دی تھی ......!

عقرب دیوتا کی نوازشوں نے شوالا کو یوں بھی بہت نڈر اور بے خوف بنا دیا تھا' سفاک اور درندہ صفت ہونے کے ساتھ ساتھ وہ خوبصورت لڑکیوں اور کچی شراب کا دھنی تھا' دو تین پیگ حلق کے نیچے اتارنے کے بعد وہ کسی آدم خور چیتے سے بھی زیادہ خوفناک بن جاتا تھا' کمزوروں کے خون سے ہولی کھیلنا اور نیزا مار کر ان کے جسموں کو چھیدنا اس کا محبوب مشغلہ تھا' نائب سردار ہونے کی حیثیت سے اسے ایک وقت میں دو عورتیں رکھنے کا حق بھی حاصل تھا' اس نے جزیرے کی دو خوبصورت لڑکیوں کو اپنا رکھا تھا لیکن ترشولی کو اپنانے کا خیال آتے ہی اس نے ایک عورت کی جگہ خالی کرنے کی خاطر اپنی ایک بیوی کو ایک اونچی چٹان کی چوٹی سے اپنے ہاتھوں پر بلند کر کے سر کے بل نشیب میں اچھال دیا تھا۔ اس روز سے جزیرے پر بسنے والی خوبصورت لڑکیاں شوالا کے ایک اشارے پر اس کے قدموں پر سر رکھنے کو مجبور ہو گئی تھیں' وہ درندہ صفت ہی نہیں خود بھی تن و توش کے اعتبار سے کسی ارنے بھینسے سے کم نہیں تھا' درمیانہ قد ہونے کے باوجود نہایت مضبوط اور ٹھوس قویٰ کا مالک تھا' دوسرے صاحب حیثیت لوگوں کی طرح وہ بھی اپنے جسم پر آرائش اور زیبائش کے

تمام سامان سجائے رکھتا تھا لیکن اس کیلئے سب سے مقدم وہ زنجیر تھی جس کے اندر عقرب دیوتا کی مورتی جھولتی رہتی تھی۔

شاکا نہ صرف جزیرے کا سردار ہونے کی حیثیت سے سب پر افضل اور قابل احترام تھا بلکہ منفی قوتوں کا مالک بھی تھا لیکن ترشولی نے شوالا کے حق میں اپنی نفرت کا اظہار کر کے اس کی حیثیت کو مخدوش اور کمزور بنا دیا تھا شاکا جانتا تھا کہ اگر ترشولی نے کھل کر شوالا سے شادی کرنے سے انکار کر دیا تو اس کا انجام کیا ہو گا۔

ترشولی کی نافرمانی کے سبب جزیرے پر مروجہ قانون کے مطابق اسے سردار کے منصب سے سبکدوش بھی کیا جا سکتا تھا' وہ عظیم قوتوں کا خزانہ جو اس نے برسوں کی کٹھن ریاضتوں کے بعد حاصل کیا تھا دیوتاؤں کی ناراضگی کے باعث اس سے چھین لیا جاتا اور پھر سردار کی گدی پر براجمان ہونے کے بعد یہ بات شوالا کے اختیار میں ہوتی کہ وہ شاکا کو سزا دیتا یا دریا دلی کا ثبوت دے کر معاف کر دیتا' سزا کے طور پر شاکا کو سنگسار بھی کیا جاسکتا تھا یا پھر اسے جزیرے کے سب سے قدیم درخت کی سب سے بلند شاخ پر اس وقت تک الٹا لٹکایا جا سکتا تھا جب تک اس کا گوشت سڑ گل کر اس کی ہڈیوں کا ساتھ نہ چھوڑ دیتا' اسکے علاوہ شوالا کے ایک اشارے پر شاکا کو ان سرخ اور آدم خور چیونٹیوں کے حوالے بھی کیا جا سکتا تھا جو انسانی گوشت نہایت رغبت اور برق رفتاری سے کھانے کی عادی ہوتی تھیں' سب کچھ نئے سردار کی مرضی پر منحصر ہوتا۔

شوالا سفاک اور درندہ صفت ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت عیار اور مکار طبیعت کا مالک بھی تھا' اسے علم تھا کہ ترشولی نے شاکا کے سامنے کھل کر اس بات کا اظہار کر دیا تھا کہ وہ مر جائے گی لیکن اس سے شادی نہیں کرے گی' ترشولی کے انکار کے بعد یہ بات شوالا کے اختیار میں تھی کہ وہ جب بھی چاہتا جزیرے کے مروجہ قوانین اور رسم و رواج کے مطابق کاہن اعظم انگروما کی موجودگی میں ترشولی کے حصول کا مطالبہ کر سکتا تھا اور ترشولی کے انکار کی صورت میں وہ سردار کا تاج اپنے سر پر سجا سکتا تھا' شاکا کے معزول ہو جانے کے بعد ترشولی کے علاوہ جزیرے کے تمام سیاہ و سپید کا بلا شرکت غیرے مالک بھی بن سکتا تھا لیکن اس نے جان بوجھ کر ابھی تک ایسا نہیں کیا تھا' شاید اس لئے کہ وہ شاکا کو بے بس اور مجبور دیکھ کر خوشی محسوس کرتا تھا یا پھر اس لئے کہ وہ شاکا کو اس حد تک لوگوں کی نظروں میں ذلیل و رسوا کر دینے کا متمنی تھا کہ شاکا خود اپنے ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹنے پر مجبور ہو جاتا۔

حسب معمول شوالا اس وقت بھی ہلکے نشے کے سرور میں مدہوش تھا' کمرے میں

داخل ہو کر اس نے انگروما کو دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر حقارت اور طنز میں ڈوبی مسکراہٹ پھیل گئی لیکن اس نے تعظیماً جھک کر کاہن اعظم کو سلام کرنے میں کسی کوتاہی کا مظاہرہ نہیں کیا پھر شاکا کی طرف دیکھ کر بولا۔

"کہیں میں اس وقت سردار اور کاہن اعظم کے درمیان مخل تو نہیں ہوا؟"

"نہیں ......" شاکا نے مختصراً کہا پھر وہ شوالا کے کندھے پر بیٹھے ہوئے بندر کو حقارت سے گھورنے لگا۔

"کبونا میری تنہائیوں کا بہترین ساتھی ہے۔" شوالا نے ڈھٹائی کا مظاہرہ کیا۔ "میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ترشولی کو اپنی دوسری بیوی بنانے تک اسے قریب رکھوں گا۔"

"اور اس کے بعد ......"

"اس کے بعد اگر سردار نے حکم دیا تو میں کبونا کو چیر پھاڑ کر آبی جانوروں کے حوالے بھی کر سکتا ہوں۔"

"میں اس وقت انگروما سے ترشولی کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا۔" شاکا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "اس کی سالگرہ کے جشن میں صرف دو مہینے باقی رہ گئے ہیں' میں چاہتا ہوں کہ اس بار یہ جشن بڑے دھوم دھام سے منایا جائے۔"

"کیا جشن کا پروگرام مرتب کرنے میں اتنی ہی رازداری ضروری تھی جو سردار نے چاروں طرف اپنی ساحرانہ قوتوں کا جال بچھا رکھا تھا۔" شوالا نے طنزیہ لہجے میں کہا پھر کن انکھیوں سے انگروما کو دیکھنے لگا جو ابھی تک نہایت صبر و تحمل سے خاموش کھڑا تھا۔

"مجھے کاہن اعظم سے کچھ اور ضروری مشورے بھی کرنے تھے۔"

"میں بھی اس وقت سردار سے ایک ضروری بات کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔"

"کہو ......"

"میری خواہش ہے کہ اس بار ترشولی کی سالگرہ کے جشن میں چار چاند لگا دیئے جائیں۔"

"مطلب ......"

"سردار کو شاید یاد نہیں کہ میں ایک عرصے سے دوسری بیوی تلاش کر رہا ہوں۔"

"یہ تمہارا قطعی ذاتی اور نجی معاملہ ہے۔" شاکا نے ہاتھ ملتے ہوئے خشک آواز میں جواب دیا۔

"ترشولی کو زبردستی حاصل کرنا بھی میرا ذاتی اور نجی معاملہ ہو سکتا ہے۔" شوالا نے الفاظ چباتے ہوئے کہا۔

"شوالا ......" شاکا یکلخت تیز ہو گیا۔ "تم سردار کی غیرت کو للکار رہے ہو۔"

"سوال اگر غیرت کا ہے تو پھر مجھے بھی اپنے حقوق پر نظرثانی کرنی ہو گی۔" شوالا نے مکاری کا مظاہرہ کیا پھر انگروما سے مخاطب ہوا "مقدس کاہن اعظم' کیا میں ترشولی کو حاصل کرنے کی خاطر جزیرے کے لوگوں سے مقابلے کی دعوت کا اعلان کر سکتا ہوں؟"

"ہاں ......" انگروما ٹھوس مگر نرم لہجے میں بولا۔ "تمہیں اس کا مکمل اختیار ہے ......"

"کیا سردار اس اعلان کو پسندیدہ نظروں سے دیکھے گا۔" اس بار اس نے شاکا کو مخاطب کیا۔

"نہیں ......" شاکا نے شوالا کی نگاہوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "تم ایسا نہیں کرو گے۔"

"یہ سردار کا حکم ہے یا ......" شوالا نے جان بوجھ کر اپنا جملہ نامکمل چھوڑ دیا' اس کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ پھیل رہی تھی۔

"میں ...... ترشولی کو سمجھانے کی کوشش کروں گا۔" شاکا بے بسی سے بولا۔

"اور اگر ترشولی نے پھر بھی انکار کر دیا تو ......"

"میں اسے جان سے مار دوں گا۔" شاکا گرج اٹھا۔

"نہیں ......!" شوالا مسکرا دیا۔ "ترشولی تمہارے پاس میری امانت ہے' میں اسے مردہ نہیں' زندہ حالت میں حاصل کرنا پسند کروں گا۔"

"شوالا ...... تو اگر کہے تو میں تیری خاطر سردار کی گدی خالی کر سکتا ہوں۔" شاکا نے خلاء میں گھورتے ہوئے کہا۔

"مجھے سردار کی حیثیت کے مقابلے میں ترشولی زیادہ عزیز ہے۔" شوالا نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے جواب دیا پھر اس لکڑی کے مگ میں سے بچی کھچی شراب حلق میں انڈیلنے لگا جو ایک رسی سے بندھا اس کے شانوں سے جھول رہا تھا' مگ خالی کرنے کے بعد اس نے شاکا اور انگروما کے چہروں کے تاثرات کو جائزہ لیا پھر کبونا کی طرف نظر اٹھا کر بولا۔

"کبونا ...... تجھے سرداری پسند ہے؟ ......"

"خوں ...... خوں ...... خوں ......" بندر نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے خونخوار

انداز اختیار کیا تھا۔

"اور میری ترشولی کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے ......"

"خیں ...... خیں ...... خررر ...... رر ...... خیں ...... خیں ......" کبونا نے اثبات میں سر کو جنبش دے کر خوشی کا اظہار کیا۔

"شوالا ......" اچانک شاکا کی تیوری پر بل آ گئے۔ "میں تجھے زبان دیتا ہوں کہ ترشولی کے جشن سے پہلے اس کی قسمت کا فیصلہ ضرور ہو جائے گا۔"

"فیصلہ میرے حق میں ہو گا ...... اس کا خیال رہے۔" شوالا نے بھی ترش انداز اختیار کیا۔

"تو مجھے خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے ...... یہ مت بھول کہ ابھی میں جزیرے کا سردار ہوں۔"

"تم بھی شوالا کی طاقت کا غلط اندازہ لگا رہے ہو شاکا۔" شوالا نے حقارت سے کہا۔

"انگروما کی موجودگی میں تم نے اس وقت جو زبان دی ہے اس پر قائم رہنا ورنہ تمہارا انجام اچھا نہیں ہو گا۔"

"شوالا ----" اس بار انگروما نے پہلی بار دخل اندازی کی۔ "جب تک شاکا کی سردار کی حیثیت برقرار ہے تجھے اس کا احترام کرنا چاہئے۔"

"کاہن اعظم' ---- تم ---- مجھے نصیحت کرنے کی کوشش کر رہے ہو یا شاکا سے اپنی دیرینہ وفاداریاں اور دوستی نبھا رہے ہو؟"

"میں ایک اصولی بات کر رہا ہوں۔"

"اصولی بات ----" شوالا ایک دم ہی آپے سے باہر ہو گیا۔ "کیا تم بھول رہے ہو کہ عقرب دیوتا کی مہربانیاں میرے شامل حال ہیں---- کیا تمہارا خیال ہے کہ شوالا نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں---- کیا اسے علم نہیں ہو سکتا کہ تم اور سردار میرے آنے سے پیشتر کس موضوع پر گفتگو کر رہے تھے---- نہیں' یہ خیال ذہن سے نکال دو کاہن اعظم ---- شوالا کے سارے جسم پر ہزاروں آنکھیں اور لاکھوں کان موجود ہیں---- تم دونوں کی ساحرانہ قوتیں مل کر بھی شوالا کی عظیم طاقتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں---- میں سب سمجھ رہا ہوں---- سب دیکھ رہا ہوں اور سب سن سکتا ہوں ---- مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ سردار نے کچھ دیر پہلے میری شان میں کیا نازیبا جملے بولے تھے اور شوالا کو اس بات کا علم بھی ہے کہ پرنس فیصل اور وہ بد ذات ہندو شنکر اس وقت کہاں ہے---- تمہاری

اطلاعات میرے مقابلے میں زیادہ نہیں ہیں---مجھ سے سنو' سردار یویا کے بعد اس کی جگہ گابا نے لی تھی لیکن اب شنکر نے موگرا کے ذریعے اسے اس کی بینائی سے محروم کر دیا ہے---"

"شوالا -----" شاکا نے اسے حیرت سے دیکھا "تجھے اور کیا معلوم ہے؟ ----- کیا تو پرنس فیصل کو اپنے راستے سے نہیں ہٹا سکتا؟"

"پرنس ---فیصل اور---شن--- کر---" شوالا نے پرزور قہقہہ لگایا پھر اس نے شاکا کی بات کا جواب دینا پسند نہیں کیا' حقارت بھرے انداز میں قہقہے بلند کرتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا---!!

وہ تعداد میں کل چھ تھے' شنکر نے مخالفت کی تھی لیکن تیمور اور جاوید کے بے حد اصرار پر ڈاکٹر کو بھی ساتھ لے لیا گیا تھا' ان کا خیال تھا کہ ڈاکٹر کی موجودگی ان کے لئے کسی آڑے وقت میں بطور مشورہ کام آ سکتی ہے' ان کی منزل کہاں تھی؟ اس کے بارے میں صرف شنکر' فیصل اور جاوید کو علم تھا' تیمور اور ڈاکٹر کو محض اتنا بتایا گیا تھا کہ وہ فرار کی خاطر ایک خطرہ مول لے رہے ہیں۔ ڈاکٹر نے دبے لفظوں میں مشورہ دیا تھا کہ انہیں ساحل کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنا چاہئے تاکہ دور سے اگر کوئی جہاز وغیرہ نظر آ جائے تو اسے مدد کے لئے آمادہ کیا جا سکے لیکن ننکا کے اشارے پر فیصل نے خشکی کا کوئی راستہ دریافت کرنے پر زور دیا تھا چنانچہ تیمور اور ڈاکٹر بھی خاموش ہو گئے۔ رویا کو ساتھ لینے کے سلسلے میں تیمور نے اعتراض کیا تھا' اس کا خیال تھا کہ ایسی مہم میں کسی عورت کا ساتھ دشواریاں ہی لاتا ہے لیکن فیصل نے شنکر کی پسند کا ذکر کیا تو تیمور صرف سر ہلا کر رہ گیا' وہ بھی شنکر کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا---!

شنکر سب سے آگے آگے رویا کے ساتھ چل رہا تھا اور اس کے مشورے کے عین مطابق فیصل اپنے باقی ساتھیوں کے ہمراہ دس پندرہ قدم پیچھے پیچھے تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ باقی لوگوں کو اس راز کا علم ہو سکے کہ وہ کس منزل کی طرف گامزن تھے رویا لاشعوری طور پر اس

سے واقف تھی اور شنکر اپنی طاغوتی صلاحیتوں کے ذریعے اس کے لاشعور کو بار بار کرید کر صحیح سمت میں قدم بڑھا رہا تھا۔ ڈاکٹر نے رات کے وقت فرار ہونے کے منصوبے کی بھی مخالفت کی تھی' اس نے مشورہ دیا تھا کہ فرار کیلئے صبح صادق کا وقت زیادہ مناسب رہے گا' اپنے مشورے کی دلیل پیش کرتے ہوئے اس نے دو خطروں کا اظہار کیا تھا--- اول یہ کہ کسی دشمن سے ٹکراؤ کی صورت میں وہ اجنبی ہونے کی وجہ سے اپنا دفاع نہیں کر سکتے تھے اور آسانی سے مارے جا سکتے تھے اور دوسری دلیل راستہ بھٹک جانے کی تھی لیکن شنکر نے ان دونوں باتوں کی نفی بڑے خوبصورت اور معقول انداز میں کر دی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ رات کے اندھیرے میں وہ دشمنوں کی نگاہوں سے روپوش ہونے میں زیادہ کامیابی حاصل کر سکتے ہیں' رہا بھٹک جانے کا معاملہ تو وہ یوں بھی جانے پہچانے راستے سے واقف نہیں تھے' فرار کے منصوبے پر عمل کرنے کی خاطر انہیں بہرحال خطرے تو مول لینے ہی تھے اور پھر چاندنی رات ہونے کی وجہ سے ڈاکٹر کی پہلی رائے یوں بھی زیادہ ٹھوس نہیں تھی۔

بہرحال وہ نصف رات کے وقت روانہ ہو گئے تھے' شنکر' رویا کے ساتھ آگے آگے تھا' گابا کے ساتھ جو برتاؤ شنکر نے کیا تھا اس کا علم صرف فیصل اور جاوید کو تھا اس لئے ان کا ذاتی خیال بھی یہی تھا کہ صبح ہونے سے پہلے پہلے وہ جزیرے کی حدود سے جتنی دور نکل جائیں اتنا ہی بہتر ہے ورنہ ممکن تھا کہ ہوش میں آنے کے بعد وہ خود نہ سہی لیکن لوبیتا اور دوسرے ساتھیوں کے ذریعہ ان کی تلاش میں اپنے آدمی ضرور روانہ کر دیتا' پکڑے جانے کی صورت میں گابا بینائی سے محروم ہونے کے باوجود سردار کی حیثیت سے ان کے حق میں جو فیصلہ بھی کرتا وہ خطرناک ہی ہوتا۔

تقریباً" ایک گھنٹے تک وہ انتہائی خاموشی سے پھونک پھونک کر آگے قدم بڑھاتے رہے' میدانی راستہ ہونے کی وجہ سے انہیں کچھ زیادہ دشواری پیش نہیں آئی تھی لیکن جب تقریباً ایک میل دور نکل آنے کے بعد شنکر نے رویا کے ہاتھ تھام کر چٹانی سلسلوں کا رخ اختیار کیا تو تیمور خاموش نہ رہ سکا۔ اس نے فیصل سے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم چٹانی سلسلوں کی سمت جا کر اپنا وقت ضائع کریں گے۔"

"میرے پاس کوئی قطب نما نہ سہی لیکن بحری سفر کرتے کرتے ہمیں سمتوں کا اندازہ بہرحال ہو جاتا ہے۔" تیمور نے دلیل پیش کی۔ "ہم تقریباً ایک گھنٹے سے شمال کی سمت آگے بڑھنے کے بعد پلٹ کر مغرب کی سمت لوٹ رہے ہیں اور اس طرح اس مقام سے دوبارہ قریب ہوتے جائیں گے جہاں سے روانہ ہوئے تھے' اگر پہلے ہی ہم نے مغرب کی سمت سفر

اختیار کیا ہوتا تو۔۔۔۔۔“

”ہمیں شنکر کی صلاحیتوں اور اس کی پراسرار قوتوں کے پیش نظر اس کی قائدانہ صلاحیتوں پر بھی آنکھ بند کر کے اعتماد کرنا ہو گا۔“ فیصل نے محض تیمور کو ٹالنے کی خاطر کہا۔

”ممکن ہے رات گزارنے کی خاطر کسی مناسب پناہ گاہ کی تلاش میں اس نے چٹانوں کا رخ اختیار کیا ہو میدانی علاقے میں سفر کرتے رہنے کی صورت میں ہم دشمنوں کی نگاہوں میں با آسانی آ سکتے ہیں۔۔۔ عین ممکن ہے چٹانوں کے قریب پہنچ کر شنکر اپنا رخ واپس شمال ہی کی طرف موڑ دے ۔۔۔۔ راستہ طویل ضرور ہو گا لیکن ہم محفوظ تو رہیں گے۔“

”ہاں‘ آں ۔۔۔ تم شاید ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔“

”کیا تمہیں یقین ہے کہ ڈاکٹر کسی مصیبت کے وقت میں ہمارا ساتھ دے گا؟“

”میں سمجھا نہیں۔۔۔۔۔“

”فرض کر لو کہ ہم دشمنوں کے درمیان گھر جاتے ہیں یا گابا کے آدمی ہمیں دوبارہ پکڑنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں‘ ایسی صورت میں یہ سوال بھی ضرور ہو گا کہ فرار کا منصوبہ کس نے مرتب کیا تھا؟ اگر ڈاکٹر نے اپنے آپ کو بچانے کی خاطر شنکر کا یا میرا نام لے دیا تو؟ ۔۔۔۔۔۔ میرا خیال ہے تم میرا مقصد سمجھ رہے ہو؟“

”میں نے ڈاکٹر کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔“ تیمور نے پر اعتماد لہجے میں جواب دیا۔ ”مشکل وقت میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ساری ذمہ داری اپنے سر قبول کر لے‘ پیشے کی نوعیت نے اس کے اندر ایثار اور قربانی کا جذبہ بھی بڑی شدت سے پیدا کر دیا ہے لیکن ایک بات ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آئی۔۔۔۔ شنکر نے اتنے مختصر افراد کے ساتھ اتنا خطرناک منصوبہ کیوں بنایا؟ زیادہ افراد ہونے کی صورت میں ہم اجتماعی حیثیت میں نہ صرف پریشانیوں کا مقابلہ بہتر طور پر کر سکتے تھے بلکہ دشمنوں کو بھی زیادہ آسانی سے زیر کر سکتے تھے۔“

”ہو سکتا ہے شنکر نے تمہارے برعکس اس خیال پر اپنا منصوبہ مرتب کیا ہو کہ افراد جتنے زیادہ ہوتے ہیں رسک بھی اتنا زیادہ ہوتا ہے۔“ فیصل نے تیمور کو سمجھانے کی کوشش کی۔ ”ہم چھ آدمی تو ہم خیال ہو سکتے ہیں لیکن زیادہ افراد ہونے کی صورت میں ہمارا ہم خیال ہونا بہت دشوار ہوتا اور وہ صورت ہمارے لئے نہ صرف یہ کہ پریشان کن ہوتی بلکہ ہمارے درمیان پھوٹ پیدا کرنے کا سبب بھی بن سکتی تھی۔“

”تم ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔۔۔۔ ہمیں خود کو شنکر کے اشاروں پر چلنے پر مجبور ہونا

پڑے گا۔“ تیمور نے کہا۔ ”تاریک براعظم کے پر پیچ‘ مخدوش اور پراسرار ماحول میں شنکر کی طاغوتی قوتیں ہی ہمارے کسی کام آ سکتی ہیں ورنہ پھر موت تو برحق ہے۔“

”مجھے خوشی ہے اب تم بھی جاوید کی طرح خاصے بالغ ہوتے جا رہے ہو۔“

چاند جیسے جیسے ڈوبتا جا رہا تھا اندھیرا بھی پھیلتا جا رہا تھا‘ شنکر نے اپنی رفتار بتدریج تیز کر دی تھی چنانچہ دوسری دونوں ٹیموں کو بھی جو فیصل‘ تیمور‘ ڈاکٹر اور جاوید پر مشتمل تھیں اپنی رفتار بڑھانی پڑی‘ ڈاکٹر جاوید سے کہہ رہا تھا۔

”شنکر کی حد تک خیر ٹھیک ہے لیکن یہ روپا کو ہماری قیادت کا فرض کس سلسلے میں سونپا گیا ہے؟“

”شنکر کے سلسلے میں۔۔۔۔“

”میں نہیں سمجھا۔۔۔۔۔“

”تم نے شاید تاریخ کے گمشدہ اوراق کا مطالعہ نہیں کیا ڈاکٹر۔“ جاوید نے اس وقت بھی بذلہ سنجی کا نہایت سنجیدگی سے مظاہرہ کیا۔ ”افلاطون یونان کا سب سے بڑا حکیم تھا جو بقراط کا شاگرد اور ارسطو کا استاد تھا لیکن اپنی محبوبہ کو خود گھوڑا بن کر ڈرائنگ روم میں سواری کراتا تھا‘ خوبصورت لڑکیاں شاید اس کی کمزوری رہی ہوں گی۔“

”یہ واقعہ میں نے بھی کہیں پڑھا تھا لیکن اس کتاب میں افلاطون کے بجائے ارسطو کا نام درج تھا۔“

”ایک ہی بات ہے۔۔۔۔۔۔ ارسطو کا تعلق بھی یونان ہی سے تھا اور فلسفی ہونے کے ناتے وہ بھی زن مریدی کا پیرو کار تھا۔“

”فلسفہ کا عورت اور خوبصورت لڑکیوں سے بھلا کیا تعلق؟“ ڈاکٹر نے حیرت سے دریافت کیا۔

”بہت گہرا تعلق ہے ڈاکٹر ۔۔۔۔“ جاوید نے بے تکلفی سے کہا۔ ”عورت ہی تو وہ سب سے بڑا فلسفہ ہے جو آج تک حل نہیں ہو سکی۔ مجھے تو یہ شنکر بھی کوئی سرپھرا فلسفی ہی دکھائی دیتا ہے۔۔۔۔ تم نے غور نہیں کیا‘ بحری عقاب پر وہ اپنے سیاہ رنگ کو واضح کرنے کی خاطر گہرے سیاہ رنگ ہی کا سوٹ پہننے کا عادی تھا‘ اب تم ہی بتاؤ۔۔۔۔۔ سیاہ رنگ پر سیاہ سوٹ کوئی بات بنی۔“

”نہیں ۔۔۔۔“ ڈاکٹر روانی میں کہہ گیا۔

”نہیں بنی نا۔۔۔۔“ جاوید مسکرایا۔ ”اسی طرح شنکر کے ساتھ روپا کو بھی چلنے دو“

ہماری صحت پر کیا اثر پڑتا ہے۔"

ڈاکٹر کو جاوید کی شرارت کا احساس ہوا تو وہ برا سا منہ بنا کر رہ گیا' دوسری جانب شنکر بڑے ٹھوس اور سنجیدہ لہجے میں روپا سے دریافت کر رہا تھا۔

"روپا رانی۔۔۔۔ کیا تجھے وشواس ہے کہ ہم ٹھیک راستے پر قدم بڑھا رہے ہیں؟"

"ہاں ۔۔۔۔ میری آنکھیں پوری طرح روشن ہیں۔۔۔۔ میں ان راستوں کو گھپ اندھیروں میں بھی تلاش کر سکتی ہوں۔" روپا نے بدستور قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا' وہ شنکر کے بجائے خلاء میں یوں گھور رہی تھی جیسے آسمان پر دور کہیں ان راستوں کا نقشہ درج تھا۔

چٹانی سلسلے سے ان کا فاصلہ بڑی تیزی سے گھٹ رہا تھا۔ "کیا ہمیں اپنی منزل تک پہنچنے کیلئے ان چٹانوں کے درمیان سے گزرنا ہو گا۔" شنکر نے بدستور ٹھوس آواز میں سوال کیا۔

"ہاں ۔۔۔۔ چٹانوں کے اندر وہ غار بھی موجود ہے جس کا سرنگی راستہ ہمیں دوسری طرف نکال دے گا۔"

"روپا کیا تجھے یاد ہے کہ ان راستوں کے بارے میں تیری معلومات کا ذریعہ کون بنا تھا؟"

"ہاں ۔۔۔۔ وہ گلبا تھا۔۔۔۔"

"کیا تجھے معلوم ہے کہ اس وقت کون تجھ سے باتیں کر رہا ہے؟"

"شنکر کے سوا کوئی دوسرا مجھ سے اس طرح مخاطب نہیں ہو سکتا۔"

"شنکر سے تیرا کیا سمبندھ ہے۔۔۔۔"

"وہ میرا پریمی ہے ۔۔۔۔ میرا سب کچھ ہے۔۔۔۔ اس کی کارن میں نے دنیا کی ساری خوشیاں تیاگ دی ہیں۔"

"کیا ہوش میں آنے کے بعد بھی تجھے گلبا کے بتائے ہوئے راستوں کا دھیان رہے گا۔" شنکر نے گفتگو کا رخ بدلا۔

"نہیں ۔۔۔۔ ہوش آنے پر میں سب کچھ بھول جاؤں گی۔۔۔۔ شنکر کی آگیا کا پالن کرنا میرا دھرم ہے۔" روپا نے خوابیدہ لہجے میں کہا پھر چٹانوں کے قریب پہنچ کر وہ یکلخت ٹھٹک کر رک گئی۔

"کیوں ۔۔۔۔" شنکر چونکا۔ "تو رک کیوں گئی۔۔۔۔"

"آگے خطرہ ہے۔۔۔۔ میں سامنے غار کے اندر ایک اور سندری کو دیکھ رہی ہوں جو ہمیں دیکھ کر اندر دبک گئی ہے۔۔۔۔"

"اور کون ہے اس کے ساتھ ۔۔۔۔" شنکر نے سرگوشی کی۔

"وہ ۔۔۔۔ وہ بالکل اکیلی ہے۔۔۔۔"

"روپا۔۔۔۔ تو ہوش میں آجا لیکن میری بات یاد رکھنا' ہوش میں آنے کے بعد تجھے کچھ یاد نہیں رہے گا۔"

"ہاں۔۔۔۔ مجھے کچھ یاد نہیں رہے گا۔" روپا نے کہا پھر یوں چونک کر اس نے شنکر کی سمت دیکھا جیسے اچانک نیند سے بیدار ہوئی ہو' اس نے شنکر کو مخاطب کرنے کی خاطر ہونٹ ہلایا تھا لیکن ننکا نے انگلی کے اشارے سے خاموش رہنے کی تاکید کی پھر تیزی سے جھک کر زمین پر کسی مگرمچھ کی طرح لیٹ گیا اور آہستہ آہستہ چٹان کی جانب سرکنے لگا۔ روپا کے علاوہ پیچھے آنے والوں نے بھی شنکر کی تقلید میں بڑی پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا۔۔۔۔!!

○

یوگا کی ورزش سے فارغ ہونے کے بعد اس نے غسل کیا پھر ایک رسالہ اٹھا کر اس کی ورق گردانی شروع کر دی لیکن اس کا ذہن ایک بار پھر اسی سوال میں الجھ کر رہ گیا کہ۔۔۔۔ وہ جزیرے میں واپس کس طرح آگئی تھی۔"

رسالہ ایک جانب اچھال کر وہ اٹھی اور خواب گاہ میں ٹہلنے لگی' موی شمع کی کپکپاتی رشنی میں اس کا حسن بڑا دلکش اور سحر انگیز نظر آ رہا تھا' وہ اپنے ذہن کی گتھی سلجھانے میں الجھتی گئی' ہرچند کہ اسے یقین کامل تھا کہ جزیرے پر اس کی واپسی میں شوالا کی کالی طاقتوں کو دخل ہے لیکن وہ اس کے سانحے اور اس لمحے کو یاد کرنے کی کوشش کرتی تھی جب شوالا کے سحر نے اس کی اسے ذہنی صلاحیتوں کو زنگ آلود کیا تھا' اس کی باغی سوچوں پر اپنی مرضی کے پہرے بٹھائے تھے اور پھر ماورائی قوتوں کے ذریعے اسے جزیرے پر واپس آنے کو مجبور کر دیا تھا۔

پہلے بھی متعدد بار یہی سوالات اس کو پریشان کر چکے تھے لیکن اس کی یادداشت نے ہر بار اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا' اسے صرف اتنا یاد تھا کہ وہ بلیومون میں اپنے

کمرے میں تھی جب گدھ نما پرندے کی سیٹی جیسی تیز آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی' وہ عجیب الخلقت پرندہ اسے کہیں نظر نہیں آیا تھا لیکن اس کی سیٹی جیسی تیز آواز اس کے ذہن کو شل کر رہی تھی' اس نے اس آواز سے اپنی توجہ ہٹانی چاہی لیکن کامیاب نہیں ہوئی پھر وہ طویل فاصلہ ہونے کے باوجود شوالا کی طاغوتی قوتوں کے جال میں پھنس کر بے بس ہو گئی تھی۔

اپنے تنویمی عمل کے زیر اثر لانے کے بعد شوالا نے اسے یقیناً جزیرے کی واپسی کا حکم دیا ہو گا جس کے بعد وہ لاشعوری طور پر اس کے حکم پر عمل کرنے پر مجبور ہو گئی ہو گی' دوسری بار وہ اس وقت شعوری طور پر بیدار ہوئی تھی جب شاکا نے اسے جزیرے پر موجود دیکھ کر حیرت کا اظہار کیا تھا' یادوں کے ان دریچوں سے اس نے بارہا پرنس فیصل کو بھی جھانک جھانک کر دیکھا اور ہر بار اسے اپنے دل کی دھڑکنوں میں ایک عجیب کیف آگیں لذت کا احساس ہوا تھا۔ فیصل کو شوالا کے عتاب سے بچانے کی خاطر ہی اس نے کئی بار اس کی یادوں کو کھرچ کر دل کی گہرائیوں سے نکالنے کی کوشش کی تھی لیکن فیصل جیسے خواب بن کر اس کے دل و دماغ پر چھا گیا تھا۔ وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اسے ایک نہ ایک دن شوالا کی آغوش میں ہی پناہ ملے گی' بغاوت کی صورت میں عظیم شاکا دیوتاؤں کے عتاب کا شکار ہو سکتا تھا اور یہ بات ترشولی کو پسند نہیں تھی کہ وہ اپنے پیار کی خاطر اپنے بوڑھے باپ کو تباہی اور بربادی کے اندھے کنوئیں میں دھکیل دیتی' عظیم شاکا نے بھی اسے پرنس فیصل کو یکسر فراموش کرنے کا مشورہ دیا تھا' اس نے ترشولی کو باور کرانے کی کوشش کی تھی اگر وہ اپنی ضد سے باز نہ آئی تو شوالا کا عتاب فیصل اور اس کے خاندان کو تباہ و برباد کر دے گا اور انجام کار اسے اتنی قربانیوں کے باوجود بھی ترشولی کا دامن کبھی میسر نہ آ سکے گا۔

ترشولی نے فیصل کو بھلانے کی بہت کوشش کی لیکن بھلا نہ سکی' اس وقت بھی وہ ماضی کے گھپ اندھیروں سے اٹھنے والے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں فیصل کی دھندلی دھندلی تصویر دیکھ رہی تھی۔ جب شاکا نے کمرے میں قدم رکھا' اس کے تیور خطرناک تھے' چہرے پر الجھن اور غصے کی ملی جلی کیفیتیں طاری تھیں اور پیشانی پر نظر آنے والی سلوٹیں بتا رہی تھیں کہ وہ کسی اہم فیصلے پر پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ترشولی نے باپ کو دیکھا تو ایک لمحے کو اپنا درد بھول گئی۔

"ڈیڈ ـــــ تم مجھے کچھ پریشان دکھائی دے رہے ہو؟"

"نہیں ـــــ میں بہت خوش ہوں۔" شاکا کے لہجے میں گہرا طنز تھا۔

"کیا شوالا نے تمہیں پھر پریشان کیا ہے۔"

"نہیں ـــــ اس نے میرے ساتھ بڑی محبت اور شفقت کا برتاؤ کیا ہے۔"

"ڈیڈ ـــــ" ترشولی کے تیور میں تلخی آگئی۔ "مجھے بتاؤ ڈیڈ ـــــ شوالا نے کیا کہا ہے۔"

"وہ تیری سالگرہ کے جشن سے پہلے تجھے اپنانا چاہتا ہے۔"

"میرے انکار کی صورت میں وہ کیا کرے گا؟"

"تو ـــــ اب انکار نہیں کرے گی۔" شاکا نے کرخت آواز میں کہا۔ "میں نے شوالا کو زبان دی ہے کہ جشن سے پہلے تیری قسمت کا فیصلہ کر دوں گا۔"

"تیرا فیصلہ کیا ہو گا ـــــ؟" ترشولی نے اسے گھورتے ہوئے تیز اور تیکھے انداز میں دریافت کیا۔

"شوالا سے تیرا بندھن یا ـــــ؟"

"یا ـــــ؟"

"عظیم شاکا کی عبرتناک موت' یہی میرا آخری فیصلہ ہے۔"

"کیا تو شوالا سے اتنا ہی خوف زدہ ہے۔"

"نہیں ـــــ شاکا دیوتاؤں کے سوا کسی اور سے نہیں ڈرتا لیکن جزیرے کا سردار ہونے کی وجہ سے میری مجبوریاں بڑھ گئی ہیں۔" شاکا ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔ "وہ رسمیں جو صدیوں سے چلی آ رہی ہیں' میں صرف تیری خاطر انہیں نہیں توڑ سکتا۔"

"تم کیا کہنا چاہ رہے ہو؟"

"شوالا نے مجھے دھمکی دی ہے کہ اگر میں نے اپنی مرضی سے تیرا فیصلہ نہ کیا تو وہ صدیوں پرانی رسم کے مطابق تیرے حصول کیلئے باقاعدہ جزیرے کے تمام مردوں کو جنگ کی دعوت دے گا اور شاکا جانتا ہے کہ شوالا عظیم قوتوں کا مالک ہے' اسے عقرب دیوتا کی خوشنودی حاصل ہے اس لئے کوئی اس کا چیلنج قبول کر کے اپنی موت کو دعوت نہیں دے گا۔"

"ڈیڈ ـــــ تم بھی پراسرار اور لازوال طاغوتی قوتوں کے مالک ہو ـــــ کیا تم مجھے ایک بات بتا سکو گے؟"

"پوچھ ـــــ کیا معلوم کرنا چاہتی ہے ـــــ"

"اگر پرنس اور شوالا کا مقابلہ ہو تو ـــــ"

"پرنس اور شوالا سے مقابلہ کرے گا۔" شاکا نے دیوانہ وار قہقہہ لگانا شروع کر دیا پھر یکلخت سنجیدگی سے بولا "کیا تو یہ پسند کرے گی کہ شوالا تیرے نامراد عاشق کو اپنے قدموں تلے حقیر چیونٹیوں کی طرح مسل کر رکھ دے۔"

"ہاں ------" ترشولی فیصلہ کن لہجے میں بولی۔ "اگر پرنس شوالا سے مقابلے کرنے کے بعد شکست کھا جائے یا مقابلہ کرنے سے انکار کر دے تو میں خوشی خوشی شوالا سے شادی کرنے کیلئے تیار ہوں۔"

"کیا یہ تیرا آخری فیصلہ ہے؟"

"ڈیڈ ------ تم اسے اپنی بیٹی کی آخری خواہش بھی سمجھ سکتے ہو لیکن ------ پرنس کو یہاں تک لانے کا اہتمام تمہیں کرنا ہو گا۔"

"ٹھیک ہے------ میں تیرے عاشق کو یہاں تک آنے سے منع نہیں کروں گا' اگر اس کے مقدر میں کربناک موت ہی درج ہے تو پھر میں اس کا راستہ کاٹنے والا کون ہوتا ہوں-----" شاکا نے حقارت سے کہا "تو فکر مت کر------ پرنس بہت جلد یہاں پہنچ جائے گا لیکن یاد رکھ' اگر اس کے بعد بھی تو نے اپنی ضد نہ چھوڑی تو پھر شاکا کی عظیم قوتیں بھی تیری دشمن بن جائیں گی------"

"مجھے منظور ہے---------" ترشولی نے تیزی سے کہا پھر آنکھ بند کر کے فیصل کے بارے میں سوچنے لگی' شاکا دانت پیستا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا---------!!

○

وہ درمیانہ قد سڈول جسم اور سانولی رنگت کی لڑکی جس نے بنجارنوں جیسا لباس زیب تن کر رکھا تھا ناگری کے سوا اور کوئی نہیں تھی۔ اس وقت وہ سہمی سہمی خاموش کھڑی لکڑی کے مگ میں شوالا کو نشہ آور سیال پلا رہی تھی اور شوالا اپنے کسی خیال میں حد درجہ محو تھا۔

اس کا کمرہ بھی خود اس کی مانند عجیب و غرب اور خوفناک چیزوں سے بھرا پڑا تھا' دروازے پر ان گیارہ انسانی کھوپڑیوں کو محراب کی شکل میں ٹانگا گیا تھا جو جزیرے میں کبھی

سینہ تان کر اور گردن اکڑا کر چلنے کے عادی تھے' ان کی طاقت کا چرچہ دور دراز کے جزیروں تک مشہور تھا لیکن پھر یکے بعد دیگرے ان سب سے ایک ہی حماقت سرزد ہوئی تھی۔ انہوں نے شوالا کو نیچا دکھانے اور اس کے عروج کا سورج غروب کرنے کی خاطر اسے طاقت کے بل بوتے پر للکارا تھا اور بلآخر موت سے ہمکنار ہو کر نیست ونابود ہو گئے تھے' شوالا نے ان کے سرتن سے جدا کر کے اپنے مکان کے باہر اس خاطر لٹکوا دیئے تھے کہ آئندہ اسے للکارنے والا اس کی طاقت کا اندازہ کھوپڑیوں سے لگا سکے۔ دروازے کے علاوہ اس کے کمرے کے اندر بھی بے شمار انسانی اور جانوروں کی کھوپڑیاں ادھر ادھر بکھری پڑی تھیں' اسے خبط تھا کہ وہ جب بھی کسی درندے کو شکار کرتا تو اس کی کھوپڑی کو سب سے پہلے کمرے کی زینت بناتا پھر یہ زینت بڑھتے بڑھتے کباڑ خانے کا روپ اختیار کر گئی تھی لیکن شوالا انہیں دیکھ کر فخر سے سینہ تان لیا کرتا تھا۔

مگر اس وقت وہ بڑی سنجیدگی سے شراب نوشی میں محو تھا عام حالت میں وہ نشہ آور اشیاء استعمال کرتے وقت صرف اور صرف اس لڑکی کی طرف متوجہ ہوتا تھا جو اس کی "زبردستی کا انتخاب" ہوتی تھی لیکن اس وقت وہ ناگری کی سمت بھی کوئی توجہ نہیں دے رہا تھا جس کی گردن پر بائیں جانب بچھو کی شکل کا نشان داغ کر شوالا نے اسے باقاعدہ اپنی ملکیت بنا رکھا تھا' ناگری کے علاوہ اور بھی متعدد لڑکیاں جزیرے پر ایسی موجود تھیں جن کی گردن یا چہروں پر عقرب دیوتا کا نشان اس بات کی نشاندہی کرتا تھا کہ انہیں شوالا نے اپنے لئے وقف کر رکھا ہے' جزیرے کے نوجوان ایسی لڑکیوں کی جانب ایک نگاہ غلط انداز ڈالنا بھی موت کے مترادف سمجھتے تھے۔

"ناگری ------" شوالا نے اچانک لکڑی کا مگ ایک طرف اچھالتے ہوئے ناگری کو گھورا۔ "تو نے کہا تھا کہ جزیرے میں تو واحد لڑکی ہے جسے ترشولی سے سب سے قریب ہونے کا شرف حاصل ہے۔"

"ہاں مقدس شوالا------ میں نے غلط نہیں کہا تھا۔" ناگری کانپ کر بولی' شوالا کے تیکھے تیور نے اسے حد درجہ خوفزدہ کر رکھا تھا۔

"کیا تو نے ترشولی سے میرے سلسلے میں بات کی تھی۔"

"ہاں --------" ناگری نے تھوک نگل کر جلدی سے کہا۔ "میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی لیکن--------"

"اس مغرور لڑکی کے دماغ میں پرنس فیصل گھس بیٹھا ہے۔" شوالا بل کھا کر بولا۔

"وہ حقیر اور بد نصیب کیڑا جسے میں جب چاہوں اپنے پیروں تلے روند کر مٹی میں ملا ہوں-------"

"میں مقدس شوالا کو یہی مشورہ دوں گی۔" ناگری نے ڈرتے ڈرتے کہا------

"جب تک وہ زندہ ہے ترشولی -------"

"نہیں -------" شوالا گرج اٹھا۔ "اگر میں نے پرنس فیصل کو قبل ازوقت مار دیا تو یہ میری توہین ہو گی------ ترشولی کو اس منحوس کی زندگی میں ہی میری بننا پڑے گا------ سمجھا دے اسے' اگر اس نے اب بھی میری بات نہ مانی تو اس کا انجام خطرناک ہو گا------ شاکا اس کی سالگرہ کا جشن منانے کی تیاری کر رہا ہے اور میں اس جشن میں چار چاند لگانے پر غور کر رہا ہوں۔" وہ ایک لمحے کو خاموش ہوا پھر سینہ ٹھونک کر بولا۔ "ہاں ------ اگر شاکا نے اپنی زبان کے مطابق جشن سے پہلے اس کا فیصلہ میرے حق میں نہ کیا تو جانتی ہے کیا ہو گا------ میں عین جشن کے شباب کے وقت زبردستی سب کی موجودگی میں ترشولی کا حسن اور اس کا غرور دونوں خاک میں ملا دوں گا------ بتا دینا اسے' شوالا اس طوفان کا نام ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی' اگر مجھے ضد سوار ہو گئی تو میں ترشولی کو-------"

پھر اچانک کمرے میں ایک نووارد داخل ہوا تو شوالا نے اپنا جملہ نامکمل چھوڑ دیا' اس نے آنے والے کو جو اس کا مخصوص آدمی تھا وضاحت طلب نظروں سے گھورا تو وہ تیزی سے بولا۔

"مقدس شوالا------ میں نے لڑکی دریافت کر لی ہے جسے سردار پوما نے اپنے لئے منتخب کیا تھا۔"

"مو------نی------کا" شوالا نے خوشی کا اظہار کیا------ "کہاں ہے وہ خوبصورت اور حسین لڑکی۔"

"پوما کو شاید گابا کے ہاتھوں اپنی موت کا علم ہو گیا تھا اس لئے اس نے مرنے سے دو روز پہلے لڑکی کو ایک غار میں چھپا دیا تھا' وہ اب بھی وہیں موجود ہے۔" آنے والے نے کہا۔ "تو اگر کہے تو کندھے پر ڈال کر اٹھا لاؤں------ لیکن وہ ابھی تک پوما کے جزیرے کی حدود ------ میں ہے اس لئے -------"

"کیسی حدود ------ پوما کی موت کے بعد سرحدوں کا بٹوارہ بھی ختم ہو گیا-------- تو جا کر اسے اٹھا لا-------- لیکن نہیں' میں یہ کام کبا سے لوں گا' وہ بہت دنوں سے پڑا

پڑا حرام کی کھا رہا ہے۔" پھر شوالا نے بلند آواز میں تین بار ایک ہی نام پکارا------ "کبا ------کبا------کبا"

دوسرے ہی لمحے کمرے میں ایک عجیب الخلقت جانور نما انسان اچھلتا ہوا داخل ہوا' اس کی شکل بندر اور انسان سے ملتی جلتی تھی' اس کے جسم کے بیشتر حصوں پر بڑے بڑے بال تھے' نہ اسے مکمل طور پر گوریلا کہا جا سکتا تھا نہ ہی انسان کے زمرے میں شامل کیا جا سکتا تھا' اس کے ہاتھ پیر کے ناخن بے تحاشہ لمبے خم دار اور نوکیلے تھے' پیشانی آگے کو نکلی ہوئی اور آنکھ اندر کو دھنسی نظر آ رہی تھی' وہ بندروں جیسے انداز میں اچھلتا ہوا آیا پھر انسانوں کی طرح اٹھ کر دونوں پیروں پر سیدھا کھڑا ہو گیا------ اس کا اوپری جبڑا نچلے جبڑے کے مقابلے میں زیادہ بڑا تھا اور یہی صورت دانتوں کی تھی------!

"کبا -------" شوالا نے اسے قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "میں تجھے ایک اہم کام سونپ رہا ہوں------ لیکن یاد رکھ' ناکامی کی صورت میں ہنٹر مار مار کر تیری چمڑی ادھیڑ دوں گا------"

"کبا------کبا------ راہو گورا (کبا ناکام نہیں ہو گا)۔" بن مانس نما انسان نے اپنی زبان میں کہا۔

"تجھے ایک خوبصورت لڑکی کو اٹھا کر لانا ہے------ لیکن تو اسے زخمی نہیں کرے گا۔" شوالا نے گرج کر کہا۔ "اگر اس کے جسم پر ایک معمولی سی خراش بھی آئی تو میں تیری بوٹیاں کر ڈالوں گا------ سمجھ رہا ہے میراں بات------"

"شواں ------شواں (ہاں' ہاں)" اس نے اپنے پنجے کشادہ سینے پر رکھتے ہوئے جواب دیا پھر اثبات میں سر بھی ہلانے لگا۔

"ایک بات اور گرہ میں باندھ لے------ لڑکی کے معاملے میں شوالا دنیا کے کسی قانون کو نہیں مانتا------ اگر کوئی تیرے راستے میں حائل ہونے کی کوشش کرے تو میری طرف سے تجھے اجازت ہے' اسے موت کے گھاٹ اتار دینا لیکن لڑکی کو کوئی پریشانی نہیں ہونی چاہئے۔"

جواب میں وہ اس طرح اچھل اچھل کر دانت نکالنے لگا جیسے شوالا نے اس کے مطلب کی کوئی بات کہہ دی ہو۔

"اب دفع ہو جا------" شوالا نے اسے دھتکارتے ہوئے دوسرے فرد کی طرف اشارہ کیا۔ "لڑکی کا پتہ تجھے یہ بتائے گا۔"

بن مانس نما انسان نے دوسرے شخص کی طرف دیکھا' پھر تیزی سے زمین پر جھکا اور بندر کی طرح ہاتھوں پر اچھلتا باہر نکل گیا' ناگری کی آنکھوں سے خوف اور دہشت کے ملے جلے اثرات نمایاں تھے لیکن شوالا------

وہ آنکھ بند کئے ہونٹوں پر اس طرح آہستہ آہستہ زبان پھیر رہا تھا جیسے کوئی سہانا خواب دیکھ رہا ہو------!!



وہ کسی مگرمچھ کی طرح آہستہ آہستہ رینگتا ہوا چٹان کی جانب بڑھ رہا تھا۔ پھر چٹان کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا اور زمین سے کان لگا کر اندر کی سن گن لینے لگا' اتنی دیر میں فیصل اور تیمور بھی اس کے قریب پہنچ گئے تھے البتہ جاوید اور ڈاکٹر کو مجبوراً ان سے قدرے فاصلے پر رکنا پڑا' وہ جگہ اتنی ہی تنگ تھی کہ بمشکل چار آدمی ایک ساتھ سما سکتے تھے۔

"خیریت......" فیصل نے قریب پہنچ کر سرگوشی کی۔

"میرا خیال ہے کہ اندر کوئی پہلے سے موجود ہے۔" شنکر نے مدھم آواز میں کہا۔ "ہمیں بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔"

"تمہیں کیوں کر شبہ ہوا کہ اندر کوئی موجود ہے۔" تیمور نے سوال کیا۔

"میں نے ایک سائے کو تیزی سے اندر کی سمت جاتے دیکھا تھا۔" شنکر نے بڑی خوبصورتی سے بات بناتے ہوئے کہا۔ "ممکن ہے وہ محض میرا شبہ ہو لیکن......"

ٹھیک اسی وقت اندر سے کسی پتھر کے گرنے کی آواز سنائی دی ' اندر جو بھی موجود تھا شاید اس نے ان کی سرگوشیاں سن لی تھیں' خطرہ قریب محسوس کر کے اس نے غالباً تاریکی میں اپنی پوزیشن تبدیل کرنے کی کوشش کی اور کسی پتھر سے ٹکرا گیا پھر ایک ہلکی سی کراہ بھی سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی شنکر نے تیز اور قدرے بلند آواز میں کہا۔

"تم جو کوئی بھی ہو سامنے آ جاؤ ...... ہم تمہیں دیکھ چکے ہیں۔" اپنا جملہ مکمل کرتے ہی وہ اچھل کر ایک چٹان کی آڑ میں ہو گیا۔

اندر دوبارہ سناٹا طاری ہو گیا' شنکر چند ثانئے تک انتظار کرتا رہا پھر اس نے کچھ سوچ کر انگریزی زبان میں کہا۔

"اگر تم مقامی نہیں ہو تو ہمیں اپنا دوست ہی سمجھو......"

"تمہارا نام کیا ہے......" اندر سے ایک سہمی ہوئی زنانہ آواز سنائی دی تو شنکر کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' وہ مونیکا کی آواز پہچان چکا تھا۔

"میں شنکر ہوں ...... باہر آ جاؤ......"

دوسرے ہی لمحے مونیکا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی باہر آئی تو فیصل اور تیمور اٹھ کھڑے ہوئے' جاوید اور ڈاکٹر بھی اٹھ کر قریب آ گئے۔

"تم ...... یہاں کیسے۔" سب سے پہلے روپا نے اسے مخاطب کیا۔

"کیا تم تنہا ہو یا تمہارے ساتھ اندر کوئی اور بھی ہے......" شنکر نے تیزی سے سوال کیا۔

"میں تنہا ہوں......" مونیکا نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے جواب دیا پھر بولی۔ "پہلے میں سمجھتی تھی کہ شاید سردار پوما ہوگا لیکن تمہاری تعداد زیادہ تھی اس لئے میں نے سامنے آنے میں دانشمندی نہیں سمجھی......"

"سردار پوما......" شنکر نے حیرت کا اظہار کیا۔ "کیا پوما نے تمہیں یہاں چھپا رکھا تھا۔"

"ہاں ...... اس کا خیال تھا کہ ممکن ہے گابا مقدس زاریا کے سلسلے میں اسے چیلنج کر دے گا۔"

"لیکن تم......"

"مجھے خود حیرت ہے کہ وہ اچانک مجھ پر اس قدر مہربان کس طرح ہو گیا۔" مونیکا بولی۔ "دو روز پہلے کی بات ہے' اس روز شاید تم زاریا کے سحر کا توڑ کرنے آنے والے تھے ...... پوما اسی روز مجھے پہلی بار اپنے ساتھ یہاں لایا تھا ...... اس روز وہ مجھے یہ جگہ دکھا کر ...... واپس لے گیا تھا پھر وہ تین روز بعد دوبارہ یہاں لا کر چھوڑ گیا' وہ ہر رات مجھ سے ملاقات کرنے آتا تھا' آج بھی قدموں کی آہٹ سن کر پہلے میں یہی سمجھی تھی کہ شاید وہی ہو لیکن......"

"کیا اس نے تمہیں بتایا تھا کہ اگر وہ اچانک تمہارے پاس آنا جانا بند کر دے تو تمہیں کیا کرنا ہوگا۔" شنکر نے اس کا جملہ کاٹتے ہوئے تیزی سے دریافت کیا۔

"ہاں ...... پوما نے کہا تھا کہ اگر کبھی اسے آنے میں دو تین روز سے زیادہ کی تاخیر ہو جائے تو پھر میں اس کا خیال دل سے نکال دوں اور ...... لیکن ایک منٹ۔" وہ یکلخت چونک کر بولی۔ "کیا پوما زندہ ہے یا گابا......" پھر وہ اپنا جملہ ادھورا چھوڑ کر شنکر کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھنے لگی۔

"پوما کا شبہ غلط نہیں ثابت ہوا ...... وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔"

"اوہ ...... تو کیا گابا نے اسے مار ڈالا......"

"پوما نے اپنے مر جانے کی صورت میں تمہیں کیا وصیت کی تھی۔" شنکر نے پوچھا۔ "کیا تم جزیرے کی سمت واپس جاؤ گی؟"

"اب جو تمہاری مرضی ہو ...... ویسے پوما نے کہا تھا کہ اس کی موت کے بعد میں اس غار کے ایک راستے سے دوسری طرف نکل جاؤں۔" مونیکا نے کہا۔ "وہ علاقہ بھی سیاہ فام وحشیوں کا ہے لیکن سردار پوما کا نام لینے کے بعد مجھے شوالا نامی ایک شخص سے پناہ مل سکتی تھی۔"

"شوالا......" شنکر اور فیصل کی زبان سے ایک ساتھ نکلا۔

"کیا تم نے یہ نام پہلے سن رکھا ہے......" مونیکا نے تعجب کا اظہار کیا۔

"نہیں......" فیصل نے جلد بازی سے جواب دیا پھر شنکر کی سمت دیکھنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ رات ہم اسی غار میں گزار دیں۔" شنکر نے اپنی ریڈیم ڈائل کی دستی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ "آئندہ اقدام کے لئے ہم صبح ہونے کے بعد ہی کوئی آخری اور حتمی فیصلہ کریں گے۔"

پھر وہ مونیکا کے ساتھ غار کے اس حصے میں آ گئے جو بہت زیادہ کشادہ تو نہیں تھا لیکن وہ سب بآسانی وہاں سما سکتے تھے' مونیکا اور روپا ایکطرف چٹان سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں' تیمور' جاوید اور ڈاکٹر' شنکر اور فیصل کے ساتھ بیٹھ گئے' تھوڑی دیر تک ان کے درمیان ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ پھر شنکر نے تجویز پیش کی کہ باقی رات وہ اس طرح گزاریں گے کہ دو آدمی غار کے باہر پہرہ دیں اور باقی لوگ آرام کریں' جاوید نے پہرہ دینے پر آمادگی کا اظہار کیا لیکن نکا نے اس کی پیشکش بڑی خوبصورتی سے رد کر دی پھر وہ اور فیصل پہرہ دینے کے بہانے غار سے باہر آ گئے۔ فیصل بھی یہی چاہ رہا تھا کہ شنکر کے ساتھ تنہائی میں گفتگو کر سکے' شوالا کا نام سننے کے بعد اس کی رگوں میں دوڑنے والے خون کی حدت اور رفتار تیز ہو رہی تھی چنانچہ باہر آتے ہی اس نے شنکر سے کہا۔

"مونیکا کا بیان اگر درست ہے تو پھر ہم شوالا کے جزیرے سے زیادہ دور نہیں ہیں۔"

"ہاں' میرا خیال ہے کہ شوالا اور شاکا کی بستی یہاں سے تین میل سے زیادہ نہیں ہوگی۔"

"تم نے کیا سوچا ہے......"

"ہم چارے کے طور پر مونیکا ہی کو استعمال کریں گے۔" شنکر بولا۔ "پوما نے بھی اسے یہی ہدایت دی تھی۔"

"کیا یہ مناسب ہوگا کہ ہم اپنی کامیابی کی خاطر ایک کمزور عورت کو استعمال کریں۔"

"محبت اور جنگ میں سب جائز ہے میرے دوست' ویسے کیا تم یقین کرو گے کہ بحری عقاب پر جو حادثے ہوئے ہیں اس کی ذمہ دار مونیکا اور را.سن ہی تھے۔"

"نہیں........"

"مجھے آج بھی لوکارٹا جیسے عظیم مجرم کی دیوانگی کا افسوس ہے۔"

"لیکن مونیکا نے ایسا کیوں کیا .... کیا محض مسافروں کے درمیان دہشت پھیلانے کی خاطر"

"نہیں........ مونیکا اور را.سن دونوں کا مقصد جہاز کے دو مسافروں کو ان کے سفر سے باز رکھنا تھا۔" شنکر معنی خیز لہجے میں بولا۔ "اب کیا یہ بتانے کی ضرورت بھی باقی رہ جاتی ہے کہ وہ دونوں مسافر تم اور جاوید تھے۔"

"تمہاری باتیں مجھے الجھن میں مبتلا کر رہی ہیں۔" فیصل نے حیرت سے کہا۔

"بھگوان کی کرپا ہی سمجھو جو میں تمہارے ساتھ تھا ورنہ صورتحال کچھ اور ہی ہوتی۔"

"ایک بات اب بھی میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔" فیصل نے کہا۔ "کیا شوالا کو اس بات کا علم نہیں ہوگا کہ ہم اس کے اس قدر قریب پہنچ چکے ہیں' جب وہ سمندر پار رہ کر بھی مجھے موت سے ہمکنار کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور اس کی قوتوں نے تمہارے کہنے کی بموجب میرا سارا کاروبار تباہ کر دیا تو اب وہ اس قدر خاموش کیوں ہے .... کیا تمہارا خیال ہے کہ اس کی پراسرار نظریں ہماری نقل و حرکت سے باخبر نہیں ہوں گی۔"

"ممکن ہے شوالا کو اپنی شکتی پر ضرورت سے زیادہ ہی ناز ہو اس لئے اس نے خاموشی اختیار کر لی ہو۔" شنکر بولا۔ "ممکن ہے اس کی نظریں ہمیں دیکھ بھی رہی ہوں اور اسے ہماری آمد کا شدت سے انتظار بھی ہو .... شاکا اور ترشولی کے کارن تمہارا شبھ نام بھی اس کی بستی کے لوگوں کو معلوم ہوچکا ہو گا' شاید وہ تمام لوگوں کے سامنے تمہیں اپنے چرنوں تلے روند ڈالنے کے سپنے دیکھ رہا ہو۔"

"لیکن تم نے تو کچھ اور کہا تھا........"

"ہاں .... میں نے جو کہا تھا وہ اوش پورا ہو گا' میری ودیا اپرم پار ہے۔" شنکر نے پورے اعتماد سے کہا۔ "اور پھر تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ یہ سیوک تمہارے ساتھ ہے ہر .... تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا شوالا مجھے تر نوالے کی طرح ہڑپ کر جائے گا اور میں ہاتھ پیر باندھے خاموش رہوں گا؟"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ شوالا کی زندگی کا چراغ میرے یا تمہارے ہاتھوں گل ہوگا۔"

"کل کیا ہو گا یہ کیول بھگوان کے کوئی نہیں جانتا پرنتو میں اتنا پورے وشواس سے کہہ سکتا ہوں کہ تم مہان شکتی پراپت کرنے میں اوش سپھل ہو گے اور اس کے بعد........"

"اس کے بعد کیا ہوگا۔" فیصل نے اسے کریدنے کی خاطر تیزی سے دریافت کیا۔

"ابھی صرف کل پر دھیان رکھو میرے متر .... پرسوں کیا ہوگا یہ پرسوں پر چھوڑ دو۔"

"ترشولی کی قسمت کا فیصلہ ہوگا........"

"سب کچھ سیوک ہی سے پوچھ لو گے .... خود کچھ نہیں اگلو گے۔" شنکر کے لہجے میں کاٹ تھی۔

"میں سمجھا نہیں........"

"ابھی تک شنکر بھی نہیں سمجھ سکا' پرنتو میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ کوئی پوتر شکتی' تمہارے کوئی نیک منش یا مہارشی ضرور ایسے ہیں جو درپردہ تمہاری سہائتا کر رہے ہیں۔"

شنکر نے فیصل کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "سچ بتاؤ پرنس' کیا تم کو نہیں معلوم کہ وہ دیوانہ کون تھا جس نے تمہیں سڑک کے بھیانک حادثے سے بچا لیا تھا؟ .... وہ کون سی شکتی تھی جس نے تمہیں اس سے آگے بڑھنے سے روک دیا جب تم شاکا کی آگیا کے انوسار اگر دس قدم اور آگے بڑھ گئے ہوتے تو شاید اس وقت اس دھرتی کے بجائے سورگ کی سیر کر رہے ہوتے۔"

"مجھے نہیں معلوم .... لیکن میں نے محسوس ضرور کیا ہے کہ کوئی غیبی قوت میری مدد کر رہی ہے۔"

"میں نے سفلی کے کارن اگر گند نہ کھائی ہوتی تو تمہاری غیبی طاقت کا کھوج بھی لگا لیتا۔" شنکر نے سپاٹ لہجے میں کہا پھر یکلخت کچھ سوچ کر بولا۔ "کیا وہ مالا اب بھی تمہارے پاس ہے جو دیوانے نے تمہاری گاڑی کی پچھلی سیٹ پر پھینک دی تھی۔"

"ہاں................" فیصل نے کچھ سوچ کر اقرار کرتے ہوئے کہا۔ "کیا تم اسے دیکھنا پسند کرو گے۔"

"نہیں .... میں پوتر چیزوں کو ہاتھ نہیں لگا سکتا' مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ اس مالا کا راز کیا ہے لیکن میری ودیا کہتی ہے کہ اس مالا کا ایک ایک دانہ تمہاری سہائتا کرے گا

.... اسے اپنے جیون سے بھی زیادہ سنبھال کر' رکھنا میرے متر' دیوی دیوتا ایسے ہی بلامقصد کسی کو کچھ دان نہیں کرتے .... اس کے اندر بھی کوئی نہ کوئی راز ضرور ہوتا ہے جسے منش کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں .... تم بہت بھاگوان ہو پرنس جو ابھی تک چھکے کے تمام نمبر تمہارے حق میں الٹ پلٹ رہے ہیں .... تم کیا ہو........ یہ تم بھی نہیں جانتے۔"

"شنکر........"فیصل نے تھوڑے توقف کے بعد پوچھا۔

"کیا تم مجھے اس طاقت کے بارے میں کچھ بتاؤ گے جو مجھے ملنے والی ہے؟ .... وہ کیا چیز ہوگی؟ .... کہاں ہوگی؟ اور میں اسے کس طرح حاصل کر سکوں گا؟"

"دھیرج سے کام لو میرے دوست' اتنی جلدی بھی کیا ہے........"

"کیا تم مجھے قبل از وقت اس طاقت کے راز سے آگاہ نہیں کرنا چاہتے؟"

"مجھے پہلے وہاں تک پہنچ لینے دو' پھر تمہیں سب کچھ بتا دوں گا؟"

"آئی سی........" فیصل نے شنکر کو گھورتے ہوئے پرخیال انداز میں کہا۔ "کہیں وہ طاقت بھی تم میرے ذریعہ حاصل کرنے کی کوشش تو نہیں کر رہے .... میرا مطلب ہے کہ ممکن ہے وہ بھی کوئی پوتر چیز ہو جسے تم براہ راست ہاتھ لگانے سے ڈرتے ہو........"

"دوستوں کا حساب دل میں ہوتا ہے۔"شنکر نے جلدی سے گول مول لہجے میں جواب دیا۔ "اگر ایسی بھی کوئی بات ہوئی تو مل جل کر بٹوارہ کر لیں گے۔"

"کُبا کے بارے میں تم نے کسی خیال کا اظہار نہیں کیا۔" فیصل نے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔ "کیا ہوش میں آنے کے بعد وہ ہماری تلاش میں اپنے آدمی نہیں روانہ کرے گا........"

"ضرور کرے گا لیکن اس کے آدمی ہمیں نہیں پا سکیں گے۔"

"روپا سے تمہارا اصل تعلق کیا ہے۔" فیصل نے دبی زبان میں دریافت کیا۔

"بالکل ویسا ہی سمجھ لو جیسا تمہارا اورترشولی کا ہے۔" شنکر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔" "روپا بھی میرے جیون میں بس ہوا کے ایک نرم جھونکے کی طرح داخل ہوئی تھی' مجھے وہ اچھی لگی میں نے اپنے من مندر کے کواڑ بند کر لئے تب سے وہ میرے دل میں بس کر رہ گئی ہے۔"

"کیا روپا کو اندازہ ہے کہ تم اس سے کسی قسم کا کام لیتے رہتے ہو۔"

"نہیں .... بہت ساری باتیں ایسی ہیں جو اس کے فرشتوں کو بھی نہیں معلوم' میں نے اپنی کالی شکتیوں سے اس کے سوچنے سمجھنے کی قوت اپنے قبضے میں کر رکھی ہے

.... وہ کیول اتنا جانتی ہے کہ میں اس کا پریمی ہوں' میری آگیا کے انوسار وہ اپنا جیون بھی بلیدان کر سکتی ہے۔"

"اور اگر میں تمہارا بھانڈا پھوڑ دوں تو........"

"وہ وشواس نہیں کرے گی اور اگر تم نے کبھی ایسا کرنا چاہا تو پھر ہماری دوستی دشمنی میں بھی تبدیل ہو سکتی ہے۔"

فیصل نے چونک کر شنکر کی جانب دیکھا' شنکر کے ہونٹوں پر بڑی شیطانی مسکراہٹ کھیل رہی تھی پھر اس سے پیشتر کہ فیصل اسے کریدنے کی کوشش کرتا غار کے اندر سے ابھرنے والی مونیکا کی چیخ نے دونوں ہی کو اپنی طرف متوجہ کر لیا' مونیکا کی کربناک چیخ کی آواز کے ساتھ ہی دوسرے لوگوں کی ملی جلی چیخ کی آوازیں بھی سناٹے کے دوش پر دور تک تیرتی چلی گئی تھیں .... شنکر اور فیصل تیزی سے اندر کی جانب لپکے تھے ....!!

○

آہستہ آہستہ صبح صادق کے آثار نمودار ہونے لگے تھے' کُبا کو گئے دو گھنٹے سے زیادہ ہو گئے تھے' شوالا کا غصہ بتدریج بڑھ رہا تھا' وہ تین چار گھنٹوں سے متواتر نشے کی حالت میں تھا لیکن ابھی تک ذہنی طور پر پوری طرح حاضر تھا' ناگری بدستور اس کے سامنے سہمی سہمی کھڑی تھی' تھوڑے تھوڑے وقفے سے شوالا اس کی طرف دیکھ کر لکڑی کا مگ بھرنے کو کہتا اور وہ مشینی انداز میں لپک کرجلدی سے اس کے حکم کی تعمیل کر کے دوبارہ اپنی جگہ جا کھڑی ہوتی' شوالا کی نظریں بار بار اپنی دستی گھڑی کی جانب اٹھ رہی تھیں۔

"کہاں مر گیا کُبا........"اچانک اس نے ناگری کو گھورتے ہوئے سخت آواز میں دریافت کیا۔

"وہ راگھو کے ساتھ گیا ہے۔" ناگری جلدی سے بولی۔ "ہو سکتا ہے لڑکی نے اپنی جگہ تبدیل کر دی ہو اور وہ اسے تلاش کر رہے ہوں۔"

"نہیں........؟" شوالا گرج کر بولا۔ "راگھو میرا دست راست ہے' وہ کچی گولیاں کھیلنے کاعادی نہیں اور کُبا .... وہ درندوں کا درندہ ہے آج تک وہ کسی مہم سے خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹا۔"

"ممکن ہے وہ واپسی کے راستے پر ہوں۔"

”ہاں ...... ہوسکتا ہے۔“ شوالا نے ایک گھونٹ حلق کے نیچے اتارتے ہوئے کہا۔

”ناگری ...... تو جانتی ہے مونیکا کون ہے؟؟“

”نہیں......“

”وہ بھی میری زر خرید غلام ہے لیکن مجھے نہیں جانتی ...... ہا ہا...... ہا ہا ہا...... نہیں جانتی‘ شوالا کو نہیں جانتی لیکن اب...... اب وہ جان لے گی کہ شوالا کسی انسان کا نہیں ایک زلزلے اور ایک طوفان کا نام ہے جو جوش میں آتا ہے تو......“شوالا ایک ہچکی لے کر خاموش ہو گیا‘ ناگری کو شدید غصے سے گھورتے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔ ”تو ...... تو مجھ سے دور دور کیوں کھڑی ہے ...... کیا شوالا سے تیرا دل بھر گیا یا......“

”نہیں شوالا نہیں......“ ناگری نے سہم کر جواب دیا پھرزبردستی ہونٹوں پر ایک تبسم جگاتی اس کے قریب آ گئی۔

”جنگلی بلی......“شوالا نے جھپٹ کر ناگری کی دراز زلفوں کو پوری شدت اور قوت سے اپنے الٹے ہاتھ میں دبوچا تو وہ کراہ کر دوہری ہو گئی‘ اس کے چہرے پرپل بھر میں موت کی سیاہی طاری ہو گئی‘ شوالا نے اسے خونخوار مگر نشیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ ”کبھی تو جنگلی بلی سے بھی زیادہ تیز طرار اورشوخ و چنچل تھی لیکن اب ...... اب تجھے دیوتا کے چرنوں میں بھینٹ چڑھ جانا چاہئے‘ شوالا کا یہی دستور ہے‘ جب اس کا دل کسی جنگلی بلی سے بھر جاتا ہے تو وہ اسے دیوتا کے قدموں میں قربان کردیتا ہے ...... جانتی ہے تو ...... جس دن ترشولی نے میرے سلسلے میں ہاں کر دی میں اسی رات تجھے عظیم دیوتا کے مقدس قدموں میں اپنے ہاتھ سے قربان کردوں گا......“

”تم ...... تم مونیکا کے بارے میں بتا رہے تھے۔“ ناگری نے اس کی گرفت سے آزاد ہونے کی خاطر کربناک انداز میں کہا ”کون ہے......“

”وہ ...... وہ جنگلی بلی کا خونخوار بچہ ہے ...... ہیروں کے تاجر راڈرک نے مجھ سے یہی کہا تھا۔“ شوالا نے اس کی کربناک آواز سے محظوظ ہونے کی خاطر اپنی گرفت اور تنگ کرتے ہوئے ایک لمبا گھونٹ معدے میں منتقل کیا پھر ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولا۔ ”ترشولی کی پسند کا منحوس نام معلوم ہے تجھے ...... کون ہے وہ؟؟“

”پرنس فیصل......“

”پرنس نہیں ...... گدھے کا بچہ کہو۔“ شوالا یکلخت آپے سے باہر ہو گیا‘ اس نے بال چھوڑ کر الٹا ہاتھ لہرایا تو ناگری تیورا کر زمین پر ڈھیر ہو گئی‘ ضرب ہلکی ہونے کے باوجود

اتنی شدید تھی کہ اس کے ہونٹ پھٹ گئے تھے ...... شوالا تیزی سے لہراتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس کے تیور اچانک ہی خطرناک ہو گئے تھے‘ وہ چند ثانئے تک کسی آدم خور درندے کی مانند ناگری کو پھاڑ کھانے والی نظروں سے گھورتا رہا پھر حقارت سے بولا۔ ”میں نے تجھے دیوتا کی قربانی کے لئے مخصوص کر دیا ہے اس لئے چھوڑ رہا ہوں لیکن یاد رکھ ...... پھر میرے سامنے کبھی میرے رقیب کو پرنس کے نام سے یاد نہ کرنا ...... کیا سمجھی۔“

”سمجھ گئی......“ناگری نے خوفزدہ لہجے میں کہا پھر تیزی سے اٹھ کر لکڑی کا مگ بھرنے لگی۔

”میں نہیں چاہتا تھا کہ فیصل اوراس کے ساتھیوں کے خون سے میرا ہاتھ سرخ ہو چنانچہ میں نے راڈرک کے ایما پر کچھ لوگوں کو بحری عقاب پران کے پیچھے لگا دیا تھا لیکن......“شوالا نے ہاتھ ملتے ہوئے کرخت آواز میں کہا۔ ”ترشولی کو چاہنے والے بدنصیب کی موت میرے ہاتھوں لکھی تھی اس لئے وہ بچتا رہا پھر طوفان نے ان کا جہاز غرق کر دیا اور دیوتاؤں کی مرضی انہیں گھسیٹ کر میرے قریب لے آئی ...... مونیکا ان آدمیوں کی سربراہ تھی جنہیں فیصل اور اس کے ساتھیوں کو ختم کرنے کے لئے مامور کیا گیا تھا۔“

”کیا ...... فیصل اور اس کے ساتھی بھی اس جزیرے پر موجود ہیں۔“

”ہاں ...... مونیکا ان کے ساتھ تھی لیکن وہ اسے اپنے دشمن کی حیثیت سے نہیں جانتے۔“

”اب فیصل کی موت مقدس شوالاکے ہاتھوں یقینی ہے۔“ ناگری بولی۔ ”اس کے بعد ترشولی تیرے قدموں میں ہوگی۔“

”اور تو دیوتا کے قدموں میں......“شوالا زہرخند سے بولا ......

”ناگری تیری خوشی کی خاطر موت کو بھی ہنستے کھیلتے گلے لگا لے گی لیکن......“

”جب تو فیصل کو ختم کر سکتا تھا تو پھر اسے جزیرے تک آنے کا موقع کیوں دیا۔“ ناگری نے کہا۔ ”دشمن کو حقیر سمجھنا میرے نزدیک حماقت ہی ہے۔“

”تو ٹھیک کہتی ہے ...... اس کے بچنے میں ایک بدذات ہندو شنکر کا ہاتھ شامل ہے‘ وہ بھی جزیرے پرموجود ہے اور اب ...... اب عظیم شاکا اور ترشولی کے علاوہ پورے جزیرے کے لوگ میرے ہاتھوں ان کی عبرتناک موت کا تماشہ دیکھیں گے ...... شوالا ان پر بجلی بن کر ٹوٹے گا اور ان کے وجود کوجلا کر راکھ کردے گا ...... فیصل کی کھوپڑی کو میرے دروازے پر سب سے اونچا مقام دیا جائے گا تاکہ آئندہ کوئی شوالا سے ٹکرانے کی جرات نہ

کر سکے۔"

ٹھیک اسی وقت کمبا ہانپتا ہوا کمرے میں داخل ہوا' اس نے مونیکا کو بے ہوشی کی حالت میں اپنے کاندھوں پر لاد رکھا تھا' راگھو اس کے پیچھے پیچھے تھا' شوالا نے مونیکا کو اپنے رحم و کرم پر دیکھا تو ایک ہی گھونٹ میں گک حلق میں انڈیل لیا پھر کمبا سے بولا۔

"اسے زمین پر آرام سے لٹا دو .... خبردار' اسے کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔"

کمبا نے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ کر بے ہوش مونیکا کو کاندھوں سے اتار کر زمین پر لٹا دیا پھر قدموں پر کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔

"کمبا .... غوبالی گورا .... (کمبا' غار کی طرف واپس جا رہا ہے)۔"

"کیوں........"شوالا نے اسے غور سے گھورا۔

"مقدس شوالا........"راگھو نے آگے بڑھ کر کہا۔ "کمبا نے مونیکا کے ایک ساتھی کا پیٹ پھاڑ دیا ہے اور اب یہ اس کی آنتیں کھانے کی خاطر دیوانہ ہو رہا ہے........"

"کون تھا وہ........"شوالا نے چونک کر سوال کیا پھر آنکھیں بند کر لیں' کچھ دیر تک وہ آنکھیں بند کئے کھڑا رہا پھر آنکھیں کھول کر بولا "ٹھیک ہے' وہ میرا شکار نہیں تھا........"

"کمبا کے لئے کیا حکم ہے........؟" کمبا نے اپنی زبان میں دریافت کیا۔

"نہیں .... تو وہاں واپس نہیں جائے گا .... وہاں تیری موت تیری منتظر ہے۔"

"کمبا موت سے نہیں ڈرتا .... مجھے وہاں جانے سے مت روکو۔" کمبا نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سینہ کوٹتے ہوئے احتجاج کیا۔

"نہیں .... تو نہیں جائے گا۔" شوالا زور سے چلایا۔ "دفع ہو جا .... جا .... دور ہو جا میری نظروں کے سامنے سے۔"

کمبا نے ایک نظر شوالا کو دیکھا پھر حقارت بھری نظروں سے مونیکا کو دیکھتا ہوا باہر نکل گیا۔

"راگھو کے لئے کیا حکم ہے۔" کمبا کے جانے کے بعد راگھو نے پوچھا۔ "کیا میں ان لوگوں کو ٹھکانے لگا دوں۔"

"نہیں .... انہیں آنے دے راگھو .... اور سن' جال تیار کر لے۔" شوالا نے ہاتھ سینے پر مارتے ہوئے کہا۔ "وہ میرا شکار ہیں .... انہیں پرندوں کی طرح جال میں پھانس کر شاکا کے حوالے کر دے .... میں دیکھتا ہوں کہ شاکا ان کے لئے کیا حکم دیتا ہے۔"

"ان کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکی اور بھی ہے........"راگھو کا لہجہ معنی خیز تھا "کیا

اسے بھی عظیم شاکا کی خدمت میں........"

"نہیں........"شوالا گرج کر بولا۔ "عظیم شاکا عمر کے معاملے میں بھی عظیم ہو چکا ہے' اسے خوبصورت لڑکیوں کے معاملے میں نہ الجھانا .... خوبصورت لڑکیاں صرف شوالا کی امانت ہوتی ہیں .... لڑکی کو کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہئے .... کیا سمجھا۔"

"سمجھ گیا........"راگھو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا پھر رخصت ہو گیا۔

شوالا آگے بڑھ کر زمین پر گھٹنے ٹیک کر بے ہوش مونیکا کے قریب بیٹھ گیا اور اسے یوں گھورنے لگا جیسے کوئی پجاری پوجا سے پہلے دیوی کا درشن کرتے وقت اسے عقیدت مند نظروں سے دیکھتا ہے ....

ناگری قریب کھڑی ہاتھ مل رہی تھی ....!!

○

غار میں گھپ اندھیرا تھا پھر وہ باہر سے آئے تھے اس لئے انہیں کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا لیکن ساتھیوں کی چیخ و پکار بہرحال ان کی قوت سماعت سے ٹکرا رہی تھی پھر سب سے پہلے روپا دوڑ کر شنکر سے لپٹ گئی اور خوف سے ہانپتے ہوئے بولی۔

"وہ .... وہ درندہ مونیکا کو اٹھا لے گیا اور ڈاکٹر........"

"کیا ہوا ڈاکٹر کو........"فیصل نے اندھیرے میں گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"میرا خیال ہے کہ اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے........"روپا کی آواز کپکپا رہی تھی۔

"درندہ کون تھا........"شنکر نے تیزی سے دریافت کیا۔

"ہم اسے ٹھیک سے نہیں دیکھ سکے لیکن........"روپا خوف سے لرزتے ہوئے بولی "بھگوان کے لئے مجھے چھپا لو' اگر وہ پھر آ گیا تو........"

"ہوش میں آؤ روپا" شنکر نے اسے تسلی دی "وہ فوری طور پر واپس نہیں آئے گا"۔

پھر تھوڑی دیر بعد وہ تاریکی میں دیکھنے کے قابل ہو گئے ڈاکٹر کی حالت دیکھنے کے بعد ان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے' وہ ابھی تک اکھڑی اکھڑی سانسیں لے رہا تھا لیکن بظاہر اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں تھی' اس کا پیٹ اس طرح چاک تھا جیسے کسی سفاک قاتل نے نہایت اطمینان اور سکون سے اسے کاٹا ہو' اس کی آنتیں پیٹ سے باہر نکلی ہوئی تھیں' وہ موت اور زیست کی کشمکش کے دوران اپنے ساتھیوں کو بڑی حسرت بھری

نگاہوں سے دیکھ رہا تھا' ڈاکٹر تھا اس لئے اس نے کمزوری کے باوجود اپنی آنتوں کو کمزور ہاتھوں کی گرفت میں سمیٹ رکھا تھا۔

"تم .... مایوس نہ ہو ڈاکٹر' خدا بہتر کرے گا۔" فیصل نے اسے جھوٹی تسلی دینے کی کوشش کی۔

"میں نے .... مونیکا کو .... بچانے کی کک .... کوشش کی تھی لل لیکن......."

"تم بولنے کی کوشش مت کرو۔" شنکر بولا۔

"نن نہیں .... اب تم لوگ .... مجھے بچا نہیں .... سکو گے۔"

"مایوسی گناہ ہے ڈاکٹر....... ہمت سے کام لو۔" تیمور بولا۔

"میرا ایک کام ....کک .... کرو .... او گے۔" ڈاکٹر نے نہایت کمزور آواز میں تیمور سے ہی کہا ....

"تم حکم دو ڈاکٹر......."

"میری لاش کو اٹھا کر .... روغ .... غغ .... او ...."خون کی الٹی اتنی شدت سے آئی کہ ڈاکٹر اپنا جملہ مکمل نہ کر سکا' اس نے آخری بار پتھرائی ہوئی نظروں سے شنکر کو دیکھا پھر اس کی گردن ایک سمت ڈھلک گئی' آنتوں پر اس کی گرفت بھی ڈھیلی پڑ چکی تھی' تیمور نے ہمت سے کام لیا اور ڈاکٹر ہی کے قمیص کا دامن کھینچ کر اس کا چہرہ ڈھانک دیا۔" اس کا کھلا ہوا پیٹ اور زمین پر بکھی ہوئی آنتیں نہایت کریہہ اور عبرتناک منظر پیش کر رہی تھیں تھوڑی دیر تک وہ گم صم بیٹھے اپنے ساتھی کی افسوسناک موت پر دل ہی دل میں ماتم کرتے رہے پھر شنکر نے کہا ....

"میرا مشورہ ہے کہ ڈاکٹر کو یہیں چھوڑ دیا جائے۔"

"کیا مطلب......."جاوید نے جذباتی لہجہ اختیار کیا۔" کیا ایک مسلمان کی لاش کو اس طرح بے گور و کفن لاوارث پھینک دیا جائے۔"

"عقل سے کام لو میرے دوست!" شنکر نے مدھم آواز میں سمجھایا۔ "یہاں تمہیں کوئی ایسی چیز نہیں ملے گی جس سے تم مرنے والے کی قبر تیار کر سکو نہ اتنا کپڑا میسر آئے گا جو کفن کے کام آ سکے.............."

"میرا مشورہ ہے کہ لاش کو سمندر میں بہادیا جائے۔" تیمور نے کہا۔ "بحری سفر میں اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ ہمیں لاش کو پتھروں کے انبار کے نیچے دفن کر دینا چاہئے۔" فیصل نے مشورہ دیا تو جاوید نے اثبات میں سر کو جنبش دے کر اس کے فیصلے کی تائید کر دی' اس کے بعد وہ ڈاکٹر کی لاش کو اٹھا کر باہر لے آئے جہاں صبح صادق کے آثار رات کی تاریکی پر آہستہ آہستہ غالب ہو رہے تھے' ڈیڑھ گھنٹے کی کوششوں کے بعد وہ ڈاکٹر کو ایک پتھریلی قبر کے نیچے چھپانے میں کامیاب ہو گئے تھے' شنکر نے اس کام میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا روپا نے بھی سب کا ہاتھ بٹانے کی حتی الامکان کوشش کی۔

آدھے گھنٹے کے بعد وہ ایک بار پھر سر جوڑے بیٹھے تھے غار اب پوری طرح روشن ہو چکا تھا' شنکر نے ان پیروں کے ایک دو نشانات کو بہت غور سے دیکھا جو کسی انسان اور بن مانس سے ملتے جلتے تھے۔ روپا بدستور سہمی ہوئی تھی اور سب کی موجودگی کے باوجود شنکر سے لگی بیٹھی تھی' اس کی نظریں خوف زدہ انداز میں بار بار اسی جانب اٹھ رہی تھیں جدھر سے اس نے تاریکی میں اس عفریت کو آتے اور مونیکا کو اٹھا کر فرار ہوتے دیکھا تھا' وہ بظاہر اتنی ہی چوڑی خلاء تھی جس میں سے دو تین آدمی بیک وقت گزر سکتے تھے۔

"مجھے اب تک اپنی قوت بصارت پر یقین نہیں آ رہا۔" جاوید نے گفتگو کی ابتداء کی "ہم آپس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے' مونیکا اور روپا ہم سے بمشکل چارپانچ قدم کے فاصلے پر تھیں جب اچانک وہ انسان نما درندہ نمودار ہوا لیکن اتنی خاموشی اور عیاری کے ساتھ کہ اگر مونیکا کی چیخ نہ سنائی دیتی تو شاید ہمیں اس کی آمد کا علم بھی نہ ہوتا۔"

"کیا مطلب .... کیا وہ زمین پر رینگتا ہوا داخل ہوا تھا۔" شنکر نے سوال کیا۔

"میرا یہی خیال ہے۔" جاوید نے کہا۔ "مونیکا کے ساتھ ہی روپا کی کربناک چیخ کی آواز ابھری تھی پھر ہم نے پہلی بار اس درندے کو دیکھا جو مونیکا کو کندھے پر ڈالے واپس جا رہا تھا .... سب سے پہلے ڈاکٹر نے اس پر جست لگائی تھی لیکن اس نے ڈاکٹر کو اتنی آسانی سے ہاتھ مار کر اچھال دیا جیسے وہ ربڑ کی گیند سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا پھر اس سے پہلے کہ ہم مزید کوئی مزاحمت کرتے وہ بندروں کی طرح جست لگاتا اس خلاء کی دوسری طرف نکل گیا .... ڈاکٹر کی کیفیت کا اندازہ ہمیں اس کے نگاہوں سے اوجھل ہونے کے بعد ہی ہو سکا تھا۔"

"میرا خیال ہے کہ اس بن مانس نے ایک ہاتھ میں چاقو تھام رکھا تھا تاکہ خطرے کی صورت میں اپنا دفاع کر سکے۔" تیمور نے اظہار خیال کیا

"اگر وہ بن مانس ہی تھا تو چاقو کے بجائے وہ پیٹ چاک کرنے کا کام اپنے نوکیلے پنجوں

سے بھی کر سکتا تھا۔" شنکر بولا۔

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا بہرحال اس کے جسم پر بڑے بڑے بال تھے اور وہ حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔"

"ڈاکٹر کو مارنے کے بعد اس نے اپنے حلق سے خرخراہٹ کی بڑی بھیانک آواز نکالی تھی۔" روپا نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ "انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ دوسروں کو اپنی دہشت سے خوفزدہ کرنا چاہتا ہو۔"

"لیکن مونیکا ہی کیوں......" شنکر نے سوال کیا۔

"کیا مطلب......" فیصل نے اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"اگر وہ کوئی آدم خور بن مانس یا اس سے ملتا جلتا کوئی درندہ تھا تو مردوں پر بھی حملہ کر سکتا تھا...... میرا مطلب ہے غار کے جس دہانے سے وہ اندر داخل ہوا اس کے نزدیک ڈاکٹر جاوید اور تیمور تھے لیکن اس نے ایسا نہیں کیا...... وہ رینگتا ہوا عورتوں کی جانب گیا پھر ان دونوں میں سے ایک کو کندھے پر لادنے کے بعد وہ اٹھ کر بھاگا تھا۔"

"یقیناً ایسا ہی ہوا تھا۔" تیمور نے کہا۔ "ہم پوری طرح بیدار تھے لیکن ہماری نظریں اس وقت اس پر پڑی تھیں جب مونیکا کی چیخ بلند ہوئی اور وہ اٹھ کر واپسی کے لئے لپکا تھا۔"

"اگر ڈاکٹر نے مزاحمت نہ کی ہوتی تو شاید وہ ہماری طرف توجہ بھی نہ دیتا۔" جاوید نے تیمور کی رائے سے اتفاق کیا۔

"لیکن عورت ہی کیوں اس کانشانہ بنی۔" فیصل نے شنکر سے پوچھا۔

"میں بھی اسی نکتے پر غور کر رہا ہوں۔" شنکر نے جواب دیا پھر چونک کر بولا۔

"ہوسکتا ہے وہ کوئی پالتو درندہ رہا ہو جس کو صرف عورتوں کو شکار کرنے کی خاطر ٹرینڈ کیا گیا ہو......"

"میں سمجھا نہیں......" تیمور نے حیرت کا اظہار کیا۔

"ایک بار گاہا نے دبی زبان میں مجھ سے ذکر کیا تھا کہ پڑوسی قبیلے کا نائب سردار حیرت انگیز قوتوں کا مالک ہے اور کچی شراب اور خوبصورت عورتیں اس کی سب سے بڑی کمزوری ہیں۔"

"کیا ہم صرف باتیں کرتے رہیں گے" اس بار روپا نے سنجیدگی سے کہا "ہمیں مونیکا کے لئے کچھ کرنا چاہئے...... ہمارا کوئی ترنت قدم (فوری اقدام) اسے موت کے منہ سے بچا سکتا ہے لیکن دیر ہو جانے کی صورت میں......"

"دھیرج سے کام لو روپا رانی...... میں ابھی معلوم کئے لیتا ہوں کہ مونیکا پر کیا بپتا ٹوٹی ہے۔" شنکر نے معنی خیز انداز میں کہا پھر آلتی پالتی مار کر بیٹھا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں......!!

○

ترشولی نے ناگری کو سامنے دیکھا تو اس کی پیشانی پر بل آ گئے' کبھی وہ ناگری کو بہت پسند کرتی تھی' دونوں میں بہت گاڑھی چھنتی تھی لیکن جب سے شوالا نے اسے اپنے لئے پسند کیا تھا اور اس کی گردن کے اوپر عقرب دیوتا کانشان داغا تھا ناگری صرف اس کے گن گانے لگی تھی' ترشولی اسے برداشت کرتی رہی لیکن جب ناگری نے بھی شوالا کی طرف داری میں اسے فیصل کا خیال دل سے نکالنے کی نصیحت کی تو اسے اس سے بھی نفرت ہو گئی اس نے ناگری سے صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ اگر وہ فیصل کے خلاف ہے تو اس سے ملنا بند کر دے' تب سے دونوں کا میل جول تقریباً ختم ہوگیا تھا چنانچہ اس وقت ناگری کو اپنے مقابل دیکھ کر اس کی پیشانی کا شکن آلود ہو جانا کوئی تعجب خیز بات نہیں تھی۔

"تم......" ترشولی نے تیکھے لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

"ہاں...... میں تمہارے لئے ایک خوشخبری لائی ہوں۔"

"کیا شوالا نے میرا خیال دل سے نکال دیا۔" ترشولی نے سپاٹ لہجے میں دریافت کیا۔

"نہیں......" ناگری سپاٹ آواز میں بولی "شوالا بدستور اپنی ضد پر قائم ہے۔"

"کیا تو یہی خوشخبری سنانے آئی ہے۔"

"میں تمہیں فیصل کے بارے میں بتانا چاہتی ہوں۔" ناگری نے سنجیدگی سے کہا۔ "کیا تم یقین کروگی کہ وہ اسی جزیرے پر ہے اس کے ساتھ اس کے کچھ ساتھی بھی ہیں۔"

"شوالا کی کوئی نئی چال......؟" ترشولی نے اسے مشکوک نظروں سے گھورا۔

"تم چاہو تو اپنے ذرائع سے تصدیق کر سکتی ہو...... ابھی کچھ دیر پیشتر شوالا نے کہا اور راگھو کے ذریعے ان کی ایک ساتھی مونیکا کو اٹھوا لیا ہے راگھو بتا رہا تھا کہ کمبا نے ان کے کسی ساتھی کا پیٹ بھی چاک کر دیا ہے لیکن وہ فیصل نہیں تھا۔"

ناگری نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ "شوالا کا کہنا ہے کہ شنکر نامی کوئی ہندو فیصل کی مدد کر رہا ہے۔"

"ناگری ...... تو شاید بھول رہی ہے کہ تیرے چہرے پر عقرب دیوتا کا نشان موجود ہے' تو شوالا کی منظور نظر ہے جبکہ میں اس سے شدید نفرت کرتی ہوں اور شوالا اس بات کو پسند نہیں کرے گا کہ تو اس کی راز کی باتیں اس کے دشمن کو بتائے۔"

"شوالا......" ناگری نے نفرت سے کہا پھر ہونٹ کاٹتے ہوئے بولی۔ "اب اس کا دل ناگری سے بھر چکا ہے' ابھی اس نے مجھے بھی خوشخبری سنائی تھی ...... جس روز تو شوالا کے سلسلے میں ہاں کر دے گی' اس رات وہ اپنی کامیابی کی خوشی میں مجھے بڑے دیوتا کے قدموں میں اپنے ہاتھوں سے قربان کر دے گا ...... مجھے اپنی زندگی سے اب کوئی پیار نہیں رہا لیکن میں چاہتی ہوں کہ تو اپنے فیصل کو بچا لے......"

"کیا وہ خطرے میں ہے................"

"ہاں ...... شوالا نے ایک شاطرانہ چال چلی ہے' اس نے راگھو کو حکم دیا ہے کہ وہ فیصل اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ کر عظیم شاکا کے روبرو پیش کر دے' شوالا دیکھنا چاہتا ہے کہ ایک سردار کی حیثیت سے شاکا پرنس فیصل کے حق میں کیا فیصلہ کرتا ہے۔"

"اوہ ...... یہ تو بہت بری خبر سنائی ہے تو نے......"

"شوالا صرف عیاش اور شرابی ہی نہیں ...... اپنی ذات میں نہایت مکار اور عیار بھی ہے۔" ناگری نے حقارت سے کہا۔

"ناگری......" ترشولی نے اسے ٹوکا "آہستہ بول' اگر شوالا کو تیری باتوں کا پتہ چل گیا تو وہ تجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

"اس وقت وہ مونیکا کی دھن میں مست ہے۔" ناگری زہرخند سے بولی۔ "کسی خوبصورت عورت کا قرب اسے اپنی موت سے بھی بے نیاز کر دیتا ہے' صبح تک وہ مدہوش ہی رہے گا................"

"کیا تجھے معلوم ہے کہ پرنس فیصل جزیرے کے کس حصے میں ہے؟"

"راگھو جانتا ہے ...... تو کہے تو میں تیری خاطر راگھو کو شیشے میں اتار سکتی ہوں۔"

"ناگری ...... میں تیرا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔" ترشولی نے کہا "تو صرف راگھو سے مجھے پرنس کا پتہ ٹھکانا لا دے۔ باقی کام میں کر لوں گی۔"

"میں تیرا یہ کام ضرور کروں گی لیکن ایک شرط پر۔" ناگری نے کہا "تو شوالا کے سلسلے میں کبھی ہاں نہ کرنا ...... وہ انسان نہیں' درندے سے بھی زیادہ بدتر ہے ...... ہاں' میں نے اسے بہت نزدیک سے دیکھا ہے' وہ اس قابل بھی نہیں کہ اس سے نفرت کی

جائے۔"

"تو مجھے پرنس کا کھوج لادے ناگری' پھر تو جو کہے گی میں وہی کروں گی۔"

"ٹھیک ہے ...... میں ابھی راگھو سے سب کچھ معلوم کر کے آتی ہوں۔" ناگری نے فیصلہ کن لہجے میں کہا پھر لمبے لمبے قدم اٹھاتی باہر نکلی لیکن دروازے سے پہلا قدم باہر نکالتے ہی یوں ٹھٹھک کر رک گئی جیسے کسی طاغوتی طاقت نے اس کے قدم جکڑ لئے ہوں' اس نے پھٹی پھٹی نظروں سے شوالا کو دیکھا جو پوری طرح ہوش و حواس میں نیزا ہاتھ میں لئے سینہ تانے کھڑا اسے انتہائی سفاک اور خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا......!!



شوالا کو خلاف توقع اپنے سامنے دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں' شوالا کے تیور خطرناک تھے' اس کی آنکھوں میں شیطانی رقص ہو رہا تھا' ایک لمحے کو ناگری کو اپنی بصارت پر یقین نہیں آیا' وہ شوالا کو شدید مدہوشی کے عالم میں مونیکا کے قریب چھوڑ کر آئی تھی۔ اسے یقین نہیں تھا کہ شوالا مدہوشی کے عالم میں بھی اس قدر محتاط رہنے کا عادی ہو سکتا ہے لیکن اب پانی سر سے گزر چکا تھا' شوالا کے تیور اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ اسے ناگری اور ترشولی کے درمیان ہونے والی گفتگو کا علم ہو چکا ہے' وہ لازوال اور پراسرار قوتوں کا مالک تھا ممکن ہے طاغوتی قوتوں نے شوالا کواس سازش سے باخبر کر دیا ہو جو ناگری کے ذریعے ہونے والی تھی.......

موت کو سر پر منڈلاتا دیکھ کر وہ سر تا پا لرز اٹھی' اسے معلوم تھا کہ شوالا خون سے ہولی کھیلنے کا عادی ہے' اس کی لغت میں رحم یا معاف کر دینے والے الفاظ نہیں تھے' اس کی آنکھوں میں رقص کرنے والی سفاکی اور درندگی بتا رہی تھی کہ وہ ناگری کے سلسلے میں کسی آخری اور خطرناک فیصلے پر پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے....... وہ سہمی ہوئی خاموش کھڑی اپنے دل کی ڈوبتی دھڑکنوں کا شمار کرتی رہی اسے شوالا سے رحم کی توقع نہیں تھی البتہ ایک موہوم سی امید باقی تھی وہ بھی اس لئے کہ شوالا نے ترشولی کو حاصل کر لینے کے بعد اسے دیوتاؤں کے قدموں پر قربان کرنے کا فیصلہ کیا تھا.......

کچھ دیر تک شوالا اسے سفاک اورخونخوار نظروں سے دیکھتا رہا پھراس کے تیور کا کھنچاؤ کم ہونے لگا۔

"ناگری......." اس نے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہا۔ "کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تو اس وقت ترشولی سے ملنے کیوں آئی تھی؟"

"مم .... میں' اسے تیرے حق میں ہموار کرنا چاہتی تھی۔"

"پھر....... ترشولی نے کیا جواب دیا کیا وہ ہموار ہو گئی؟"

"ابھی اس نے کوئی آخری فیصلہ نہیں کیا۔" ناگری نے تھوک نگلتے ہوئے جواب دیا۔

"تیرا کیا خیال ہے .... وہ مجھے قبول کر لے گی؟"

"مم .... میں کوشش کروں گی؟"

"کوشش سے کام نہیں چلے گا۔" شوالا نے الفاظ چباتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے گفتگو کی طرف اشارے کئے جو ناگری نے ترشولی سے کی تھی۔

"شوالا......." ناگری سہم کر بولی۔ "میں....... تجھ سے رحم کی درخواست کرتی ہوں۔"

"عیاش اور شرابی سے رحم کی درخواست کر رہی ہے....... تعجب ہے۔" شوالا نے طنزاً کہا۔

"میں ابھی مرنا نہیں چاہتی شوالا اس لئے......."

"اس لئے تو نے شوالا سے غداری کی جسارت کی۔" شوالا نے سرد آواز میں کہا۔ "کیا تو بھول گئی تھی کہ تیرے چہرے پر عقرب دیوتا کانشان موجود ہے؟"

"مجھے صرف ایک بار معاف کر دے شوالا......." ناگری نے گڑ گڑا کر کہا۔ "دوبارہ میں کبھی کوئی غلطی نہیں کروں گی۔"

"راکھو بھی تجھے فقیروں کی طرح للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتا ہے .... تو نے یہ بات شوالا کو کبھی نہیں بتائی۔" شوالا نے اس کی بات نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔ پھر سفاک لہجے میں بولا "تو نے ترشولی کے دل میں میرے خلاف زہربھر کر اپنی موت کو دعوت دی ہے .... یاد کر تو نے کہا تھا کہ میں انسان نہیں درندہ ہوں .... درندہ جس سے نفرت بھی نہیں کی جاتی .... یاد کر۔"

"رحم شوالا .... رحم"۔

"کمبا .... کمبا ...." شوالا زور سے گرجا تو انسان نما بن مانس جو کہیں قریب ہی چھپا تھا اچھلتا ہوا سامنے آ گیا' ناگری پوری جان سے لرز رہی تھی' شوالا نے کمبا کو گھورتے ہوئے پوچھا .... "کمبا' کیا تو انسان کی آنت کھانا پسند کرے گا۔"

جواب میں کمبا نے شوالا کو غور سے دیکھا پھر خوشی سے ناچنے لگا' اس کی للچائی ہوئی نظریں ناچتے ہوئے بار بار ناگری کی جانب اٹھ رہی تھیں' اب وہ شوالا کااشارہ سمجھ چکا تھا۔

"شوالا......." ناگری نے کپکپاتی آواز میں ایک آخری کوشش کی۔ "میں تجھے عقرب دیوتا کا واسطہ دیتی ہوں مجھے......."

"نہیں ...." شوالا خوفناک آواز میں بولا۔ "عقرب دیوتا کا مقدس نام اپنی گندی

زبان پر مت لا ...... شوالا تیری موت کا فیصلہ کر چکا ہے۔"

پھر شوالا نے اشارہ کیا تو کمبا نے ایک ہی جست میں جھپٹ کر ناگری کو دبوچ لیا' وہ ہذیانی انداز میں چیخ رہی تھی' اس نے خود کو کمبا سے بچانے کی کوشش کی لیکن پھر جو کچھ ہوا وہ بڑا عبرتناک تھا' کمبا نے کسی کھلونے کی طرح ناگری کو ہاتھوں پر گھما کر زمین پر چاروں شانہ چت گرایا اور پل بھر میں اپنے تیز ناخنوں سے اس کا پیٹ چاک کر دیا ...... ناگری کے حلق سے نکلنے والی آخری چیخ انتہائی کربناک تھی لیکن کمبا پر جنون سوار تھا۔

شوالا دور کھڑا حقارت بھری نظروں سے ناگری کی ادھڑی ہوئی لاش کو دیکھ رہا تھا

....

سب ہی کی نگاہیں شنکر پر مرکوز تھیں جو آلتی پالتی مارے آنکھ بند کئے بیٹھا تھا۔ بڑی دیر تک وہ اسی کیفیت سے دوچار رہا پھر اس نے آنکھیں کھول دیں' اس کے چہرے پر بڑی طاغوتی مسکراہٹ ابھر رہی تھی۔

"کیا معلوم کیا تم نے ......" سب سے پہلے روپا ہی نے سوال کیا۔

"کوئی چنتا مت کرو' مونیکا خیریت سے ہے۔"

"تم شاید ہمیں جھوٹی تسلی دے رہے ہو۔" روپا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "اس درندے نے کتنی آسانی سے ڈاکٹر کا پیٹ چاک کر دیا تھا' مجھے شبہ ہے کہ اب تک اس نے مونیکا کو بھی ٹھکانے لگا دیا ہوگا۔"

"نہیں ...... مونیکا پوری طرح محفوظ ہے۔" شنکر بولا۔ "وہ انسان نما بن مانس درندہ ضرور ہے لیکن میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔"

"کیا مطلب ......" تیمور نے سوال کیا۔

"پڑوسی قبیلے کے نائب سردار شوالا نے اس درندے کو پال رکھا ہے۔" شنکر نے فیصل کی سمت دیکھتے ہوئے جواب دیا "مونیکا اب شوالا کی تحویل میں ہے اور وہ درندہ ......"

"کیوں؟" جاوید نے شنکر کو کریدا۔ "تم درندہ کہہ کر خاموش کیوں ہو گئے؟"

"وہ درندہ شوالا کے اشاروں پر ناچتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی وہ آدم خور بھی ہے۔" شنکر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "انسانی جسم کی آنتیں کھانا اس کی سب سے بڑی

کمزوری ہے ...... اس نے ڈاکٹر کا پیٹ بھی غالباً اسی مقصد کے لئے چاک کیا تھا لیکن مونیکا کو اٹھا لینے کی جلدی تھی۔"

"کیا ...... کیا وہ واپس بھی آ سکتا ہے۔" روپا نے سہمے ہوئے انداز میں دریافت کیا اس کے ساتھ ہی وہ شنکر سے اور قریب ہو گئی۔

"نہیں ...... شوالا نے روک دیا اسے' وہ اب ادھر آنے کی حماقت نہیں کرے گا۔"

"گویا شوالا کو یہاں ہماری موجودگی کی خبر ہو چکی ہے۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں......" شنکر کا جواب مختصر تھا۔

"لیکن مونیکا ہی کیوں۔" جاوید نے کہا۔ "یہاں ہم لوگ بھی موجود تھے اور پھر بات اگر خوبصورت عورت کی تھی تو میرے خیال میں روپا' مونیکا سے زیادہ خوبصورت ہے۔"

"کیا اب تم مجھے خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔" روپا نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ شوالا کو ہماری موجودگی کا علم بعد میں ہوا ہے۔" شنکر بولا۔ "جس وقت اس نے کمبا کو روانہ کیا تھا اس وقت اسے غار میں صرف مونیکا کی موجودگی کی اطلاع ملی ہو گی۔"

"کمبا کس کا نام ہے۔" روپا نے پوچھا۔

"شوالا نے اس درندے کا نام کمبا ہی رکھا ہے ...... ممکن ہے وہ اسی نام سے جانا جاتا ہو۔"

"اب ہمارا آئندہ اقدام کیا ہوگا۔" جاوید نے سنجیدگی سے کہا پھر فیصل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم یہیں سے واپس لوٹ چلیں' مونیکا اور ڈاکٹر کا انجام ہمارے سامنے ہے' ہمارے پاس کوئی ہتھیار بھی نہیں ہے کہ ہم آدمخور درندوں کا شکار کر سکیں' خالی ہاتھوں موت کے منہ میں جانا کیا دانش مندی کے منافی نہ ہوگا۔"

"واپسی کے راستے بھی ہمارے اوپر گابا کی وجہ سے مسدود ہو چکے ہیں۔" فیصل نے ٹھوس آواز میں کہا۔ "اس جزیرے تک طوفان کی بے رحم موجوں نے ہماری رہنمائی کی تھی' یہاں سے واپسی کے لئے بھی ہمیں کسی طوفان ہی کا مرہون منت ہونا پڑے گا۔"

"تمہارا کیا مشورہ ہے......" جاوید نے شنکر کی سمت سپاٹ نظروں سے دیکھا۔

"ہمیں نراش نہیں ہونا چاہیے۔" شنکر نے کہا۔ "میں نے آنے والے خطروں کو محسوس کر لیا ہے' واپسی کے راستے پر گابا اور اس کے ساتھی ہماری تلاش میں ہوں گے اور

آگے شوالا اور عظیم شاکا ہمارا منتظر ہے .... ہمیں سوچ بچار کے بعد ہی کوئی قدم اٹھانا ہوگا۔

"تمہارے خیال میں کون سا راستہ زیادہ محفوظ ہوگا۔" تیمور نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم چونکہ اندھیروں میں دور تک دیکھنے کی طاقت رکھتے ہو اس لئے بہتر طور پر ہماری رہنمائی بھی کرسکتے ہو........"

"میری بات مانو گے تم........" شنکر نے تیمور کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کہو........"

"تم اور جاوید گابا کے جزیرے کی سمت واپس لوٹ جاؤ' وہاں ہمارے دوسرے ساتھی بھی ہیں' میں وشواس سے کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن ہو سکتا ہے کہ بھلائی کی صورت نکل ہی آئے........" شنکر کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"کیا مطلب........" جاوید نے تیزی سے کہا۔ "کیا تمہارے خیال میں میرا اور تیمور کا آگے جانا مناسب نہیں ہوگا۔"

"روپا کی موجودگی میں کیا تمہیں کبا نامی درندے سے کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔" تیمور نے جرح کی۔

"میں روپا کی زندگی کی بھی کوئی ضمانت نہیں دے سکتا۔" شنکر نے نہایت صاف گوئی سے جواب دیا۔ "روپا واپس جانا چاہے تو میں اسے بھی نہیں روکوں گا۔"

"کیا صرف تم اور فیصل محفوظ رہو گے؟" جاوید نے خشک لہجے میں دریافت کیا۔

"تمہاری ودیا ہمارے بارے میں کیا کہتی ہے۔" تیمور بولا "کیا ہمارے لئے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہے"۔

"میں .... میں کسی قیمت پر تم سے علیحدہ نہیں ہوں گی۔" روپا نے جذباتی انداز میں کہا پھر پوری شدت سے شنکر کا بازو تھام لیا۔

"موت اور زندگی خدا کے اختیار میں ہے۔" فیصل نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا' "میرا خیال ہے کہ اب ہمیں ساتھ ساتھ ہی رہنا چاہئے۔"

"تمہاری جوتش ودیا کیا کہتی ہے۔" تیمور نے براہ راست شنکر سے سوال کیا۔ "ہمیں کیا کرنا چاہئے؟"

"تم جو مرضی آئے کرو پر تو میرا فیصلہ اٹل ہے .... میں ہر قیمت پر روپا کے ساتھ آگے جاؤں گا۔" شنکر نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔

"اس پراسرار طاقت کی تلاش میں جو تم فیصل کے ذریعے حاصل کرنا چاہتے ہو؟" .... جاوید نے تیکھے انداز میں کہا۔ "کیا تمہیں امید ہے کہ تم اسے ہمارے بغیر حاصل کر لو گے؟"

"تم کس پراسرار طاقت کی بات کر رہے ہو۔" تیمور نے جاوید سے سوال کیا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم وقت برباد کر رہے ہیں۔" فیصل نے کہا۔

"اس ویران اور سنسان جزیرے میں ہمارے پاس ایک وقت ہی تو ہے جسے ہم بغیر کسی خطرے کے برباد کرسکتے ہیں۔" جاوید نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا پھر شنکر کو گھورنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ تم لوگ مجھ سے کوئی بات پوشیدہ رکھنے کی کوشش کر رہے ہو۔" تیمور نے فیصل کو مخاطب کیا۔ "کیا تم لوگ کسی پراسرار طاقت کی تلاش میں ہو؟"

"میں کسی پراسرار طاقت کی تلاش میں نہیں ہوں۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے صرف شوالا کی تلاش ہے جس نے اپنی طاغوتی قوتوں کے ذریعے میری بے قصور ماں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا' جس نے شنکر کے کہنے کے مطابق میری تمام جائیداد اور سرمایہ کو جلا کر راکھ کا ڈھیر کردیا ہے' میں شوالا سے ہر قیمت پر اپنا انتقام لینا چاہتا ہوں' خواہ اس کے لئے مجھے اپنی زندگی ہی کیوں نہ قربان کرنی پڑے .... مجھے شاکا کی بھی تلاش ہے جس نے مجھے موت سے ہمکنار کرنے کی خاطر فریب کے خوبصورت جال بنے تھے .... اور اب .... جبکہ قسمت ہمیں شوالا کی بستی کے قریب لے آئی ہے میں کسی قیمت پر بھی واپسی کا تصور نہیں کرسکتا........"

"میں ایک دوست کی حیثیت سے آخری سانس تک تمہارے ساتھ رہوں گا۔" جاوید نے کہا پھر دوبارہ شنکر کو گھورتے ہوئے بولا۔ "تمہاری ودیا اگر میرے حق میں موت کی پیش گوئی کرتی ہے تو مجھے اس کی بھی کوئی پروا نہیں ہے۔"

"تم جذباتی ہو رہے ہو میرے متر........" شنکر نے کہا۔ "کیا کیا ہونے والا ہے یہ کیول بھگوان کے اور کوئی نہیں جانتا لیکن جوتش ودیا کاحساب کتاب بھی غلط نہیں ہوتا۔"

"میرا خیال ہے کہ ہمیں یہ فیصلہ کر لینا چاہئے کہ حالات خواہ کچھ ہوں ہم ایک ساتھ ہی رہیں گے۔" تیمور نے مشورہ دیا۔

"تمہارا کیا فیصلہ ہے۔" جاوید نے فیصل سے دریافت کیا "کیا ہمیں آگے چلنا چاہئے؟"

"ہاں......" فیصل نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو ہم بہت جلد شوالا کی بستی تک پہنچ جائیں گے۔"

"ٹھیک ہے ...... میں تمہارے ساتھ ہوں۔" جاوید بھی کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

تیمور اور شنکر کے علاوہ روپا بھی اٹھ کھڑی ہوئی پھر فیصل کے اشارے پر شنکر نے اس راستے کی سمت قدم بڑھانا شروع کیا جس سے کمبا مونیکا کو لے گیا تھا ...... روپا نے بدستور شنکر کا بازو تھام رکھا تھا ...... !!!

○

شاکا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا' ترشولی اسے ناگری کی زبانی معلوم ہونے والی تفصیل بتا رہی تھی پھر جب ناگری کی عبرتناک موت کا ذکر ختم ہوا تو شاکا اٹھ کر ٹہلنے لگا' اس کے تیور خطرناک ہو رہے تھے' ٹہلتے ٹہلتے وہ رکتا اور ہاتھ ملنے لگتا تھا' بوڑھا کاہن اعظم انگروما بدستور اپنی جگہ بیٹھا کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔ کچھ دیر تک ماحول پر پراسرار خاموشی طاری رہی پھر شاکا نے پلٹ کر انگروما کی طرف دیکھا۔

"سن رہا ہے تو ...... شوالا میرا امتحان لینا چاہتا ہے ...... وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ عظیم شاکا فیصل اور اس کے ساتھیوں کے حق میں کیا فیصلہ کرتا ہے"۔

"شوالا صرف عظیم قوتوں کا مالک ہی نہیں بلکہ دوراندیش بھی ہے۔" انگروما نے کہا۔ "ایک سردار کی حیثیت سے تیرا فرض ہے کہ اجنبیوں کے ساتھ وہی سلوک روا رکھا جائے جو اب تک ہوتا چلا آیا ہے ...... فیصل کا معاملہ تیرے لئے سب سے زیادہ اہم ہے"۔

"میں ...... میں اسے کسی قیمت پر معاف نہیں کر سکتا۔" شاکا جھنجلا گیا۔ "پانی اب سر سے اونچا ہو گیا ہے لیکن شوالا ...... وہ میرا نائب ہونے کے باوجود میرے لئے مشکلات پیدا کر رہا ہے۔"

"کیا کاہن اعظم کو خصوصی اختیارات حاصل نہیں ہیں۔" ترشولی نے کہا۔ "شوالا کو اس کی حرکتوں کی سزا کے طور پر اس کے موجودہ عہدے سے سبکدوش بھی کیا جا سکتا ہے......"

"نہیں......" انگروما نے ترشولی کو تیز نظروں سے گھورا۔ "تیرے دل میں ابھی تک

فیصل کا خیال ہے اس لئے تیری کوئی بات قبول نہیں کی جا سکتی۔"

"شوالا نے ایک اجنبی لڑکی مونیکا کو اٹھوا کر اپنے پاس رکھا ہے ...... کیا کسی پردیسی لڑکی کو اس طرح پناہ دینا جزیرے کے مروجہ اصول کی خلاف ورزی نہیں ہے......"

"لڑکیوں اور عورتوں کا معاملہ کچھ اور ہے ...... تو نہیں سمجھ سکے گی۔"

"پھر میرا معاملہ بھی کچھ اور ہے......" ترشولی نے نفرت کا اظہار کیا۔ "میں نے بھی کوئی سنگین جرم نہیں کیا۔"

"لڑکی......" انگروما کا لہجہ سرد ہو گیا "کیا تو اپنی زبان بند نہیں رکھے گی؟؟"

"ڈیڈ......" ترشولی نے شاکا کو مخاطب کیا۔ "کیا جزیرے کا یہ دستور نہیں کہ شوالا سے مقابلہ کر کے جیتنے کی صورت میں کوئی دوسرا بھی میرا حقدار ثابت ہو سکتا ہے......"

"یہی دستور ہے......" کاہن اعظم نے کہا۔ "لیکن مقدس شوالا کے مقابلے میں کون اپنی موت کو دعوت دے گا؟؟"

"پرنس فیصل......" ترشولی نے تیزی سے جواب دیا۔ "جب موت ہی اس کا مقدر ہے تو پھر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر مرنے سے فائدہ......؟ میں اسے شوالا سے مقابلے پر آمادہ کروں گی ...... میں دیوتاؤں کے حضور گڑگڑا کر اس کی فتح کی بھیک مانگوں گی۔"

"ترشولی......" شاکا حلق کے بل چلایا' اس کی نگاہوں سے نفرت کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔"

"ڈیڈ......" ترشولی نے تڑپ کر کہا۔ "اگر شوالا ہی میرا مقدر تھا تو پھر تم نے مجھے اس تہذیب میں سانس لینے کا موقع کیوں فراہم کیا جو آج میرے اور تمہارے لئے پریشانی کا باعث بنی ہوئی ہے ...... مجھے اس جزیرے میں پڑے رہنے دیا ہوتا جہاں تہذیب ہی تہذیب کے نام پر ایک بدنما داغ ہے ...... دوسری لڑکیوں کی طرح میں بھی سہمی ہوئی اور لرزتی کانپتی شوالا کی ہو جاتی' وہ مجھے درندوں کی طرح روندتا اور میں تمہاری تہذیب کے نام پر گھٹ گھٹ کر اندر ہی اندر مرتی رہتی......"

"ترشولی......" کاہن اعظم غصے سے لرزتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ "گستاخ ہو رہی ہے ...... اپنی زبان کو لگام دے۔"

"تو ...... تو میری مجبوری نہیں سمجھ سکے گی ترشولی۔" شاکا نے کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا "میں بتاتا ہوں تجھے ...... دراصل تیری ماں کا تعلق بھی اس جزیرے سے نہیں تھا' وہ بھی اجنبی مسافروں کے ساتھ کسی طرح یہاں تک آ

گئی تھی، ہم نے مروجہ قانون کے تحت مردوں کو ٹھکانے لگا دیا تھا' تیری ماں مجھے اچھی لگی تھی اس لئے میں نے اسے اپنا لیا' وہ مجھے اپنا محسن سمجھ کر میری پوجا کرنے لگی' ہاں ترشولی .... وہ بہت اچھی تھی' میری کسی بات سے اس نے کبھی انکار نہیں کیا تھا .... اسی لئے میں بھی اس کی آخری خواہش پوری کرنے پر مجبور ہوگیا .... تیری پیدائش کے بعد وہ بہت بیمار رہنے لگے تھی' کوئی موذی مرض اس کی ہنستی کھیلتی زندگی کا روگ بن گیا تھا پھر جب اس کا آخری وقت قریب آیا تو اس نے مجھ سے ایک التجا کی تھی ' اس نے کہا تھا کہ میں تجھے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے ایک بار مہذب دنیا کی طرف ضرور بھیجوں .... مجھے تیری ماں سے بہت پیار تھا اسی لئے میں نے تجھے تعلیم کی خاطر مہذب دنیا میں بھیج دیا' میں نے تیری ماں کے مرنے کے بعد دوسری شادی بھی نہیں کی لیکن .... میں صرف تیرا باپ ہی نہیں جزیرے کا سردار بھی ہوں اور ایک سردار کی حیثیت سے میں شوالا کے مقابلے میں تیری پسند کو ترجیح نہیں دے سکتا .... پرنس فیصل کو ہر قیمت پر دیوتاؤں کے حضور بھینٹ چڑھنا ہوگا۔"

"ڈیڈ .... میں تمہاری مجبوریوں کی قدر کرتی ہوں لیکن کیا ایک سردار کی حیثیت سے تم فیصل کو شوالا سے ایک بار مقابلہ کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔"

"دے سکتا ہوں لیکن سوچ لے .... جو موت فیصل کو شوالا کے ہاتھوں نصیب ہو گی وہ اس موت سے بہت زیادہ اذیتناک ہو گی جو دیوتاؤں کے قدموں میں قربان ہونے سے ہوتی ہے .... تو فیصل کا عبرتناک انجام نہیں دیکھ سکے گی۔"

"تم اسے مقابلے کی اجازت دے دو ڈیڈ .... میں بعد میں تم سے کوئی شکوہ نہیں کروں گی۔"

"کیا تجھے یقین ہے کہ فیصل' شوالا کے مقابلے میں ایک منٹ بھی کھڑا ہو سکتا ہے۔" انگروما نے دریافت کیا۔

"جنگ کا انجام ہمیشہ ایک فریق کی فتح اور دوسرے کی موت ہوتا ہے ' مقدس کاہن اعظم۔" ترشولی نے خشک آواز میں کہا۔ "میں بھی قسمت کے فیصلے کو گلے لگا لوں گی۔"

"ایک بار پھر غور کر لے......." انگروما نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ "فیصل سے مقابلے کے بعد شوالا تیری زندگی موت سے بھی زیادہ تلخ کر دے گا۔"

"مجھے منظور ہے کاہن اعظم"۔ ترشولی نے زہر خند سے جواب دیا۔ "میں تمہاری مجبوریوں سے بھی واقف ہوں۔"

"کیا یہ تیرا آخری فیصلہ ہے......." انگروما کے تیور بدلنے لگے۔

"ہاں .... میں اپنا فیصلہ تبدیل کر کے بزدلی کا ثبوت نہیں دوں گی۔"

"تو پھر ایک بات اور کان کھول کر سن لے۔" انگروما چڑ کر بولا۔ "اگر تیرے خیال کے مطابق فیصل جیت گیا تو تجھے اپنے چاہنے والے کے ساتھ اس جزیرے کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہنا ہوگا۔"

"کیا یہ بھی یہاں کی پرانی ریت ہے......." ترشولی نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں ....یہ انگروما کا فیصلہ ہوگا جس پر تم کو عمل کرنا ہوگا۔"

"انگروما......." شاکا نے احتجاج کیا۔ "کیا تو بھی میرے لئے مشکلات پیدا کرنا چاہتا ہے؟"

"مجھے افسوس ہے مقدس شاکا لیکن میں مجبور ہوں .... قبیلے کا کاہن اعظم ہونے کی حیثیت سے میرے اوپر بھی کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں' ہم بیرونی تہذیب کو یہاں پھیلنے پھولنے کی اجازت نہیں دے سکتے' تم نے جو کہانی شروع کی تھی آج اس کا انجام بھی ہمارے سامنے ہے' اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو ہماری تہذیب آہستہ آہستہ فنا ہو جائے گی .... نہیں شاکا' نہیں .... میں اپنی دیرینہ تہذیب کو اتنی آسانی سے قربان نہیں ہونے دوں گا' اگر یہ مٹ گئی تو ہماری شناخت بھی مٹ جائے گی پھر ہمارے اور دوسرے افراد کے اندر کوئی فرق نہیں رہ جائے گا' ہو سکتا ہے ایک نئی تہذیب ایسی جنم لے جو ہمارے اندر بزدلی پیدا کر دے اور اگر ایسا ہوا تو قبیلے کے لوگ اپنے کاہن اعظم کو کبھی معاف نہیں کریں گے۔"

"تم پریشان مت ہو ڈیڈ .... اگر قسمت نے یاوری کی اور پرنس نے شوالا کو پچھاڑ دیا تو میں خود تمہاری دنیا کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر اسی دنیا میں واپس لوٹ جاؤں گی جو ماں کی طرف سے میرے خون میں رچی بسی ہے۔"

"تو باپ سے بغاوت کرے گی......." شاکا نے اسے سپاٹ نظروں سے گھورا۔

"تم سے نہیں ڈیڈ .... تمہاری تہذیب سے۔"

"کس تہذیب کو برا سمجھ رہی ہے تو .... جس نے تیری ماں کو موت کے پنجے سے نجات دلائی تھی یا جس نے ایک سردار قبیلے کی ریت توڑ کر تجھے مہذب دنیا کے سفر کی اجازت دے دی تھی"۔ شاکا جذباتی ہو گیا۔ "تو باپ کو کس بات کی سزا دے گی' اس پیار کی جس کی خاطر تو عالم وجود میں آئی یا اس محبت کی جس نے تیرے باپ کو تیری ماں کی مجبوریوں پر ترس کھانے پر مجبور کر دیا تھا' کیا پرنس تجھے اتنا ہی عزیز ہے کہ تو اس کی خاطر

اپنے باپ سے منہ موڑ لے گی؟"

"ڈیڈ ......ایک بار تم نے میری ماں پر احسان کیا تھا' اس کی خاطر اپنی ریت اوراپنا رسم و رواج توڑا تھا' ایک بار اپنی بیٹی پر بھی احسان کر دینا' اگر میرے خواب پورے ہو جائیں تو میری خاطر اس قبیلے کو چھوڑ دینا اور ......اور اگر تم نے ایسا نہ کیا ڈیڈ تو ترشولی بیچ منجدھار میں تڑپ تڑپ کر اور سسک سسک کر دم توڑ دے گی۔"

"تو شاید اپنے ہوش و حواس میں نہیں ہے......" انگروما نے قدرے درشت لہجے میں کہا۔

"ہاں مقدس کاہن اعظم ...... تم چاہو تو مجھے سنگسار کرنے کا حکم سنا دو لیکن یہ حقیقت ہے کہ تمہاری تہذیب کی گھٹن نے مجھے باغی بنا دیا ہے۔" ترشولی نے سنجیدگی سے کہا " تم مجھے موت کی سزا سناؤ ...... میں ہنستے ہنستے تمہارا حکم تسلیم کر لوں گی لیکن شوالا مجھے منظور نہیں ہے......" پھر اپنا جملہ مکمل کرنے کے بعد وہ تیزی سے پلٹی اور دوڑتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔

انگروما اور شاکا ایک دوسرے کو عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے ان نظروں میں برسوں کی رفاقت کا احساس بھی شامل تھا اور فرائض منصبی کی گھٹن آمیز تلخیاں اور مجبوریاں بھی شامل تھیں ...... !!

○

شوالا کی شعلہ بار نگاہیں اُس سفید گلوب پر مرکوز تھیں جو اس کے سامنے رکھا ہوا تھا' وہ کمرے میں تنہا نہیں تھا' اس کے علاوہ اس کا دست راست راگھو بھی تھا اور مونیکا بھی تھی جو ایک طرف سہمی سمٹی بیٹھی شوالا کو خوفزدہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی' گلوب کے ساتھ ہی بچھو والی وہ مالا بھی رکھی تھی جو کچھ دیر پیشتر شوالا کے گلے میں موجود تھی۔

بڑی دیر تک وہ ٹکٹکی باندھے سفید گلوب کو گھورتا رہا' اس کے کان پوری توجہ سے اس گفتگو کو سن رہے تھے جو عظیم شاکا' ترشولی اور قبیلے کے کاہن اعظم انگروما کے درمیان ہو رہی تھی 'کالے جادو کا وہ عمل شوالا نے ہڈیوں کے تاجر راؤرک سے سیکھا تھا اوراسی کے ذریعے اس کی آنکھیں اور کان اس وقت پوری طرح بیدار تھے' گلوب میں اڑتے ہوئے دھندلے بادل' بادلوں کے درمیانی انسانی شکلیں اوران کے درمیان ہونے والی باتیں جادو کے

زور سے شوالا تک پہنچ رہی تھیں پھرجب ترشولی اسے رد کرنے کے بعد کمرے سے نکل گئی تو شوالا کسی چوٹ کھائے ہوئے زخمی آدخور درندے کی مانند اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا' اس کی آنکھوں میں ایسی ہی وحشت اوردرندگی تھی کہ راگھو اس کا دیرینہ ساتھی ہونے کے باوجود سرتاپا لرز اٹھا' مونیکا سمٹ کر بیٹھ گی۔

"راگھو......" شوالا نے خلاء میں گھورتے ہوئے تلخ لہجے میں کہا۔ "ترشولی کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے کیا وہ شوالا کو قبول کر لے گی؟"

"تو قبیلے کا مرد آہن ہے شوالا ...... ترشولی خوش قسمت ترین لڑکی ہے جسے تو چاہتا ہے' وہ بھی تیرے قرب کو اپنے لئے ایک اعزاز سمجھے گی۔"

"تو شاید ایک بات بھول رہا ہے ...... اسے مہذب دنیا کی ہوا لگ گئی ہے اور وہ ...... وہ فیصل سے پیار کرنے لگی ہے......"

"فیصل کی موت اب تیرے ہاتھوں یقینی ہے۔" راگھو نے کہا۔ "اس کی موت کے بعد ترشولی......"

"نہیں......" شوالا نے گرج کر کہا۔ "وہ مجھے ہرقیمت پر ٹھکرانے کا فیصلہ کر چکی ہے' اسے شوالا کے بجائے موت گوارا ہو گی۔"

"یہ تیرا وہم ہے شوالا......" راگھو نے بوکھلا کر کہا۔ "ترشولی ایسا نہیں کرسکتی۔"

"کرسکتی ہے ...... اس لئے کہ وہ عظیم شاکا کی بیٹی ہے اور شاکا ہمارا سردار ہے' اسے ہمارے مقابلے میں زیادہ اختیارات حاصل ہیں۔"

"اس کے باوجود تو ترشولی کو طاقت کے زور پر حاصل کر سکتا ہے ...... یہ ہمارے قبیلے کی پرانی ریت ہے۔" راگھو نے کہا۔ "کون ہے جو تیرے مقابلے میں آ کر اپنی موت کو گلے لگائے گا......"

"ترشولی کا عاشق ...... فیصل۔" شوالا نے جوا... میرے
مقابلے پر کھڑا کرنے کا خواب دیکھ رہی ہے' شاکا اور کا ... شش
کی تھی لیکن اس نے ان دونوں کی بات ماننے سے انکا
"فیصل اور تیرا مقابلہ کرے گا......"
"ہاں ...... ترشولی نے یہی فیصلہ کیا ہے اور ... شاکا سے کہا ہے
کہ فیصل کی فتح کے بعد وہ اس کے ساتھ اس جزیر... ے خیرباد کہہ جانے
...... سنا تو نے راگھو ...... وہ شوالا کے آہنی بازوؤں ... ے آنے یہ بھی محسوس

.... فرار کا راستہ تلاش کر رہی ہے۔"

"کاہن اعظم اور مقدس شاکا نے کیا فیصلہ کیا ہے۔" راگھو نے پوچھا۔ کیا وہ ترشولی کے ہم خیال بن گئے ہیں؟

"نہیں .... ترشولی کی ضد کے آگے وہ دونوں بھی بغلیں جھانک رہے ہیں .... اب شوالا اور فیصل کا مقابلہ ناگزیر ہے۔" شوالا نے کہا پھر دیوانہ وار قہقہہ لگاتے ہوئے بولا ....۔ "وہ مہذب دنیا کا چھوکرا پہاڑ سے ٹکر لے گا .... ہاہا .... ہاہا .... ذرا غور کر راگھو .... سوچ .... وہ منظر کیا ہوگا جب وہ میرے قدموں میں پڑا ہاتھ جوڑے مجھ سے زندگی کی بھیک مانگ رہا ہوگا۔ .... رحم کی درخواست کر رہا ہوگا اور قبیلے کے تمام لوگ شوالا .... شوالا .... شوالا کی تان لگا رہے ہوں گے .... ہو سکتا ہے عظیم شاکا کی سرپھری بیٹی بھی اپنے چاہنے والے کی زندگی بچانے کی خاطر میرے سامنے سرنگوں ہوجائے لیکن میں .... قسم ہے مجھے عقرب دیوتا کی کہ میں فیصل کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کروں گا .... میں اس کے سر کو قلم کرنے کے بعد قبیلے کے ایک ایک فرد کو دکھاؤں گا .... اس کی لاش خشک ہونے تک قبیلے کے سب سے بلند درخت پر الٹی لٹکی رہے گی اور ترشولی .... میں اسے طاقت کے بل پر حاصل کرنے کے بعد .... تو بتا راگھو' میرے انتقام کی انتہا کیا ہو سکتی ہے۔" شوالا نے اپنا جملہ نامکمل چھوڑ کر راگھو کو گھورتے ہوئے دریافت کیا۔

"تو ترشولی کے خوبصورت جسم کو دیوتاؤں کے سامنے مقدس آگ کے شعلوں کی نذر کر دے گا۔"

"نہیں .... شوالا' ترشولی کے کندن جیسے جسم کو آگ کے حوالے نہیں کرے گا .... اگر میں نے ایسا کیا تو یہ کمبا کے ساتھ حق تلفی ہوگی......."

"کمبا......." راگھو کانپ کر رہ گیا۔

"ہاں .... اب شوالا ترشولی کی تقدیر رقم کرے گا۔ یہ شوالا کا فیصلہ ہے راگھو .... اٹل فیصلہ' جسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بدل سکتی۔"

"میرے لئے کیا حکم ہے......." راگھو نے کہا "تو اشارہ کرے تو میں فیصل کو چٹانوں کے اندر ہی دفن کر دوں۔"

"نہیں......." شوالا چیخ کر بولا۔ "وہ ترشولی کا پیارا ہے .... تو اس کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کرے گا .... یہ شوالا اور ترشولی کا ذاتی معاملہ ہے جسے شوالا ہی انجام تک پہنچائے گا....... تو فیصل اور اس کے ساتھیوں کو میرے حکم کے مطابق جال میں پھانس کر

شاکا کے حوالے کر دے لیکن اب بات غور سے سن .... ان کے ساتھ جو لڑکی ہے وہ صرف شوالا کی امانت ہے .... مقدس عقرب کے جلال کی قسم اب اس قبیلے میں وہی ہوگا جو شوالا چاہے گا .... میں عظیم شاکا اور کاہن اعظم کو بھی دیکھ لوں گا اور ترشولی کی نفرت کا انتقام بھی ضرور پورا کروں گا .... تجھے نہیں معلوم راگھو .... اس نے عظیم شاکا سے کہا ہے کہ جب اس کے خواب پورے ہو جائیں تو وہ بھی ترشولی اور فیصل کے ساتھ اس جزیرے کو خیرباد کہہ دے .... ہاہا .... ہاہا....... ہاہا وہ خوبصورت ناگن شوالا کی ناکامی کا خواب دیکھ رہی ہے .... مم میں....... میں اس کے غرور کو خاک میں ملا دوں گا .... اس کے حسن اور اس کی خوبصورتی کو غارت کر دوں گا' اس کے چہرے کو اس طرح مسخ کر دوں گا کہ مقدس شاکا بھی اسے شناخت کرنے سے انکار کر دے گا .... اسے اپنی خوبصورتی پر ناز ہے راگھو .... شوالا اس کی خوبصورتی کو مٹا کر کھنڈرات میں تبدیل کر دے گا۔" شوالا نے جنونی انداز میں کہا۔ وہ دیوانگی کی کیفیت سے دوچار تھا پھر اس کی نظر اچانک مونیکا پر پڑی تو اس کی آنکھوں میں رقص کرتے شعلوں کی لپک اور تیز ہو گئی .... وہ سفاک لہجے میں بولا' "میں ترشولی کے ساتھ ساتھ ہر اس خوبصورتی کو مٹا کر برباد کر دوں گا جو شوالا سے نفرت کا تصور بھی کر سکے۔" شوالا نے خونخوار آواز میں کہا پھر کسی درندے ہی کی مانند مونیکا پر ٹوٹ پڑا اور اس کے چہرے کو نوچنے کھسوٹنے لگا' مونیکا ہذیانی انداز میں چلاتی رہی اور اس کی چیخ کی آوازوں کے ساتھ شوالا کے قہقہے بھی بلند ہوتے رہے .... شاید وہ وقتی طور پر اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا....... !!

راگھو نے وہاں سے خاموشی کے ساتھ نکل جانے میں ہی عافیت سمجھی تھی .... !!

○

تیمور کے ذہن میں پراسرار طاقت والی بات رہ رہ کر کھٹک رہی تھی' اسے یقین تھا کہ کوئی بات ایسی ہے جو اس سے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے' گابا اور پوما کے جزیرے کو دیکھ لینے کے بعد اسے امید ہو چلی تھی کہ کچھ روز زندگی باقی رہے گی لیکن مونیکا اور ڈاکٹر کا انجام دیکھ لینے کے بعد اسے زندگی کی امید نہیں رہی تھی اگر اس کے اختیار میں ہوتا تو واپس پوما کے قبیلے کے سمت لوٹ جاتا لیکن نکا اور فیصل نے ہر قیمت پر آگے جانے کی ٹھان لی تھی' چار و ناچار اسے بھی اپنی آمادگی کا اظہار کرنا پڑا ویسے اس نے یہ بھی محسوس

کیا تھا کہ جاوید بھی حالات کے تانے بانے میں الجھ کر رہ گیا تھا۔

غار کا وہ اندرونی راستہ صرف اتنا ہی کشادہ تھا کہ دو آدمی بمشکل ایک ساتھ آگے بڑھ سکتے تھے' روشنی بھی اتنی مدھم تھی کہ رات کا گمان ہو رہا تھا البتہ ہوا خاصی خوشگوار تھی' شنکر اور روپا آگے آگے تھے' روپا نے خوف کے زیراثر شنکر کے بازو کو پوری شدت سے تھام رکھا تھا شاید وہ شنکر کے وجود سے اپنی زندگی کی بقاء کو وابستہ کر چکی تھی' شنکر کے بعد دو تین قدم پیچھے فیصل تھا اور اس کے پیچھے جاوید اور تیمور تھا۔ ان کے درمیان کسی قسم کی کوئی گفتگو نہیں ہو رہی تھی' سب ہی غالباً آئندہ پیش آنے والے حالات کے بارے میں غور کر رہے تھے یا پھر ان کے ذہن میں ابھی تک اس انسان نما بن مانس کا خوف باقی تھا جس نے پلک جھپکتے میں نہ صرف یہ کہ ڈاکٹر کا پیٹ چاک کر دیا تھا بلکہ نہایت آسانی سے مونیکا کو بھی اٹھا لے گیا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ اسی طرح خاموشی کے ساتھ غار کے تنگ راستے سے گزرتے رہے پھر تیمور نے جاوید سے قریب ہوتے ہوئے آہستہ سے دریافت کیا............

"کیا تم اپنی مرضی سے آگے قدم بڑھا رہے ہو؟"

"میں اور تم کیا .... تاریک براعظم میں ایک بار پھنس جانے کے بعد بڑے بڑے سیاح اور مہم جو بھی خود کو اس وقت تک مجبور اور بے بس ہی سمجھتے ہیں جب تک کوئی معجزہ انہیں مہذب دنیا تک واپس نہ پہنچا دے۔"

"کیا سردار پوما کا قبیلہ ہمارے لئے زیادہ بہتر نہیں تھا۔"

"موت برحق ہے میرے دوست"۔ جاوید بولا "کیا تم موت سے خوفزدہ ہو۔"

"نہیں......" تیمور نے تیزی سے کہا۔ "میں موت سے نہیں ڈرتا' سمندری سفر کے دوران شدید طوفانوں میں گھر کر میں نے بارہا موت کو بہت قریب سے دیکھا ہے لیکن ایک بات میرے ذہن کو بری طرح الجھا رہی ہے۔"

"وہ کیا......"

"ہم سب ایک ہی حالات کا شکار ہیں' کچھ دیر پیشتر ڈاکٹر ہمارے درمیان موجود تھا لیکن پل بھر میں ایک درندے نے اس کو ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا کردیا' کون جانے اگلے لمحے کس کی باری آ جائے .... ایسے حالات میں کیا ہمیں ایک دوسرے سے رازداری برتنی مناسب ہے۔"

"سمجھ گیا .... تمہارا ذہن شاید ابھی تک اس پراسرار طاقت والی بات میں الجھا ہے

جو میں نے کہی تھی"۔

"ہاں .... کیا تم مجھے اس کے بارے میں بتانا پسند کرو گے۔"

"وہ بات بھی شنکر نے کہی تھی۔" جاوید نے مدھم لہجے میں کہا۔ "اس کا خیال ہے کہ آگے چل کر فیصل کو کوئی ایسی پراسرار طاقت ملنے والی ہے جسے حاصل کرنے کے بعد وہ لازوال قوتوں کا مالک بن جائے گا۔"

"تمہارا دل کیا گواہی دیتا ہے .... کیا شنکر نے وہ بات محض فیصل کو خوش کرنے کی خاطر کہی ہوگی۔"

"میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن ایک بات طے ہے .... شنکر کے اندر یقیناً کوئی بدروح موجود ہے' ہو سکتا ہے اس نے محض اسی طاقت کے حصول کی خاطر ہم سے رشتہ قائم کر رکھا ہو۔"

"فیصل کا کیا خیال ہے......؟"

"میں اپنا خیال تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں۔" جاوید کے بجائے فیصل نے قریب آتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "میں صرف شوالا اور شاکا سے اپنا انتقام لینا چاہتا ہوں خواہ اس کا انجام کچھ ہی ہو .... شنکر سے ہماری ملاقات بحری عقاب پر ہوئی تھی اس لئے تم میری بات پر اعتماد کرو....... ہم نے یہ سفر کسی پراسرار طاقت یا خزانے کے حصول کے لالچ میں اختیار نہیں کیا......"

"لیکن کیا تم نے غور کیا ہے میرے دوست کہ ہم نہتے ہیں۔ اور ہمارا مقابلہ وحشی درندوں سے ہو گا۔" تیمور نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

سردار پوما کے قبیلے میں بھی ہم وحشیوں کے رحم و کرم پر تھے فیصل نے کہا۔ "موت تو بہرحال ایک نہ ایک دن آنی ہے پھر اس سے ڈرنے سے کیا حاصل۔"

"کیا ہمارا شنکر پر اندھا اعتماد مناسب ہے۔" تیمور ہی نے دریافت کیا۔

"تمہاری مرضی پر ہے .... مت کرو اعتماد' لیکن ایک بات ہم سب کو معلوم ہے کہ شنکر مقامی زبان بھی جانتا ہے .... کیا اس کے بغیر ہم یہاں کے سیاہ فام اور وحشی لوگوں کو اپنی بات سمجھا سکیں گے......"

"تم شاید ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔" جاوید نے ایک طویل سرد سانس لے کر کہا۔ "وقت اور حالات نے شنکر کو ہماری ضرورت بنا دیا ہے .... ہم اس کے بغیر شاید ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتے۔ .... اس کی پراسرار طاغوتی قوتیں بھی ہمارے کام آتی رہیں گی

.... میرا خیال ہے کہ وہ گھپ اندھیروں کے باوجود آنے والے لمحات کو محسوس کر سکتا ہے اور ان کے خطروں سے آگاہ ہو جاتا ہے۔"

اور ٹھیک اسی وقت شنکر روپا سے سرگوشی کر رہا تھا۔

"جیون کا انت ہمیشہ منش کی مرضی کے انوسار (مرضی کے مطابق) نہیں ہوتا' قدم قدم پر کٹھنائیاں اسے گھیرتی ہیں لیکن جیت ہمیشہ اس کی ہوتی ہے جو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرانے کا عادی ہو........"

"شنکر .... کیا ہم وحشیوں کی دنیا سے کبھی زندہ واپس لوٹ سکیں گے۔" روپا نے سہمی ہوئی آواز میں دریافت کیا۔

"تجھے شاید ابھی پراسرار شکتیوں کا اندازہ نہیں ہے روپا رانی۔" شنکر نے سرگوشی کی۔ "میری ایک بات دھیان سے سن' تیری آنکھوں میں' میں نے ایسی شکتی پیدا کر دی ہے کہ اگر تو کسی کو غور اور نفرت سے گھورے گی تو وہ شیش ناگ کے زہر کا شکار ہو جائے گا .... تو اگر چاہے تو اپنا شریر چھوڑ کر کسی اور مردے کا شریر بھی اپنا سکتی ہے لیکن آدھے گھنٹے سے زیادہ اپنا شریر خالی کبھی نہ چھوڑنا ورنہ سارا کھیل خراب ہو جائے گا۔"

"تم .... تم شاید روپا کو بہلانے کی کوشش کر رہے ہو۔" وہ بڑی معصومیت سے بولی۔

"ایک بات اور گرہ میں باندھ لے .... جب تک کوئی اہم ضرورت نہ ہو تو اپنی شکتیوں کو بلاوجہ تماشائی بنانے کی حماقت نہیں کرے گی۔" شنکر نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔

"تم ...." روپا نے اسے تاریکی میں گھورتے ہوئے کہا۔ "تم یہ سب باتیں اب کیوں بتا رہے ہو اس سے پیشتر تو تم نے مجھے کبھی ایسی کوئی بات نہیں بتائی۔"

"اب تجھے ان باتوں کو جاننے کی ضرورت ہے۔" شنکر نے سرگوشی کی۔ "میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ آگے خطرات ہماری راہ میں گھات لگائے بیٹھے ہیں' ہم کو اب ایک ایک قدم پھونک پھونک کر اٹھانا ہوگا.........."

"کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم واپس لوٹ چلیں۔" روپا نے شنکر کے بازو پر اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں .... شنکر قدم آگے بڑھانے کے بعد پیچھے ہٹانے کا عادی نہیں ہے......" شنکر نے سنجیدگی سے کہا پھر اپنی رفتار تیز کر دی' پندرہ منٹ بعد وہ غار کے دہانے کی دوسری جانب سنگلاخ چٹان کے دامن میں موجود تھے۔

"کیا یہی شوالا کا قبیلہ ہے........" جاوید نے کہا پھر اس کی نظریں اطراف کا جائزہ لینے لگیں جہاں دور دور تک آدم زاد یا بستی کا کوئی نشان موجود نہیں تھا البتہ کچھ فاصلے پر گھنے درختوں کا جنگل سا نظر آ رہا تھا۔

"حیرت ہے........" فیصل نے شنکر سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اگر شوالا کو غار میں ہماری موجودگی کا علم ہو گیا تھا تو اس کے آدمیوں کو یہاں ہمارے استقبال کو موجود ہونا چاہئے تھا۔"

شنکر نے کوئی جواب دینا چاہا تھا لیکن ٹھیک اسی وقت اوپر سے ایک وزنی جال پھینکا گیا اور وہ سب اس کے اندر پھنس کر ہاتھ پیر مارنے لگے' چٹان کے اوپر راگھو اور اس کے ساتھی کھڑے ہوئے ان کی بے بسی پر زور دار قہقہے لگا رہے تھے ....!!

